باہتمام عابد رضا بیدار ڈائرکٹر

شعرا کے تذکرے

قاضی عبدالودود
(م ۱۹۸۴ء)

خدابخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ

Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

Marfat.com

Marfat.com

باہتمام عابد رضا بیدار

شعرا کے تذکرے

قاضی عبدالودود
(م ۱۹۸۴ء)

ذخیرہ محمد اقبال مجددی

خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری پٹنہ

Marfat.com

137862

تقسیم کار :
○ مکتبہ جامعہ لمٹیڈ، جامعہ نگر، نئی دہلی۔ ۱۱۰۰۲۵

صدر دفتر :
○ مکتبہ جامعہ لمٹیڈ، جامعہ نگر، نئی دہلی۔ ۱۱۰۰۲۵

شاخیں :
○ مکتبہ جامعہ لمٹیڈ، اردو بازار، دہلی۔ ۱۱۰۰۰۶
○ مکتبہ جامعہ لمٹیڈ، پرنسس بلڈنگ، بمبئی۔ ۴۰۰۰۰۲
○ مکتبہ جامعہ لمٹیڈ، یونیورسٹی مارکیٹ، علیگڑھ۔ ۲۰۲۰۰۲

اشاعت : ۱۹۹۵ء

قیمت : دوسو روپے

پاکیزہ آفسیٹ، شاہ گنج، محمد پور روڈ، پٹنہ۔۶ میں طبع ہوئی۔

Marfat.com

حرفے چند

قاضی صاحب کے کارناموں کو ان کی خواہش کے مطابق یکے بعد دیگرے پیش کرنے کا منصوبہ بن گیا، جس میں اوّلیت مختصر، مستقل بالذّات تحریروں کو دی جاتی تھی۔ ان میں بحیثیت محقق محمد حسین آزاد، عبدالحق اور غالب کا جائزہ تھا، کلامِ دلدآرا اور دیوانِ رضا عظیم آبادی کی تدوینات تھیں؛ اور ایک منتخب مجموعہ 'اثباتِ بہار' کی ترتیب تھی جس میں ان کی ہر نوع کی ایک تحریر شامل ہے۔ بحیثیت محقق محمد حسین آزاد والا جائزہ اور دیوانِ رضا کی تدوین، مکتبہ جامعہ کے لائق سربراہ شاہد صاحب کی جانسوزی سے جنوری ۸۴ء میں قاضی صاحب کے ہاتھوں میں پہنچ چکی تھیں۔ اثباتِ بہار کی وہ صرف پہلی کاپی دیکھ پائے (کہ یہ ابھی کتابت کی منزلوں سے گزر رہی تھی)۔ رہے نام ذاتِ حق کا! اور رہے نام حق کی جستجو کرنے والے اس بے لاگ محقق کا جس نے سچ کی تلاش میں، سچ سننے، سچ دیکھنے اور سچ کہنے کی ایک بار قسم کھائی تو موت تک اس کو نبھا دیا!! سچ، صرف سچ، اور سچ کے سوا کچھ بھی نہیں!!

○

شعرائے اردو کے تذکرے قاضی کا دل پسند موضوع تھا۔ تذکرے پڑھتے تھے؛ مضامین لکھنے کے لیے بار بار استعمال کرتے تھے: اس لیے ان تذکروں کی قدر و قیمت، جس کی جو بھی رہی ہو، آہستہ آہستہ ان پر روشن ہوتی جاتی تھی۔ پھر جب کبھی موقع تھا، ان تذکروں کا جائزہ لیتے رہتے۔ مطبوعہ مضامین کی شکل میں یہ جائزے ۱۹۵۱ء سے ۱۹۶۸ء کے عرصہ پر پھیلے ہوئے ہیں۔ البتہ ایک استثنا 'تذکرہ روزِ روشن' پر مختصر سا نوٹ ہے۔ یہ ۱۹۴۱ء کی بات ہے اور اسی کے اگلے سال ۱۹۴۲ء میں 'بیدل اور تذکرہ خوشگو' والا مضمون ہے۔

"تذکرہ مسرت افزا" انہوں نے الگ سے ایڈٹ کیا۔ اس کا متن معاصر پٹنہ، حصہ ۵-۸، ۱۴۰ء میں چھپا اور اس پر تفصیلی مضمون رسالہ اردو ۱۹۶۸ء میں نکلا۔ 'تذکرہ مسرت افزا' الگ سے پورا تذکرہ ہی پیش کیا گیا ہے۔ اسلیے اس مجموعہ میں شامل کرنے کے بجائے مستقل بالذات حیثیت سے الگ کتاب کی صورت میں شائع کیا جا رہا ہے۔ ابن امین اللہ طوفان کا "تذکرہ شعرا" پہلے ہی الگ سے شائع ہو چکا ہے۔ اب یہ اکیس مقالات پر مشتمل مجموعہ، تذکروں کے تذکرہ کی تکمیل کر رہا ہے۔

Marfat.com

یہ قاضی صاحب کے ان مضامین کا مجموعہ ہے جو انھوں نے وقتاً فوقتاً اردو کے بعض تذکروں کے بارے میں لکھے۔ ایک مضمون فارسی گو شعرا کے تذکرہ "روز روشن" پر ہے، ایک اور مضمون ایک بیاض کے بارے میں بھی ہے۔ یہ بیاض جو اس وقت نمائش کے لیے آئی تھی، اب خدا بخش لائبریری میں محفوظ ہے۔ یہ دونوں فارسی شعرا پر ہیں اس لیے انہیں ترتیب میں الگ سے آخر میں آنا چاہیے تھا۔ لیکن سب تذکروں میں زمانی ترتیب چل رہی تھی اس لیے انہیں بھی جہاں زمانہ کے لحاظ سے ہونا چاہیے تھا، وہیں رہنے دیا گیا ہے۔

یہ مضامین بیشتر نئی کتابت میں پیش کیے جا رہے ہیں۔ 'بیاض مہجور بنارسی' پر جا بجا قاضی صاحب کی اصلاحیں تھیں، اس لیے ان اصلاحوں سے مزین اس مضمون کی قدیم طباعت کا آف پرنٹ بھی جوں کا توں دیا جا رہا ہے۔

ــــــ ع ب

Marfat.com

شعرا کے تذکرے

قاضی عبدالودود
(م۔ ۱۹۸۴ء)

Marfat.com

Marfat.com

فہرست

فارسی تذکرے اور ریختہ گو شعرا	نوائے ادب بمبئی، اپریل ۱۹۵۷ء	۱
اقتباسات سفینۂ خوشگو	نوائے ادب بمبئی، جولائی ۱۹۵۷ء	۱۶
بیدل اور تذکرہ خوشگو	معارف اعظم گڑھ ۴۹/۵، مئی ۱۹۴۲ء	۳۲
〃 〃 〃	〃 〃 ۵۰/۱ جولائی ۱۹۴۲ء	۴۷
سفینۂ خوشگو اور فارسی گویان عظیم آبادی	مہر نیمروز، (خاص نمبر) جولائی/اگست ۱۹۵۷ء	۵۷
گلشن سخن	معاصر پٹنہ (عہد جدید) حصہ ۲۷	۶۳
تذکرہ یوسف علی خاں	نوائے ادب بمبئی، اپریل ۱۹۵۱ء	۷۳
تذکرہ شورش	ندیم، جون ۱۹۴۱ء	۸۴
خاتمہ خلاصۃ الافکار	نوائے ادب بمبئی جولائی/اکتوبر ۱۹۵۱ء	۸۷
گلشن ہند	معاصر (عہد جدید) حصہ ۱۵	۱۰۷
سفینۂ ہندی اور ریختہ گو شعرا	نوائے ادب، بمبئی اکتوبر ۱۹۵۷ء	۱۴۸
عمدۂ منتخبہ یعنی تذکرۂ سرور	اشتر و سوزن ۱۹۶۵ء	۱۶۴
گلشن بے خار	نوائے ادب، اپریل ۱۹۵۳ء	۲۱۸
خلاصۃ تذکرۃ الاکابر	معاصر (عہد جدید) حصہ ۱۸	۲۳۷
طبقات شعرائے ہند	معاصر (عہد جدید) حصہ ۹	۲۶۴
گلشن ہمیشہ بہار	مطالعہ، پٹنہ، نومبر و دسمبر ۱۹۶۸ء	۲۸۰
گلستان سخن	دلی کالج میگزین، ۱۹۵۳ء	۲۹۷
روز روشن: شعرائے فارسی گو کا ایک تذکرہ	بہار کی خبریں، اگست ۱۹۶۱ء	۳۲۷
بیاض عنایت حسین خاں مہجور بنارسی	نوائے ادب بمبئی جنوری ۱۹۶۰ء	۳۳۲
〃 〃 〃 (اصلاحات قاضی عبدالودود)	〃 〃 〃	۳۴۷
آب حیات کے دو مآخذ	معاصر (عہد جدید) حصہ ۱	۳۶۳
آب حیات اور طبقات الشعرا	معاصر (عہد جدید) حصہ ۴	۳۶۷
سوز اور آب حیات	نیا دور، لکھنؤ، اگست ۱۹۶۳ء	۳۷۳

●●

Marfat.com

Marfat.com

فارسی تذکرے اور ریختہ گو شعرا

(۱)

مقالۂ ہذا میں ایسے شاعروں کے تراجم تو ہیں جن کی ریختہ گوئی متعین نہیں، لیکن، ایسے شعرا کی طرف جن کی ریختہ گوئی کا مدار بعض غیر معتبر اشخاص کے اقوال پر ہے، توجہ نہیں کی گئی۔ بعض شعرا سے متعلق ایسی باتیں جو عام طور پر معلوم ہیں اور جن کے بارے میں کسی قسم کا اختلاف موجود نہیں حذف کر دی گئی ہیں اور بہت سے مقامات سے غیر ضروری الفاظ بھی نکال دیے گئے ہیں۔ متن، محذوفات سے قطع نظر، عموماً وہی ہے جو پیش نظر خطی نسخوں میں ہے اور قیاسی تصحیح بہت کم کی گئی ہے۔ مصنفین کے لفظی و معنوی اغلاط کی نشاندہی نہیں کی گئی اور فارسی اشعار ایک دو جگہ کے سوا نقل نہیں ہوئے۔

(الف) "ہمیشہ بہار":-

"ہمیشہ بہار" کشن چند، اخلاص دہلوی، کا شاگرد قبول کا لکھا ہوا ہے جو بقول مصنف "باغ معانی" عہد احمد شاہ میں فوت ہوئے ہیں۔ دیوان تاباں کے مقطع ذیل میں جس کشن چند کا نام آیا ہے وہ یقین ہے کہ یہی ہیں:

سخن میں ان کے محبت کی بو ہے اے تاباں   رکھیں ہیں تب تو کشن چند جی سے ہم اخلاص   ص ۲۰

دیباچے میں ہے کہ ہمیشہ بہار کا آغاز عہد جہانگیری کے شعراء سے ہوا ہے، لیکن اخلاص کا بیان ہے کہ بعض اکبری شعرا بھی شامل کر لیے گئے ہیں۔ تذکرے کا سال اختتام ۱۱۳۶ھ ہے جو بقول اخلاص "ہمیشہ بہار" کے اعداد کو دو سے ضرب دینے سے نکلتا ہے۔ نسخۂ پیش نظر کتب خانۂ خدا بخش پٹنہ کا ہے۔

(۱) امیر خاں، انجام بن نواب امیر خاں کہ... احوال آبائے عظام ایں خلاصۂ بوستان سیادت بر تمام عالم روشن است...:

من از جمعیت آسودگان خاک دانستم   کہ غیر از خشت بہر خواب راحت نیست بالینے

از دوئی تا بر دل روشن غبار شک نماند   می تواں کردن بہر خشت اشتباہ آئینہ را

گر بر سر من دست کرم تاک ندارد   مینائے دلم شعلۂ ادراک ندارد

فریاد کہ پیراہن دیوانگی من   چوں دامن صحرا خبر چاک ندارد

Marfat.com

(۲) سراج الدین، آرزو از جواہر زواہر اشعار لعل آبدار بدخشاں را بخاک و خوں نشانده ... دیوان رنگین ترتیب داده ...

(۳) شاه ولی الله، اشتیاق از نبایر شیخ احمد سرہندی مشہور بحضرت ایشاں مظہر اخلاق ستوده و اوصاف حمیده ... و از جواہر علم و وفا متجلی و از شاگردان ... قبول است و در فن شعر طبع رسائے دارد ...

(۴) انسان کامل، میرزا عبدالقادر بیدلؔ بر بام اخضر این نه رواق سپہر کوس ملک الکلام بنام نامی او صلا می دہد و قدوسیاں بالائے عرش نوبت مسلمی سخن باسم گرامی آں سخن آفریں می زنند. شاہراہ حقیقت و دانائے کہنہ طریقت ... پیشوائے اہل تجرید، سرزمرۂ اہل دید بود. در وصف ذات مجمع کمالاتش ہر چہ نویسم کم است. دہلی بیمن قدوم ... آں پردۂ بحر حقیقت حکم بسطام داشت. دیوان غزلش زیاده از یک لک بیت خواہد بود، و یک دیوان قصیده و یک دیوان رباعی و مثنوی نیز دارد و کتابے از نثر نوشتہ مسمیٰ بچہار عنصر متضمن به نکات غریبه و رقعات خود نیز جمع نموده ...

(۵) شرف الدین علی، اکبرآبادی، پیام ... زبان شعر درست دارد ...

(۶) محمد علی، حشمت متوطن تبت از شاگردان قبولؔ ... چندیں تکلف می کرد باز مسیحا ... اختیار نمود، جوانیست خوش ظاہر و ترکیب و تقطیع دلچسپی دارد. باوجودیکہ سنش از سی تجاوز کرده، لیکن، تاحال ہم نوجواناں شانزده ساله دل کش است، چنانچہ ... صائب ... فرماید:

گذشت عہد شباب و ہنوز رعنائی — دریں دیار کہ زادی ہنوز آں جائی

و براحوال و محرر ایں کلمات بسیار شفیق است و از مدت بسیار رفیق. خط نستعلیق. نیز می نویسد و در علوم عجیبه و غریبه کہ تفصیل آں نوشتن مناسب نیست بافقیر مناسبتے دارد ...

خط تو دید مسیحا و گفت بادل ریش — کہ ایں سیاه قلم کار خوب استاد است

(۷) قمرالدین، مخاطب نظام الملک، بشاکر تخلص ... ذات بابرکاتش بجوہر زہد و تقویٰ آراستہ و از علوم عقلی و نقلی نیز بہره داشتہ. الحال ... ہندستان در قلمرو آں وزیر صائب تدبیر است، گاہے گاہے بخیال شعر نیز می پردازد و دیوانے ترتیب داده ...

(۸) شیخ عطاء الله، عطاؔ ... متوطن امروہہ سخن را بہ لطافت و ظرافت اکثر ادا می نمود و از شاگردان ... بیدل بود ... وقتیکہ ... بیدل ... قلمدان باو عطا کرد، عطا ایں رباعی انشا کرد:

بیدل شہ اقلیم کمال ہر فن — از گوشۂ چشم دل نظر داشت بمن

Marfat.com

از روے عنایت قلمدان دیاض — فرمود مرا وزارت ملک سخن

بعمر چہل سالگی در شاہجہاں آباد ... درگذشت۔ راقم ... "آشنا رفتہ حیف" تاریخ وفاتش گفتہ۔

(۹) حقائق و معارف آگاہ، شیخ سعد اللہ، گلشن، در خدمت ... میاں گل، وحدت تخلص ارادت صادق بہم رسانید و در رکاب ایشان بہ زیارت حرمین ... سعادت اندوز شد۔ بعد آں چند سال در احمدآباد گجرات اوقات بسر برد۔ آخر العمر در ... شاہجہاں آباد استقامت ورزید۔ ذات شریفش بسیار بوارستگی و بے یقینی موصوفست۔ خالی از شوق و نیاز و سوز و گداز نیست در عالم غزل نازک بند و معنی یابست، دیوان غزلش قریب لک بیت خواہد بود ...

(۱۰) سخن ور نامی میرزا گرامی خلف و شاگرد ... قبول گرامی تخلص پیر و مرشد سخن سنجانست، مردیست قلندر مزاج از دنیا و مافیہا رستہ، اشعار بارتبہ می گوید و تلاش معانیہاے غریب دارد و شور البطرزے می خواند کہ سامع صورت معنی را براے العین مشاہدہ نماید و جلوۂ ابکار افکار را بچشم سر معاینہ کند ...

(۱۱) فضائل و کمالات مرتبت، میرزا معز فطرت، مخاطب بموسوی خاں در عہد ... عالمگیر بہند آمدہ و بمنصب غیر معتد بہ ممتاز شد۔ آخر عمر ہر گاہ ترک منصب نمود ... نامعلی این چند بیت نوشتہ فرستاد:

دولت شاہی مسلم طبع آزاد ترا — ترک مکتب خانہ میموں باد استاد ترا

چوں تو عالی ہمتے پابند منصب بود حیف — واہماند رگستن باد صیاد ترا

اکثر اوقات ... بمطالعہ و درس معقول و منقول مصروف می بود، بحسب اتفاق گاہے فکر شعر نیز میکرد ... در دقیقہ سنجی و معانی بندی بے نظیر عصر خود بود۔ درین بیت قصیدہ ... صائب کہ در تعریف عمارت گفتہ:

چوں لباس غنچہ تنگی می کند بر دوش گل — بر شکوہ ایں عمارت بر زبان آسماں

بالمشافہہ دخل کرد کہ در لفظ "بر" در مصراعین خلاف محاورہ است ... صائب بعد رد و بدل بسیار معترف شد و در دکن ... رخت اقامت بہ ... عالم بقا بربست۔ سرخوش تاریخ وفاتش از مصراع اخیر ایں قطعہ برآوردہ ... :

معز الدین محمد موسوی حیف — ز عالم سوے ملک معنوی رفت

کشید آہ و بگفتا عقل تاریخ — معز الدین محمد موسوی رفت

(۱۲) اندرام، مخلص از شاگردان ... بیدل ... اکثر سنجیدہ می گوید و مشق سخن را بمرتبہ رسانیدہ ...

Marfat.com

(۱۲) نعمت اللہ خاں، خلف... روح اللہ خاں.. نعمت تخلص و در بعضے غزلہائے نعمت اللہ ہم تخلص می کند... در شعر یگانہ آفاق ولطائف عالیۂ شعر رعایتے می نماید کہ کسے از امراکم کردہ (ایک لفظ پڑھا نہیں جاتا) و حسن خلق ایں منظہر فیض الٰہی از احاطۂ تحریر برتر است .. .

(ب) باغ معانی :-

باغِ معانی کا جو نسخہ میری نظر سے گزرا ہے، کتب خانہ خدا بخش پٹنہ کا ہے اور اس سے متعلق ضروری معلومات معاصر ۲ ص ۱۰۹ میں مندرج ہیں۔ اس تذکرے میں سودا کا جو تذکرہ ہے وہ معاصر ۲ ص ۱۱۰ میں نقل ہو چکا ہے اس لیے اس مقالے میں شامل نہیں :

(۱) میرزا محمد کاظم آگاہ تخلص نیشاپوری خالی از علم و شعور نبودہ، در عہد... فرخ سیر از دیار خود ہند آمدہ در دہلی بسر می کرد... میر لطف اللہ حسینی ترمذی کہ ملازم نواب اغر خاں، ترک جنگ، دیدہ تخلص کہ احوال شعرائے زمان شاہ عالم بہادر شاہ تا عہد محمد شاہ... حسب الفرمان نواب نوشتہ نامش صلاح بیگ نوشتہ و نوشتہ کہ در جرگۂ ملازمان بادشاہ در فرقۂ خاص چوکی منتظم بود، ہم ایں بیت بنامش نوشتہ . . .

(۲) سراج الدین علی خاں آرزو... اصلش از گوالیار... سلسلۂ نسبش از جانب پدر بشیخ کمال الدین خواہرزادۂ... چراغ دہلی میرسد و از جانب مادر بشیخ محمد غوث گوالیاری... خودش اوائل حال تا چاردہ سالگی بتعلیم پرداخت، بعد ازاں ایام بشاعری رغبت کردہ، با اہل سخن ساخت۔ اشعار خود را اول بخدمت میر عبدالصمد سخن ... من بعد از نظر... احسنی... می گذرانید۔ چوں بسن رشد رسید از شہر خود بلشکر... عالم گیر... بجانب دکن رفت ہر گاہ بادشاہ مذکور رفوت کرد... اعظم شاہ... جلوس کردہ بہ سمت دہلی... متوجہ گشت، خان نیز ہمراہ لشکر تا وطن آمدہ دیگر بارہ باستفادۂ کمال پرداخت و در خدمت مولانا عماد الدین، مشہور بہ درویش محمد بکسب علوم مفہوم و معلوم مشغول شد، در اندک مدت تحصیلش مرتبۂ تکمیل یافت در اکثرے علوم منقول و معقول خصوصاً مصطلحات علمی ماہر و از بسیارے مراتب علمیہ باخبر شد۔ سیما در فن سخنوری سر آمد عصر و از اساتذۂ مقرر دادۂ عہد گشت۔ تالیفات مفیدہ متعدد در اکثر فنون شعر وغیرہ چوں اصطلاحات و لغت و معانی و بدیع دارد۔ مولف اکثرے را مطالعہ کردہ ام و... مجمع النفائس در سنہ یک ہزار و یک صد و شصت و دو ہجری... بخوبی تالیف نمودہ، قریب صد دیوان... انتخاب زدہ قلمی کردہ... ابیات پسندیدہ نوشتہ، ہم مکرر بر سراپائے آں گذشتہ ام اگرچہ بجہت عدم اطلاع کلی بر مقاصد و مطالب فن تاریخ کہ فن علیحدہ است

Marfat.com

باختصار احوال نویسندہ و بعضے جاہا... بہ تکرار اشعار و حالات شعرا... پرداختہ و بسبب شیخوخت...... آب محرم مخرب دماغ قوت حافظہ اش ہم در خلل بود لیکن واقعی آنست کہ دریں عہد سرآمد صاحب طبعان ہندستان و فخر شعرائے ایں امکان بود سے خاں... بعد تحصیل چندے بہ گوالیار و چندے بہ اکبر آباد بہ سبب می برو تا ہنگامہ ...محمد شاہ با... عبداللہ خاں جنگ کردہ غالب آمد و بادشاہ داخل... دہلی گشت او از گوالیار بہ شاہجہاں آباد وارد گشتہ، ہانجا رحل اقامت انداخت، اوائل بخدمت امرائے دیگر آخر در سلک رفقائے...موتمن الدولہ ...اسحاق خاں ——— انتظام یافت بعد فوتش پر تو التفات... خلف بزرگش نجم الدولہ... بیش از بیش بروجنات حالش تافت و خیلے صحبتش بالنواب کوک شد و از جملہ مخصوصان محفل خاص گشتہ، فی الجملہ جمیعتے پیدا کردہ برفاہ و فلاح بسر میکرد۔ بعد کشتہ شدن نجم الدولہ و آشوب دہلی ہمراہ... سالار جنگ برادر خرد نواب مرحوم مذکور بسمت صوبۂ اودھ پیش رکن السلطنت... شجاع الدولہ... کہ در آں زماں دائرۂ دولت ایشاں در پایہ گھاٹ... بودہ آمد، چوں در آں ہنگام نواب بدفع ہنگامۂ... راجۂ بنارس بودند آنصوب عازم بودند در اثنائے راہ در نالۂ کراہ کردکرہ ہے جون پور واقع است و زمین ناہموار اچار و شارع دشوار گذار... و علاوہ بسبب موسم برشگال صعب... از بہلی سواری بزیر افتاد استخوان پایش از جا بیجا شد و ضرب عظیم رسید و از الم آں تصدیع بسیار کشید۔ بعد مدتے ازاں عارضہ شفا یافت بعد یک سال سنہ ہزار و یک صد و شصت و ہشت در لکھنؤ حیات مقدرش... انجامید... چوں در سفر بنارس اتفاق فرود آمدن فقیر متصل ایشان واقع می شد بنابر انس من بایں فن و ارتباط بزرگاں خیلے بر من شفقت می فرمود۔ مولف... ایں تاریخ... بہ سلک نظم کشیدم:

اے دریغا از انقلاب جہاں	آہ از گردش رواں افسوس
رفت در زیر خاک نادر عصر	پیشوائے سخنوراں افسوس
گوہر کاں فضل بود دریغ	گشت زیر زمیں نہاں افسوس
رفت آں فخر اہل ہند و رہی	از صفا باجہاں جہاں افسوس
از پے سال رحلتش گفتم	آرزو رفت از جہاں افسوس

آں مرحوم سہ دیوان غزلیات وارد مثنوی محمود و ایاز بسیار خوب گفتہ...

(۳) محمد فاضل آزاد... گجراتی از سادات علوی احمد آباد... بادشاہ ناصر علی... و... بیدل... ملاقات کردہ و سہ ہزار و صد و چہل و ہشت در بھروچ من مضافات احمد آباد فوت کرد...

Marfat.com

(۴) "سید غلام علی آزاد... ولادتش بست و پنجم صفر سنہ ہزار و یک صد و ہفدہ ہجری در بلگرام رو نمودہ بعد ارتقا بسن رشد... فاضل بے ہمال و شاعر خوش مقال گشت... بعد ادائے مناسک حج... بدکن آمدہ در اورنگ آباد فروکش کردہ... امراو ناظم آنجا خیلے بہ سلوک پیش آمدند و بسیار توقیر و احترامش نمودند، خصوصاً ... ناصر جنگ اصلاح شعر از آں می گرفت و بسیار عنایت می فرمود۔ الیٰ یومنا ہذا در آں مکان بجمعیت خاطر آسودہ دل فارغ البال بسر می برد ہر کہ از اہل سخن آنجا وارد می شود بہ سلوک پیش می آید و رعایتہا می نماید۔ در فنون سخن وری ماہر و بہر نوع شعر گفتن قادر... خصوصاً در تاریخ گوئی کمال قدرت دارد... ہنگامیکہ در سیوستان بودہ ... ید بیضا... تالیف نمودہ، تاریخ اتمامش: طبع کلیم ید بیضا... تالیف نمودیافتہ، مؤلف مکرر آنرا مطالعہ نمودہ، از آں سلیقہ اش تواں دریافت اگرچہ در احوال... در ایراد اشعار طریق اختصار اختیار کردہ... و انتخاب ہیچ یک از دواوین متقدمین و متاخرین نکردہ، لیکن بسلیقہ نوشتہ۔ از زبانی حکیم بیگ خاں و... واقف کہ ہر دو کس از طرف کعبہ برگشتہ آنجا وارد شدہ بودند و سلوک شفقانہ دیدہ، شنیدہ شد کہ حالا تذکرۂ دیگری نویسد و برعایت تخلص خود سرو آزاد نام آں نہادہ۔ تذکرۂ سوم... بنظر عاصی... رسیدہ نام ایں خزینۂ عامرہ نہادہ، لیکن مختصر است و بطریق تاریخ حالات... نظام الملک و اولادش نوشتہ..."

(۵) "شاہ ولی اللہ اشتیاق، از اقربائے... مجددؒ الف ثانی شہرت کردہ۔ عزیز حمیدہ خصال خوش مقال (مشکوک) بود، اکثر اوقاتش بگفتن شعر صرف می شد... شاگرد... قبولست..."

(۶) "شاہ فصیح افصح تخلص اصلش از... توراں تولد و نشو و نما در ہندستان کردہ، اوائل در فرقۂ سپاہیاں بودہ، در ایام جوانی بفقر و فنا میل کردہ در اہل خرقہ در آمد، بسیار سرد بزرگ آرمیدہ وضع، صاحب طبع، خوش اخلاق، خوش صحبت، گرم اختلاط، شگفتہ روئے، کوچکدل و بصفائی گذراں و لطافت بے مثل، در محبت خاندان سرور انس و جاں، ثابت قدم و در غلامی خواجہ قنبر راسخدم، سالہا گذشتہ کہ از... دہلی لکھنؤ تشریف آوردہ متصل کرۂ رائی تکیہ... ساختہ... سابق اطراف آنجا ویرانہ بود حالا بیمن قدم ایشاں آباد گشتہ است والی یومنا کہ نیں حیاتش متجاوز از ستین شدہ شرف آں مکان است، و امراء و اعزۂ اینجا خیلے توقیر و توقیعش بجا میآرند و صاحب طبعاں خواہان صحبت ایشاں، با بسیارے از شعرائے عہد فردوس آرام گاہ و صاحب کمالان ہند و دکن ملاقات نمودہ خود ہم شعر خوب می فرماید بر حال مولف بسیار شفیق است..."

(۷) "حمید بیگ اظہر از اہالی ہند و شاگرد... مظہر... و صاحب طبع است..."

Marfat.com

(۸) عطاء اللہ خاں، اعلیٰ تخلص خلف دومی زبدۃ العارفین میر ولایت اللہ خاں، ادام اللہ برکاتہٗ اسم اصلی ایشاں میر بادشاہ ست در نظم و نثر ماہر، در خط شکستہ و نسخ و نستعلیق قادر و در اکثر فنون ہنر و کسب سپاہ گری دست علیا دارد، اوائل حال بدولت والد بزرگوار صاحب جاہ بجمعیت بسر کردہ قریب پنج سالست کہ لباس فقر پوشیدہ بطرف بنگالہ عازم شدہ، چندے در عظیم آباد و چندے در مقصود آباد و آں نواح بہ سیاحت مشغول، دریں اوقات کہ ہزار و یک صد و ہفتاد و چار ہجریست سنش از پنجاہ متجاوز است، در مراتب تصوف مربوط مرید خلیفہ ابراہیم علیہ الرحمۃ است اشعار بسیار گفتہ ایں دو بیت بخاطر بود۔

(۹) شیخ شرف الدین علی پیام... اکبر آبادی... آرزو نوشتہ کہ وے مشق سخن از من درست کردہ، لیکن او ازیں معنی اباداشت دریں باب گفتہ:

کسب سخن از اکابر خویش نمود — از خواب علام پیام تا چشم گشود
تعلیم گرش بشعر بے شرکت غیر — عموئے خود ش محمد حامد بود...

(۱۰) محمد علی بیگ تبتی حشمت تخلص، نخست تکلف، باز مسیحا آخر حشمت مقرر نمودہ جوان خوبصورت و شاگرد... قبول بود...

(۱۱) میر غلام حسن، حسن تخلص دہلوی ولد میر غلام حسین بجوان خوش اختلاط صاحب طبعیت، با مولف آشناست، مدتہا شد از شاہجہاں آباد آمدہ، حالا در فیض آباد کہ بہ بنگلہ شہرت دارد، مع والد خود مقیم۔ در شعر ریختہ عبارت از زبان مخلط ہندی و فارسی و روزمرہ ہندستان زبانست بسیار ماہر و خوش گوست۔ شعر فارسی ہم گاہ گاہ می گوید و غیرہ می گوید ایں شعر و رباعی ایشاں شاہد ایں گفتگوست:

اے شمع مپرس سرگذشتم — خاموش کہ من ز سر گذشتم
امید نگاہے ز تو گاہے داریم — جاناز تو امید نگاہے داریم
ما کشتۂ چشم سرمہ سائیم حسن — نے نالہ و نے فغاں نہ آہے داریم

(۱۲) خواجہ میر درد... از اولاد دختری خواجہ بہاء الدین محمد نقشبند... و بعلو فطرت و استقامت طبع موصوف و بفقر و فنا و حلیۂ کمال معروف۔ خیلے خوش اخلاق صاحب درد ست و بمناسبت سلسلۂ خویش در مراتب تصوف مربوط نسخۂ مانند لوائح مولوی جامی بخوبی نوشتہ و نام آنرا واردات نہاں۔ الیٰ یومنا ہذا در شاہجہاں آباد رونق افزا است۔ در اشعار ہندی حافظ... وقتست۔ رباعیات فارسی ہم خوب می گوید...

Marfat.com

(۱۳) فقیہ صاحب درد مند تخلص از اہالی دہلی و شاگرد مرزا جان جاناں ... مظہر ... در عہد ... احمد شاہ بسمت بنگالہ رفت چند سال شد کہ (ایک لفظ نہیں پڑھا جاتا) حیاتش رسید بودہ۔ بسیار برفاہ اوقات بسر می برد۔ در زبان ہندی کہ عبارت از ریختہ باشد شعری گوید در زبان فارسی گاہ گاہے منظوم می کند ...

(۱۴) رائے سرب سکھ دیوانہ ... خواہر زادۂ ... راجہ مہاراجہ ہند و بہادر دیوان ... شجاع الدولہ ... اصلش از قوم کھتریست کہ از طائفۂ اشراف و رئیس ملک ہندستانند خود ہم برفاہ بسری برد بحسن اخلاق و اکثر خوبہا متصف و بسیار خوش اختلاطست۔ بافن شعر خیلے رغبت مفرط دارد و قوت گویائیش بمرتبہ ایست کہ ہر روز پنج شش غزل بلکہ زیادہ می گوید۔ مؤلف از راہ دوستی و آشنائی پہلوان الشعرا می گویم و فی الحقیقت از موزونان عصر بایچ کدام ایں قدر قوت گفتن ندارد۔ دیوان اشعارش ضخیم است ...

(۱۵) محمد جعفر خاں راغب ولد ہدایت اللہ خاں ابن ... لطف اللہ خاں صادق خاں ساماں ... محمد شاہ۔ جوانیست بہ قابلیت و اہلیت موصوف بافن شعر از اوائل سن مشغوف، اشعار بسیار گفتہ۔ دیوانے ترتیب دادہ بعد خرابی دہلی از خطرات احمد شاہ ابدالی از اں شہر لکھنؤ آمدہ اصلاح شعر از ... مکیں ... گرفتہ، چندگاہ بسر بردہ بعظیم آباد رفت و ایں اوقات کہ سنہ ہجری ہزار و یک صد و شش است ہما نجاست دستش کے اوپر ۹۶)

(۱۶) میر سید محمد شاعر تخلص ... مثنوی مسمٰی بناز و نیاز در قصۂ سید علی ترمذی بلگرامی و شاہ فیاض کہ عاشق او بود گفتہ۔"

(ج) انیس الاحبا:۔

"انیس الاحبا" کا مصنف موہن لال، انیس، مقیم لکھنؤ شاگرد میرزا فاخر، مکیں ہے۔ اس کا انجام بقول مصنف ۱۱۹۷ھ میں ہوا ہے، یہ بات نسخۂ کتب خانہ خدا بخش سے معلوم ہوتی ہے، لیکن، یہ روایت اولیں ہے، اسکی آخری روایت میں جو کتب خانۂ برٹش میوزیم لندن میں ہے، ایسے شعرا کے بھی حالات ہیں جو روایت اولیں میں نہیں، اور اس میں جیسا کہ فہرست کتب خانۂ مذکور سے پتا چلتا ہے، ۱۲۲۸ھ کے واقعات مندرج ہیں۔ اس تذکرے میں مکیں اور ان سے استادی یا شاگردی کا تعلق رکھنے والوں کے حالات اور منتخب اشعار ہیں۔ روایت آخریں میں ایسے شعرا بھی ہیں، جو روایت اول سے غیر حاضر ہیں۔

(۱) ... شاہ عالم، عالی گوہر، المتخلص بآفتاب ... از بدایت عمر ... بکلام موزوں شوق تمام دارند ... اکثر بغر مودن شعر فارسی و ہندی توجہ می گمارند چند اشخاص بہمیں وسیلہ بحضور پر نور ممتاز اند و بعنایت بادشاہی مرزا

Marfat.com

چندے مشورۂ سخن در سیر و سفر الہ آباد حضرت ارشاد پناہی داشتند، و کلام خود را سوائے مرتب نمودن مدتے پیش آنجناب گذاشتند...

ترجمۂ مکیں میں مکیں کے فیض آباد پہنچنے کے ذکر کے بعد یہ عبارت ہے: "درآں ایام حسب التجائی... شجاع الدولہ... شاہ عالم... متوجہ سیر... آں شہر الہ آباد گردیدند. خان والا شان وجیہ الدولہ بریں تخلص کہ یکے از شاگردان راسخ الاعتقاد و مریدان واثق الانقیاد حضرتند، خبر یافتہ، بہ شوق قدمبوس ہمراہ رکاب... شاہنشاہی شتافتہ درآں شہر رسیدند و بمقتضائے رسوخ دلی... ملتجی... شدند کہ چندروز ما بندگان... را سرفراز فرمایند و ہمراہ لشکر... بالہ آباد قدم رنجہ نمایند، ارشاد پناہی ایں عرض را بمعروض قبول جا ندادند... خان موصوف مایوس شدہ ... گفتگوے ترک کار و بار خویش گرفتند، ناچار... ایں تکلیف... را بر خود گوارا داشتہ، با شرائطیکہ در قصیدۂ سلسلۃ الاحبا... مذکور نمودہ اند، بآں سمت تشریف فرمودند... رفتہ رفتہ خبر بحضرت ظل سبحانی می رسد، مشتاق ملاقات شدہ زبانی راجہ رام ناتھ، المخاطب بمرزا راجہ بہادر اظہار اشتیاق می نمایند، بسکہ آنجناب را از ملاقات سلاطین و امرا نفرتیست کمال، زباں بعذر کشادند... از آنجا کہ شاہ... را شوق ملاقات از احاطۂ اختیار بیروں بردہ بود. دست از آں باز نداشتند و... خود... سوار شدہ در باغ نواحدات بنائے صحبت گذاشتند و میرزا راجۂ موصوف را فرستادند و ایں پیغام داد - کرما... خود بہ شوق لقائے شما بایں جا رسیدہ ایم... ارشاد پناہی... متوجہ آں باغ شدند، ظل سبحانی... موجب وعدۂ کہ بود متصل نشانیدند چنانچہ... ایں رباعی... فرمودہ بحضور گذرانیدند... :

در خدمت شاہ عالم و عالمیاں — بنشست اگر مکیں مزن طعنہ بر آں
برخاک فتد ز خاکساری سایہ — ناچار بہ پیش آفتاب تاباں

... بعد از استفسار احوال و خیریت مزاج... و اظہار اشتیاق... زادہائے طبع والائے خود نمودند... و استدعائے اصلاح فرمودند، ارشاد پناہی... طوعاً و کرہاً پسندیدند و بعد از آں چندے درآں بنظر تغیر و تبدیل می دیدند، حاصل کہ آں روز وقت تشریف بردن، ظل سبحانی بگوش میرزا راجہ بہادر چیزے گفتند، باشارۂ آں وجیہ الدولہ دو شالۂ خاص پیش ارشاد پناہی آوردہ، درآں مادہ ایں رباعی بحضور بردہ :

از جود شہ عالم عالی گوہر — تا یافت مکیں دو شالہ پیچید بہ سر
یعنی بدعائے شاہ سرگرم شود — با گرمی ذوق و شوق ہر شام و سحر

اما چوں ایں حرکت... مطبوع... نیفتاد، درہماں ایام... بیکے از مغنیاں کہ... فرستادۂ حضور بود بخشیدند... و بایں

Marfat.com

ہمہ بے پروائیہا گاہے عذر خواہی یا مدح و ثنا بعمل نیامدہ، الا بطور دعا، چنانچہ ایں رباعی در تہنیت شفائے دریائے حضور... روزے فرمودہ فرستادہ اند :

صد شکر کہ در دلق شفا دید و گذشت   راہ دل اعلائے تو پرسید و گذشت

از درد تو عالم بدرد آمدہ بود   آخر ز ادب پائے تو بوسید و گذشت

القصہ بعد از دو سہ سال کہ دائرۂ دولت شاہنشاہی متوجہ... شاہجہاں آباد شد... بر مبالغۂ امراء سلطان نظر نکردہ بہ لکھنؤ تشریف آوردند۔"

(۲) "... محمد جعفر خاں، راغب... ولد نواب ہدایت اللہ خاں مرحوم، نبیرۂ... لطف اللہ خاں صادق نبیرۂ ... شیر افگن خاں... از دولت مندزادہائے عمدہ منش ذوی الاقتدار اند، از صغر سن بکلام موزوں رغبتے تمام دارند، بکمال مردمی و افعال حمیدہ آراستہ و پیرایۂ عزت و اعتبار پیراستہ از... شاہجہاں آباد چندے پیش از ہنگامہ ابدال لکھنؤ آمدہ قیام نمودہ بودند و در ہماں ایام بارادۂ شاگردی ارشاد پناہی سعادت ملازمت حاصل نمودند، الحال از مدتے... در عظیم آباد تشریف نمودہ... صیت زبی خود گوش نزدیک و دور انداختہ، در نیولا رقعات... مع بعضے رقائم... آنجناب را ... از جا بجا بہم رسانیدہ، نسخۂ تالیف نمودہ، موسوم بگلزار جعفری گردانیدہ اند... نظر توجہ ارشاد پناہی ہم نسبت بدیگراں بسیار مصروف بحال ایشاں است... دیوانے کلاں ترتیب دادہ اند..."

(۳) "... میر حیدر علی، حیراں از خاک پاک ہندوستان اند و از سادات آں (جا)، بفکر شعر ہندی معروف و در ہندی گویان عمر بسنجیدگی کلام موصوف۔ از صغر سن بایں شغل شاغل اند و بتحقیقات محاورات ایں زبان مائل، مشق شعر ہندی بکمال رسانیدہ اند و ایں زبان را نسبت بدیگراں سلیس و صاف گردانیدہ اند، دو سہ کس از شاگرداں نمایاں دارند و خود را از ممتازان عصر پندارند، حالا در سلک ملازمان... آصف الدولہ... منسلک گردیدہ اند۔ جوان سنجیدہ و مرد فہمیدہ اند، ادراک صحبت... ارشاد پناہی از دیر باز نمودہ فوائد بسیارے بر داشتہ و ہمت را دائما بدیں جستجو گماشتہ۔ شعر فارسی کہ جستہ جستہ می گویند۔ بنظر مبارک گذرانیدہ باصلاح می رسانند تا از خردہ گیراں محفوظ بمانند، از اشعار آب دار ایشاں کہ روانی بسیار دارد ایں چند شعر می نگارد۔

(۴) ہوشمند پاک طینت مرزا جعفر علی، حسرت ذہن رسا و طبع گویا بلندی فکر دارند، یک چند اوقات عزیز بتحصیل صرف و نحو و کتب ضروریہ طبابت بنحویکہ... زمانہ مساعدت کرد نمودند اما چوں طبع ایشاں از بدو شعور بگفتن شعر ہندی مائل بود در آں فن... در اندک زماں مہارتے حاصل نمود کہ کسے از ہندی گویاں زبان

Marfat.com

دعوی با ایشاں نمی تواند کشود حل مشکلات محاورہ ہندی برایشاں آساں وممتاز ان عمر دریں زماں از دقت طبع وز
دل بجائے ایشاں ہراساں۔ چندکس از شاگرداں خوب دارند کہ ایشاں را ہم کمتر از خود نمی شمارند بادراک فیض خدمت
... ارشاد پناہی فوائد بسیارے از محاورات فارسی برداشتہ مردانہ قدم بوادی شعر وشاعری ہندی گذاشتہ، رسالہ
عروض قوافی از آنجناب بواسطہ عزیزے سند کردہ ودر ہمچشمان خود نامے برآوردہ گاہ گاہے زبان بگفتن شعر فارسی ہم
می کشایند وجستہ جستہ فکر آر، پاکیزہ می نمایند۔

(۵) مسند آرائے امارت... وجیہ الدین علی خاں بریں چندے بمہمات مالی وملکی نہایت سرفراز بودند ودر
ارکان سلطنت شاہ عالم... ممتاز صاحب اخلاق حمیدہ وافعال پسندیدہ بجلالت وشان معروفند وتصنیفات حسنہ
موصوف در شاہجہاں آباد از عنفوان جوانی بخدمت ارشاد پناہی حاضر شدہ، استفادۂ علم وہنری نمودند تا آنکہ
زبان بگفتن، شعر کشودند...

(۶) ... نواب محبت خاں... محبت خلف الصدق... حافظ الملک حافظ رحمت خاں مغفور اند... ایشاں
را بعد تحصیل بعضے علوم عربیہ از ابتدا بگفتن شعر ہندی طبع مناسب افتادہ از آں را زباں بانشاء آں بہ کشادہ در معدود
الایام بمرتبۂ کمال رسانیدہ حالا از چندے بہ شغل شعر فارسی بند خود را مشغول گردانیدہ ۔ در سنہ یک ہزار ویک
صد وہشتاد وہشت ہجری بعد... شہادت والد... خود... لکھنؤ رسیدہ، استقامت ورزیدہ، در کلام ہندی
مشورہ با... حسرت... دارند کہ در کلام فارسی خود را از مستفیدان ومنتسبان ارشاد پناہی می شمارند... چوں
نواب... کمالات صوری ومعنوی ارشاد پناہی شنیدند وبہ سعادت صحبت... مستعد گردید کلام فارسی بہ نظر فیض
منظر گذرانیدہ باصلاح رسانیدند اکثر غزلہائے خوب دارند... ترقی ایشاں روز افزوں نست اما چوں بمزاج
زمانہ بوقلموں نست... مبادا ازیں شغل باز دارد، دبے... رابریں آرد۔

(۷) ... شیخ بقاء اللہ بقا خلف الصدق شیخ حافظ لطف اللہ قریشی اکبرآبادیست کہ در نستعلیق نویسی
معروف باستادی بود، ذہن باذکا داشتند طبع رسا۔ در بدایت عمر مشغول بصرف ونحو بود و بگفتن شعر مائل شدند
ویک چند سیر سفر الہ آباد وشاہجہاں آباد کردند، الحال طبع ایشاں بیشتر بشعر ہندی گویاست وقوانیں آں را
جوا۔ بجودت طبع مستقیم وحدت فہم سلیم برموز وغوامض شعر وشاعری کہ تا حال کسے از ہندی گویاں آگاہ باد،
نگشتہ بود بسے بردہ ونیز در علم فارسی از قباحات وخطایا کہ سبب آمیختگی لسانیں در کلام متکلمان ہندی دائر وسائر است
احتراز نمودہ اند، حتی کہ قدوۂ امثال واقران خود گردیدند وزبان ہندی اعنی ریختہ گوئی را رونق تازہ

Marfat.com

بخشیدند۔ اکثر در شعر ہندی مضمون تازہ می بندند و معانی و الفاظ برجستہ می پسندند۔ قصیدۂ تازہ در زمین "لپک جھپک" در جواب قصیدۂ مشہور یکے از ہندی گویاں کہ در دکان شعر و شاعریش ہمیں متاع روے دست وگراں بہاست، چنداں بمتانت و زور طبع گفتہ کہ خریداران جنس سخن قصیدۂ کہنہ قماش ہندی گوے مذکور را چوں متاع کاسد از دست افگندند و دست رو بآں زدند۔ ہمیشہ جواب دہ ریختہہاے پُر زور ش می نمایند و دائماً خود را مردانہ معارض آں می گردانند۔ بسیارے بجناب... ارشاد پناہی حاضر بودہ، تحصیل عروض و قوافی نمودہ شعر فارسی نیز قریب یک ہزار بیت پاکیزہ گفتہ کہ بسیار شغفتہ است...

(۸) ... نثار علی قریں از سکنائے لکھنؤ رئیس قوم خود ند، ظاہر بصلاح آراستہ و باطن بخوبی پیراستہ شعر را صاف و سلیس می گویند و اکثر در کلام معانی تازہ می جویند، از سخن ایشاں بوے درد می آید... از چندے در سلک ملازمان سرکار ... آصف الدولہ ... منسلک بودہ اند۔ از صغر سنی بجناب ارشاد پناہی در فن شعر تحصیل ضروریات و استفادۂ بعض دقائق آں نمودہ اند، حالا مشغول فن طبابت بقدر حال می نمایند و بہ شغل آں اکثر اوقات می گذرانند، ترجیع نیکو و اشعار آبدار دارند، بقدر دیوانے گفتہ و ہنوز ساعی آں بسیار ند...

(۹) معنی یاب دقیق، کرامت اللہ خاں خلیق نبیرۂ... ہدایت اللہ خاں ... و برادر زادۂ... راغب اند و فنون شعر و شاعری را طالب۔ بسیار خوش گو و تیز ہوش اند و جز آں سخن فہم و سخن نیوش۔ سابق بطور خود فدا تخلص می کردند چوں غائبانہ رسوخ بجناب ارشاد پناہی آوردند بوساطت خان... موصوف (راغب) عریضۂ نیاز مع مسودات افکار و ایں رباعی... از عظیم آباد ارسال داشتند:

اے فخر سخنوران و مقبول خدا ۔۔۔ وے افصح دہر پیشواے فصحا

مہری تو منم ذرہ فروعم از تست ۔۔۔ فرماے تخلصے بایں بے سر و پا

در جواب... ارشاد پناہی ایں رباعی... رقم نمودند... بعطاے تخلص خلیق در خلائق سرفراز فرمودند:

اے در رہ شاعری بمن گشتہ رفیق ۔۔۔ جان کردہ فداے پیشوایان طریق

خلقے کندت کرامت اللہ کہ خلق ۔۔۔ خوانند ترا کرامت اللہ خلیق

از آں وقت ہمیشہ مسودات اشعار ایشاں جہت اصلاح از عظیم آباد می آید...

(۱۰) در شعر ہندی و فارسی فائق میر غالب علی شائق سید زادۂ ہندوستانہ است و در بعضے... خاصہ مجلس آراے مستغنی۔ طبعش از بدایت عمر مائل بکلام موزونست و ترقی سخنش روز افزوں، در سہ سالہ فارسی را

Marfat.com

بجناب ارشاد پناہی سند کردہ شعر و شاعری نام برآوردہ، سابق نگیں تخلص می کرد، از چندے بموجب فرمودۂ شاہ عالم پناہ شائق قرار دادہ وحالا را شنیدہ شد کہ سید تخلص می نماید از شعارش خوب.. خوش خلقیت و شیریں زبان و در طرز صحبت داری رشک ہمگنان، چند سال است کہ بعزت و وقار از مصاحبان بادشاہ ہست . . .

(۱۱) فارغ از ردّ و قبول، شاہ طول، نامش شیخ دوندی متوطن لکھنؤ، بسیار ذہین و خوش گو است سابق در لباس دنیاداری بودہ از چند سال ترک آں نمودہ لباس مجذوبی پوشیدہ و در سعی آں کوشیدند، از ادب شعر آزاد اند و قدم بوادی پرخطر قلندری گشادند۔ قریب ہفت ہشت سال قبل از فقیر شدن فیض اصلاح... از ارشاد پناہی برداشتہ تخلص طول را کہ وقت درخواست آں ایں رباعی:

دنیا خواہی حصول باید بودن	وردیں طلبی خمول باید بودن
بے یار دلارام خوشی ممکن نیست	ناچار ترا طول باید بودن

متضمن ایمائے تخلص عطا فرمودہ اند، یافتہ، چند سال بحال گذاشت، حالا ظاہرا الہام تخلص می نمایند.. لیکن، از وقتیکہ خلعت خاکساری را آرایش تن خود ساختہ، خیال پیرایۂ اصلاح کلام از خاطر دور انداختہ از ردّ و قبول سخندانان بے پرواست، ہرچند در عالم شعر و شاعری کہ ایں رواست چند کس از ہندی گویان کہ بعضے از نہادراہ فارسی... گاہے می گذرانند مشورۂ کلام با وے دارند، دریں صحیفہ اشعارش نگاشتن بسبب بعضے امور مناسب نمی پنداشت، اما بگفتۂ برخے از دوستان انچہ شاہ موصوف روزے بر بند کاغذ نویسانیدہ حوالہ نمودہ نگاشت...

(۱۲) ... میر خورشید علی بلگرامی... خورشید... از مدتے... بتقریب تلاش معاش طرف عظیم آباد باعموے خود نور الحسن خاں بہادر سکار و بار دارند و اکثر اشعار ریختہ بزبان خامہ سیار ندصیت کمالات ارشاد پناہی شنیدہ کلام خود را برائے اصلاح از آنجا بانیاز نامہ ابلاغ می نمایند احوال درستی سلیقۂ از کلام بدریافت میاید عزیز سنجیدہ است و فہیدہ و بمحافل سخن گویان رسیدہ...''

(۱۳) جوان تیز فہم میر محمد علی، وہم مولد ایشان... شاہجہاں آباد است، مرد وارستہ مزاج و بغایت آزاد است مذاق بفقر آشنا... اگرچہ بظاہر دنیا دارند فکر ہندی بیشتر و فارسی کم می نمایند نسبت بہ فارسی در شعر ہندی از عہدۂ سخن بیشتر می آیند، آنچہ بزبان فارسی می گویند اصلاح آنرا از جناب

Marfat.com

ارشاد پناہی می جویند مرد غیور سراپا شور است و بپاکیزہ خوئی مشہور . . . ،

(۱۴) صورت طراز معنی بیگانہ رائے سرب سنگھ دیوانہ از قرابتیان راجہ مہاراین مویلان . . . شجاع الدولہ قوم کھتری و مرد آزاد است و موطن بزرگان ایشان پنجاب و مولدش . . . شاہجہان آباد . . . در بد و شعور با کلام موزوں سرے داشتہ و خود را از فیض سخنداناں محروم نگذاشتہ ، گرم جوش چرب زباں و شمع بزم سخن گویانند ۔ قدرت گویائی در شعر فارسی و ہندی بسیار دارند ، ازیں جہت در شعر و شاعری کسے را برابر نمی دارند ، سابق بخیال طرز اساتذہ قدما شعر را بطور خود می گفتند در اکثر ابیات گوہر معنی می سفتند ، مدتیست کہ از شاہجہان آباد در لکھنؤ آمدہ ، اقامت گزیدہ و ممتاز پیش دولتمنداں ایں دیار گردیدہ ، وقتیکہ جناب ارشاد پناہی از دار الخلافت رونق بخش لکھنؤ گردیدند ، و بقدوم فیض لزوم ایں سرزمین را رتبت آسماں بخشیدند ، در سلک تلامذۂ ارشاد پناہی منسلک گردانیدہ و ہمہ کلام خود را کہ زیادہ از ہزار بیست گفتہ بودند رفتہ رفتہ باصلاح رسانیدہ ، قریب دوازدہ سال اکثر شب و روز بخدمت حاضر بودہ ، فیض اصلاح سخن و دریافت دقائق شعر بقدر ادراک حال نمودہ ، حالا کلام اصلاحی و بے اصلاحی خود را درہم کردہ اند ، گویا ایں معنی را نزدیک خود بہتر شمردہ اند ، بہر صورت خوش طبع معنی رسی دارند و دریں معنی گفتگو با ہر کسے حافظ حقیقی سنگ حوادث زمانہ محفوظ دارد و بسلامت نگہ دارد . . .

(۱۵) . . . غلام حیدر خاں ، گداز پسر غلام حسین کردار خوش وضع و نیکو شمائل بود و طبعش از صغر سن بہ شعر و شاعری مائل ، شعر را بسوز و درد چناں می گفت کہ شنوندگان را خاطر می آشفت ۔ ارشاد پناہی نظر توجہے باو داشتند و بجان و دل اصلاح کلام او (د) حاضر بودن او را عزیز می گزاشتند ، اتفاقاً در آغاز شباب کہ وقت اکتساب علم و آداب بود ، سودائے بر مزاجش غلبہ نمودہ ، والد بزرگوارش کہ از دولتمندان صاحب اعتبار و بسیار با عزت و وقار بود پند داد و بند بر پائے نازنینش نہاد ہیچ سود مند نیفتاد ، گاہے افاقہ حاصل می شد و گاہے ہم چناں آتش سودا مشتعل ، آخر بعد چندے در ہماں سوداجاں بجاناں داد و خونابہ حسرت از چشم احبا کشاد و اشعار آبدار بسیار داشت اما بعد از وفاتش کسے باحتیاط نگذاشت ، چند بیت کہ از عزیزے شد بنوشتن می آید . . .

(۱۶) درویش صاحب سخن خواجہ محمد حسن ، المتخلص از اولاد خواجہ کہاری کہ نسبت ایشاں بحضرت خواجہ مودود چشتی . . . میرسد ہستند (کرم خوردہ) ہندستان زایند و صاحب طبع رسا از (کرم خوردہ) گفتن

Marfat.com

شعر ہندی اعنی ریختہ آشنا کردہ سخن را بمزہ وبی گویند واکثر مضامین تازہ می جویند۔ مشق شعر ہندی چنانچہ دریں عصر دائر و سائر است بکمال رسانندہ اند واز صحبت سخن گویاں محروم نماندہ۔ از مدت برفاقت نواب محبت خاں... بسری برند و نواب موصوف نیز باایشاں طریق محبت و مودت می سپرند۔ از مدت سہ چہار سال ہمراہ نواب موصوف لکھنؤ آمدہ، مشورۂ کلام ہندی غیر را... حسرت اختیار نمودند و افکار سابق ولاحق را ہم باایشاں نمودند، گاہے شعر فارسی ہم از زبان خامۂ ایشاں بری آید ایں دو سہ رباعی ... دریںجا ثبت می نماید...

(۱۷) جوان خوش طبیعت و نیک سیرت محمد یحییٰ عرف قلندر بخش...، جرات ولد حافظ اماں، نبیرۂ شاداماں المخاطب بہ بیرم خاں بہادر رستم ہند شاگرد... حسرت است، مولدش... شاہجہاں آباد است، عزیز سراپا محبت و داد، در ریختہ گوئی مشق بکمال رسانیدہ، و زبان ہندی را سلیس و فصیح گردانیدہ، شعرش در سلاست و روانی نیست، بدیگر ریختہ گویاں ممتاز است کلامش پختہ و پر سوز و گداز اگرچہ مشق شعر فارسی نکردہ اما گاہے یک دو بیت کہ بخاطرش می آید پاکیزہ موزوں می نماید از آنجملہ ایں چند بیت است۔

(۱۸) مقبول اہل ایقان خوشحال چند، برہمن، المتخلص بہ عرفاں صاحب حال و مقال اند و در عبادات و ریاضت آئین خود بمرتبت کمال۔ ضمیر منیر ایشاں مرآت شاہد وحدت و باوجود شواغل دائماً صنعت درخلوت۔ متخلص باخلاق حمیدہ و متصف باوصاف پسندیدہ از بدایت عمر در محبت درویشاں و ریا کشاں بسر بردہ و در ذکر و سماعت افکار معبود حقیقی و کتب صوفیۂ ہندی روز ہا بشب و شبہا بروز آوردہ، در معلومات علم ہندی شہرۂ آفاقند و از چاشنی کلام فارسی باخبر و صاحب مذاق، در زبان ہندی بسیارے از اقسام بشن پد و کبت دارند و اکثر اوقات ہمت را بانتظام شعر فارسی می گمارند۔ اشعار زادۂ طبع آں درویش مذاق سراپا سوز و گداز است و شعر بر راز و نیاز فقیر حقیر را... از دوستاں خود می دانند و اکثر اوقات ہم نشیں می مانند، ایں چند بیت کہ از... وقت تحریر... بیاد می آید ثبت می نماید۔

(نوائے ادب، بمبئی۔ اپریل ۱۹۵۰ء) ●●

Marfat.com

اقتباسات سفینۂ خوشگو

سفینۂ خوشگو میں مصنف کا مستقل ترجمہ موجود نہیں، آرزو کے مجمع النفائس (نسخۂ کتبخانہ خدا بخش) میں جو اس کا حال مرقوم ہے، ذیل میں درج کیا جاتا ہے: "بندرا بن داس خوشگو ہندو لیست از قوم بیش. بیشتر نوکری پیشہ بود، از مدتے لباس دنیاداری ترک نمودہ، در زیّ فقر امیزید۔ استفادۂ بسیار از خدمت بزرگان فن مثل.. بیدل و.. سرخوش و.. گلشن نمودہ، از مدت بیست و پنج سال تخمیناً با ایں ہیچدان ربط کلی بہم رسانیدہ، و ایں عاجز ہم در تربیت او بتقصیر از خود راضی نشدہ و نیست، از بس کہ اخلاص با احقر دارد، مجمع نگین او و ایں مصرعست: "آرزومند وصل او خوشگو" بہر حال شعر را بسیار خوب گوید.. تذکرۃ الشعرائے مشتمل بر احوال شعرائے متقدم و متأخر تا معاصرین.. نوشتہ بود، او اخر بنام عمدۃ الملک.. مزین گردانیدہ و نواب ہم در جلدوے آن دو روپیہ یومیۂ او بحصول سائر الہ آباد مقرر فرمود، تا نواب.. در قید حیات بود یافت۔ حالا در عظیم آباد و بنارس باشد و گاہ گاہ خطوط با اشعار خود پیش فقیر می فرستد۔" خوشگو کا سالِ ولادت کسی نے نہیں لکھا، لیکن قرآئن اس پر دلالت کرتے ہیں کہ گیارہویں صدی ہجری کے اواخر یا بارہویں کے اوائل میں پیدا ہوا ہوگا۔ شفیق نے گل رعنا (نسخہ خدا بخش) میں بتایا ہے کہ ۱۲ھ کے عشرۂ ۷ میں فوت ہوا۔ اشپرنگر کا بیان ہے کہ سفینۂ خوشگو ۳ جلدوں میں ہے: پہلی میں قدما کا ذکر ہے اور یہ ۲۶۲ تراجم پر مشتمل ہے، دوسری جامی سے شروع ہو کر مرزا احمد بیگ[1] پر جس کا زمانہ خوشگو نے نہیں بتایا، ختم ہوتی ہے، اس جلد میں ۵۴۵ تراجم ہیں۔ یہ ۲ جلدیں اس کے پاس تھیں اور بعد کو برلن کے ملکی کتب[2] خانے میں منتقل ہو گئی تھیں۔ تیسری جلد جو معاصرین کے لئے مخصوص ہے، اس کی نظر سے نہیں گزری تھی، لیکن اس کا خیال ہے کہ شاید[4] سرگور اوسلے کے پاس ہے۔

جلد[3] بہت کمیاب ہے اور اس نسخے کے سوا جو کتب خانۂ خدا بخش میں ہے کسی اور نسخے کا مجھے علم نہیں اس کی کتابت

---

[1] سفینہ جلد ۳ کے سرورق سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے [2] اشپرنگر کا بیان ہے کہ احمد بیگ سے قبل مرزا مجذوب (صاحب مشاہدات) انجات مصنفہ ۱۱۶۰ھ کا ذکر ہے [3] فہرست مخطوطات فارسی میں دونوں جلدوں کا ذکر ہے [4] اشپرنگر کہتا ہے کہ اوسلے کے بیان کے مطابق خوشگو اکبر کا معاصر تھا۔ تیسری جلد اس نے دیکھی ہوتی تو ایسی فاحش غلطی کا مرتکب نہ ہوتا۔

Marfat.com

آزاد بلگرامی نے ۱۱۶۸ء میں کرائی تھی اور اس میں عزلت (سورتی) کے حواشی بھی ہیں۔ یا تو ساری کتاب میں حواشی عزلت کے قلم سے یا کسی اور نے کسی ایسے نسخے سے نقل کی ہے جس پر عزلت نے حاشیے لکھے تھے۔ اشپرنگر کا بیان ہے کہ سفینۂ خوشگو[1] سے (۱۱۳۷ھ) تاریخ آغاز اور سفینہ خوشگوے (۱۱۴۷ھ) سے تاریخ انجام نکلتی ہے، مگر مسودے کی تبیض نہ ہونے پائی تھی کہ نادر شاہ آگیا اور خوشگو کو فوج کے ساتھ کوٹ کانگڑا جانا پڑا۔ ۱۱۵۵ء میں دہلی واپس آیا تو کتاب آرزو کی خدمت میں اصلاح کے لیے پیش کی گئی جنہوں نے اس پر ایک مختصر سا دیباچہ بھی لکھا۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ کتاب اس سنہ میں تمام ہوگئی، لیکن نسخۂ خدابخش (جلد ۳) میں ۱۱۶۰ء کا بھی ایک واقعہ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۱۵۵ھ کے بعد بھی اضافہ ہوا ہے۔

ذیل میں جلد ثالث کے کچھ اقتباسات پیش کیے جاتے ہیں، ان میں سے بیشتر کا تعلق ریختہ گو شعرا سے ہے متن و مطالب کی تصحیح سے بحث نہیں اور کئی جگہ عبارات حذف کر دیے گئے ہیں:

(۱) "شیخ حسام الدین والد بزرگوار استادم.. آرزو است.. مرد بزرگ سپاہی پیشہ از منصب داران عالمگیر.. بود طبع رسا و ذہنے عالی داشتہ و تتبع اشعار متقدم و متاخر بسیار کردہ، گاہ گاہ بفکر سخن توجہ می فرمود۔ در ہزار و صد و پانزدہ رحلت فرمودہ، نتیجہ اش خان بزرگوار (آرزو) است.."۔

(۲) "مولوی محمد سعید قریشی ساکن عظیم آباد پٹنہ محلہ کوچہ فرخ خان است، از مصاحبان نواب عاقل خاں رازی.. بود، در معقولات و منقولات و اکثر فنون عربی و فارسی مہارت تمام داشت از تالیف و تصنیف مثل شرح مقامات حریری و شرح کافیہ و شافیہ و تہذیب و دیگر متداولات مانند عروض و قوافی، وغیر ذالک قریب پنجاہ و پنج نسخہ دارد، مستعدان عظیم آباد از کتب اوسند تمام داشت چنانچہ خود از تعداد آن خبر دادہ:

کنوں تالیف من پنجاہ و پنج است

کہ حاصل گشتہ بسیار رنج است

دو دیوان ترتیب دادہ یکے بنام سعد و دیگر بتخلص غالب، و مثنوی دارد مسمیٰ بعد درحموں (کذا) شعر بطرز قدما می گفت در فن خود غنیمت بود۔"

(۳) شیخ محمد افضل، محقر تخلص الہ آبادیست و از خلفاے میر سید محمد کالپوی، نسبش بحضرت عباس عم النبی.. می رسد اصل وطنش سید پور من توابع غازی پور زمانیہ است، باشارہ پیر خود در الہ آباد اقامت گزیدہ بود، لہذا آنجائی می گویند

---

[1] ڈاکٹر سید عبداللہ کا یہ خیال کہ خوشگو کا تذکرۃ المعاصرین سفینۂ خوشگو کی جلد ۳ سے مختلف ہے (ادبیات فارسی میں ہندوؤں کا حصہ ص ۱۱۵) صحیح نہیں [2] سال وفات اسپرنگر یہ در اصل ۱۱۸۹ھ۔

Marfat.com

مردم بسیارے درحلقۂ ارادت وے درآمدہ بودند از نشاۂ معنوی بہرہ وافی داشت در عربی و فارسی تصانیف بسیار دارد و حل مثنوی مولانا روم شہرت یافتہ، روز جمعہ پانزدہم ذی الحجہ سال ہزار و صد و چہاردہ وفات یافتہ، اکثر اشعار بارتبہ دارد...

نہ من قامت آں صنم دیدہ ام　　　قیامت بیک حرف کم دیدہ ام

(۴) "..ابوالفیاض قطب الدین محمد اعظم شاہ ملقب بہ عالی جاہ و المتخلص باعظم..در سال ہزار و پنجاہ و شش ولادت یافت..عزور..در مزاج مبارکش جا گرفتہ بود چنانچہ..سرخوش در جنگ نامۂ احوال او گفتہ و مرزا بیدل" بریں دو بیت صاد کردہ اند :

زشمشیر و ہے نمی داشتے　　　کہ ابروے معشوق پنداشتے

نبود از سیاہی فوجش ہراس　　　کہ کردے خط و خال خوباں قیاس

بالجملہ ..در سہ فن بزمان خود نظیر نداشتہ اول معرفت اصول موسیقی و رقص دوم شناخت کیفیت جواہر سوم دانستن جواہر اسلحہ آہنی - دریں ہر سہ فن استادان کمال (کامل ؟) ایں فن از و تعلیمات می گرفتند. چوں فقیر از آبا و اجداد حق آں حضرت بر گردن جاں دارد، چنانچہ پدر کلاں فقیر منصب و خدمت بیش و کالت دربار پادشاہی از قبل شاہ داشتہ و روشناس بود بہ یادتی تعریف و توصیف نمی پردازد..برخوردار بیگ نامی از طرف پادشاہ وقائع نگار لشکر ایشاں بود بپرسش وضع و پوشش اوباشاں اختیار کردہ روزے بحضور جامۂ آستین تنگ و چوریدار و دامن دراز از حد شرعی تجاوز داشتہ پوشیدہ برائے مجرا آمدہ نزدیک طلبیدہ اعتراض فرمود، وگفت کہ اگر ترا پارچۂ دیگر پیدا نمی شود از دامن برآر و برآستین ... و دیگر وقت نیم شب کہ اکثر اوقات با مصاحبان ہمدم بشرب می پرداخت و نشاء در دماغ ہر یک میتاخت از روے تنگ ظرفی می گفتند کہ حضرت سلامت ما امیدوار یم خدا کے آں روز کند کہ تخت ہندوستاں بفرقدوم .. زیب و زینت یابد و نام دیوان سرکاری گرفتند کہ برتبۂ اسد خانی رسد و بخشی بخشی الملک گردد و ہمیں قسم خطابہا و خدمت ہا در خود ہا تقسیم می کردند. شاہ ایں ہرزہ سخنہا- اصغا فرمودہ.. جواب می داد کہ یاراں از انصاف در نگذرید اول ایں است کہ سایۂ پادشاہ کہ متہر جعہ نام گذاشتہ بود بر سر ما دراز باشد کہ ایں عیش و فراغت بسبب زندگی اوست درآں وقت معلوم لہذا چوں امر ناگزیر است یک کس کہ پادشاہ باشد از جہاں خواہد رفت بنہ جمیع امراہ او، پس خطابہا و خدمتہائے آں ہا کہ شما ہمہ امیدوار ید بیجا توقع می کنید- ایں قدر امیدوار باشید کہ رعایتے بشما خواہم کرد کہ تا حال از ہیچ پادشاہزادہ نسبت بوالا شاہیان خود بعمل نیامدہ باشد.. واقعۂ شہادت روز ہژدہم ربیع الاول ہزار و صد و نوزدہم ہجری بود، نعمت خان عالی ایں تاریخ در شاہنامہ آوردہ :

شہزادۂ دیوانہ وشے اژدر دم　　　حقا کہ نبود ایچ از رستم کم

Marfat.com

دیدند سروِ تنش جدا گشته ز ہم　　　　گفتند ہے ہائے محمد اعظم

میرزا بیدل و میر محمد زماں راسخ و حاجی اسلم سالم حکیم شیخ حسین شہرت شعرائے درگاہ او بند و بارہا بصلہ ہائے گراں مند امتیاز یافتہ اند۔ بے تکلف نقادِ فن و قدردان ارباب این فن بود۔ و خودہم.. زباں را گلفشاں می نمود و در ہندی زبان اشعار خوب رنگیں می فرمود در موسیقی تصنیفات خوب خوب بستہ کہ مشہور است دو مطلع و یک فقرہ از آنجناب بیاد داشتم نوشتم۔

غمے بس است بروائے اجل فضولی نیست　　　　سرائے سینۂ ما خانۂ جنزولی نیست

راہ نگاہ راز من از ہمہ باب بستہ　　　　روز رہ نظارہ را شب رہ خواب بستہ

.... چیستاں باسم شکن کہ بالائے آں صراحی آب می گذراند:

سہ پا و سہ سر طرح اندام او　　　　خرامیدن گل رخاں نام او

و این دو تاریخ فارسی و ہندی در فتح مرہٹہ دکنی گفتہ اول اعظم بھادو کن (۱۰۹۴) دوم مرہٹا بھاگیا د (۱۰۹۴) برائے نواب جہاں زیب بانو بیگم صبیۂ دارا شکوہ و نبیۂ محمد پرویز پسر جہانگیر. کہ منکوحۂ ایشاں بود سجع خوبے کردہ دادہ کہ برنگینی بیگم تنقید شدہ بود:

صبح چو اول در دولت کشاد　　　　نیر اعظم بجہاں زیب داد"

(۵) "سید امیر خاں عالمگیر شاہی از سادات سند بود فضیلت بر کمال داشتہ و بسبب حافظۂ قوی در حاضر جوابی و بدیہہ گوئی بے نظیر بود، و دراں عہد خیلے قرب و امتیاز یافتہ از لطیفہ ہائش کہ بدیہہ گفتہ ایں است، "آئینہ چینی تحفۂ عالمگیر.. آوردند، قضارا بہ شکست، بادشاہ ایں مصرع برخواند: "از قضا آئینہ چینی شکست"؛ سید امیر خاں بدیہہ معروض داشت: "خوب شد اسباب خود بینی شکست" و در عہد بہادر شاہ بصوبہ داری مستقر الخلافت اکبر آباد سرفراز بود، دراں وقت اکثر شعرا مثال میاں علی عظیم خلف میاں ناصر علی و مرزا حاتم بیگ مرحوم و میر ابوالعلا و فالکہ ہمشیرہ زادۂ خان مذکور می شود و دیگر موزوناں ہمیشہ بخانہ وے صحبت گرم می داشتند و در عہد فرخ سیر صدارت کل ہندوستان باو تفویض یافت نانہا بغربا و مساکین رسانیدہ مرد موفق بود در اوائل محمد شاہی گذشت شعر خوب می فہمید و خوب می گفت۔ دیوان مختصرے از وشنیدہ ما تخلص معلوم نشدہ۔ ایں دو بیت را بہتر از دہزار بیت می دانم:

فریاد کہ پیراہن دیوانگی من　　　　چوں دامن صحرا خبر از چاک ندارد

من از جمعیت آسودگان خاک دانستم　　　　کہ زیر از خشت بہر خواب راحت دست بالینے

(۶) "محمد عطاء اللہ عطا تخلص از ساکنان امروہہ مراد آباد بود طبع رسا داشتہ و در عہد مبارک محمد شاہی بتوجہ.. اند رام مخلص

Marfat.com

بخطاب خانی سرفرازی یافتہ ازشاگردان۔ مرزا بیدل بود طبعش بہ لطائف وظرائف بیشتر میل داشت، ہرگاہ در بزم شریفش بارے یافت مرزاے مرحوم برائے خاطرِ اواشعار موحدانہ موقوف نمودہ ہزلیات در لسان مے آورد واکثر می فرمود استحقاق بہ تتبع و تلمذ دیوان ہزلیات اعطا دارد۔ وقتے مرزاے مغفور قلمدانے وبیاضے کہ از اشعار منتخب خود نوشتہ بود باو عنایت فرمود، ایں رباعی در شکر آں گذرانید:

بیدل شہ اقلیم کمالِ ہر فن — ازگوشۂ چشم ناظر داشت بمن

از روے عنایت قلمدان و بیاض — فرمود مرا وزارت ملک سخن

بہمہ حال مرد عزیزے بود حرکات نمکیں از و سر می فرود زینت مجلس ہا بود، روزے تاریخ وفات مرزا بیدل در مجمع شعرا می خواند وی گفت صفت آنست کہ در وزن خالق باری گفتہ ام "عبدالقادر مرزا بیدل رفت" در سال ہزار و صد و سی و ششم در دار الخلافہ برحمت حق پیوست۔ از وفاتش رونق مجمع عرس مرزا برہم خورد اشعارش کم بدست آمدہ"

(۷) گلشن معنی جناب شیخ سعداللہ ما قبلۂ ما پیر ما استاد ما وشاہ ما

.. از شیخ زادگان صحیح النسب برہان پور بہ حقائق و معارف معروف و بہ فضائل و کمالات مشہور بود۔۔ سراپا چوں تخلص مبارک خود گلشن اخلاق۔۔ دست ارادت بدامن۔ شیخ عبدالاحد عرف گل محمد (کذا) وحدت تخلص زدہ۔۔ وبہمیں نسبت از تخلص خود بسیار خوش بود۔۔ چہل سال پیش گذشتہ بود کہ بپاس امر نفس امارہ مطبخ گرم نکردہ مگر برائے خاطر مہماں و باحتیاج امور ضروری بر در دنیاداری نرفتہ، الاجہت اجرائے کار محتاجان درخدمت پدر بزرگوار خود پیادہ بزیارت حرمین رفتہ و باز معاودت نمود۔ بیست و دو سال در احمد آباد گجرات در اورنگ آباد و دیگر بلاد دکن بسر برد تا بیست سال شاہجہاں آباد از قدوم بہار لزوم ش غیرت کشمیر بود۔ در مسجد زینت المساجد سکونت داشت۔ وجہ معاش از کچہری مقررہ کہ برائے مسجد یا معین بودی نمود، بروز شنبہ اکثر صاحب سخناں جمع شدہ مشاعرہ می کردند، چنانچہ فقیر دریں معنی گفتہ بود:

اگر آب و ہوائے گل زمیں شعر خواہی ہیں — فضائے مسجد بیلم کنار آب جمنا را

آں قدر رسیدگی داشت کہ اگر در وقت مشغولی سخن کسے باوصف آشنائی قدیم بخدمتش می آمد بار نشستن نمے یافت و بکار حج التہقری ی دررزید۔ فقیر راقم کہ در جناب وے بندگی خاص و شاگردی داشت تا یک پاس بلکہ زیادہ انتظار کشیدہ باریاب نشدہ۔ در اثنائے آمدن از لاہور وقتے از اوقات کہ جادہ ہائے راہ از نا ایمنی یک دشت خار در پائے رہرواں شکستہ بود، در اواسط منزل خارے نذر فکر بخاطرش پیدا شد، ما یہ درختے دیدہ از قافلہ جدا گردیدہ زینے تازہ اختیار نمودہ فکر غزل رفت۔ فقیرے سر و پا برہنہ از طرفے در رسیدہ باضطراب تمام گفت اے درویش در چنیں راہ بہ بیمناک کہ جگر شیراں آب میشود چہ جائے توقف است برخیز و بسر راہ شو

Marfat.com

وللّا دست از جان خواہی شست۔ در جواب گفت ہمین ناتوانی آں قدر از خود رفتہ ایم کہ خطرہ ذکر م خوردہ (آمدن بخاطر خطور کند ہمیں دوات وقلم وکاغذ وخرقہ کہنہ کہ ہیں سرمایۂ ماست اگر قطاع الطریق خوش نمایند مبارک است، ازیں چند بیت تازہ دست برداشتیم اما عجب از تو می آید با وجود آنکہ ہیچ زاری آں قدر غم داری کہ دست و پا گم کردہ تا غزل تمام نکرد از آنجا برنخاست۔ میاں ناصر علی او را در بغل گرفت وسینہ بر سینہ مالیدہ گفت دو۔ دو رشما ست ما خود ضعیف شدیم و تسبیح سفر و اپسیں داریم، و آں حضرت اکثر بزبان می راند در زمانیکہ مرزا بیدل صاحب سی ہزار بیت شدہ در فکر سخن ترقی کرد میاں ناصر علی از ترقی باز آمدہ ہر قدر کہ نصیب گردید در ساخت من تازہ بفکر آمدہ بودم ایں ہر سہ دو ریکے بود۔ مرزا بیدل تخلص من گلشن با ایشان و تخلص سخن بمیر عبد الصمد یک روز عنایت کردہ۔ طالب علم نخ بود، و در درویشی بپایۂ اولیائے رسیدہ و نثر شاعرانہ مسجع و رنگین می نوشت۔ کلیات اشعارش ... بیست ہزار بیت است و آں راہفت دیوان کردہ۔ در فن موسیقی نیز نفسی گرم برمے آورد، تصنیفات استادانہ بہ اہل ایں فن را بسیار بنظر قبول می دید و اکثر خوانندگان کامل فن می گفتند کہ شاہ گلشن در شعر و سرود امیر خسرو زمان ماست بر فقیر توجہات در نہایات داشت اکثر بویرانہ ام قدم رنجہ می فرمود و فرمایش اطعمہ ہندوانہ می نمود۔ زیادہ از دو ہزار بار گلہائے فیض از صحبت آں گلشن فیض چیدہ۔ وقتے بندہ بر رقاصہ زنے عاشق شدم و بحالت سخت گرفتار گردیدم، روزے بخدمت ایشان نشستہ بودم بے اختیار گریہ در گرفت۔ پرسیدند سبب چیست بیاں نمودم و گفتم کہ از حضرت بشارت می خواہم کہ آیا از وصال او کامیابی در نصیب من ہست، فرمودند در عالم رویا استخارہ خواہم کرد، آخر چوں احوال ایشان معلوم شد گفتند کہ در نصیب تو نیست داں کس را نیز کہ مستحق اوست در واقعہ دیدم۔ بشکن کنوراں و سردار طرفے بست مایوس شدم عاقبت ہم چناں شد۔ بعد ماہے چند وکیل زمیندار بیکانیر آں جمیلہ را بدو ہزار و پانصد روپیہ خرید کردہ بوطن خود برد۔ ازیں قسم خرق عادات از آنجناب بسیار بظہور آمدہ... وقتے بخانۂ یکے از اغنیا کہ ذوق بکتب لغات بسیار داشت بر انبا جرائے حاجتمندے رفت، چوں بمجلس او رسید کفش از پا بر آوردہ در رومالے پیچیدہ بہ بغل کرد و بر مسندش رفتہ نشست و آں بستہ از بغل بر آوردہ نزد تکیہ گذاشت آں عزیز بسکہ دلدادۂ کتابہائے لغت بود پرسید کہ ایں کشف اللغات است فرمود کشف اللغات است درش وا کردہ بنمود۔ تمام مجلس حیراں بے تکلفی و حسن کلام ایشان ماندند غرضیکہ خیلے وارستہ مزاج و بے تکلف بود۔ بالجملہ بعمر شصت و پنج سال در حویلی محمد ناصر کہ در بازار صدر واقع است بیست و یک روز بمرض اسہال صاحب فراش بود بتاریخ یک شنبہ بیست و یکم جمادی الاولیٰ سال ہزار و صد و چہل آفر روز بہوشیاری تمام بدستور اولیا برحمت حق پیوست در احدی پورہ متصل شاہ گنج در زمینے کہ از ملوکات خواجہ محمد ناصر است مدفون شد۔ میاں نعمت خاں بین نواز کہ در یں فن استاد بے نظیر و از دوستان ایشاں بود ہر سال بر قبر مبارک با شب زندہ می دارد و مجموعۂ عظیم و مجلس عرس ایشاں در غایت خوبی منعقد می کرد۔ فقیر خوشگو تاریخ رحلت ایشاں ازیں مصرع بر آوردہ "جائے گلشن بہشت ابدی" اشعار

Marfat.com

ایشاں پسند خاں صاحب است ... وقتے شاہ گلشن دو صفحہ از مطلعہا ے خود بفقیر خوش گو دادند کہ بخدمت مرحوم میاں سرخوش بردم ایشاں بعد مطالعہ نوشتند ہمہ خوب و یک دستا ہیچ مطلع بے لطفے نیست۔" چو شعر حافظ شیراز انتخاب نمانده این چند از آں جملہ است ..."

(۸) شاہ مبارک آبرو تخلص از پیرزادگان گوالیار بود و از شاگردی .. آرزو بپایہ معنی رسیدہ۔ خیلے طبع بلند داشت لیکن در ریختہ گوئی کہ زبان ہندی با پارسی می آمیز د مصروف تمام بود، چنانچہ مردم در کار ریختہ صاحب دتتبّش می خوانند، دیوانے ضخیم و خوب و تازہ ازیں عالم جمع کردہ۔ فقیر ایں فقرہ نثر در تعریف او گفتہ بر رویش خواندہ بودم: "ریختہ آبرو آبروے شعر ریختہ"۔ بر فقیر بسیار مہربانی می فرمود۔ اکثر بویرانہ قدم رنجہ می نمود، و شبہا می ماند۔ در شعر پارسی ہم زبان درست داشت۔ بیست و چہارم رجب سال ہزار و صد و چہل و ششم برحمت حق پیوست۔ نزدیک مزار سید حسن رسول نما واقع شاہ جہاں آباد مدفون گشت۔ ایں سہ بیت بخط خود بمشاعرہ در سفینہ فقیر نوشتہ بود:

نگہ ز چشم تو داریم تا بکے دل را | کہ می بروز کنم ہم چو جام مے دل را
بجاے نالہ ہمہ نغمہ خیزد از لب وے | بوسہ بنوازی اگر چو نے دل را
ساختم شب بآرزوے شراب | چوں سبوے تہی بوے شراب"

(۹) نعمت اللہ خاں نعمت تخلص از سادات شاہ نعمت الٰہی خلف نواب روح اللہ میر بخشی عالمگیر .. است (حالات فیض رسانی روح اللہ) ... و ایں نعمت اللہ خاں فرزند ارشدش نیز موافق زمانہ در فیض رسانیہاے خلق بسیار غنیمت بود مرد بزرگ فہمیدہ و یادگار امراے قدیم بودہ، بر فرقہ شعرا عنایتہا نمودہ در عہد مبارک فرخ سیر و محمد شاہی چندے بخدمت قراول بیگی سرفراز بودہ بصاحب صوبگی بلدہ عظیم آباد پٹنہ سرفرازی داشت، نایب او سرانجام می داد، طبع عالی و ذہنے رسا داشتہ، از شاگردی میرزا عبد الغنی بیگ قبول مشق درست ساختہ تلاش معنیہاے بلند می نمود دیوانے رنگیں دارد، در سال ہزار صد و چہل و ہفت بسراے عقبیٰ خیمہ زد ..."

(۱۰) شاہ ولی اللہ اشتیاق تخلص درویشے بود معنی آشنا و صاحب سلیقہ رسا در کوٹلہ فیروز آباد دہلی اقامت داشت اکثر مجمع شعرای بود و با ایں فرقہ خیلے سلوک آدمیانہ می نمود۔ در ہزار صد و چہل و چند داعی حق را لبیک اجابت گفت ... در مشاعرہ بفقیر خانہ کرم فرمودہ ایں اشعار بخط خود در سفینہ بندہ نوشتہ۔

گلشن نہ مسکن تو وے جاے من بود | ایں مشہد مقدس مرغ چمن بود
با کوے تو ہر خاک نشینے کہ سر داشت | چوں نقش قدم خانہ بے بام و در ے

13786 2

Marfat.com

ہرجائے اگر بود نگارم دل من ہم — شیدائے یکے بود و ہوائے دگرے

رونق حسن ز عشق است کہ بر قد ایاز — خوشنما پیرہنے نیست بجز محمودی"

(۱۱) "میر شیخ محمد شرف الدین پیام تخلص از شرفائے اکبر آباد است چندے با میرزا ابوتراب غبار ہم طرح بود و با خانصاحب آرزو منداں از آوان طفلی اخلاص و ملاقات داشت و از مدت شانزدہ سال بارائے اندرام مخلص صحبت بود تلاشہائے خوب میکرد، فارسی او بسیار شستہ و رفتہ اکثر اشعار نیک از و سرانجام یافتہ۔ با فقیر خوشگو معارضہ و مشاعرہ داشتہ و اشفاق تمام می فرمودہ روز مشاعرہ بوپیر از ام قدم رنجہ نمودہ بود ایں رباعی بخط خود در سفینہ فقیر بیادگار نوشتہ:

گفتی لب لعلم آب حیواں دارد — بخشم بدست چو خواہش آں دارد

مردم ز غمش عطا کن اے عیسی دم — قول مرداں شنیدہ ام جاں دارد

درسال ہزار و صد و چہل و چند پیام مرگ بگوششش رسید۔ دیوان رنگینے گذاشت ..."

(۱۲) "مغل خاں قابل تخلص خلف مغل خاں مرحوم عالمگیر شاہیست طبع درست داشت شاگردی ... مرزا بیدل ... کردہ ایں تاریخ بطریق تعمیہ در وفات آنحضرت گفتہ:

سال تاریخ وفات بیدل عالی مقام — از سر بینائی دل گفتہ شد ختم کلام

او اخر صفت تخلص مقرر کردہ ... با فقیر بسیار بعنوان شفقت پیش مے آمد۔ در ہزار و صد و چہل و دو وفات کرد، طبع بلند داشتہ، از اشعارش یک مطلع یاد است ..."

(۱۳) "میر محمد ناصر ساماں تخلص از سادات جون پور بود از بدو طفلی در خدمت میرزا جان جاناں مظہر نشو و نما یافتہ اکتساب علوم و فنون می نمود، در اندک فرصت ترقیات نمایاں کرد، آخر بعہدۂ بخشی گری و واقعہ نگاری بوطن مراجعت نمود در سال ہزار و صد و چہل و ہفت در عین بہار شباب بمیدان جنگے کہ حاکم آں حد و درا با واقعہ نگار واقع شدہ بود علم شہادت برافراشت و زخم جدائی برائے احباب بیادگار گذاشت، با فقیر بسیار مربوط بود، رتبہ حسن استعدادش از قیافہ شعر پیدا است۔"

(۱۴) "نواب امیر الامرا صمصام الدولہ خان دوراں بہادر منصور جنگ خواجہ عاصم نام داشتہ و ہمیں تخلص می کرد وطنش اکبرآباد از والا شاہیاں عمدہ محمد فرخ سیر ... است۔ در عہد بہادر شاہ در سرکار ... عظیم الشان بخشی گری شاگرد پیشہ و خطاب اشرف خاں داشتہ، بعد ازاں تعینات فرخ سیر شدہ بولایت بنگالہ رفت و در رکاب او ہندوستان رسیدہ خطاب خان دوراں بہادر یافتہ۔ در جنگ سلطانی کربلا ... جہاں دار شاہ متصل اکبرآباد روے داد مصدر کارہائے نمایاں

گردید۔ خان دوراں بہادر تاریخ ایں معنی یافتہ اند۔ بعد فتح خطاب صمصام الدولہ بخشی گری والاشاہیان و چندے میر آتشی سرکار والا و یک چند نیابت میر بخشی از قبل سید حسین علی خاں بارہہ باد مقرر بود بعد قضیۂ فرخ سیر دست از ہمہ کارہا کشیدہ بمقتضائے مصلحت وقت ہمراہ سادات بارہہ در اکبر آباد بود چوں محمد شاہ پادشاہ شد در جنگ . .
سید عبداللہ خاں بہادر بہا از وصدور یافت بعد فتح بمنصب ہشت ہزاری و خطاب امیر الامرا و میر بخشی گری کل امتیاز اندوخت رفتہ رفتہ جمیع مہمات مالی و ملکی برائے رزین او تفویض یافت و ریسا فیکہ بر غنیم مرہٹہ فرمودہ بود خیلے دست بذل کشادہ مردم را بانعامات لائقہ از جواہر و نقد و خلعات و اسپ و فیل و منصب نواخت۔ بسیار خلیق و بزرگ زمانہ و دیانت دار و بفضل و کمال ظاہر و باطن آراستہ بود خان صاحب آرزو منداں با اوار تباط و اخلاص موروثی داشتہ اند و وے در فن جوگ اشغال باطنی حبس دم خود را بپایۂ کمال رسانیدہ بود، چنانچہ کاملان ایں فن از و بحساب می بودند۔ عافیت در جنگ . . . نادر شاہ . . . نواب مذکور کہ سردار فوج ہندوستاں بود . . . با برادر رشید مظفر خاں بہادر و جمیع رفقائے قدیم مثل شاہ نواز خاں و میر کلو و یادگار خاں و جماعۂ گلیم پوشاں و دیگر بہادران کار آزمودہ داد شجاعت دادہ بزخم گولی بندوق سہ روز زندہ ماندہ و شہادت یافت . . " امیر الامرا شہید شدہ" تاریخ او یافتہ شدہ بود و ایں واقعہ بتاریخ بست و نہم ذیقعدہ سال ہزار و صد و پنجاہ و یک بودہ۔ بیرون قلعہ شہر پناہ شاہ جہاں آباد متصل کھڑکی خلیل خاں مقبرۂ اوست۔ نادر شاہ بعد شہادت او را بخطاب رستم ہادی فرمود و پسران او را نسبت امرا زیادہ توقیر می کرد . . . با وصف موروثی۔ طبع خداداد و سخن فہمی کمال بسبب کثرت اشغال . . . کہ مرجع تمام ممالک بودہ بفکر سخن متوجہ نمی شد گاہ گاہ بابیات چیدہ چیدہ گلفشانی می فرمود و شعرا را بسیار عزیز و موقر می داشت، ایں مطلع او در زبان خاص و عام است :

سحر خورشید لرزاں از سر کوے تو می آید — دل آئینہ را نازم کہ بر روے تو می آید

حیرت نداد فرصت مژگاں بہم زدن — تا آئینہ بروے تو چشمے کشادہ است

(۱۵) " محمد حیدر، تجرید تخلص . . . بہ شاگردی سراج الدین علی . . . سر مباہات مے افراخت . . . بسواری جہاز بہ بنگالہ رسیدہ بہ صحبت شجاع الدولہ فائز شدہ ہمانجا بعد ہزار و صد و پنجاہ درگذشت . . . نثر خطے کہ بخدمت خان صاحب از بنگالہ نوشتہ بود . . ." . . . بہ سرآمد بوے گل نفساں ریختہ قلم میاں مضمون صاحب درمیاں نسیم و آئینہ دار طوطیان تازہ گفتار لالہ ندرت ولالہ خوش گو دیوان عرض نیاز و خدمت اشتیاق و آرزو . . ."

(۱۶) " مرزا گرامی خلف ارشد و شاگرد رشید میرزا عبد الغنی بیگ قبول است، جوانی بود خلیق شفیق متواضع قلندر وضع

Marfat.com

طبعے بس بلند وذہنے رسا داشتہ ابسیار مضامین تازہ یافتہ طرز ایہام لفظی کہ پدر بزرگوارش زندہ ساختہ او با قصی الغایت رسانیدہ، در دارالخلافہ استاد پانصد کس شاگرد بود ہر جا کہ در مشاعرہ ہا تشریف می فرمود اقل مرتبہ پنجاہ کس از تلامذہ بہ رکاب سعادتش می بودند اشعار استادان سلف زیادہ از ہمہ معاصران بیاد داشت و شعر بہ طرز غریب می خواند کہ گوش سامعہ بازمی شد بلکہ مردمانیکہ مناسبت بایں فن نداشتند نیز دل از دست می دادند، چنانچہ در باغ میر مشرف روز عرس مجمع عظیمے بود، قریب ہفتصد کس طوائف ہنگامۂ رقص وسرود گرم داشتند و در یکے از ایوانہائے باغ مرزا گرامی با شاگردان خود مجلس افروز سخن شد تماشائیان شہر چشم از آنہا پوشیدہ، متوجہ بزم سخن گشتہ وایں معنی مشہور شدہ بود۔ او در قید ہیچ مذہبے وملتے نبود، بسیار بے تکلفانہ زیست می کرد از مغتنمات وقت بودہ در سال ہزار وصد وپنجاہ وشش بہ ہوشیاری تمام برحمت حق پیوست واز مرگ او ناطورۂ سخن بسوگواری نشست وہنگامۂ مجلس برشکست فقیر بتعادت یکسال ایں مصرع مادۂ تاریخ وفاتش یافتہ: "افسوس گرامی از جہاں رفت"۔ بر فقیر خیلے مہرباں بود بویرانہ دو مرتبہ در مشاعرہ قدم رنجہ ساختہ ایں دو بیت بخط خود در سفینۂ فقیر مرقوم فرمود:

گراں بہا ترش از در ہمیں ز دندانست دو سرخ لعل لب او فزوں ز مرجانست

ایں بیت پر تبہ (بے رتبہ؟) تمام است کہ مرتبۂ مرجاں از لعل افزوں نیست۔ پس تفضیل لعلش بر مرجاں ازیں قبیل است کہ گویند فلاں بہتر از خراست (یہ عبارت حاشیے میں ہے، لکن ہے کہ عزت کی ہو) ہیچ کس بے داغ از دست بتان ہند نیست آتشے در ہر طرف زیں دودمان افتادہ است ... فقیر دریں مطلع رباعی میرزا ... تامل دارد، رباعی:

مے جاں بلب رسیدہ ماند بے تو بط صید بخوں طپیدہ ماند بے تو
آید در بزم بوے خون از مینا ساغر بسر بریدہ ماند بے تو

یعنی حرف با در ہر دو مصرع بیت اول می باید، چنانچہ در مصرع چہارم خود آوردہ"

(۱۷) "نواب قزلباش خاں امید تخلص مولد ومنشا روے اصفہانست، شاگرد... میرزا طاہر وحید عمزادۂ نواب اسد خاں وزیر اعظم عالمگیر... بودہ از سخنوران مسلم الثبوت ایں زمانست، عمرے بقلعہ داری یکے از قلاع دکن بسر بردہ، در اوائل عہد محمد شاہی بدارالخلافہ رسیدہ، مرد عزیز صاحب ہمت خوش معاش وباہمہ کس گرم جوش بودہ خیلے بعزت وحرمت روزگار گذرانیدہ، آنچہ از جاگیر بہم رسانیدہ مصارفش در شعر انوازی وراگ ورنگ بودہ، عمرش ... از صد سال متجاوز گشتہ تا حواس بحال داشتہ در نیولا شنیدہ شد کہ بسال ہزار وصد وشصت جہان بے مدار را گذاشت دیوانش رواج یافتہ"۔

(۱۸) "شیخ محمد صلاح معروف بہ محمد کاظم آگاہ تخلص فرزند رشید شیخ صدرالدین محمد پشاوری مذکور است، جوان طالب علم

Marfat.com

و مستعد شاعر خوب گوست از مدتے با معنی یاب خاں شاعر تخلص رفاقت داشتہ و اخلاص ایں ہر دو ایشاں حکم یک جان
و دو قالب بہم رسانیدہ بود، نیابت، غلام محی الدین علی خاں بیوتات سرکار بادشاہی باو متعلق بودہ، بسیار رنگین، طبع و خوش فکر
و معنی تلاش و گرم جوش و مہربان است بر فقیر خوشگو خیلے توجہ دارد۔ خدایش سلامت داراد۔ بسبب انفاس متبرکہ
بزرگ کاملیکہ از اشغال آگاہ گردانیدہ و او در آں راہ سلوک نمودہ، بسر منزل کمال معنوی رسیدہ۔ از منتخبات وقتے است
در اشعارش مضامین تازہ بسیار است اما بدست فقیر کم افتادہ، وعدہ فرمودہ بود کہ خواہم رسانید بدست آمدن نیفتاد
از غزلیاتش این است۔"

(١٩) "میاں نور العین واقف تخلص پسر سوم قاضی امانت اللہ کہ از آبا و اجداد تا عہد محمد شاہی بقضاے پرگنہ بٹالہ تابع صوبۂ
لاہور کہ وطن مشار الیہ است بہ نیک نامی و خدا پرستی تمشیت امور می فرماید۔ و آں قاضی زادۂ سخن شناس باکثر فضائل
و کمالات مخصوص است و خیلے خلیق و متواضع و آشنا پرست واقع شدہ۔ فقیر وقتیکہ بعد سیر ولایت کانگڑہ از کوہ فرود آمدم
تنہا بہ شوق ملاقاتش کہ اشعارش بدار الخلافہ رسیدہ بود بہ بٹالہ رفتم و ہم بدیوان خانۂ ایشاں فروکش کردم تا یک و نیم سال
بسبب فترات نادر شاہی ہم در آنجا اقامت داشتم شب و روز صحبت مستوفی درمیاں بود، جوانی بسیار بخوبی یاد ہے
تکلیفہا بنظر مے آمد و اعزاز و اکرام زائد الوصف نسبت بمن ناچیز از طرف قاضی زادہ بظہور می رسید و اوقات بخوشی
و بہ طرحی می گذشت۔ در ذات مبارکش اوصاف درویشی و استغنا از دنیاداری و دنیاداراں بسیار مے یافتم۔ الحق مرد
عزیزیست۔ مشق شعر از نظر میر محمد معصوم بوجداں می گذرانید و باکثر شعراے پنجاب صحبتہا داشتہ ایں ابیات وے
از غزلہا ئیست کہ فقیر ہم طرح بود... (ان کے بعد دوسرے اشعار از آں جملہ)
آبلہ ہمت انتظار فیض گیراں می کشد ہست دریا براہ تشنگاں چشم از حباب" فقیر گفتم اگر دریں بیت بجاے فیض گیراں فیض
جویاں باشد کہ براے دریا و حباب لفظ جویاں مناسب است، قبول نفرمود الحق بے انصافی نمود..."

(٢٠) "محمد علی حشمت تخلص جوانے وجیہہ خوش فکر است و با فقیر بسیار آشنا از بست شاگردی... قبول یافتہ با شعرا
سرگرم است ایں غزل بخط خود وقتیکہ در مجمع بفقیر خانہ آمدہ بود نوشتہ داد..."

(٢١) "میرزا جان جاناں مظہر تخلص خلف میرزا جان از نبائر مجنون خاں قاقشال است کہ در عہد اکبری منعم و رزیدہ
بود و بہ سبب ایں خانداں را نوکری گرفتند مگر مرزا جان والد شریفش کہ منصب دار عالم گیر... بود۔ قاقشال در
ترکاں اسپ لاغر گویند چنانچہ میرزا مظہر نیز بادو) جود فربہی کمال بسیار لاغر بنظر می آید۔ مدتیست کہ در ملک
فقر سلطنت و چہار ترکی ترک دنیا بسر دادہ و در آداب معاشرت و حسن سلوک و مراتب فضل و شعر و مردانگی و قدردانی

Marfat.com

یکتائے روزگار۔ بسیارے از اخوان استفادہ شدہ بخوبی ایں بزرگوار کم بنظر آمدہ، ذات بابرکاتش را بریں روزگار منت مزید است دور فہم حقائق و بیان تصوف ثانی جنید و بایزید دست ارادت بہ سلسلۂ علیہ نقش بندیہ دادہ و باوجود رعایت عالم سلوک و احتیاط ہائے کامل خود را بعشق نوجوانان در باختہ و سراپا برنگ در و بر آمدہ۔ چندے درمیان او و منظور نظرش شکر آب بود، شش ماہ از مسجدیکہ اقامت داشت بر نیامد و قبرے برائے خود کندہ زندہ خود را مدفون ساخت، شب و روز در آں گور با دل پر درد و رنگ زرد و اشک گرم و آہ سرد بسر می برد و در یاراں شہرت دادہ بود کہ فلاں مردود در گور جا کرد۔ بر فقیر خوشگو خیلے مہربانی می فرماید اکثر بویرانہ ام شب می گذراند و فرمایش ہائے اطعمہ از روے بے تکلفی می نماید۔ فقیر از احوال ایشاں درخواست ایں چند سطر بدستخط خود نوشتہ عنایت فرمود، عبارت ایں است: "فقیر جان جاناں متخلص بہ مظہر پسر مرزا جان جانی تخلص علوی نسب بخاری وطن حنفی مذہب نقش بندی مشرب است۔ نشو و نما در خاک ہندوستاں یافتہ در اطراف عمر بیست سالگی گدائی در فقر اختیار کردہ اوقات خود را در خدمت مدرسہ و خانقاہ صرف نمودہ از فرط ضعف دماغ تاب تدبیر عالم اسباب نیاورد و بتجرد و خانہ بدوشی بسری برد و گاہ گاہ بتحریک شور یکہ نمک خیر او ست بے بغیر یاد وامی کند چوں نالہ اش اکثر موزوں واقع می شود عزیزاں از راہ جوہر شناسی بمیزان اشعارش مے سنجند از بس نظیر بزرگاں یافتہ حسن قبولے بہم رسانیدہ است او سبحانہ تعالیٰ حسن خاتمہ ہم نصیب او کند۔ چوں ہر کس نسبت بدیگراں بہ حقیقت خود عالم تر است مجملے از احوال.. بنا بر فرمایش مصنف تذکرہ کہ مہربان عزیز تر از جان جہاں است، خود تحریر نمود"، انتہی۔ بہر حال اعجوبۂ روزگار است، از اشعارش بوے سوختہ دلی بمشام جاں میرسد۔"

(۲۲) "فقیہ صاحب درد مند تخلص دکھنی است از اقربائے نواب خان عالم دکھن است کہ ہمراہ.. اعظم شاہ با پنجہزار مردم بلادری زرہ پوش شدہ در جنگ سلطانی مردانہ شہید شدہ بود۔ ظاہر لفظ صاحب جزو اسم عمدہ ہائے خطۂ دکن می باشد چنانچہ محمدی صاحب و علی صاحب بہر حال فقیہ صاحب تربیت صوری و معنوی و برکات دینی و دنیوی از خدمت میرزا جان جاناں مظہر گرفتہ و باقتضائے فرط عقیدت و غلو فطرت در اوضاع و اطوار تقلید را بہ تحقیق رسانیدہ کہ در اسلوب خطوط و طور شعر ہم درمیان استاد و شاگرد فرقے نماند و میرزا توجہے و عنا تیکہ نسبت بایں سرو نو خاستۂ بوستان کمال است با ہیچکس نیست و نبود.. چندے بطرف عظیم آباد پٹنہ تشریف بردہ بود یاران آنجا بسیار شکر گذاری او صاحبش می کردند۔ بہر حال مرد عزیزے است.."

(۲۳) "شیخ سراج الدین علی مخاطب باستعداد خاں.. (حالات نوشتہ آرزو): "فقیر سراج الدین علی آرزو از طرف

Marfat.com

والد نبیرهٔ خواهر زادهٔ شیخ نصیر الدین مشهور به چراغ دهلی و از جانب والده شیخ محمد غوث گوالیاری است .. در سال هزار و نود و نه ولادت یافت، والد مرحوم شیخ حسام الدین لفظ نزل غیب تاریخ تولد یافتند. غیر از کتاب گلستان و بوستان و پندنامهٔ شیخ سعدی و نام حق و آن هم در پنج شش سالگی دیگر کتاب فارسی نخوانده، تا چهارده سالگی بکسب علوم عربیه اشتغال داشت غیر از آنکه والد مرحوم در هنگامیکه از لشکر عالمگیر بگوالیار آمده بودند در خلال شبها صد و صد بیت از اشعار متاخرین یاد می دادند همان سرمایهٔ شاعری من شده در عمر چهارده سالگی مرا ذوقے بشعر پیدا گردید و در شهر متهرا که خاک قیامت خیز و سرزمین شور انگیز است شور جنون شعر در سر من افتاد و بعد چندگاه که باز به گوالیار رفتم دو سه ماه بخدمت میر عبد الصمد سخن که بعلاقهٔ شرقی در آنجا تشریف داشتند اشعار خود گذرانیدم. حسب تقدیر آسمانی میر مرحوم از گوالیار باکبرآباد تشریف بردند، فقیر مدتے بابیکسی و تنهائی همسفر بود، اتفاقاً صحبت میر غلام علی احسنی تخلص دست داد، چندے کسب شعر در خدمت ایشان نمود و در ین مدت طالب العلمی هم بعد رمیکرد و بعد از آن اتفاق رفتن بسمت دکهن افتاد، نارسیده به لشکر واقعه پادشاه .. عالمگیر روداد باز .. بگوالیار که وطن اجداد مادری بود رسید و بعد از آن بتقریبے باکبرآباد که مسقط الراس است رسیده پنج سال کتب متداولهٔ عربیه را پیش مولانا .. شیخ عماد الدین المشتهر بدرویش محمد قدس سره گذرانید. و در ین بین مشق شعر نیز کرد و اکثر در ین ایام صحبت یاران موزون مثل .. شاه گلشن و .. حاتم بیگ حاتم .. و میان عصمت الله کامل و محمد مقیم آزاد و میان علی عظیم خلف الصدق .. ناصر علی و دیگر صادر و وارد دست بهم می داد تا اوائل عهد فرخ سیر بتقریب نوکری در شاهجهان آباد رسیده بخدمتی از خدمات گوالیار متعلق گردیده شش سال دیگر در وطن بسر برد و در ین بین شعر گفتن کم اتفاق مے افتاد. بعد از آن در وقت تسلط سادات باره خدمت مذکور تغیر شده فقیر باز و بار دوم بے پادشاهی که بتقریب رفع هنگامهٔ نیکو سیر بود در اکبرآباد رسید باز از آنجا بخدمت سوانح نگاری گوالیار متعلق گشته و قریب دو ماه به سر کرده که در ین اثنا اختر دولت سادات رو به هبوط آورد، فقیر نیز از خدمت مذکور معزول شده در .. شاهجهان آباد رسیده قریب سی سال است که در اینجا می گذراند .. مصنفات فقیر .. این است دیوان غزل و قصائد قریب بیست و پنج هزار بیت، مثنوی محمود و ایاز در جواب زلالی مسمی بحسن و عشق چهار هزار بیت و ساقی نامه مسمی بعالم آب و مثنوی دیگر در بحر ..... که این بیت از آنست ـ

آدم گل باغ است جهان   شیطان باشد نافرمان

راست براست رقم کردم   شاخ سرو قلم کردم

و مثنوی جوش و خروش و مثنوی دیگر در بحر حدیقه حکیم ثنائی (سنائی) که هنوز ناتمام است و رباعیات و مخمسات و ترکیب بند و ترجیع بند و مقطعات و تواریخ و رقعات مسمی به پیام شوق و نثرهاے متفرقه قریب پانزده هزار بیت و دو رساله در فن معانی و بیان بزبان فارسی که بیشتر کسے ننوشته، با نظیرهاے ابیات فارسی و .. سراج اللغات قریب چهل هزار بیت مکتوب و

Marfat.com

شرح گلستاں و شرح سکندر نامہ و شرح قصائد عرفی شیرازی و دیگر مثنویات ناتمام ہم دارد و ایں ہمہ وقتے است کہ سالہائے فقیر تا چہل و ہشت رسیدہ"۔۔ انتہی (یہ ابتدا میں حاشیے میں لکھا تھا بعد کو اضافہ کیا :) "خدا آگاہ۔۔ است کہ۔۔ از عمر چہاردہ سالگی مشق شعر میکنم و تا امروز کہ پنجاہ و چہار مرحلہ از عمر طے شدہ بر خود اعتماد ندارم۔۔ ہر چند مسودات نظم و نثر و کتب شروح و فرہنگ وغیرہ صد ہزار بیت مکتوبی شدہ باشد۔۔" انتہی "فقیر آرزو در اوائل جلوس۔۔ فرخ سیر۔۔ در۔۔ شاہجہان آباد بتلاش نوکری رسیدہ بود و درآں وقت آفتاب سخن گوئی بخط استوار رسیدہ بود و فیض اندوز صحبت بزرگان سخن می گردید روزیکہ برائے ملاقات۔۔ سرخوش رفت آں مرد عزیز درآں وقت از حلیہ بصارت عاری بود، پسرے داشت فضل اللہ نام او را بیاض داد کہ اشعار پدر۔۔ را بخواند، گفتم نور چشم کہ پسر را گویند ہمیں معنی دارد۔ بعد خواندن اشعار از فقیر درخواست طبع زاد ہا فرمود منکہ نوجواں بودم گفتم کہ در خدمت بزرگاں شوخیست خواندن اشعار خود با وجود کم مشقی۔ آں عزیز بجد شد ناچار فقیر عربی خواندم کہ ایں بیت از آنست :

افتادگیست مایۂ نشو و نمائے من　　　نخلم چو گرد باد ز خاک آب می خورد

بریں بیت بغایت الغایت محظوظ شدہ و بسر و پیشانی من بوسہ داد و گفت مدتیست کہ دریں شہر ایں قسم صاحب طبعے از نو آمدگان شہر ندیدیم۔ باز ایں رباعی۔۔ نعت۔۔ خواندم :

اے احمد مرسل امیر لولاک　　　برگرد سر کوئے تو گردد افلاک

منظور خدا بود ز بس رفعت تو　　　بر داشتہ است سایہ ات را از خاک

محظوظ تر شدہ چوں۔۔۔۔ مرخص شدم آں مرد بزرگ بہماں حالت پیش محمد حسین خاں ناجی تخلص کہ از یاراں قدیم او بود رفتہ ابیات مذکور را یاد کردہ خواند و بسیار تعریف ایں ہیچکارہ نمود کہ در تمام عمر ایں قسم جوان بلند تلاش ندیدہ ایم۔۔ پانزدہم صفر ۲۲ محمد شاہی بہ تحریر در آمد انتہی" "بار سالیکہ در دہلی آتش بسیاری افتاد۔۔ قصیدہ دریں باب گفتہ بود۔۔ چند بیت از آں قصیدہ۔۔ می نویسد۔۔ راقم ایں حروف۔۔ آرزو بتاریخ دوازدہم صفر ۲۳ جلوسی محمد شاہی موافق ۱۱۵۴ ہجری۔۔ انتہی۔ "بعد از آں الحال بعد ہفت سال ایں تذکرہ بازبطالعہ فقیر۔۔ آرزو در آمد خط بسیار برداشتم و بعضے جاہا۔۔ از روئے اصلاح چند حرفے نگاشتم۔۔" انتہی۔ بہر حال تتمۂ احوال خاں صاحب اینست کہ ہفصدی منصب پادشاہی دارند پارۂ جاگیر کہ بوطن یافتہ بودند در پامالی غنیم دکھن رفتہ دو سال صبح و شام بملازمت پادشاہ میرفتند و در ہر مقام مناسب آنجا سخن مے آورند چنانچہ روزے پادشاہ بر تخت رواں شیشہ سوار بود ایشاں ایں رباعی بدیہہ برخواندند۔

درخدمت پادشاہ چندیں جمشید　　　دامن بمیاں بر زدہ زد دی امید

Marfat.com

بنشست شہنشاہ سکندر طالع — بر تخت روان آئینہ چوں خورشید

وہم چنیں نواب صمصام الدولہ.. خیر یاری فرمود بسبب سابقۂ معرفتے کہ درمیاں بود توجہ بسیاری نمود ہنگام مراق دکھن ہمراہ برداشت امارعایت ومروت کہ بپادشاہاں یا امرائے ایشاں مناسبت دارد ہیچ جلوہ ظہور نگرفت لاابرم بگوشۂ توشہ درساختہ مکانے بیرون وکیل پورہ در دارالخلافہ مرتب فرمودہ متصل.. رائے انندرام مخلص کہ از مخلصان و یاران ایشانست اقامت دارند وصحبت سخن درمیان ایں ہر دو بزرگ بسیار گرم است واخلاص دلی گرم تر دیگر ہم ہمیشہ موزوناں شہر بہ بیت الشرف ایشاں جمع می باشد.. خوشگو خاکسار را.. تربیت نمود چنانچہ دماغش بچہارم آسماں رسانید.. از جمیع شاگردان خود فقیر را بسیار میخواہند چنانچہ وقتے غزلے فکری کردند و ہر بیت کہ سرانجام سے یافت بفقیری فرمودند کہ بنویسد از روئے مہربانی در مقطعش نام فقیر ہم آوردند

آرزو را محبت خوش گر — باز دارد ز فکر ہائے دگر

فقیر نیز دراں زمیں غزلے فکر کرد و آخراں قطعہ ہدریں معنی گفتہ داخل غزل خود نمود.. :

آرزو آں سراج دین علی — کہ بطبعش بود ضیائے دگر
ہند از ذات او شدہ ایراں — بخدا ہست صفاہائے دگر
من شاگرد حضرت خود را — کرد مشمول لطفہائے دگر
نام از مقطعش جہانگرد است — قطع کردم کنوں زپائے دگر
آرزو را محبت خوش گو — باز دارد ز فکر ہائے دگر

بعد ازاں مجلس شعر بدیرانۂ خود مقرر نمودم وضیافت استادی و دیگر ناموران عصر قرار دادم الحق مجمع خوبے منعقد گردید مشاہیر آں جماعہ قریب صد کس تشریف آوردند بعد فراغ اطعمہ واشربہ غزل ایشاں وغزل خود خواندہ بر یک کاغذ نویسانیدہ پیش کش بزرگان نمود، ایشاں ازیں معنی بسیار خوش شدند.. ازاں روز فقیر در دل ایشاں خیلے جا کرد. وقتیکہ از ملازمت ایشاں رخصت یافتہ قصد بنارس نمود در آغوش شفقت کشیدہ تا دیرے اشک بارشدند وسفارش فقیر بخدمت نواب عمدۃ الملک امیر خاں بہادر نوشتہ وبندہ از بنارس کہ در ینولا عریضہ بخدمت فرستادہ بود در جواب بالقاب برادر عزیز القدر مہرباں یاد فرمودند ایں رباعی تازہ فکر کردہ قلمی نمودند:

زیں مژدۂ عافیت کہ از دوست رسید — شور شکرم بکابل و خوست رسید
باغ بلبل شدہ است خوش گوئی من — تا نامہ زیار من کہ خوشگوست رسید

Marfat.com

.. قصیدہ در مدح پادشاہ گفتہ انداز آنجا ست ..

نبض شناس باریکی کلام رائے دیان رائے انند رام مخلص تخلص خلف راجہ ہردے رام کھتری ساکن صوبہ لاہور است کہ بوکالت
.. سربلند خاں .. و .. اعتماد الدولہ از مشاہیر روزگار بود و حالا این خلف الصدق دودمان آدمیت جانشین پدر بزرگوار خود است
اوائل مشق سخن بجناب میرزا بیدل .. بگذرانید و بعد از آں صحبت شب و روز شعر ش با خانصاحب آرزومنداں .. اتفاق
افتادہ بہرحال سررشتہ نقادی سخن زیادہ از سخنوران این زمانہ بدستش آمدہ، رسائی طبعش دریں فن کار بسیاری کند و آن
چنانکہ او بہ کنہ سخن میرسد کم کسے می رسد، چنانچہ روزے شرف الدین پیام این شعر خود می خواند :

بسر یا بس کہ با من دختر رز گرم می جوشد چہ امکانست گر در خواب ہم بینم نہالی را

رائے دقیقہ فہم فرمود بعد عبارت "چہ امکانست" "گر" آوردن خلاف محاورہ واقع شدہ کافے کافی است و آں ہم باشد
یا نباشد۔ روزے فقیر کہ در خدمتش حاضر بودم دیدم کہ مطالعہ تذکرہ طاہر نصر آبادی مینمود، این بیت مشہور حاجی قدسی بہ
تقریبے بر آمد کہ ملا شیدا برآں مناظرہ دارد :

عالم از نالہ من بے تو چناں تنگ فضاست کہ سپند از سر آتش نتواند برخاست

و نورس نام شاعرے اعتراض شیدا پسندیدہ این پیش مصرع خود رسانیدہ :

منع بیطاقتی سوختگاں تا حد ہست کہ سپند از سر آتش نتواند برخاست

رائے .. فرمود چرا چنیں نگفت تا در برابر مطلع حاجی ہم مطلع می شد بہ تغیر یک لفظ : "منع بیطاقتی سوختگاں تا اینجاست
کہ سپند الخ" بسیار بحسن خلق و اوصاف حمیدہ آراستہ و بہ فنون دیانت و کریم النفسی پرداختہ .. خان صاحب آرزو بر اوراق
این مسودہ نوشتہ اند کہ شخصے بحضور فقیر آرزو پیش آں عزیز دلہا آمدہ گفت کہ در فلاں کار سکوت ورزیدہ اید حق السکوتے
می گذرانم۔ آں مرد عزیز جواب داد کہ حیف است کہ در عالم آشنائی این حرفہا بمیاں آید، بخدائی خدا کہ حالا ہرگاہ این کار در پیش
خواہید نمود، خاموشی چہ کہ بعضی درا تمام آں بکار بردہ می شود و آں شخص ابرام از حد گذرانید۔ رائے معزی الیہ آزردہ شدہ
جواب داد کہ اگر پاے اخذ و صبر در میاں مے آرید، کار نخواہد شد۔ اینہا گفتہ صاحب معاملہ را رخصت نمود۔ بعد از این فقیر ...
استفسار حال نمودم کہ برآشنائی این شخص اطلاع ندارم۔ فرمود چندگاہے مرا باین عزیز تغیر و تبدیل جاگیر استاد من خرخشہ بود و
این معاملہ تا دہ ماہ کشید، از یں جہت آشنائی بسیار بہم رسید، دریں صورت ہماں شرم چشم مانع این چیزہا می شود۔ این انموذجے
است از اخلاق رضیہ و اوصاف مرضیہ او .. تمام و کمال را دفترہا باید .. "انتہی بر فقیر خویش گو خیلے توجہ و مہربانی می فرماید
با کثر دولتمنداں این زمانہ اتفاق ملاقاتہا افتادہ و سلوک روز اول آخرہا تفاوت مے آرند، الا این مرد بزرگ کہ از ابتدائے

Marfat.com

تا غایت تواضع سرو قدم چو من نا کسے را از دست نداده در مشاعرہ بفقیر خانہ تشریف آوردہ بود، اکثر اوقات فوائد برائے بندہ فرستاد۔ بہر کیف شاعر معنی تلاش خوش زبانے مثل او درین جزو زمان کیابست بیشتر دیوانے بمشق طرز مرزا صائب ترتیب داد۔ الحال بطرز مرزا مضی دانش ہمی گوید و براز و سرانجام می دہد۔ خان صاحب آرزو مندان خیلے معتقد سلیقۂ او یند۔ دیوان غزلیات بقدر دہ ہزار بیت دار و براز الفاظ رنگین و معانی تازہ و حکایتے در نثر نوشتہ، ہمہ بمقفا و رنگیں و نہایت مینبائے تازہ و تشبیہات بلیغہ دار و و دیباچہ مرقعے نوشتہ بود فقیر را وقت سیر ترغیب بسیار خوش آمد

بر خط ز عارض تو با معانی کم نگاہ — زاں سانکہ کس کتاب بخواند بنور ماہ

خال و خطاست بر ذقنت یا برائے آب — دار ندا بسنر چند علوئے بگرد چاہ

گردانده عشق از رنگ نوائے شوخ یار راہ — خطاست گرد چہرہ تصویر بادشاہ

و کتابتے نثر از طرف محمد شاہ.. بدارائے ایران نوشتہ کہ بر تمام کتابہا کہ در دربار بادشاہی سودات نوشتہ شدہ بود چربست۔ چوں بہ بنائے سلطنت فرخ سیر از سادات بارہہ زلزلہ رسیدہ بود و باز سید عبداللہ بقید آمد در عذر بے ادبی کہ در جناب بادشاہ از سادات واقع شدہ ایں بیت میرزا صائب آوردہ و از اتفاقات محمود نامی افغان بر ولایت ایران غالب آمدہ بود و عاقبت بہ سزا رسید ایں معنی نیز از الہام برے آید:

تیغ معذور است در کوتاہی زلف ایاز — سرکشی با پادشاہاں عاقبت محمود نیست۔"

(نوائے ادب' بمبئی۔ جولائی، ۱۹۵۰ء) ●●

Marfat.com

بیدل اور تذکرۂ خوش گو

اس مضمون کے دو حصّے ہیں، پہلے حصّہ میں خوش گو نے "سفینۂ خوش گو" میں بیدلؔ کے متعلق جو کچھ لکھا ہے بجنسہ نقل کر دیا گیا ہے۔ دوسرے حصّہ میں اس پر ناقدانہ نگاہ ڈالی گئی ہے۔ اور خوشگو کے ماخذوں کا سراغ لگانے کی کوشش کی گئی ہے، اس غرض سے میں نے بیدلؔ کی تصانیف کا مطالعہ کیا ہے اور ہم عصر اور قریب العصر مصنفوں نے بیدلؔ کے متعلق جو کچھ لکھا ہے، اس کے معتد بہ حصّہ کو پیش نظر رکھا ہے۔

بندرابن[1]، خوشگو بندرابن کا رہنے والا تھا، (تکملۃ الشعراء مصنفہ شوق، نسخۂ رامپور) لیکن اس کا ذہنی وطن دہلی تھا۔ آرزوؔ کا شاگرد تھا لیکن بقول بعض اس نے بیدلؔ اور سرخوشؔ سے بھی اصلاح لی تھی، (تکملہ) وہ بیدلؔ کا باضابطہ شاگرد ممکن ہے کہ نہ ہو، لیکن اس میں شک نہیں کہ وہ ان کا بڑا معتقد تھا، خوش گو کا قیام دہلی کے علاوہ بنارس، الہ آباد، عظیم آباد میں بھی رہا ہے۔ اس کی وفات بقول آزادؔ[2] بلگرامی عظیم آباد اور بقول شوقؔ بندرابن میں ہوئی، زمانۂ وفات بارہویں صدی[3] کا ساتواں عشرہ ہے۔ (آزادؔ)

خوش گو نے بیدلؔ کے حالات بڑی تفصیل کے ساتھ لکھے ہیں، ابتدائی زمانہ کے حالات زیادہ تر خود بیدلؔ کی تصانیف سے لئے ہیں، آخری زمانہ کے حالات چشم دید ہیں، خوش گو کا بیان ہے کہ اُسے ہزار بار سے زیادہ بیدلؔ کی خدمت میں حاضر ہونے کا موقع ملا تھا، سفینۂ خوشگو سے بیدل کے متعلق بہت سی نئی باتیں معلوم ہوتی ہیں اور بہت سی پرانی غلط فہمیاں دور ہوتی ہیں، اس کا بیان قابلِ اعتبار ہے، لیکن دو ایک جگہ اس سے بھی غلطی ہوئی ہے جس کا

---

[1] خوش گو کے حالات کی تحقیق میں نے نہیں کی، جو کچھ لکھا گیا ہے، اس سے بہت زیادہ لکھا جا سکتا ہے۔ [2] و [3] سفینۂ خوش گو کے سرورق پر آزاد کی لکھی ہوئی چند سطریں ہیں۔

Marfat.com

ذکر دوسرے حصہ میں آئے گا۔ "سفینۂ خوش گو" چھٹے عشرے میں تمام ہوا ہے۔

سفینۂ خوشگو کا وہ نسخہ جس سے کاتب نے بیدل کے حالات نقل کیے ہیں۔ آزاد بلگرامی کی ملک رہ چکا ہے، آزاد نے اُسے اپنے لیے نقل کرایا تھا، لیکن اغلاط سے بھرا ہوا ہے۔ قیاسی تصحیح کی کوشش حصۂ دوم میں کی جائے گی، حصۂ اول میں لفظ کتابت سے تعرض نہیں کیا گیا۔

آن حضرت از قومِ مغل از مغلانِ ارلاس کہ چہار قسم می باشند، یکے از آنہا مرزا ارلاس ست، تورانی الاصل، اکبرآبادی الوطن است، آن چہ طاہر نصیرآبادی در اصلِ ایشان نوشتہ کہ لاہوری است، اصلے ندارد، والد بزرگوارش میرزا عبدالخالق از اوائل ترکِ ماسوا کردہ، تماشائی خلوت کدۂ وحدت بود، و آخر عمر از صلبِ آن ابوالآبائے بزرگی کہ خالق صوری پیکرش بود، آنحضرت در سال ہزار و پنجاہ و چہار ہائے سعید و ساعتے مختار قدم بہ بارگاہ شہود گذاشت، و صفتِ کاملۂ بے نشانِ قادریت بہ مقتضائے سیر نزولی کسوتِ آب و رنگ عبدیت پوشیدہ و موسوم بہ عبدالقادر جیلانی گردید، لالا سکھ راج رائے۔ سبقت ہم درین معنی رباعیے ز نظرش گزرانیدہ بود، رباعی:

انتلب (؟) آمد قدرت بتنزیہہ مقام | عبدالقادر بود اشہش نام (؟)

شد زندہ یکے بہر مسیحائی دین | آمد دگر اکنون پئے احیائے کلام

مولانا قاسم درویش کہ از آشنایان پدرش بود، بہ قوت ریاضت بریاضی و مستقبل روزگار اطلاع گشت، لفظ "انتخاب" تاریخ ولادت آن جزو زمان یافتہ، چندے بمقتضائے طلب آبیاری ریشۂ حیوانی بہ شیرخوارگی گذرانید، وزان حالت خود بیان فرمودہ۔

"بر زبان درسِ روایت ہاے موج شیر بود | جنبش مژگانِ بے نم خامۂ تحریر بود"

چون از رضاع برآمد، و قدم بہ پنج سالگی گذاشت زبان را کہ از اعضائے رئیسۂ انسانی است بہ ختم کلام مجید شادابی بخشید و در اوسط ہمان سال میرزا عبدالخالق رختِ ہستی بربست و گرد یتیمی بر چہرۂ حالش نشست، در ماتم او و حالت خود می فرماید۔

"خورشید خرامید فروغے بہ نظر ماند | دریا بہ کنارے دگر افتاد و گہر ماند"

در سالِ ششم از حد عمر از خدمت والدۂ ماجدہ حروف تہجی آموخت، و در ہمان نزدیکی آن مریم مکانی نیز رہ نورد عالم بالا گردید، این معنی مصداق ربّ المساکین فضل اللہ است کہ با وجود بیکسی ہائے ظاہری کس بیکسان تشا بجائے رسانید، میرزا قلندر برادر اخیافی مرید عبدالخالق بار تربیت و پرورش بر دوش گرفتہ بر تحصیل علوم صرف و

Marfat.com

نحو رہنمونش شد۔

بہر حال مرزا جوانے شاہ زور و صالح و مرتاض و شجاع و بدیگر اوصاف موصوف بود، اوائلِ نوکری سرکار شاہ شجاع پسر دوم شاہجہان بادشاہ است و نوبت ریاضتش اکثر باربعین کشیدے، و در ہفتہ بیک جامِ شیر قناعت نمودے طرفہ اینکہ در سایۂ وے عقرب را تاب حرکتے نہ ماندے، واکثر از روے امتحان بخط زیر سایہ داشتے تا چار بسوراخ عدم خزیدے و دیگر قفلہاے شدید آہنی را باشارۂ سبابۂ اش جز کشایش چارہ نبود، چون ازین ہر دو کیفیتے پرسیدند فرمودند نخستین ازلی است و ثانی عملی کہ بمواظبتِ اسم فتاح نصیب شدہ بود و در حالتِ عارضۂ تپ قریب بہ پنج سیر پختہ روغنِ شیر گرم نوشیدے، و در وقتِ دردِ چشم مقدارے فلفل سرمۂ ولا در چشم کشیدے وجہ ارتکاب این ہر دو عمل امراضش بصحت بگردیدے، چنانچہ برخے از حالاتِ او در عنصر اول کتاب چہار عنصر بے دلی بنگاشتہ کلک جواہر سلکِ او شد۔

بہر حال آنحضرت در سال عاشر کتاب کافیہ با تمام رسانید و شروع شرح ملا نمود، روزے ہمراہ مرزا قلندر در مدرسۂ بود و طالب علم را دیدند کہ ہنگامۂ بحث ضَرَبَ یَضرِبُ گرم داشتہ اند، بعد درد سرِ بسیار یکے الزام یافت و دیگر گردن رعونت تارک ارتافت، مرزا قلندر منع درس عربیش فرمود، وگفت اگر فائدہ علم ہمین است خاک بر فرقِ جہل نہ باید انداخت، چہ در ہر دو صورت جواہر انسانیت گداختہ میشود اگر ملزم است لزومِ رعونت چہ بلاست، و اگر ملزمِ انفعال لزام چہ قیامت ازان وقت از کسب علومِ عربیہ باز آمدہ، صحبت فقراے صاحبِ کمال، و مطالعۂ اشعار ارباب حال، و تمامِ اختیار فرمود، و نیز علومِ ادعیہ و نقوش و حفظ اسماے الٰہی انکاملان این فن آموخت و در ہمہ سال عاشر کتب از بہارِ مقدمش رشکِ گلستان و بوستان بود، یکے از ہم سبقانِ نوخطِ قرنفل زیر زبان گذاشتی، و ہنگامِ تکلمِ انفاس موشش تخم رائحہ در دماغ سامع کاشتے، چون طبیعت با او مالوف بود بحسب موزونی ازلی رباعی انشا فرمود، بے نقابی فیضِ حقیقی تماشا کردنی ست و آن رباعی را چہار رکن بنائے موزونی خود دانست۔

یارم ہرگاہ در سخن می آید، بوے عجبش از دہن می آید.
این بوے قرنفل است یا نکہت گل یا رائحہ مشک ختن می آید

برائے نظام سلسلہ صورت باوجود آنکہ شعراے عالی فطرت شاگردانِ معنوی حق تعالیٰ اند از جناب مولانا کمال نامی صاحبِ کمال استفادہ کسب شعر نمود، و رمزی تخلص مقرر فرمود تا مدتے مدید بآن تخلص متخلص بود، روزے سیر دیباچہ کتاب گلستان می نمود، چون باین مصرع رسید، ع

Marfat.com

"بیدل از بے نشان چہ گوید باز"

اہتزاز و قبس روئداد، واز روح پر فتوح قبلۂ شیراز استمداد جستہ لفظ "بیدل" را تخلّص مبارک قرارداد و معنی این تخلّص کہ بفہم اکثر درنمی آید، آنست کہ چون دل را خاطر گفتہ اند چہ این ہمہ خطرات و عوارض از آنجا حادث می شود، پس صفتے باشد، کہ حرکت بوے خطرہ از نتائج اوست، واز آنجا کہ در نفی صفت بہ "بے" مستعمل فارسیاں است چنانچہ بے شعور و بے کمال بخلاف نفی موصوف کہ لفظ نا بالائے آن می آید، مثل ناموزون و ناہموار لہذا در تخلّص انتفائے نفی دل کہ صفتے بیش نیست آمدہ یعنے موسوم صفات قلب است ندارد، واز آن بیدل است، و بیدل خطاب مستطاب عاشقان ہم آمد

بہر حال چون بہار جوانی در بوستان سرائے وجودش دمیدن آغاز کرد، بحکم رفعت استعداد و تحصیل اسباب معاش ملازمت بادشاہ زادہ عالیجاہ محمد اعظم شاہ دریافت و باندک فرصت معزز و مقبول گردید، در ترکی و فارسی ہمزبان گردید، و منصب پانصدی بخدمتِ داروغگی کو فنگر خانہ امتیاز یافت، بیست سال درین شغل مشغول بود و آن وقت مشق سخن در خدمتِ شیخ عبدالعزیز عزت می گزرانید۔ بعدازان چون جذبہ دررسید، تمارض نمودہ از خدمتِ شاہی مستعفی گردید و بہ ہندستان رسید، پادشاہ زادہ از روے کمال قدردانی نشانے بدستخط خاص نوشتہ فقیر خوش گو بجنسہٖ در تلمذانِ ایشان دیدہ اینجا نقل مسودہ می نویسد:

نشان دستخط خاص پادشاہی :۔

الحمدللہ والمنہ کہ ہنوز قواے بدنی آن رفعت و شجاعت دستگاہ بحال خود است، باوجود برقراری حواس از خدمت عالی شاہی بقاعدہ ورزیدن شرط الفاے حقوق اخلاص نیست تاحال ہم ہیچ نرفتہ انچہ ضروریات را در کار باشد بہ بیوتات دارالخلافہ امر نفاذ یافتہ سرانجام کردہ خواہد داد، زود مستعد ملازمت گردد، انتہی ایشان در جواب عریضہ بالقاب خداوندی مرقوم نمودہ کہ تمام آن در رقعات داخل است یک رُباعی نوشتہ می آید،

از شاہ خود آنچہ این گدا می خواہد — افزونی منصب رضا می خواہد
تاہمت فقر ننگ خواہش نہ کشد — سرخیلی لشکر دعا می خواہد

و بیاد آوری حقوق نمک غزلے در آن عریضہ نگاشتہ بودہ کہ این دو بیت از آنست،

اگر خورشید گردم و گر خاک سر راہم — گدائے حضرتِ شاہم گدائے حضرتِ شاہم
قبولے داشتم در بارگاہ عرش تعظیمش — زکسب آن سعادتہا کنون مقبول اللہم

Marfat.com

پس آنحضرت بطریق سیاحی رو بمشرق نهاد عزیمت فرموده مدّتے در حدود ممالک بنگ و بهار واڑیسه بآزادگی و بے یقینی بسر برده دشت و بیابانها پیموده عجائبِ قدرتِ الٰهی تماشا نموده اکثر از خصوصیاتِ آن هنگام در چهار عنصر نگاشته، قلم راست رقم اوست و هم در آن ایام بسیارے از نعمت درویشی نیز نصیبِ او گردید، از انجا بتکلیف پیر کامگار به هندستان رسیده چندے به بلده اکبرآباد اقامت ورزید و باز بدار الخلافه شاهجهان آباد رسیده کنج عزلت گزید، نواب شاکر خان و نواب شکر الله خان بیرونِ دهلی دروازه شهر پناه در محلهٔ کهیکریان برکنار گذر گهاٹ لطف علی حویلی بمبلغ پنجهزار روپیه خرید کرده نذر نموده دو روپیه یومیه مقرر کردند، که تا روز مرگ ایشان می رسید، بقیه عمر در آن مکان بفراغ سی و شش سال اوقاتِ عزیز بسر برد، و بحسب ظاهر رشد تمام پیدا کرد، و تاهل گزید، چهار حرم در حریم داشت، و این جا اتفاق خوردن زر پنج کشته اش افتاد، در وقت جوانی غایت گرسنگی قریب هفت دهشت سیر بود و اکثر به سبب فرمایش فقر بطوع و رغبت فاقه هم می کشید، درین وقت کبر سن که فقیر خوشگو هر روز بخدمت میر سید، خوردن دو نیم سیر سه سیر طعام بچشم خود دیده، و در عالم شباب اگرچه بشرب شراب ارتکاب کرده، لیکن در پیریها مزاج مبارکش گوارا نمی آمد، لهذا از جمیع کیفیات و مغیرات بیگانگی نموده بنگ باختیار فرمود، آن را باسم موجی یادی نمود، و در فصل زمستان معجونے مرتب می ساخت، و آن را ادجی نام میگذاشت، شعرے ازین عالم گفته۔

شادم که فطرتم نیست تریاکی تعین و هیچ کرمی فروشم بنگ ست گاه گاه است

نفس عاجز نواالخنّے بتوصیف زور مندیش سرمایهٔ قوت رستم بهم می رسانید، بنائے لفظ و معنی زانه آشفتگی بنیاد آن حضرت را از بدو شعور توجه بر کسبِ زور بیشتر بود، چنانچه شمار بیام هر روزه که بوجود فیض آمود می نموده چهار هزار و اکثر به پنج هزار کشیدے و بسکه در کشتی کردن و مضارعه جستن حریفان را بهر دو دست برداشته بر زمین زدے، هیچ کس را تاب پنجه آرائی و زور آزمائی او نبود لاجرم سوار همت شد، بر اسپ بالائے پشته کلانے برآمد، بقوتِ تمام با اسپ بهم پیچیدے و آن را بر زمین انداختے، و اسپ خود بچها خورده از ان پسته بر زمین آمدندے، و چون این چنین عمل بچند نوبت کشیدے خاطرش آسایش یافتے، نوبتے در عالم تعلق گوشه خاطرش بسوئے موتراش پسرے میلے داشت، اتفاقاً حرکتے ازوے صادر شد که بر طبع نازکش گران آمد، طپانچه بر رویش زد که و مار از روزگارِ او برآمد، و در طرفة العین با خاک برابر گردید، و شبهائے فرقدین فرسایش لغزشے کرد بحکم اتفاق دست بدیوارے خورد خواست که متوسل بدیوار شود ناگاه دیوار تاب نیاورده از هم ریخت فقیر این دو رباعی در وصفِ زور ایشان گفته

Marfat.com

اے زورِ تو دندان شکن اہل سخن | خوشگوے ضعیف را چہ یارا چہ دہن
گر زور کند بیک دو حرف تعریف | حقا کہ شود زبانِ رستم الکن
زورِ تو دلِ فلک گدازد چون برف | وین بادہ زبس نگنجد در ظرف
کز خامہ بوصفِ او نویسد ورقے | گردد صد ریزہ استخوان بندیِ حرف

شبے نقل می فرمود کہ در بلدہ پٹنہ تاجرے اسپ عراقی نژاد آوردہ و بعوض ہزار روپیہ بفروختن برآوردہ، طبیعت مائل بخرید کردنش گردید، گفتم اگر اسپ تو دریک دو گام با من برابری کند، دو ہزار روپیہ بدہم و اگر پس ماند، مفت بگیرم، تاجر این شرط قبول نمود، وخود بر آن اسپ سوار شد، در میدانِ وسیعے عنان سرداد، ازین طرف من دامن بکمر زدہ شاطرانہ دویدم تا نگاہے بیفگنم، اسپ و سوار بقدر یک تیر از من پس تر ماندہ بودند چون گوی شرط از میدان ربودم مروّت ندیدم و اسپ باو باز دادم، و عصاے خورشے ازاین در دست داشتن کہ وزن آن سی و شش سیر شاہجہانی بود، وآن عصا را ابولاس نام میفرمود کہ مغیلش بزبانِ ہندی شاخے باریک باشد آن را بروز عرسِ ایشان پہلوے قبرِ گذارند قوی پنجگان بہر دو دست بزور تمام برمیدارند، لٰکن کسے حمل براغراق و مبالغہ کند باید کہ بیاید و بچشم عبرت بین ملاحظہ قدرت قادر قوی نماید، ع

"بیا بسم اللہ اینک گوے و میدان"

بیانِ حلیۂ مرزا:-

بالاے والایش در طول میانہ بود، و عرض پہناوری بسیار گشت، جمالے داشتہ بود ہمرنگ کمال، با چشمہاے خجستہ و ابروان کلید درہاے بستہ تختہ پیشانی وسیعے داشتہ کہ گوئی قلم تقدیر جمیع کمالاتِ انسانی برو مرتسم کردہ مقدار ششش کوہ بود، کہ ہرگز برونمی افتاد، ہنگام تکلم سخن بسیار آہستہ و راجدا می فرمود گویا گہرباری می کند، یا گلفشانی می نماید، و آہستگی کلامش بہ حدے کہ صف نشینان موخر کم می شنیدند، یک غلامے داشتند معنون نام چنان کہ فقیر گفتہ:

بیدل کہ تختگاہ فصاحت مقام اوست | معنی کنیززادہ شد و مضمون غلام اوست

اکثر غلام را برائے تازہ کردن چلم قلیان یا امرے دیگر طلبیدے، باوجود قرب بانگ بلند برداشتے و دستک دادے واکثر کلام بقیدانہ برزبان آوردے، اما شعر را بصلابت و مہابت خواندے کہ گوش مستمعان باز شدے وازبیرون دروازہ درکوچہ معلوم شدے کہ آنحضرت شعری خوانند و مقرر آن کردہ بود کہ تمام روز اندرون محل بہ تنہائی

Marfat.com

وبجرد نشست باسخن صحبت می داشت و سرشام بدیوانخانہ تشریف آوردہ تا نیم شب نشستے واقسامِ حکایات واَمثال کارآمدنی درمیان آوردے، فقیر ملفوظاتے نوشتہ کہ اکثر مذکوراتِ آن صحبت ہا درو داخل است واکثر اوقات درگپ زدنہا یادگذشتن فرمودے کہ یاران الحال باید، ذکر خدائے کہ کنایہ از شعر خوانی باشد، درمیان آید، کلیات دیوان خود کہ دریک جلد چہار مصرعے نویسانیدہ مرتب فرمودہ بود، طلبیدے ومجلس گرم داشتن ونوبت نوبت حاضران راخطاب کردے، از اشعار خود عنایت فرمایند، مرزائے از سر زیبایش مبارید، بیبا کے تمام داشت وضع تراش ریش وبروت تراشیدہ بود، چنانچہ وقتے در اکبرآباد عبدالرحیم نامی کہ طبع موزون داشت این بیت نوشتہ درپالکی انداخت؛ ؎

چہ خطا درخطا استادازل دیدآیا کہ باصلاحِ عزر ریش نیاز افتاداست

ایشان ہمان وقت جواب نوشتہ دادند۔

مختصر کن تغافل ہوسِ جنگ وجدل مدبرِ رشتہ تحقیق دراز افتاداست

روزے یکے از منشیانِ آنجناب از صحبتِ میرجملہ ترخان بخدمتش حاضر شد وگفت ہمین وقت نواب میرجملہ می فرمود کہ من امروز میرزا بیدل را کہ قطب الملک سید عبداللہ خان بارہا بدعوت طلبیدہ بود، دیدم انسان کامل بنظر آمدند، اما عیبے داشت واشارہ بطرفِ ریش وبروت کرد کہ مبرا است آنحضرت بعد استماع درجواب فرمود آرے درمیان ما وایشان تفاوت مقدار پشمے است، کہ ایشان دارند وما نداریم۔" واین بیت از اشعارِ خود یاد کرد ؎

بروت تا فتنت گر بہ شانہ ہوس است بریش مردہ شدن نیز کمانے ہوس است

یکے از خواجہ سرایان بخدمتش التماس کرد، می خواہم کہ دستارے رنگ کنم، بہر رنگ کہ صاحب تجویز فرمایند، فرمود بیرنگ صبغۃ اللّٰہی برائے نوع شما ہمین دو رنگ ایجاد کردہ صندلی وبادامی۔

طبع غیور آنقدر داشتہ کہ شبے جعفر زٹلی کہ یکے از ہجویان وفحش گویانِ عصر بود، مثنوی در تعریف او گفتہ آوردہ ہمین کہ مصرع اول خواند ؛

ع چہ عرفی چہ فیضی بہ پیش تو پھش

فرمود شما مہربانی کردید کہ تشریف آوردید، ما فقیر بیدلیم ما را شنیدن امثال این حکایت کہ درحق استادان می شد نمی رسید دو اشرفی از کیسہ برآوردہ بکلاح بخشید، وخاموش ساخت حاضران مجلس خصوص فقیر خوشگو ہرچند عرض نمودیم کہ ایحضرت اگر حکم شود مصرعِ ثانیش بخواند تا معلوم گردد کہ قافیہ لفظ پھش چہ آوردہ، قبول نہ افتاد،

Marfat.com

واستقلال ذاتی بحدے داشت کہ در عمر شصت و پنج سالگی فرزندے قدم بہ بیت الشرف او گذاشت از ین عنایت غیر مترقبہ شادیہا کرد و صد قہا داد چون چہار سالہ بعالم شتافت بہ شگفتگی پیشانی موافق دین و آئین تجہیز و تکفین نمودہ، مدفون ساخت، و تا دروازہ بانعش مشایعت کرد، مردم کہ بغرا پرسش می آمدند گریہ و زاری می کردند، وے غم ہمگنان می خوردہ می گفت، یاران جائے تعجب است کہ فرزند من بمیرد و گریہ شما را می آید، مخمسے در ماتم پسر گفتہ کہ خواندن آن بے اختیار رقت می آرد، این دو بند از آن است سہ

ہیہات چہ برق پر فشان رفت — کآشوب قیامتم بجان رفت

گر تابے بود در توان رفت — طفلم زین کہنہ خاکدان رفت

بازی بازی بر آسمان رفت

ہر کہ دو قدم خرام می کاشت — از انگشتم عصا بکف داشت

یارب چہ علم بوحشت افراشت — دست از دستم چہ گور برداشت

بے من راہ عدم چنان رفت

در متاخرین ہیچ شاعرے باین عزت و آبرو بسر نبردہ کہ او داشت، قطب الملک سید عبداللہ خان کہ وزیر اعظم و پادشاہ نشان بود، دو سہ مرتبہ کہ طلبیدہ است ہمین کہ نظرش بر میرزا افتاد، از کرسی می خاست، و پیش دویدہ معانقہ می کرد، و تکیہ و مسند می گذاشت، و نواب نظام الملک آصف جاہ کہ وکیل مطلق ہندستان بود، از دوستان ایشانی است دیوانے بمشورت ایشان ترتیب دادہ و دیگر اکثر خورد و بزرگ شہر سرشام بخدمتش میرفتند و انواع فیضہا بری داشتند، محمد فرخ سیر پادشاہ شہید اول استمزاج کرد، بعد از ان چون معلوم نمود کہ او بملاقات نخواہد آمد دو ہزار روپیہ و زنجیر فیل رعایت کرد، زر نقد خود بخدمتش رسید، چون دکیلے از طرف ایشان برائے آوردن فیل نرفت متصدیان شکم بندہ بحلق فرو بردند و شاہ عالم بہادر شاہ بہ منعم خان خانخانان اکثر فرمود کہ میرزا بیدل آں تکلیف نظم شاہنامہ نمودہ شود خانخانان کہ آشنائے قدیم بود پنج و شش بار در کتابت نوشت میرزا قبول نہ نمود عاقبت جوابے بدرشتی نگاشت کہ اگر خواہ مخواہ مزاج پادشاہ برین پلہ است من فقیرم جنگ نمیتوانم کرد، ترک ممالک محروسہ نمودہ بولایت میروم، و وقتے عالمگیر پادشاہ این بیت ایشان در فرمان پادشاہ زادہ معظم در مقدمۂ تسخیر حیدرآباد نوشتہ:

من نمی گویم زیان کن یا بفکر سود باش — اے ز فرصت بے خبر در ہر چہ باشی زود باش

و این بیت باعظم شاہ مکرر نگاشتہ:

Marfat.com

بترس از آہِ مظلومان کہ ہنگامِ دعا کردن
اجابت از درِ حق بہر استقبال می آید

و نیز بر عرضی شخصے کہ زیادہ طلبی می کرد این مقطعِ مشہور ایشان دستخط پادشاہ شد:

حرص قانع نیست بیدلؔ ورنہ اسباب جہاں
آنچہ ما درکار داریم اکثرے درکار نیست

آنحضرت در فہمِ معنی توحید و معارف پایہ بلند داشتہ علم تصوّف خوب ورزیدہ بود و مسائل آنرا از تحمل این فن بہ تحقیق کمال رسانیدہ، ادرین مقدمہ جنید و بایزید وقت خود بود، بسا مقدماتے کہ مولوی روم در مثنوی و شیخ ابن عربی در فصوص الحکم بیان کردہ آنہمہ را بشرح و بسط تمام با تشبیہات تازہ در یکے بے اندازہ در کلام خود بستہ، چون نمک جمیع اقسام سخن شور انگیز توحید است، در سخن طرز بلندی اختیار فرمودہ کہ اگر بالفرض شعر بدشنام کسے می گفت سر رشتۂ توحید از کف نمی دادند، در ہمہ اشعارش این رعایت منظور است، و او درین فن از استاد اینست کہ صاحبِ طرزِ خاص شدہ اند و از زمانیکہ بسخن آشنا شد، این طرز مخصوص بدست کسے نیفتادہ، کارہائے کہ او کردہ مقدور کسے نیست اکثر بے انصاف ہائے زمانہ از روے حسد حرفے چند ناسزا در حق جناب کرامت مآب مے بیسازند کہ مرزا بیدل غلط گوئی مقررے است و حال آنکہ خود غلطہا ایش نرسیدہ اند، تا بکارہاے کہ از و بظہور پیوستہ چہ رسند و این محض جہل و بغض کہ مخمر آن خلق است ہرچہ حضرت گلشن می فرمود کہ میرزا بیدل پایہ دارد کہ این غلطہا ایش را بعد صد و صد سال اہلِ نعمت و فرہنگہا بطریق سند خواہند آورد، و ما فرض کردیم کہ ترکیب سازی و لفظ تراشی کہ نامش غلط گذاشتہ اند در تمام اشعارش پانصد یا ہزار بیت خواہد بود جواب بقیہ شعر ہایش کہ ہم بزعم مدعیان صحیح و درست باشد کہ می تواند داد، آخر تمام صد ہزار بیت خود غلط نیست، آدمی را باید کہ در ہر وقت منصف احوال خود باشد، تا بآن درجہ برسد، پا از اندازۂ گلیم خود دراز نکشد، والّا مطعون ارباب خرد گردد:

زخاکے کہ بر آسمان افگنی
سر و چشم خود را زیان میکنی

مشہور است کہ روزے ناظم خان فارغ مصنف تاریخ فرخ شاہی آنحضرت را بدعوت طلبیدہ، بعد فراغِ طعام ناظم خان بطریق الزام پیش آمد، و گفت، میرزا صاحب درین شعر سرکار روزمرّہ بسیار تازہ است ؎

تونگرے کہ دم از فقر میزند غلط است
بموے کاسۂ چینی نمد نمی بافند"

میرزا در جواب فرمودہ من آن احمق نیستم، کہ طعن صاحب را دریافت نکنم، خان مکرر گفت کہ باللہ این روزمرّہ اختراع صاحب است، فرمود کہ شما در شعرائے قدیم کدام کس را مسلّم معتبر از عسجدی و فرخی و معزی

ومسعود سعد سلمان وخواجہ سلمان ودیگر استادان در صحت روزمرہ تمدیایی گذرانیدہ، ناظم خان حیران ماند، وبابانگ بلند گفت، واللہ ہر کہ در استادی این عزیز شک آرد بے شک کافر باشد "تا زیست معتقد او بود از آنجا کہ این کم تتبعان استقرا انداشتہ اند حمل بر غلط می کنند، وفقیر خوشگو در عمر خود زیاد از ہزار مرتبہ بخدمتش مستفید شدہ باشم گاہے ندیدم کہ کسے ازین جماعت کہ غلط گویش میگویند، بحضور او رفتہ حرف سر کردہ باشد؛

روزے یکے از شعرائے عصر کہ نامش نمی توان برد با مثنوی بخدمتش رسید، چون باین بیت رسید ؎

بیا ساقی کہ چشم بے قرارت   چو گل خون شد ز زخم انتظارت

آنحضرت فرمود کہ اضافت "چشم بے قرارت" از عالم صفت وموصوف معلوم یعنی چشم کہ بیقرار ست وحال آنکہ ارادہ شاعر اضافت لامی است یعنی چشم عاشق تو کہ خود را باسم بیقرار برآوردہ شاعر را باید کہ ازین چنین گفتگو احتراز نماید کہ ارادہ چیزے دارد وچیزے دیگر برآید، آن عزیز گفت کہ زلالی بستہ است، آنحضرت فرمود کہ شما زلالی را موقوف دارید، از خود حرف زنید، این از آن عالم است کہ کسے درین بیت بستہ ؎

ہر کہ سویت بچشم بد بیند   چشمش از کلہ تو بیرون باد

آن مثنوی گو کاوکاو کرد، آنجناب فرمود ہمی تفہیم شعرے در مدح مرزا الغ بیگ گفتند؛ ؎

جدا مرزا الغ بیگ وے   دشمنانت کلہم کہ میخوری

در عین حیاتش مدعیان این نوع خفت ہا می کشیدند، اکنون کہ از قضائے ایزدی آن آفتاب اوج معنی سر بگریبان مغرب فنا بردہ است، خفاش طینتان از سوراخہا برآمدہ بال وپری افشانند ؎

بے خبر کز دستگاہ یک دو لفظ مستعار   پیش نتوان برد با معنی سپاہان ہمسری

بہر حال فقیر از معتقدات آنچہ دیدہ ام سطرے چند بے ادبانہ نگاشتہ ام اگر کسے را بمذاق خوش نیاید مختار است، باید کہ این اوراق را از مطالعہ موقوف نماید، قسم بجان سخن کہ جان من است وبہ خاکپائے ارباب سخن کہ ایمان من است کہ فقیر درین مدت عمر کہ پنجاہ وشش مرحلہ طے کردہ با ہزاران مردم ثقہ برخوردہ می باشم لیکن بجامعیت کمالات وحسن اخلاق وبزرگی وہمواری وشگفتگی ورسائی وتیز فہمی وزود رسی وانداز سخن گفتن وآداب معاشرت وحسن سلوک ودیگر فضائل نفسانی ہمچو اوے ندیدہ ام، واز کسے کہ او را بسیار نو کم دیدہ است انصاف می خواہم اما بشرطیکہ منصف باشد نہ متعصب:

بالجملہ آنجناب از الہیات وریاضیات وطبیعیات کم وبیش چاشنی بلند کردہ بود، وبطبابت ونجوم ورمل و

Marfat.com

جعفر و تاریخ دانی و موسیقی بسیار آشنا بود تمام قصهٔ چہار عبارت کہ در ہندیان از آن معتبر تر کتابے نیست بیاد داشت و در فنِ انشا منشی بے نظیر، چنانچہ چہار عنصر و رقعات او بریں دعویٰ دلیل ساطع است و در نثر چیزیکہ عیان است چہ محتاج بیان است دمی فرمود حضرت حق جل و علیٰ قدرتِ پرگوئی و قوتِ سخن طرازی آنقدر کرامت فرمودہ کہ اگر قلم برداشتہ متوجہ فکر تازہ می شوم نہایت روزی پانصدی است برسد، لیکن محتاج بہ نظر ثانی خواہد بود۔

رباعی گفت در جواب آدم الشعرا حکیم رودکی تا حال ممتنع الجواب بود، ایشان بعد سہ صد سال از عہدہ جوابِ آن برآمدند، والحق گفتگوے واقع شدہ، خان صاحب آرزو منداں از آن بسیار محظوظ اند، فقیر خوشگو نیز لنگ لنگا پسر منزل جواب آن رسیدہ ہرسہ نگارش می یابد :

رودکی :-

آمد بر من کہ یار کی وقت سحر — ترسید ز کہ ز خصم خصمش کہ پدر

دادمش چہ بوسہ بر کجا بر لب و بر — لب بد نہ چہ عقیق چون بد چہ شکر

بیدل :-

دی خفت کہ ناقہ در کجا خفت — کردم چہ فغان ار چہ زیاد منزل

داد از کہ ز خود چرا از سعی باطل — کافتاد چہ بار از کہ سر برلہ بدل

فقیر خوشگو :-

رفتار بکجا بباغ کے فصلِ بہار — دل تنگ چنان چو غنچہ چون بے دلدار

دیدم چہ شکستہ گلے از چہ ز بوی — گل بد نہ چہ بد نامہ از کہ از یار

پوشیدہ نماند کہ در رباعی حکیم رودکی و میرزائے مغفور باوجود صنعت توافق قوافی بکار رفتہ کہ ہر چہار مصرع مقفیٰ است، فقیر از آن معاف ماندہ صنعت مخصوصہ را در مصراع سیوم ایزادے کردہ، چنان بر ذہنِ سلیم واضح می گردد، آن حضرت ترجیع بندے از ہزار است، زیادہ در جواب ترجیع بند فخر الدین عراقی کہ بسیار مشہور است و بند آن این است،

کہ یکیست دل مبین جز دوست — ہر چہ بینی بدان کہ مظہر اوست

چون عراقی گفتگوے سالکانہ کردہ کہ ہمہ اشیار ا مظاہر قرار دادہ و عقیدۂ عارف این است کہ اشیار ا عین ذات دانند ایشان عارفانہ گفتند ؎

کہ جہان نیست جز تجلی دوست — این من و ما اضافت اوست

روزے چوبدستے مضبوط کہ در ہندی لٹھ گویند، بدست کردہ از خانہ برآمدند، شیخ کبیر کہ از آشنایان و ہم صحبتانِ دیرین ایشان بود تا مدت سی سال متواتر بلا ناغہ از دیدار ایشان کامیابی داشت، ذکر عصا بر زبان آورد، آنحضرت پنج فقرہ مقفیٰ در تعریفِ عصا فرمودند "سنت الانبیا، زینت الصلحا، مونس الاعمیٰ، مدد الضعفا،

Marfat.com

دافع الاعدا؛ بعد ازان فرمودند کہ برائے دفع شر اعدا چوب مضبوط باید۔

قصۂ مختصر در سال ہزار و صد و سی سوم در ایامے کہ ابوالفتح ناصرالدین محمد شاہ پادشاہ غازی بر ساولت بار بہ مظفر و منصور شدہ و استقلالِ سلطنت یافتہ بدار الخلافہ شاہجہان آباد تشریف آورد حضرت میرزا بیدل را در ماہ محرم عارضہ تپ رو داد، چہار و پنج روز بحرارت گذشت، بعد ازان تپ مفارقت کرد، ایشان غسل فرمودند روز دوم از غسل بتاریخ سوم صفر روز چہار شنبہ وقتِ شام حرارت عود کرد، و تمام شب ماند، نواب غیرت خان بہادر صلابت جنگ، کہ از یاران آنحضرت و آن شب بخدمت ایشان حاضر بود و نقل صحیح است کہ شب گاہے باافاقت و گاہ بغش گذشت و در وقت افاقت بے اختیار خندہ از ایشان سر می زد، بمصداق این بیت: ؎

جانان بقمار خانۂ رندے چند | بر نسیہ و نقد ہر دو عالم خندند

بہر حال آثار یاس بنظر آمدن گرفت و تا صبح حال دیگر گون شد، یوم پنجشنبہ چہارم ماہ صفر شش گھڑی روز بر آمدہ ہمائے روح پر فتوح آن زندہ بعیش سرمدی از آشیانۂ تن بال و پر افشاندہ بر ساکنانِ عرش ملکی سایہ انداخت و بوصالِ حقیقی کامیاب گردید، رحمۃ اللہ علیہ در ہمان حویلی اقامت گاہ کہ چبوترہ برائے قبر خود از مدت دہ سال راست کردہ بودند بخاک سپردند، غزلے و رباعیے نوشتہ زیر بالین گذاشتہ بود، بعد برداشتن مردہ ایشان کاغذ مذکور بر آمد، و اشتہار یافت، فقیر خوشگوے یکنسخہ آن کاغذ روز سوم مرگ ایشان پیش مرزائے مرزا محمد سعید ولد مرزا عباد اللہ کہ خال آنحضرت و صاحب این شعر است۔

برنگے دوخت بلبل چشم بر گل | کہ شد پیراہن گل چشم بلبل

و مرزا محمد سعید خلف ارشد اوست و الحال سجادہ نشین و مجلس آرائے عرس آنجناب است دیدہ بود، نقل آن برداشتہ می شود:

بشبنم صبح این گلستان فشاند جوشِ غبار خود را | عرق چو سیلاب از جبین رفت و ما نکردیم کار خود را
ز پا سِ ناموس ناتوانی چو سایہ ام ناگزیر طاقت | کہ ہر چہ زین کاروان گران شد بدوش افگند بار خود را
بعمر موہوم فکر فرصت فزود صد بیش و کم ز غفلت | تو گر عیار امل نگیری نفس چہ داند شمار خود را
قدم بہ صد دشت و در کشادی ز نالہ در گوشہا فتادی | عنانِ ضبط نفس نہ دادی طبیعت سوار خود را
بلندی سر بہ جیب پستی ست اعتبار جہانِ ہستی | چراغ این بزم تا سحر گاہ زندہ دارد مزار خود را
ز شرم ہستی قدح نگون کن دماغ مستی بہ وہم خون کن | تو اے حباب از طرب چہ داری بر از عدم کن کنار خود را

Marfat.com

به خویش گر چشم می کشودی چو موج دریا گره نبودی — چه سحر کرد آرزوی گوهر که غنچه کردی بهار خود را

اگر دلت زنگ کین زداید خلافِ خلقت نه پیش آید — صفائے آئینه شرم دارد که خورده گیرد دو چار خود را

تو شخص آزاد پر فشانی قیامتست این که غنچه مانی — فزود خود داریت به رنگی که سنگ کردی شرار خود را

وداعِ آرایش نگین کن ز شرم دامانِ حرص چین کن — مزن به سنگ از جنون شهرت چو نام عنقا وقار خود را

به در زن از مدعا چو بیدل ز الفتِ وهم پوچ بگسل — بر آستانِ امید باطل خجل مکن انتظار خود را

رباعی بیدل :-

بیدل کلف سیاه پوشے نشوی — تشویش گلوے نوحه کوشے نشوی

بر خاک بمیر و بی‌نشان رو برباد — مرگت سبک است بار دوشے نشوی

خان صاحب آرزومندان تاریخ وفاتش بطریق تعمیه یافته در قطعه بسته اند ع

رفت بیدل ز غم آباد فنا

فقیر خوشگوی این فقره تاریخ وقوع یافته یوم پنجشنبه چهارم ماه صفر و این رباعی نیز نظم کرده سه

افسوس که بیدل از جهان روے نهفت — وآن جوهر پاک در ته خاک بخفت

خوش گو چو ز عقل کرد تاریخ سوال — از عالم رفت میرزا بیدل گفت

هر سال بروز عرس ایشان مجمع شعرا می شود و جمیع نازک خیالان شهر جمع شده اوّل غزلے از کلّیات ایشان خوانده هر یک جوهر خود را عرض می دهد، مجلس خوبے منعقد می گردد، چشم بد تفرقه ازان مجمع رنگین دور باد. کلیّاتے ازان حضرت یادگار است که شمار تمامی ابیات آن نود و نه هزار بیت است و آنرا در حین حیات خود چهار مصراع نویسانیده اوراق وزن کرده چهارده سیر متعارف بوزن در آمد، در پلّهٔ دوم میزان برابر آن اکثر فلزات وجواهر آلات داشته خیرات نموده و دران وقت فرموده که اهلِ هند اولاد خود ها را وزن کرده تصدق می دهند، از آنجا که نتیجه بیدلان همی نتائج طبع می باشد، من هم خیریت آنها از خدا خواستم، امید که قبول شود.

از آن جمله یازده هزار بیت نسخهٔ عرفانست در بحر حدیقهٔ حکیم سنائی که برآن مثنوی ناز میکرد، چنانچه اکثر از زبانِ مبارکش شنیده ام که آنچه ما داریم نسخهٔ عرفانست و آن را در مدتِ سی سال با تمام رسانید، سراسر گفتگوے تصوف و معارف دارد و این مصرع آخر آن در تاریخ اتمام گفته. ع

هدیهٔ ذوالجلال والاکرام

وآخرآن سرحی کہ سرسخن است ہم بیت موزون قرار دادہ این مطلع است سربیت سخن :

عقل و حس سمع و بصر جان جسد — ہمہ عشقست ہو اللہ احد

عشق از مشت خاک آدم ریخت — آن قدر خون کہ رنگ عالم ریخت

و دیگر چہار ہزار بیت مثنوی طلسم حیرت در بیان امتزاج روح با مزاج و شہر خصوصیات عالم صغیر جسد عبارت از آنست در بحر یوسف زلیخا کہ مطلعش این ست :

بنام آنکہ دل کاشانۂ اوست — نفس گرد متاع خانۂ اوست

در ہمین بحر سہ ہزار بیت مثنوی طور معرفت در احوال سیر کوہستان و خصوصیات ولایت ہرات کہ ہمراہ شکر اللہ خان فوجدار آنجا تشریف بردہ بودند، و این لطیفہ از آنجا زباہا است :

شبے بر تیغ کوہے بود جایم — ز بیتابی بسنگے خورد پایم

توانائی بطاقت گشت مغرور — کہ از راہش بجرأت افگنم دور

ندا آمد کہ اے محروم اسرار — خرابات نزاکت ہاست کہسار

مبادا بیجا زنی بر سنگ دستے — کہ مینا در بغل خفتہ است مستے

دو ہزار بیت ساقی نامہ مسمی بمحیط اعظم سر جوش خمستان فکر ہاے اوست، ملا ظہوری ساقی نامہ شاعرانہ گفتہ و ایشان ہمہ موحدانہ، و یک ہزار بیت دیگر مثنوی تنبیہ المہوسین در مذمت کیمیا کہ ہرگز معتقد آن نہ بودند، و ہزار بیت ترجیع بند جواب فخر الدین عراقی و ہفت ہزار بیت در قصائد و ترکیب بند و مقطعات و تواریخ و مخمسات و مربع و مستزاد و اشعار صنائع و سہ ہزار بیت ہزلیات، و ہشت ہزار بیت چہار ہزار رباعی کہ بقول شاہ گلشن "رباعی گوئی حق اوست" و مقدار دہ ہزار بیت نثر چہار عنصر و بقیہ پنجاہ و چند ہزار بیت غزلیات و اقسام بحور و زمینہاے شگفتہ و طرحی کہ از عہدہ برائی ہر یک کار ہمت بلند اوست بلکہ بگمان غالب آنکہ، ہیچ بحرے از بحور در رسائل عروض از گفتن نماندہ باشد، چون از فکر ہمہ آنہا طبیعت را سیری یافت بر ہمان قدر اکتفا نکردہ، بحر یتیم سوائے آن نوزدہ بحر عروض ایجاد کردہ و در آن غزلہا سرانجام داد، چنانچہ چہار بیت از دو غزل بیاد بود :

مے و نغمہ مسلم حوصلہ کہ قدح کش گردش سر نشود — سہل است بسنگ ہی انقدرت کہ دماغ جنون ندہ تر نشود

چہ بود سرو کار غلط سبقان در علم و عمل بفسانہ زدن — ز غرور دلائل بیخردی ہمہ تیر خطا بہ نشانہ زدن

مژہ ز توقع کار جہان ہم آرو غبار ہوس بفشان — بکشودن چشم طمع نتوان صف حلقہ بہ در خانہ زدن

عقبات جہنم در نج ابد برسد بعذاب نفاق حسد — تو امان طلبانہ ز در خلد و در آب تعلق از اہل ماندن

بیاضے بدستخط خود از اشعار غزلیات انتخاب فرمودہ نوشتہ آنرا بہ فقیر عنایت کردہ اند. ●●

(معارف، اعظم گڑھ، مئی ۱۹۴۲ء)

سفینۂ خوشگو کی تیسری جلد میں خوشگو کا ترجمہ نہیں لیکن دوسرے شعرا کے تراجم میں ضمناً خوشگو نے اپنے حالات لکھے ہیں، اس کا وطن متھرا[1] تھا، سال وفات معلوم نہ ہو سکا لیکن قرائن کہتے ہیں کہ گیارھویں صدی کے اواخر یا بارھویں کے اوائل میں پیدا ہوا ہوگا، سرخوش[2] اور گلشن[3] کی شاگردی کا اس نے اقرار کیا ہے، لیکن باوجود اس غیر معمولی عقیدت کے جو اسے بیدل سے ہے۔ اس نے صریح الفاظ میں کہیں یہ نہیں لکھا کہ میں بیدل[4] کا شاگرد ہوں، اس سے خیال ہوتا ہے کہ وہ باقاعدہ شاگرد نہ تھا۔

سفینۂ خوشگو کی تیسری جلد جس میں معاصرین کے حالات ہیں، بہت کمیاب ہے اور ہندستان کے کسی مشہور کتبخانے میں کتب خانۂ مشرقیہ بانکی پور کو چھوڑ کر، اس کا کوئی نسخہ نہیں، نسخۂ بانکی پور کی کتابت ۱۱۸۲ھ میں ہوئی ہے، اور غالباً اس کا منقول عنہ کوئی ایسا نسخہ تھا جو میر عبدالولی عزلت کی نظر سے گزر چکا تھا، کاتب نے ان حواشی کو بھی نقل کر لیا ہے جو عزلت نے لکھے تھے۔ یہ صحیح نہیں کہ سفینۂ خوشگو عشرۂ ششم میں تمام ہوا ہے، اس میں بعض واقعات اس کے بعد کے بھی درج ہیں[5]۔

جلد ثالث میں بیدل کے حالات اور ان کی طرف اشارات دوسرے شاعروں کے تراجم میں بھی ملتے ہیں۔

"مربیان بیدل، اعظم شاہ، نقاد سخن و قدر دان این فن بیدل[6]، راسخ، سالم شہرت شعرائے درگاہ او یند و بارہا

---

[1] سفینۂ ترجمۂ بے کس، قدرت اللہ شوق نے بندرابن (ضلع متھرا) وطن لکھا ہے۔ [2] "راقم خوشگو اوّل در عمر جہاں دہ سالگی مشق خود را بہ نظر اصلاحش می گذرانید از روے کمال عنایت تخلص خوشگو عنایت فرمود" "برفقیر حقوق پدرانہ دارد" ترجمۂ سرخوش [3] گلشن کی بندگی خاص شاگردی کا اعتراف کیا ہے۔ ان کا ترجمہ اس بیت سے شروع ہوتا ہے ؎ گلشن معنی جناب شیخ سعد اللہ ما ٭ قبلۂ ما، میر ما، استاد ما و شاہ ما [4] آرزو نے جن سے اصلاح لینے کا خوشگو کو اقرار ہے، مجمع النفائس میں لکھا ہے:۔ "استفادہ بسیار از بیدل و سرخوش و گلشن نمود، از مدت بست و پنج سال با این ہیچمداں ربط کلی بہم رسانیدہ و این عاجز ہم در تربیت او بہ تقصیر از خود راضی نہ شود و نیست"۔ [5] وفات محقق عظیم آبادی [6] کہیں خلاصہ اور کہیں اصل الفاظ نقل ہوئے ہیں، تعظیمی الفاظ اکثر نکال دیئے گئے ہیں۔

Marfat.com

بہ صلہ ہائے گراں مند امتیاز یافتہ اند میاں مرخوش در جنگ نامہ احوال وگفتہ میرزا بیدل صاحب بریں دو بیت صاد کردہ اند۔

زشمشیر وے نہ نہ داشتے — کہ ابروئے معشوق پنداشتے

نہ بود از سیاہی فوجش ہراس — کہ کردے خط و خال خوباں قیاس

خوشگو نے تاریخ ذیل اعظم شاہ کے نام لکھی ہے، "مرہٹا ہٹا بھاگیا"[1] لیکن اس سے ۱۰۹۱ نکلتا ہے "مرہٹا کو ہائے مختفی سے لکھیں تو ۱۰۹۵ برآمد ہوگا۔ خوش گو کے قول کے مطابق ۱۰۹۴ نکلنا چاہیے، یہ دو شعر بھی اعظم شاہ کے ہیں۔

غمے بس است بروائے اجل فضولی نیست — سرائے سینۂ ما خانۂ نزولی نیست

راہِ نگاہ راز من از ہمہ باب بستہ — رو زرہ نظارہ را شب رہ خواب بستہ

عاقل خاں[2] رازی تخلص عسکری نام تھا، صاحب مثنویات و دیوان، آخر عمر میں صوبہ دار شاہ جہان آباد۔

"خود را یکے از اغواث و اقطاب زمانہ می دانست، حضرت میرزا بیدل از صحبت وے ایں ہمہ سامان استادی و تصوف بہم رسانید۔ و ہرگاہ شعر میرزا را احسنت و تحسین می فرمود میرزا بری خاست و تسلیم بجا می آورد، ایں معنی از روے حرمت و بزرگی بود نہ از راہ شان امارتش، و وے مرید شیخ برہان شطاری برہان پوری بود، چنانچہ ملفوظات شیخ بزرگوار خود نوشتہ۔ سال[3] وفات ۱۱۰۸ھ، بیدل[4] نے ایک غزل لکھی ہے جس کے ہر مصرع سے تاریخ وفات نکلتی ہے۔ شکر اللہ خاں، خاکسار تخلص، سادات خواف سے تھے اور عاقل خاں رازی کے داماد، صاحب دیوان ہیں اور شرح مثنوی مولوی کے مصنف عالمگیر کے زمانہ میں گرد شاہ جہان آباد کے فوجدار رہے، وفات ۱۱۱۲ھ[5]۔ شکر اللہ خاں، شاکر خاں کرم اللہ عرف عاقل خاں پسرانش مدت مدید بعد پدر خود بودند و خدمت گاری میرزا بیدل صاحب می نمودند۔"

---

[1] اعظم شاہ کی ایک فارسی تاریخ اعظم جہاد کن بھی سفینہ میں ہے، اس سے ۱۰۹۴ نکلتا ہے۔ [2] مآثر الامراء میں ہے کہ والا شاہیان عالمگیری سے تھا۔ دوسرے عہدوں پر مامور رہنے کے بعد ۲۲ھ جلوس میں بخشی گری تن تھا اور سال ۲۴ میں صوبہ داری شاہجہان آباد و ملی شاہ برہان الدین راز الہی سے بڑی عقیدت رکھتا تھا، رازی تخلص کی یہی وجہ ہے۔ [3] مآثر الامراء میں ۱۱۰۷ھ ہے لیکن بے دل کے کلیات سے بھی ۱۱۰۸ھ ثابت ہوتا ہے۔ [4] ایک نہیں دو غزلیں ایسی لکھی ہیں۔ ایک غزل کے بعض مصرعے خوش گو نے بھی نقل کیے ہیں یہ ہے۔

وائے بوناسخن سنجاں نماند — تکیہ گاہ صاحب عرفاں نماند — رفت از آفاق لطف عدل و داد — برکت دیں قدوۂ انساں نماند

قطب اقطاب حقائق بار بست — سالکے در کشور امکاں نماند — جمع استادے شیرازہ شد — رابطہ اقلیم ہندستاں نماند

ہادی انوار لطف از دیدہ رفت — مہدی جم جاہ عاقل خاں نماند

[5] آزاد نے سرو آزاد میں سال وفات ۱۱۲۰ھ لکھا ہے، اس کی تحقیق آیندہ کیجائیگی۔

Marfat.com

عاقل خاں، عاشق تخلص کرم اللہ خلف شکر اللہ خاں دختر زادہ عاقل خاں رازی، بیدل کے صاحب دیوان شاگرد تھے اور ان کے طرز خاص، اور انہی کی زبان میں شعر کہتے تھے۔ "در جمیع شاگردان آں حضرت رتبہ خلافت داشت" عہد بہادر شاہ میں دیوان صوبہ لاہور تھے؛

غزلے در شکوۂ دیر نویسی خطوط بخدمت مرزا فرستادہ بود، آں جناب بعد مطالعہ فرمودند کہ فکر عاشق ہمہ معشوقانہ افتادہ، واد خود پایۂ فکر از ما ہم گذرانیدہ، لیکن چوں خاطرش عزیز است موافق استدعایش اصلاح لفظے در مطلع او ہم باشد و مطلع ایں است:۔

زمانہ می کند آں آشنائے ما　　　از ما دلش پرست کہ خالی است جائے ما

مرزا صاحب بجائے لفظ آشنائے ما بے وفائے ما رسانیدہ؛

عین جوانی میں ۱۱۲۴ھ میں انتقال کیا، مرزا وفات کی خبر سے دیر تک اشکبار رہے،

"نواب ذو الفقار خاں کے مبلغ دو صد اشرفی بخدمت میرزا نیاز گزرانیدہ بود، ہمہ آں را بہ عاقل خاں بخشیدہ بودند کہ درآں وقت از طرف خرج معسر بود"

منعم خاں خان خاناں، منعم تخلص، بہادر شاہ کے وزیر کل، الہامات منعمی، مکاشفات منعمی وغیرہ کے مصنف، وفات ۱۱۲۳ھ،
"وقتے ایں سہ بیت کہ تازہ گفتہ بود پیش میاں صادق القا خواندہ، ایشاں نقل کردند۔ بعد ازاں مرزا بیدل و دیگر شعرا بہ جواب آں پرداختہ اند۔"

چہ شد گر مفلسم فرماں روائے ہفت اقلیم　　　حروف سکہ ام اما ز بند زر و سیم
من از صحرا نوردان جنون قد دو گردارم　　　بیاباں می کند از گرد باد انداز تعظیم
سپندم شعلہ ام سوز دل پروانہ عشقم　　　کہ ایں شمع محفل سوختن ہا کرد تعلیم

نظام الملک شاگرد بیدل ہمراہ بخانۂ مرزا تشریف آورد۔ میرزا شرائط استقبال بجا آوردہ ہم دست شدہ، اندرون دولت خانہ می برد، وصحبت رنگیں می داشت، واز اقسام اطعمہ حلوائے بیضۂ مرغ بمذاقش گوارہ افتادہ، بہ میرزا اکثر فرمائش آں می نمود، در وقت رخصت چوں عمر ہائے مرحوم کتابے از قدماش کیمیائے سعادت ونعمات و دیگر از یں عالم می گزرانید

۱ اس کے متعلق میرزا کا کوئی خط رقعات بیدل کے مطبوعہ اور قلمی نسخوں میں نہیں ملا ۲ ان کا دماغ خراب تھا خوشگو لکھتا ہے۔ "فقیر مع شہزادہ بود بہ طلب ایشاں رفت، فرمودند شاعر نام علی بود خوشگو گذشت بیدل قدرے وقوف سخن داشت اوہم مرد حالا شاعر منم۔ ایں زرکہ ناحق بہ ضیافت صرف می کنی، بمن دہ کہ در شراب و شاہد صرف کنم۔"

Marfat.com

می گفت ازیں کتب ذخیرہا درخانہ دارم، از تبرکات تصنیفات خود عنایت کنید دکتب و سفائن دست خط میرزا بخود می بود»

معاصرین واحباب میرزا، سرخوش، فقیر خوشگو شاہ گلشن را وسیلہ برانگیخت کہ ایشاں را بریں پلہ باید آورد کہ بخانۂ میرزا بیدل رفتہ صحبت دارند کہ ملاقات دو صاحب کمال فائدہ ہا دارد چہ از مدت ممتد بنا بر بعضے اسباب درمیان ایں ہر دو بزرگ جدائی بود، شنیدہ فرمود" ہوس تماشائے جنگ فیلاں دارید ایں مطلع گفت و پیش ایشاں خواند،

از فضل حق زہر دو جہاں رم گرفتہ ایم یک در گرفتہ ایم و چہ محکم گرفتہ ایم

فرمود فضل حق ہمہ جامی باید الا دریں بیت"

(خوش گو نے لکھا ہے کہ آرزو اس اعتراض کو غلط سمجھتے ہیں) سال وفات ۱۱۲۶ھ فضل دہور سے نکلتا ہے،

ایزد بخش رسا، عزت کے شاگرد تھے، شیعہ سے سنی ہو گئے، سنی تخلص رکھا،

"بیدل کہ با ایشاں بسیار بود می فرمودند کہ روزے در اثنائے صحبت با وے گفتم کہ ما را در آخر تخلص شما لفظ "ی" بہ نمی آید نظر بہ قامت دراز خود رسا مقرر رسازید، قبول نمود و برخاست و تسلیم بجا آورد" وفات ۱۱۱۹ھ۔

میر محمد زماں راسخ، "با بیدل خیلے مربوط بودہ میر و میرزا و حاجی اسلم، سالم و حکیم شیخ حسین شہرت در گجرات بلشکر شاہی باہم ہم طرح بودہ اند" وفات ۱۱۰۷ھ،

ناصر علی سال وفات بیدل نے "رنگ ناز شکست"[1] سے نکالا، ۱۱۰۸ھ،

ناظم خاں فارغ قمی، ایران سے سندھ آئے، سندھ سے دہلی، ناظم خاں خطاب فرخ سیر نے دیا، شاہنامہ کے مصنف ہیں، اوائل عہد محمد شاہ میں وفات پائی۔

حاجی محمد اسلم سالم، اعظم شاہ کے گجرات میں نوکر رہے تھے۔ اعظم شاہ کے مقتول ہونے کے بعد وارد دہلی ہوئے، بیدل سے اخلاص قدیم تھا، ملنے کے لیے آئے، شعر و سخن کی صحبت رہی، بیدل نے چند شعر سنائے سالم نے کہا،

---

[1] سرخوش کلمات الشعرا میں لکھتا ہے "فقیر با شارہ میاں ناصر علی چند بیت ایشاں (یعنی بیدل) را از راہ شوخی، پیش مصرع رسانیدہ مطلع برجستہ ساختہ اگرچہ ایشاں شنیدہ محظوظ نشدند از روے غیرتے کہ تلامذہ را ضمن راباشد بد بردند اما یاران منصف عزیزان نازک فہم بسیار پسندیدہ حکایتے در محیط اعظم میرزا بیدل یازدہ بیت تمام کردہ بودند فقیر در دو بیت رباعی بفصاحت تمام درست نمود" سرخوش نے مرزا کی تعریف بھی کی ہے "سرآمد سخنوران کامل" "استاد فن امروز در شاہ جہان آباد کوس رتبی می نوازد و داد سخنوری می دہد، در فقر و توکل پادشاہ وقت خود

[2] ان کے نام کے کئی خط رقعات بیدل میں ہیں، جہاں تک مجھے یاد ہے ایک صاحب نے بہارستان سخن کے حوالے سے لکھا تھا کہ ناصر علی نے ایک شعر لکھا تھا جس پر انھیں بڑا ناز تھا، میرزا کے اشارے سے ان کے شاگرد عبرت نے اس کا جواب لکھا تھا۔ [3] کلیات میں نہیں۔

"ایں ہمہ شنیدم آں چہ دریں روزہا بر حاشیہ نوشتہ شد از آں ہم باید خواند و غرض ازیں داشت کہ ترقی فکر معلوم کند، مذاقش ازیں جا تصور باید کرد کہ باہم چوں مرزا بیدل ایں استم حرف زدہ و میرزائے مرحوم در تمام عمر دیوان کسے بہ تلاش و ملاحظہ نفرمودہ، مگر دیوان حاجی کہ چند شبانہ روز در مطالعہ داشت۔" وفات ۱۱۱۹ھ۔

نعمت خاں عالی، مرزا بیدل ہر گاہ نامش بر زبان می آورد، بہ خطاب حاجی ہجوی یاد می فرمودند" وفات[۱] ۱۱۲۲ھ

آقا ابراہیم فیضان، پسر آقا محمد حسین خاں، ناجی، "اکثر اوقات در خانۂ او مجمع شعرا می بود، میرزا بیدل صاحب را طلب می داشت و ضیافت ہا می نمود، صحبت ہائے رنگین واقع می شد، فقیر مولف، خوش گو ریزہ چین فیوضات آں مجلس است۔" وفات ۱۱۲۴ھ۔

مرزا محسن، ذو الفقار تخلص، "اوائل در سرکار شجاع در فرقۂ سپاہیاں انتظام داشت، و با بیدل از صغر سن محشور و ہم طرح بود... فقیر او را در کمال پیری کہ از نود متجاوز بود در مجلس مرزا مغفور دیدہ ام۔" وفات عہد فرخ سیر میں ہوئی،

حسین شہرت، "با بیدل در سرکار اعظم شاہ یک جا گذرانیدہ" تاریخ وفات ۱۱۴۹ھ "شہرت[۲] مرد" سے نکلتی ہے۔

خواجہ عبد اللہ ساقی، اعظم شاہی، از یاران بیدل،

عظمت اللہ بیخبر، "از صحبت وے بسیار محظوظ شدند" آزاد بلگرامی کے حوالے سے بے خبر اور بیدل کی ملاقات کا حال لکھا ہے جو ید بیضا اور سرو آزاد میں موجود ہے،

تلامذہ و مستفیدان بیدل، معنی یاب خان شاعر "از شاگردان رشید" ہمیشہ خدمت متعلقان بیدل می کرد و بہ سبب او ہنگامۂ عرس گرم بود، مرزا بسیارش می خواستند از روئے عنایت عصا و شمشیر باو بخشیدہ بودند چنانچہ تا حال بدست داشت" وفات ۱۱۵۰ھ

محمد احسن سامع، بیدل سے فیضیاب ہوئے، "علی التواتر بہ خدمت ایشاں می رسید و مستفید می شد" لیکن بعد وفات بیدل شاگردی شہرت کی وجہ سے بیدل کے حقوق شاگردی کو بالکل فراموش کر گئے،

گو بخش حضوری "با بیدل سالہا صحبت داشتہ مشق سخن بکمال رسانیدہ"

میر محمد احسن ایجاد[۳] اعظم شاہ کے لشکر میں تھے، "در آں جا با بیدل و سالم و گلشن صحبت ہائے مستوفی داشتہ، شاگرد بیدل، تخلص بیدل کا عطیہ، وفات ۱۱۳۲ھ،

میر عبد الصمد سخن، "سخن[۴] تخلص از بیدل یافتہ" اوائل میں شاگرد تھے، وفات ۱۱۴۱ھ

شیخ عصمت اللہ کامل "از بیدل تخلص یافتہ روزے جمعہ خردے خوش اسلوب از ساخت بربان پور نظر ایشاں

شاں وفات میں اختلاف ہے خوش گو کہتا ہے کہ یہ مادہ تاریخ میرا ہے لیکن یہی سرو آزاد میں بھی ہے۔ [۳] ایجاد کے نام کا خط رقعات میں ہے۔ ان کی سفارش بھی ایک امیر سے کی تھی۔ [۴] سخن کے نام کے خط بھی رقعات میں ہیں۔

Marfat.com

آورد میرزا فرمود ترکیب ایں جمد مصرعہ بہ نشان برہان پور برہان قاطع ست کامل نظر بر رعایت دو ایہام دریں رعایت کردہ، تصدق گردید، وے چوں ہم راہ منصب داران قلیل البضاعت بسر می برد روزے دشکوہ.. قرارئی خویش برخواند۔

فلاطوں گر بیاید می شود عاجز بہ تدبیرم ۔۔۔ کہ منصب آتشیں داغے شد و جا گیر جان گیرم

بار دوم آنحضرت بجائے آتشیں، لفظ آتشک سانیدہ اصلاح فرمودند" وفات عہد فرخ سیر۔

حافظ محمد جمال، تلاش، از تخلص یافتگان بیدل کہ در عہد عالم شاہ دیدنش می شد میرزا بیدل ازیں بیتش محظوظ بودند۔

بروز عید ہر شاہ و گدا کرمی کند خود را ۔۔۔ تو رفتی بر سمند ناز و من از خویشتن رفتم

احمد عبرت میرزا بیدل را توجہ خاص با او بود، چنانچہ برکت انفاس متبرکہ ایشاں بہ پایہ خوش فکری رسید تخلص از آں جناب یافت" وفات ۱۱۲۵ھ از سانحہ او تا دیرے اشکبار بودند"

سید مرتضیٰ قانع، "گویند شاگرد بیدل" میر معصوم وجدان چندے شاگرد بیدل۔

محمد اشرف، حسرت، مہر علی، بے کس، ہری گوپال تمیز، محمد پناہ قابل تلامذہ بیدل،

محمد عطا اللہ عطا تخلص[1] از ساکنان امروہہ مراد آباد بود، طبع رسا داشتہ در عہد مبارک محمد شاہی بتوجہ... راے صاحب آنند رام مخلص بہ خطاب خوالی سرفرازی یافتہ از شاگردان میرزا بیدل بود، طبعش بہ لطائف و ظرائف بیشتر میل داشت، گاہ در بزم شریفش بار می یافت میرزاے مرحوم براے خاطر او اشعار موحدانہ موقوف نمودہ، ہزلیات درمیان می آورد، و اکثری فرمود، استحقاق تتبع و تلمذ دیوان ہزلیات عطا دارد، وقتے میرزاے مغفور، قلم دانے و بیاضے کہ اکثر اشعار منتخب خود نوشتہ بود، بہ او عنایت فرمود ایں رباعی در شکر آں گزرانید۔

بیدل شہ اقلیم کمال ہر فن ۔۔۔ از گوشۂ چشم تا نظر داشت بمن
از روے عنایت قلم ان و بیاض ۔۔۔ فرمود مرا وزارت ملک سخن

بہ ہمہ حال مرد عزیزے بود، حرکات نمکیں انداز می زد و زینت مجلس بود روزے تاریخ وفات میرزا بیدل در مجمع شعرا می خواند و می گفت صنعت آں است کہ در وزن خالق باری گفتہ ام: عبدالقادر بیدل رفت، در سال ہزار و صد و سی و ششم در دار الخلافہ بہ رحمت حق پیوست، واز وفاتش رونق مجمع عرس میرزا برہم خورد و اشعارش کم بدست آمدہ ایں قدر بہ یاد ماندہ"

برخوردار بیگ فردی شاگرد بیدل وفات ۱۱۱۹ھ" در احمد آباد بہ سبب نوکری... بادشاہی بسیار ماندہ"

شاہ گلشن، "اکثر بزبان می راند کہ در زمانے کہ بیدل صاحب سی ہزار بیت شدہ، در فکر سخن ترقی کردہ میاں ناصر علی از ترقی

---

[1] نکات الشعراء میں بھی عطا کا ترجمہ ہے۔

Marfat.com

بازآمده بہ ہر قدر کہ نصیب گردد، در ساخت من تازہ بہ فکر آمده بودم ایں، ہر سہ دو ریکے بود، میرزا بیدل تخلص من گلشن بایشاں، وتخلص سخن بہ میر عبدالصمد بہ یک روز عنایت کرده" وفات جمادی الاولیٰ ۱۱۴۰ھ، "جائے گلشن بہشت ابدی" سے تاریخ نکلتی ہے۔

سکھ راج سبقت، وطن اصلی نولح لکھنؤ، آبا و اجداد اسدخاں وزیر کے نوکر تھے، سبقت بہت سے علوم میں دستگاہ رکھتا تھا، اور "فنون سیاق" میں یگانۂ آفاق تھا۔ "از شاگردان بیدل بود و میرزا اکثر می فرمودند کہ سبقت بر جمیع ہنود یگان فائق است"۔

کچھ دنوں سید اسداللہ خاں معروف بہ نواب اولیا، عم زادہ سید قطب الملک کا میر ساماں اور دیوان رہا، دکن کی لڑائیوں میں امیر الامرا حسین علی خاں کے ساتھ شریک تھا، امیر الامرا کو داؤد خاں پر جو فتح ہوئی تھی، اس کے حال میں سات سو شعروں کا جنگ نامہ لکھ کر پیش کیا تھا اور دو ہزاری منصب پر سرفراز ہوا تھا۔ ہنگامۂ سادات کے رفع ہونے کے بعد مالوہ میں تین سو سواروں کا جمعدار تھا۔ راجا گردھر بہادر سے جن کا ملازم تھا جھگڑا ہو گیا اسی میں قتل ہوا "گرو سکھ راج زمانہ سبقت" سے تاریخ وفات (۱۱۳۸ھ) نکلتی ہے، دیوان میں دس ہزار کے قریب شعر تھے ضائع ہو گیا،

فقیر خوش گو از عنفوان شعور بہ خدمتش بندگی داشتہ، و رسائل عروض و قافیہ و معما و اکثر دواوین تازہ گویان پیش او گذرانید چوں نسبت ہم عمری داشتیم بے تکلفانہ توجہ نمود"

مثل خاں صنعت و قابل شاگرد، وفات بیدل کی تاریخ ختم کلام سے نکالی ہے لیکن اس میں ۲ کا اضافہ کرنا ہوگا۔ "از سر بینائی دل گفتہ شد ختم کلام" وفات ۱۱۴۲ھ،

میر محمد علی رائج "شنیده شد کہ او شاگرد غائبانہ میرزا بیدل است، برخے گویند شاگردی میر محمد زماں راسخ کرده"

انند رام مخلص، اوائل میں بیدل کے شاگرد تھے شیو رام داس حیا، شاگرد وفات ۱۱۶۴ھ،

حکیم چند ندرت، "بارہا صحبت بے دل و دیگر شعرائے نامدار یافتہ"

نصرت کشمیری الاصل، متوطن لاہور، بیدل کی یہ بیت خود دیوان میں ہے لاہور میں نصرت کے نام سے مشہور ہے۔

چشم پوشیده تواں کرد سفر   جادۂ راہ فنا ہموار است

جلد ثالث کا قلمی نسخہ اغلاط سے خالی نہیں لیکن اغلاط اتنے زیادہ نہیں جتنا ترجمۂ بیدل کی نقل کو دیکھ کر میں سمجھتا تھا۔

لہ یہاں پر کوئی لفظ معلوم ہوتا ہے کہ چھوٹ گیا ہے۔ آرزو نے مجمع النفائس میں گلشن کی زبانی لکھا ہے کہ میرزا تخلص بہ من داده چوں نسبت گل و گلشن (شاہ گل کے پیر تھے) ملاحظہ کردم اختیار نمودم و شاید دوسرا جاتخیو تبدیل و داشعار من کرده باشد۔ لہ اردو کے بھی شاعر تھے، ملاحظہ ہو تذکرۂ فتح علی خاں گردیزی۔ لہ توقع تھی کہ مخلص کی مرآۃ الاصطلاحات (یا مرآۃ المصطلحات اس وقت نام ٹھیک یاد نہیں) جس میں بہت سے شاعروں کا ذکر آگیا ہے۔ بیدل کے ذکر سے خالی نہ ہوگی، لیکن اس میں بیدل کے متعلق کوئی بات نہیں ملی۔ لہ عزلت نے حاشیہ سفینہ میں لکھا ہے کہ میں نے یہ شعر خود نصرت کی زبان سے سنا، اور وہ اپنے آپکو بیدل کا شاگرد کہتے تھے۔ لہ دیوان مطبوعہ میں ایک غزل اس زمین میں ہے، لیکن یہ شعر نہیں، کلیات میں اس زمین میں کوئی غزل غالباً نہیں، سرو آزاد میں بھی یہ شعر نصرت کے نام منسوب ہے۔

Marfat.com

یہ نقل ایک عربی کے فارغ التحصیل طالب علم نے کی تھی، اور کتابت کے بعد ایک بار میری ہدایت کے مطابق اصل سے اس کا مقابلہ بھی کرلیا تھا، یہ اطمینان ہوجانے کے بعد کہ نقل میں جو اغلاط ہیں وہ اصل سے مطابق ہونے کی وجہ سے ہیں، میں نے اسے مجازی کو بھیجدیا تھا۔ اس کی اشاعت کے بعد جب میں نے خود اصل سے مقابلہ کیا تو معلوم ہوا کہ گو چند اغلاط کی ذمہ داری کاتب سفینہ اور کاتب معارف کے سر ہے لیکن بیشتر اغلاط نقل کرنے والے صاحب کی بے پروائی کا نتیجہ ہیں، تصحیح میں گل رعنا مصنفۂ شفیق اور سفینۂ عشرت مصنفۂ درگاداس سے بھی مدد ملی ہے۔ ان دونوں تذکروں میں بیدل کا حال بڑی حد تک سفینۂ خوش گو سے لیا گیا ہے، اور جابجا سفینۂ خوشگو کی عبارتیں آگئی ہیں، بعض امور کے متعلق میں نے جناب ریاحسن خاں صاحب خیال کے مشوروں سے فائدہ اٹھایا ہے اور ان کا بہ غایت ممنون ہوں۔

ان اغلاط کی تصحیح حسب ذیل ہیں۔

صفحہ ۲۵۸، ترجمہ بیدل کی ابتدا اس عبارت سے ہوتی ہے جو حذف ہوگئی ہے،

بداں کہ خامہ سنبلستان نگار جبیں سائے آستانے پاکے ست و دل غنچہ مثال پردہ کشائے حقیقت ایجاد بوئے گل نفسے کہ شگفتگی از جبین بہار آئینش گلشن بخود بالیدن داشت و بزرگی از ذات عرش کمالاتش عالم عالم سامان دکان چیدن می انباشت

بادیم شستم لب از مشک و گلاب ۔ تا بگویم نام آں قدسی جناب

سامعہ را وقت گل چیدن رسید ۔ ناطقہ را صبح حق بین دمید

درویش پادشاہ دماغ پوست تخت سرفرازی، پادشاہ (غالباً یہاں پر کوئی لفظ چھوٹ گیا ہے۔) فراغ تخت روان بے نیازی، ابر دربار، شکوہ آسمان کمال، (؟) خورشید آساں وقار جہان قال و حال آئینہ منظر قدرت الٰہی جاے لبالب سے قدرت لاتناہی، قبلۂ لفظ و کعبۂ معانی کہ خدائے سخن و خداوند سخن دانی،

مرزا بیدل کہ ہمائے سخن است ۔ پیغمبر و غوث و پیشوائے سخن ست

یکتا است در آفریدن طرز کلام ۔ باللہ کہ بے سخن خدائے سخن ست

نکہت گلستان و بوستان نذر شامۂ سامعہ باد یہ استشمام از احوالش سعادت کالش (کذا) سطر ۱۸، رباعی سیتت کی بیت اول سفینہ اور سفینۂ عشرت میں یوں ہے مصرع ثانی کے بعض الفاظ کی صحت میں اب بھی شک ہے،

آں ذات ابد قدرت تنزیہ مقام ۔ عبدالقادر نمود تشبیہش نام

سطر ۱۶ سکہ راج رائے سکہ راج۔

صفحہ ۲۵۹ سطر ۱۰ بہ قوت ریاضی بر ماضی و مستقبل روزگار اطلاع داشت، سطر ۲، آں انتخاب جزو زماں، سطر ۴ جنبش

Marfat.com

فرگاں پے تم خامہ تحریر بود، سفینۂ بہار عشرت مطبوعہ اور چہار عنصر کے تین قلمی نسخوں میں بے نم ہے لیکن جناب خیال کی رائے میں بانم یا پُرنم ہونا چاہیے۔ بے نم سے ان کے نزدیک "ابہام" بھی مرجح ہے، سطر ۱۱، بیرز آلمنت در برادر اعیانی مرزا عبد الخالق سطر ۱۲ بادشاہ داشت سطر ۱۹ عارضہ تب،

صفحہ ۳۶۰ سطر ۱ سرمۂ دولا، جناب خیال نے اس کی جگہ سرمہ سا تجویز کیا ہے، سطر ۱ صحت نگر دیدے، سطر ۵ گردن رعونت تارک از نافت، سفینہ میں اسی طرح ہے لیکن یہ صریحاً غلط ہے، سفینۂ عشرت میں اس مقام پر گردن رعونت بر فلک تافت" خوشگو نے غالباً اسی طرح لکھا ہوگا، سطر ۱۱ گذاشتے سطر ۱۱ انفاس خوشش سطر ۱۴ بوئے مشمش،

صفحہ ۳۶۱ اہتزاز وقتش سطر ۱۸ ضروریات راہ درکار

صفحہ ۳۶۲ سطر ۸ بے تعینی بسر سطر ۱۰ میرکامگار سطر ۱۷ بہ سبب فرمائش، سفینہ میں "نسبت فردرش" جناب خیال کی رائے میں "بہ سبب فردونش" سطر ۱۹ بہ مزاج،

صفحہ ۳۶۳ سطر ۱ ہنگامۂ سطر ۲ شادم الخ، یہ شعر ایک غزل کا ہے جو کلیات میں موجود ہے۔ قافیہ گاد کا ہی ہونا چاہیے، سطر ۴ و ۵ زلزلہ آشفتگی بنیاد سطر ۵ از بدو شعور سطر ۹ و اسپ و خود سطر ۹ پشتہ سطر ۱۷ دیں بادہ زبس زدۂ گنبد زطرف سطر ۱۸ گرفتہ،

صفحہ ۳۶۴ سطر ۱، درتنگ ودو۔ سطر ۲ دوہزار، سطر ۵ عسلے خردے از آہن سطر ۶ داشتے۔ سطر ۶ بولاس، سفینہ میں ابولاسی یہ لفظ تذکروں میں کئی طرح آیا ہے گل رعنا میں انولاسی ہے اور منوہر سہائے صاحب انور ایم اے دہلوی سے معلوم ہوا کہ یہ صحیح ہے، انولاسی نہ واو مجہول ہے، سطر ۱۱ بسیار داشت، سطر ۲ چشم ہائے خجستہ سطر ۱۲ وستے، سطر ۱۳ شش گرہ۔ سطر ۱۴ آہستہ دبہ اجدا۔

صفحہ ۳۶۵ سطر ۲ بازشدے سطر ۶ زیادہ گذشتے سطر ۸ داشتے سطر ۸ و ۹ میرزائی از سراپایش می بایید سطر ۱۱ کہ با صلاح فرریش نیاز افتاد است، یہ مصرعہ سفینہ، سفینۂ عشرت اور گل رعنا میں یوں ہے کہ با اصلاح عزیزانش نیاز الخ اس طرح بھی صحیح نہیں معلوم ہوتا، جناب خیال نے اس مصرعے کی تین شکلیں پیش کی ہیں (۱) با اصلاح خطابیش نیاز الخ (۲) کہ با اصلاح خط و ریش بہ ناز الخ (۳) کہ با اصلاح خط و ریش دراز الخ سطر ۱۳ مد سرشتہ،

صفحہ ۳۶۶ سطر ۱ و ۲ قافیے میں یائے معروف چاہیے، مزید تصحیح آیندہ ہوگی سطر ۴ نیرنگ سطر ۷ چہ حرفی چہ فیضی۔ سطر ۹ استاداں کی باشد سطر ۱۹، ور کلیات میں و گر،

صفحہ ۳۶۷ سطر ۲ ہر گرہ سطر ۳ چہ علم بہ دشت، سفینہ و سفینۂ عشرت میں اسی طرح لیکن کلیات میں علم چہ وحشت سطر ۳ چہ گونہ سطر ۴ چناں، سفینہ اور کلیات دونوں میں اس طرح ہے چساں، سطر ۴ کتابت، سفینہ میں اسی طرح لیکن جناب خیال کی رائے میں

لہ لکھتے وقت قلم میں روشنائی رہتی ہے اس سے قلم نمناک رہتا ہے گویا اپنی جوک پیاس کا اظہار۔ وہ کرتے ہیں اسلیے خامۂ تشنہ بانم زیادہ مناسب ہے (جناب خیال)

کنایت ہو تو عجب نہیں، لیکن گل رعنا کے مصنف نے جو کچھ لکھا ہے وہ "کتابت" کا مؤید ہے۔ ص۲۶۹ سطر۲ تحمل کمل سطر۹ ورنگے بے اندازہ سطر۸ ایا ہنر از ص۲۶۹ سطر۱۰ لفظ مسلّم کے بعد کاتب نے عبارت ذیل حذف کردی ہے، میدار یدنا ظم خاں گفت از قدما ہر کہ باشد بس، آں حضرت ہندہ شوہ ص۲۷۰ سطر۵ ہمیں قسم سطر۶ گہ، ص۲۷۱ سطر۴ نہایت رونے پانصد بیت سطر۷ لنگ لنگاں بر سر منزل سطر۱۰ لب بدنہ چہ بدعقیق سطر۱۲ خفت بہ گل سطر۱۲ از چہ سطر۱۳ چراز سطر۱۳ برکہ بدل سطر۱۳ مصرع۲ کلیات میں یوں ہے اور یہی صحیح ہے، کافتادچہ بار از کسر برکہ بہ دل سطر۱۵ چناں، سفینہ میں صاف پڑھا نہیں جاتا، گل رعنا میں چہ ساں اس میں چوں کر کی جگہ خوں بھی ہے۔ اس مصرع کی صحت میں شک ہے، سطر۱۶ مصرع۲ گل رعنا میں یوں ہے، گل بدنہ چہ لو دنامۂ از کہ زیاد بیت ثانی کی صحت میں بھی شک ہے، سطر۱۹ ایزاد نہ کردہ، سطر۱۹ ہزار بیت، ص۲۷۲ سطر۵ ماہمہ ص۲۷۳ سطر۱ افشاند، کلیات میں نشاند، سطر۱۰ خلقت، سفینہ میں خلعت، کلیات میں "خلقت" سطر۱۸ نہ پیش، کلیات بہ پیش ص۲۷۴ سطر۲ بگسل سطر۵ مصرع۱ ص۲۷۵ سطر۵ جان وجد سطر۱۱ ہرات، سفینہ میں برات کو کاٹ کر ہرات بنادیا ہے، دراصل برات ہے، سطر۱۱ بر زبان ما ست سطر۱۸ بیت از قصائد ص۲۷۶ سطر۴ بحر بستم سطر۶ گردش سطر۹ نفاق وحد سطر۹ درآیہ تغافل، سطر۱۰ کے آخر میں یہ الفاظ کاتب نے حذف کر دیئے ہیں "ایں اشعار از آں جا ست" اس کے بعد اشعار ہیں جن کی تعداد کم و بیش ۳۰۰ ہے۔

●● (معارف، جولائی ۱۹۷۰ء)

Marfat.com

سفینہ خوشگو اور فارسی گویان عظیم آبادی

خوشگو نے اپنے تذکرے مسمی بہ سفینہ خوشگو کی جلد ثالث میں شعرائے عظیم آباد کے جو حالات و اشعار درج کئے ہیں وہ ذیل میں پیش کئے جاتے ہیں۔ شعرائے عظیم آباد میں وہ شعراء بھی شامل کر لئے گئے ہیں جو اصلاً عظیم آبادی نہ تھے، لیکن جن کا طویل قیام عظیم آباد میں رہا ہے۔ بیدل کا حال جو اس تذکرے میں ہے، مدت ہوئی معارف (اعظم گڑھ) میں شائع ہو چکا ہے اس لئے اس مقالے میں اس کا شمول نامناسب تصور کیا گیا۔

۱۔ میر محمد ہاشم مضمون و شربی تخلص، از ..... عظیم آباد ..... بود، ہنگامیکہ میرزا ..... نظرت بہ آئینی بدہ مکرر قیام داشت، میر ہاشم شاگردی ..... میرزا ..... مگر در خدمت انشائے سرکار ایشاں ہم بدو متعلق بود، چنانچہ می سراید:-

شربی منت تعلیم نہ از غول نہ کشم — موسوی خاں چو بود صاحب و استاد مرا

خیلے طبع رسائے داشت و مشق درست ساختہ۔ ایں شعر بنام او می خوانند، اما بہ تحقیق رسیدہ کہ از شربی خوانسار نیست:-

خمارش می کشد ساقی بدہ جام مئے نابے — من از لب تشنگیہا ختم ظالم دمے آبے

سائر اشعارش ایں است:-

گل و ہم چشمی پیمانہ چہ معنی دارد — چمن و نسبت میخانہ چہ معنے دارد

تروا غیہائے بلبل از ملاقات گل است — صحبت یاران رنگین کار صہبا می کند

۲۔ مولوی محمد سعید قریشی، ساکن عظیم آباد ..... محلہ کوچہ فرخ خان است، از مصاحبان نواب عاقل خاں رازی ناظم دہلی ....
در معقولات و منقولات و اکثر فنون عربی و فارسی مہارت تمام داشت، از تالیف و تصنیف مثل شرح مقامات حریری و شرح کافیہ و شافیہ و تہذیب و دیگر متداولات مانند عروض و قوافی و غیر ذلک قریب پنجاہ و پنج نسخہ دارد، مستعدان عظیم آباد، واکتب از سند تمام داشت، چنانچہ از تعداد آں خبر دادہ: کزیں تالیف من پنجاہ و پنج است کہ حاصل گشتہ از بسیار رنج است۔ دو دیوان ترتیب داد یکے بنام سعید و دیگرے بہ تخلص غالب، و مثنوی واسوختی بعد در بحور شعر بہ طرز قدما می گفت۔ در فن خود غنیمت بود:-

اے شدہ شہرہ بخوشروئی و نازک بدنی — لب میگون تو باشد چو عقیق یمنی

ہرگز از شرم نگفتی سخنے با عاشق — غنچہ باغ تو داست با ایں بیدہنی

۳۔ سید حسین مخاطب بہ امتیاز خاں خالص، ...... از سادات رضوی ایران ... اوائل عہد عالمگیری بہ ہندوستان رسید
بادشاہ در نظر بہ نجابت با صبیہ میر ہادی عرف فضائل خاں کہ میر منشی و در اواخر میر سامان شدہ بود، ازدواج فرمود

Marfat.com

هنگامیکه ..... عظیم الشان ایالت پٹنه داشته، خان مذکور که دیوان صوبه بود، ..... حویلی ساخته او در عظیم آباد بکنار آب گنگ تا الیوم بمتانت تمام قائم است و در عهد بهادر شاه بخطاب امتیاز خانی و خدمت داروغگی اصطبل امتیاز یافت. شاعر پخته کار، خوش فکر، ادا بند، معنی یاب، صاحب تلاش هشت گو بود، دیوانے ضخیم دارد، بسیار جواهر معانی آبدار دران گنجینهٔ معانی یافته می شود، مخلص خان پیدا تخلص تن بخشی عالمگیر شاهی دیباچهٔ مبسوطے بسیار بر دیوان، ..... او نوشته، چو سالمنے در هند بهم رسانید، در سال هزار و صد و بیست دیگر از راه خشکی بدامنگشی حب وطن با ایران رفت، چوں بسیستان رسید، مابین سرحد هندوستان و ایران باشارهٔ بد بختے کشته شد و همه اثاثهٔ او بغارت رفت، میر عبدالجلیل تاریخش یافته؛ "آه آه امتیاز خان".

۴۔ خواجه ابوالفتح خان، جنوں ..... کشمیری الاصل ..... به فضائل و کمالات آراسته بود و در لباس نوکری از درویشی بهره داشته. در عهد عالمگیری بخدمت دیوانی گورکهپور ..... سرفراز بود، و در آنجا توطن گزیده، و در عهد شاه عالم ..... بدیوانی لکهنؤ و لبعد ازاں بدیوانی صوبه عظیم آباد ..... رسید و بعد معزولی هم آنجا در عهد ..... فرخ سیر در گذشته، نعش او را بگورکهپور نقل کرده بمقبره که خود ساخته بود، دفن کردند. محمد عاشق، همت با او بسیار مربوط بوده، شاعر صاحب زبان، و صاحب دیوان است. امروز نبیرهٔ ایشان خواجه مظفر در عظیم آباد معزز و مکرم زندگانی می نماید. به فقیر خوش گرم خیلے تلطف می فرماید، ایں شعر خواجه ابوالفتح در پنجاب شنیده ام و در دیوانش نیز دیده ام:

پیر کار تیشه فرهاد از سوزن کند　　　　ما بمژگان سفیدے جوئے شیر آورده ام

۵۔ شاه علی اکبر، انور تخلص، خلف حیدر خاں رفیق، عمدة الملک امیر خاں، عالمگیر شاهی است، مدتے همراه پدر طرف کابل بود، بعد ازاں در عظیم آباد ..... آمده به تکیهٔ آقا حسینا فروکش کرد و با آقائے مذکور نسبت وادادی بهم رسانید و در وضع قلندرانه بسری برد، صوفی مزاج بود، در خط نستعلیق و نسخ و شکسته و شفیعائے دستے داشت، در سنه هزار و پنجاه و پنج ودیعت حیات سپرد، دیوان مختصرے ترتیب داده، صاحب نگچ رسا ست، از وست:-

خط که آورد نگوش تو سرے می گوید　　　　رفت آئینهٔ اسکندر و از کار بماند

در تمنائے تماشائے تو هر قطرهٔ اشک　　　　تا چکید از مژه چشم نگراں صورت بست

آدمی پیدا شد اول از منی　　　　چوں منی بگذاشت حق گفت از منی

۶۔ کرم علی، بے ریا تخلص پسر شاه محمد ولی، ساکن قصبه کرونجی تابع عظیم آباد ..... بود، مرید شاه گلشن الله که از شاگردان میاں عزیز الله عزیز تخلص است، برادر دینی خان صاحب آرزو مندان سلمهم الله اکثر خطوط اخلاص غائبانه بخدمت ایشاں می فرستاد

صراحی غنچه و گل جام بود　　　　خبر داری چمن میخانه کیست

ز بشق در آمده بود، زبان درستے بهم رسانده، دریں ولا که فقیر بعظیم آباد وارد شد، جویائے احوال مشار الیه گردید، معلوم شد که صبح در آب گنگ بعزم غسل رفته بود، ..... غریق شد. ایں چند شعر از خطها که بخان صاحب نوشته بود و داخل سوقع بموده شد، نقلی می گردد:

به تن گر دورم از وصلت بدل پیوسته ام با تو　　　　برنگ شاخ پیوندی رگ جاں بسته ام با تو

چشمهٔ سیماب حیراں در پس آئینه ماند　　　　شب که از درد جدائی ها دلم بیتاب بود

دل خوں گشته طرح دریا کرد　　　　قطره جوشید و بحر پیدا کرد

Marfat.com

حرف حرف خط خطا ز لطف کردم دوش نسخهٔ شمسیه را حاشیه تحریر شد است
گشت تا وصف بهارت چمن آرا ئے خیال طبع رنگیں سخناں گلشن کشمیر شد است
بر عکس آں سمن بر آرزو دارد ہم آغوشی کہ امشب صحن باغ از ماہتاب
بچشمت ہستی موہوم تا صورت نما گردد دریں صحرا گر موج سراب آئینہ
تب دوری چہ بلا جانکاہ است یارب ایں درد چہ درماں دارد

۷۔ احمد یار خاں، موجد تخلص. برادر زادهٔ امتیاز خاں، خالص از سادات کرام مشہد مقدس، مدت العمر در عظیم آباد .... گذرانیده و بہ سال ہزار و صد و پنجاه و ہشت رخت ہستی بر بست. در فن شعر دست داشت، اشعار صاف و دستہ می گفت ......

صاف طینت از کسے گرد کدورت بر نداشت آتش یاقوت را دیدیم خاکستر نداشت

۸۔ میر محمد علیم، تحقیق تخلص، ولد میر بدیع الدین سمر قندی المشہور بہ میر متین، شاگرد رشید ...... فطرت در بلده عظیم آباد خوش می گذرانید، از روسائے والا تبار معزز و مکرم امرائے روزگار بوده، در معقولات و منقولات و علم موسیقی و تیر اندازی و اکثر فنون مہارت تمام داشته، مدتے در شاہجہاں آباد مانده، اسیر بنگالہ نموده، شاعر صاحب دیوان ضخیم، معنی یاب درستگوئے بلند پایہ بود، عمرے دراز کہ از نود متجاوز بود یافته، و ایں دلاکہ فقیر در بنارس بود از نوشتهٔ لالہ اجاگر چند الفت ...... کہ از شاگردان میر شار الیہ است معلوم فقیر گردید کہ میر مذکور در ہزار و یکصد و شصت و دو در عظیم آباد پٹنہ ودیعت حیات سپرد و شہر مذکور را از سخن و سخنوراں خالی گذاشت. تاریخ واقعهٔ آں رہ نورد عالم بقا را ...... الفت مذکور چنیں یافته؛ "فرمود کہ تحقیق شده واصل حق" — از نتائج طبع میر تحقیق ایں چند اشعار است۔

حباب بحر وجودم چہ از وجود مرا کہ نیست غیر عدم در طلسم بود مرا
ہنوز صورت غیرم دوچار می گردد گرفتم اینکہ دل آئینہ شد چہ سود مرا
جاں سپرد از بس بہ یادت چشم غم پرور ما بوئے باز آید چو بر خیزد بحث گرد ما
چوں دم صبحیکہ باشد ہمنفس با ترص مہر گرم می جوشد بداغ سینہ آہ سرد ما
فغاں نمود باد جسم ناتوان مرا کہ ناوک نگہش دست استخوان مرا
ہر غبارے کہ ز وحشت گہ چشمت خیزد سرمہ از فرد رشد بر رم آہو ہا
لب بہم بستن زبانم را بحرف آورده است چوں قلم از فیض خاموشیست گویائی مرا
بام ز خاک نشیناں سراو بے کشید از زمیں پست بود ہیچو نگیں خانهٔ ما
دیگہ نبود ہم چو من اندر صف محشر چوں شیشہ مے بہ زگستہ تا بگلوئے

راجہ بالمکند شہود ...... اعتراض کرده ...... کہ "پر ز مے تا بہ گلو" درست است، "پر نگستہ تا بہ گلو" ہرگز زبان زد شعرا نیست، و من ادعی فعلیہ السند۔

داغ بے مہری معشوق تہ خاک مرا آفتابیست کہ در پرده صبح کفن است

Marfat.com

۹- عزیز اللہ۔ عزیز تخلص پسر ملا مبارک آخوند نواب زیب النساء بیگم ..... در منطق بسیار مہارت داشت، به بلدۂ عظیم آباد
... بسری برد صاحب سلیقه بود......

ساقی خوش چشم ما را مونس مجلس کنید　　از نگاهش بزم را گلدستۂ نرگس کنید
خورشید گشت آتش و خاکستر است صبح　　گردون تمام سوختۂ برق آه کیست

۱۰- خواجه عاقبت محمود، غازی تخلص، کشمیری الاصل است، از دیر باز به بلدۂ عظیم آباد سکونت دارد، و در فن شعر و انشا طرازی و دقیقه یابی ماهر است، پیشتر ناظم تخلص می کرد، الحال غازی تخلص بهم رسانیده، جوان صاحب سلیقه، خوش فکر، بلند تلاش است،

غبار خاطر عاشق به گردون می زند پهلو　　سرشک دیدۂ پر نم به جیحون می زند پهلو
ز دیت از گرمی مے یک چمن گل شده است　　چشمت از باده کشیها قدح گل شده است
بود هر نقطۂ مکتوب در دم چشم خونے　　کبوتر نامه گیری بر دو سر خاب می گردد

۱۱- لبادن رائے، بیدار تخلص، شاگرد .... مظهر ...... تربیت و تخلص از جناب میرزا (مظهر) یافته، خیلے صاحب طبع رسا است، چندے به عظیم آباد ..... همراه دیوان صوبه رفته ماند، و الحال باز بدار الخلافت مراجعت کرده ......

باغبان تا عرس بلبل خوش ب ما ن کرده است　　چار دیوار چمن از گل چراغان کرده است

۱۲- نقیه صاحب، دردمند ..... دکهنی .... از اقربائے نواب خان عالم دکهنی است که همراه .... محمد اعظم شاه با پنج هزار مردم برادری زره پوش شده در جنگ سلطانی مردانه شهید شده بود، ظاهر الفظ صاحب جز و اسم عمدہائے خطۂ دکهن می باشد چنانچه محمدی صاحب، و علی صاحب، بهر حال نقیه صاحب تربیت صوری و معنوی و برکات دینی و دنیوی از خدمت میرزا جان جانان مظهر .... گرفت و با قتضائے فرط عقیدت و علو فطرت در اوضاع و اطوار تقلید را، به تحقیق رسانده که در اسلوب خطوط و طور شعر هم در میانۂ استاد و شاگرد فرقے نماند میرزا را توجهے و عنایتے که نسبت بایں سرو تو خاسته بوستان کمال است با هیچ کس نیست و نبود...... چندے بطرف عظیم آباد تشریف برده بود، یاران آنجا بسیار شکرگذاری او صافش می کردند، بهر حال مرد عزیزے است ......

این الم در قفس آورد بفریاد مرا　　که بهار آمده و کس گل نفرستاد مرا
چه خوب بنده خوبے شد کردم اسیراد　　مریدم تو جوانے را که هم عمر است پیراد
بجوے خنک عمرم عشق باز آب روان کرده　　به پیری اختلاط خرد سالانم جوان کرده

۱۳- اجاگر چند، الفت ...... کا متیه ماتهر ...... جوانے دلچسپ، و به اکثر خوبیها موصوف، از مدتے در عظیم آبادی ماند، بوجه قلیلے از معاش بسری برد، فقیر و قتیکه در آنجا بود هر روز تشریف می آورد، گرم می جوشید، خیلے هموار و خلیق و به لها نزدیک و در آشنائی با پابر جا و بے تکلف به نظر آمده، سلیقۂ درستے دارد، پیشتر غربت تخلص می کرد الحال الفت قرار داده، مشق شعر از نظر ..... تحقیق ..... گذرانیده، نقل دیوان خود به فقیر داده، در بنارس هم اکثر بخط کتابت یاد می کند، خدایش سلامت دارد، طرز خیال بطبعش خوش افتاده، .....

در آمد شام غم در سینه حسرت نام مهمانے　　ز داغ دل کشیدم بے تکلف پیش او خوانے

Marfat.com

نمیدانم چه افسوں خواند بانگ خنده اش یارب   چو گل زنگ تبسم می چکد از پردهٔ گوشم
سراسر پرده هائے دیده من چشم بلبل شد   نظر باز کدامیں شوخ گلبند قبا پوشم
دلم از کعبهٔ چشم سیه مستے که می آید   که دارد صد سبوئے باده ذوق دستبوس امشب
دلم آتش پرست روئے معشوقاں بود الفت   که بیند (کذا) صد سمندر گشت در دین مجوس امشب

۱۴۱- بالو بالکند . . . کایتھ سری باستو، برادر زادهٔ رائے رایاں عالم چند که بدیوانی کل در سرکار . . . . . شجاع الدوله . . . . .
سرافراز بود، بفضائل علمی و خصائل مرضیه اتصاف داشت، وطن اصلیش سرکار مانکپور مضاف اله آباد است، جدامجدش را در صغر سن فلاخن گردش فلکی شرق رویه انداخت، بحسب اتفاق گاهے به اڑیسه و گاهے به بنگاله بسر میبرد، تا رائے عالم چند بحسب رفعت طالع و قابلیت بلیغ رشدے پیدا کرد و نام بلند آورد و نیکنامی گذاشت، وایں جوان قابل از طالب علمی واکثر علوم بهرهٔ وافی داشته و بسیار باهلیت و آدمیت و صدق و راستی و دوستی و آشنا پروری موصوف. فقیر وقتیکه در عظیم آباد بود، مشارالیه برفاقت برادر بزرگوار . . . . . راجه کیرت چند که بدیوانی . . . . هیبت جنگ مقرر بود، در آنجا اقامت داشت، بخدمت او ارتباط بهم رسانید و در یں ولا که او هم به . . . . . بنارس تشریف آورد و چندے گذرانیده و بنده هم در آنجا فرکش کرده، ملاقاتهائے بسیار و صحبتهائے ستودنی دست می داد، سراپا خلق و انسانیت بنظر می آید، با آنکه کسب شعر هنوز از استاد مضبوط نکرده و باوجود کم مشقی درست و خوب می گوید کمال آرزو داشت که خود بدارالخلافه شاهجهان آباد که معیارگاه سخن است، رسانیده از خدمت شعرائے بائے تخت فائده بردارد، چوں برفاقت برادر بزرگوار خود همراه اعزاز الدوله عطاءالله خاں بهادر ثابت جنگ عزم دارالخلافه کرد از فقیر سفارشنامه در خدمت خانصاحب و قبله آرزو مندان مذهب داشته بود، بنده نوشته فرستاد، امسال شنیده شد که بخدمت خان بلند مکان سعادت حاصل کرده اشعار خود را گذرانیده و شهرت تخلص یافت، و راجه کیرت چند باز به بنارس تشریف آورده، چنانچه فقیر اکثر از خدمت فیاضش کسب سعادت می نماید، وایشان خبر معاشش هم میگیرند، حق تعالے نیگاه دارد. از اشعار بالو . . . . . ایں چند بیت که باعتقاد فقیر خوب و درست بود نوشته شد:

کمن اشک مرا بیقدر اے مژگان ترحمے   بریں طفل غذا پروردهٔ خون جگر رحمے
کریمان را چو زر بوده بکف مردن بوس باشد   که دخل و خرج شاں چوں آمد و رفت نفس باشد
صبح محشر همه تن تیغ زباں خواهد بود   زخم مظلوم اگر پنبه دهان است امروز
می کنم مشق خاکساری ها   نوش نویس خط غبار من
بر دل پیراں قیامت می کند یاد شباب   طاق نسیان جوانی کن قد خم گشته را
۔ نہ خانه هم چوں موج گوهر می شود   ایں خط از سیر رجوعی نقطهٔ زر می شود

اندکے چو که سر خویش زد دنیا هیچی   میتواں صلح به تخفیف ز دستار نمود
چوں گهر در عالم آب اے حریفاں ی رسم   اختیارے نیست گر هر بوسر غلطیده ام
تا سر از بیضه برون آورده ام   سند مهر قسم پیدا ز است
هر چند امتداده از نعمت وجود   عالم هنوز تو بهستی نکرده است

ایں رباعی در مهد کبادفتح . . . . . نواب مهابت جنگ که بر شمشیر خاں افغان یافته بود گفته:

از بیم تو تیره روز اہل کن است — صبح شب عیش دشمنانت کفن است
آخر سر شمشیر قلم چون نه شود — سر بر خط تو ہزار شمشیرزن است

فقیر گفتم که سر بر خط فرمان آمده، تنہا "سر بر خط" تردد دارد، فرمود، در مدار الافاضل آمده، چون سند داده حرف باقیست، از مثنوی اوست که در بیان جنگ ...... ہیبت جنگ با مصطفیٰ خان افغان گفته بود۔

بان گرم خونے که دارد پدر — بشمشیر در دم برید از پسر
سر نامداران ز بس کرده بند — نگین خانه شد حلقهاے کمند
شرار از بیم در سینه پنہان نفس — نزد دم دران عرصه جز تیغ کس
بدل زخمها خنجر انگنده بود — بنام دلیران نگین کنده بود

۱۵۔ راجه رام نراین، صوبه دار عظیم آباد، موزون تخلص، ..... کایته سری باستو..... خلف دیوان رنگ لال که بوفور شجاعت و سخاوت و اکثر فضائل بے نظیر زمان خود بود و در ممالک بہار در اطراف آنجا کار ہائے نمایان از دبظہور آمده، وطن قدیم ایشان سرکار سہسرام ..... جامعیت بجو ہرہائے ظاہر و باطن موصوف و ہمتش بغمخواری دوستان مصروف، خیلے خلیق و شفیق، ہمه بدل نزدیک و از شر صحبت اشرار دور، و در آشنائی ہا چون کوه پا برجا، بفیض رسا نیہا ہمه تن مانند دریا، قدردانی سخن و سخنور یکے از شمائل حمیدۀ اوست و راستی و درستی از خصائل پسندیدۀ او، از مدتے بدولت صوبه داری عظیم آباد، امتیاز دارد، فقیر اول مرتبه که وارد آن دیار شد، بتوجهات خریدار نہا در آن جا نفسے راست کرد و واسطۀ ملازمت ..... ہیبت جنگ ..... و تقرر وجه معاش از سرکار ایشان او بوده، الحال ہم ہر گاه که اتفاق رفتنم بعظیم آباد می افتد ابر ابر پاس دیدنہاے آن آشنائے بے نظیر است، و در بنارس ہم اکثر خبر گیر احوال می باشد ..... در ہندی و فارسی سلیقه درست ہم رسانده و نثر بسیار پاکیزه می نگارد و اکثر اوقات ..... به موزونی اشعاری می پردازد، تخلص از ..... حزیں یافت و مشق از نظر ایشان می گذراند و با وجود کم فرصتی و کم مشقی اکثر به رتبه می گوید ......

چه خوش می گفت روزے از ہجوم درد غربتے — که دل را چاک باید کرد گر نبود گریبانے

۱۶۔ منشی سب سکه، خاکستر تخلص، کایته سری باستو، و از برادران راجه رام نراین موزون است، از مدتے در بلدۀ عظیم آباد می باشد، بفیض صحبت نغیه صاحب ..... در دمند ..... که وارد آن ملک شده بودند، درد سخنہا دامنگیر طبعش گردیده، اکثر درست می گوید و نثر صاف می نگارد، جوانے بخوبیہا موصوف و از مہربانان فقیر است :۔

بہار کرد گل عارض عرق تنا کش — نگه بچشم تماشا ز شوق لبریز است

۱۷۔ مرزا عارف بیگ معروف به الف بیگ، الف تخلص، خلف میرزا الغ بیگ بدخشانی الاصل است، بفضائل و کمالات مستثنائے وقت، آبائے کرامش منصبداران عمدۀ عالمگیری بودند، از مدتے در عظیم آباد سکنی کرده، در علم معقولات و دیگر کتب متداول و فن شعر و انشا، مہارت تمام دارد، بسیار دقیقه فہم و صاحب طبع رسا و عالی فطرت بلند تلاش است، بالفعل یک بیتش بیاد است :

ز فرق تا قدم جلوه گر بنور الہٰ — برنگ مردمک دیده در لباس سیاه

٥

(مہر نیمروز، کراچی جولائی۔ اگست ۵۷ء
خاص نمبر

Marfat.com

گلشن سخن

(۱) "گلشن سخن" مصنفۂ مردان علی خاں مبتلا، مرتبۂ جناب سید مسعود حسن رضوی ادیب، شائع کردۂ انجمن ترقی اردو ہند، سال اشاعت ۱۹۶۵ء۔ لندمر کے مآخذ: فہرست شعرا ص ۵ تا ۱۴، مقدمہ نوشتہ ۱۹۶۲ء ص ۱۵ تا ۴۱، ضمیمہ مقدمہ ۴۲ تا ۴۸، متن ۴۹ تا ۲۷۵، اشاریہ ص ۲۷۷ تا ۲۸۴، حاشیہ متعلق متن صرف ص ۱۲۲ میں محض چند سطور، غلط نامہ کتاب میں شامل نہیں۔

(۲) ح ا = تذکرۂ میر حسن طا ح ۲، ایضاً طا مخطوطہ گ کتب خانۂ رضائیہ رامپور۔ ش = تذکرۂ شورش عظیم آبادی، مط، مبنی بر نسخۂ انگلستان جس میں تصرف ہوا ہے ـــــ: صفحہ۔ طِہ = طبع۔ ع = تذکرۂ عشقی عظیم آبادی مط۔ مقدمۂ جناب ادیب میں اس کا زمانۂ تصنیف ۱۱۹۷ھ یا بعد درج ہے۔ اس سے قطع نظر بھی کرلی جائے کہ ع میں نوابدایونی (انھیں غلطی سے لکھنوی لکھا ہے) کی موت کا ذکر جو اوائل عشرۂ ۵ ماۃ ۱۳ میں واقع ہوئی، س طپش دہلوی کا محبوس ہونا اور اس کے چند سال بعد مرنا مرقوم ہے اور اس کا زمانہ ۱۲۲۹ھ یا اس کے لگ بھگ ہے، ع کا اختتام اس سے قبل نہیں ہوسکتا۔ فح = تذکرۂ فتح علی حسینی گردیزی مطی = فہرست شراق = تذکرۂ قاسم ط ۲۔ گ = گلشن سخن گلدستہ۔ گلدستۂ معانی، تذکرۂ فارسی گویاں از مبتلا نسخۂ لاہور سے متعلق کچھ معلومات، اس کے بعض صفحات اور خاتمہ نوشتۂ کاتب کی نقلیں جناب ادیب نے حاصل کی تھیں۔ ایک نسخہ مہاراجہ بنارس کے کتب خانے میں تھا۔ میرا علم جہاں تک ہے کسی نے ان میں سے کسی نسخہ کو بالاستیعاب دیکھ کر اس کے متعلق مفصل مقالہ نہیں لکھا۔ اس لئے مبتلا داب وجدؔ مبتلا کے بارے میں دوسرے شعرا کے حالات کے ضمن میں اگر کچھ ہے تو وہ نظروں سے پنہاں ہے۔ گل ۱ = "گلزار ابراہیم" مخطوطۂ کتب خانہ خدا بخش۔ گل ۲ = ایضاً مطبوعہ یہ ناکمل ہے مط = مطبوعہ، ن = نکات الشعرا ط ۲۔ مرتب نے مخطوطۂ فرانس سے بھی کام لیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس میں کسی نے تصرف کیا ہے۔ نشتر = عشق از عاشق، جناب ادیب کا خیال ہے کہ یہ نہایت کمیاب ہے۔ اس کے کم و بیش ۱۰ نسخے موجود ہیں۔ عاشق نے اب وجد مبتلا در کنار، خود مبتلا کا زمانہ بر اہی نام پایا تھا۔ ان لوگوں کے حالات لسے کہاں ملے اس کی خبر نہیں۔

(۳) غلط نامہ نہ ہونے سے یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ گ مط کا متن ان اصحاب کے نزدیک جنھوں نے

Marfat.com

اسے پیش کیا ہے، اغلاط سے خالی ہے۔ اس مقالے میں یہ کوشش نہیں کی گئی کہ کل اغلاط جمع کر دیئے جائیں۔ مگر یہ نہ سمجھا جائے کہ اغلاط کا ذکر محض بطور نمونہ ہے، ہاں بحث املا و اشاریہ میں بہت اختصار سے کام لیا گیا ہے۔ فہرست و اشاریہ بنانے کا کام بہت سے لوگ دوسروں پر چھوڑ دیتے ہیں، اس میں مضائقہ نہیں، لیکن ایسے لوگوں سے یہ کام لیا جائے جو اس کے اہل ہوں۔ گ، ط کے متن حاشیے اور فہرست میں جا بجا علامت استفہام ہے، جہاں نہیں ہے وہ پیش کرنے والوں کی نظر میں صحیح ہوگا۔ اگر میں نے کہیں یہ لکھا ہے کہ کسی اور جگہ نہیں، تو میری مراد یہ ہے کہ میں نے کہیں اور نہیں دیکھا۔ اس مقالے کا تتمہ بعد کو لکھا جائے گا۔ کچھ باتیں جو اصل مقالے میں بالکل نہیں، یا ناتمام ہیں، اس میں ملیں گی۔

(۴) میرزا محمد جد مبتلا کا وطن مشہد تھا۔ یہ عہد جہاندار شاہ میں سعادت خاں (برہان الملک) کے ساتھ دہلی پہنچے۔ "حضور" فرخ سیر میں شاہی ملازم ہوئے، اور عہد محمد شاہ میں راہی عدم۔ ان کے بیٹے محمد علی پدر مبتلا برہان الملک کی سرکار میں منشی تھے۔ برہان الملک کے داماد، صفدر جنگ صوبہ دار اودھ ہوئے، تو محمد علی کو "اقتدار و ثروت کثیر" حاصل ہوئی۔ "در سپہ سالاران افواج نام و نشان بلند پیدا کرد، واکثر خدمات و فتح نمایاں بزور بازوے او صورت گرفت" صفدر جنگ کی استدعا پر محمد علی کو منصب پنجہزاری اور "خطاب بہادری" محمد شاہ نے دیا، اور خود صفدر جنگ نے انھیں صوبہ الہ آباد میں اپنا نائب مقرر کیا۔ ان کی موت کے بعد یہ بنگالہ گئے اور پہلے میر جعفر اور پھر میر قاسم کی سرکار میں حرمت و اقتدار تمام کے ساتھ رہے۔ وفات پٹنہ تاریخ ۲۸، جمادی الاولیٰ ۱۱۷۶ھ، مدفن درگاہ شاہ ارزاں، پٹنہ (نشتر) مبتلا اسامی اب و جد، دادا کے مشہدی ہونے اور باپ کو پنجہزاری منصب اور خطاب خاں بہادر ملنے کا مصدّق ہے۔ اگر عاشقی کا بیان صحیح ہے تو محمد علی خاں کا ذکر تاریخ اودھ ہی نہیں تاریخ بنگالہ میں بھی ملنا چاہیئے۔

(۵) مبتلا کا نام میرزا کاظم اور خطاب علی مردان خاں ہے۔ (نشتر) دیباچہ گلشن میں صرف مردان علی خاں ہے، اور یہ صراحت نہیں کہ نام ہے یا خطاب "گ" ص ۱۲۱ میں "مسمّیٰ بہ مردان علی خاں" اس پر دلالت کرتا ہے کہ نام ہے خطاب نہیں، ممکن ہے کہ دو نام ہوں۔ سال ولادت "روز روشن (او اخر ماہ ۱۳) میں ۱۱۴۴ھ جناب ادیب بجا طور پر معترض ہیں کہ "گلدستہ نوشتہ" ۱۱۶۱ھ میں ہے کہ جس وقت یہ لکھا گیا، ان کی عمر ۲۰ سال سے متجاوز تھی (دیباچہ: گ) اس کی بنا پر ۱۱۶۱ھ میں ۲۱ سال کی عمر مانی جائے تو ۱۱۴۰ھ زمانہ پیدائش قرار پاتا ہے۔ ۱۱۴۴ھ کس طرح سال ولادت ہو سکتا ہے؟ ص ۲۹، حاشیہ ص ۳۶ میں انھوں نے کسی شبہ کے بغیر سال ولادت ۱۱۴۰ھ لکھا ہے، مگر اس سے قبل ص ۲۵ میں یہ تحریر کر چکے ہیں کہ گلدستہ اکیس بائیس برس کی عمر . . . میں لکھا گیا۔

Marfat.com

مقتضائے احتیاط یہ تھا کہ زمانۂ پیدائش ۱۱۴۰ھ کے لگ بھگ قرار دیا جاتا۔ نشتر و نتائج الافکار (یہ نشتر کے بعد وجود میں آیا) میں ہے کہ مولد لکھنؤ ہے اور ع میں ہے کہ نشو و نما دہلی میں ہوئی۔ ان امور کے متعلق فیصلہ کن بات نہیں کہی جا سکتی، اور جناب ادیب نے بھی صرف یہ بتانے پر اکتفا کیا ہے کہ ان تذکروں میں یوں ہے۔ مبتلا نے "علم رسمی" وجیہ الدین نظام آبادی سے حاصل کیا، اور نظم و نثر پر انھیں سے اصلاح لی۔ مبتلا نے فقہ و نحو میں امتیاز بہم پہنچایا تھا۔ (نشتر) مبتلا کی شادی محمد رفیع خاں اور بدیع الزماں خاں کی بہن سے ہوئی تھی۔ (گلشن ص ۱۳۱) اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ وہی بدیع الزماں خاں ہیں جن کا ذکر ک و ح میں تخلص مخلص کے تحت ہے۔ جناب ادیب کا خیال ہے کہ مبتلا کی عمر کا کچھ حصہ دہلی، لکھنؤ، پٹنہ، مرشد آباد، غازی پور اور بنارس میں گزرا تھا۔ بعض مقامات سے متعلق قطعی ثبوت موجود ہے۔ بعض کے متعلق ثبوت ناکافی ہے۔ مگر قرائن ہیں کہ وہاں بھی رہے تھے ——— ——— ع میں ہے کہ مبتلا "در سرکار" برہان الملک و "صفدر جنگ" بخدمات شائستہ عز اختصاص یافتہ جناب ادیب کا اعتراض صحیح ہے کہ یہ اس کے زمانۂ ولادت کے پیش نظر خارج از بحث ہے۔ مقدمے میں ع سے "منقول ہے"۔ مبتلائے عبرت و فلاکت گردیدہ در شہر بنارس تلخکامی میگذراند ع مط میں "عبرت" ہی ہے مگر غلط نامہ میں اس کی جگہ عسرت ہے عبرت" کا مطلقاً محل نہیں۔ نشتر میں ہے:" از لکھنؤ بہ عظیم آباد رفتہ اوقات میگذرانید" عاشقی کی اس عبارت سے مترشح ہوتا ہے کہ اس کے نزدیک مبتلا کہیں اور سیاحت کے لیے گئے ہوں۔ ورنہ اقامت لکھنؤ میں رہی، اور پھر پٹنہ میں عاشقی کا موت کے متعلق کچھ نہ لکھنا حیرت انگیز ہے۔ عشق نے تو ان کا ترجمہ صراحتاً ان کے دوران حیات میں لکھا تھا۔ موت کہاں ہوئی یہ نہیں معلوم۔ نتائج الافکار کے بموجب اس کا زمانہ اواخر ماۃ ۱۲ ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اوائل ماۃ ۱۳ ہو۔

(۶) دیوان فارسی، عمر ۲۰ سے متجاوز تھی کہ دیوان (فارسی ہونے کی صراحت نہیں مگر یقین ہے کہ اسی کا ذکر ہے) نظم کیا اور تذکرہ لکھا یہ ناپید ہے۔ فارسی کے جو اشعار ملے ہیں وہ مقدمہ یا ضمیمۂ مقدس میں ہیں۔ "دیوانش قریب بچہار ہزار بیت بودہ است (نشتر)

(۷) دیوان اردو کا ذکر مبتلا کے یہاں نہیں لیکن اس نے گلشن میں اپنے ۴۲ شعر درج کیے ہیں، اور جناب ادیب کو ایک شعر اور ملا ہے۔ اس دیوان کا ذکر صراحتاً اگر ہے تو بزم سخن میں جو ماۃ ۱۳ کے اواخر کی تصنیف ہے، اور اس کا مصنف بھی اس کا دعائی نہیں کہ دیوان دیکھ کر۔ جناب ادیب کا خیال ہے کہ اشعار موجودہ کی زمین اس پر شعر ہیں کہ تصنیف گلشن کے وقت اردو دیوان مرتب ہو چکا تھا اور یہ اشعار اسی سے ماخوذ ہیں۔ مجھے اس سے اتفاق نہیں کہ زمینوں

Marfat.com

کو دیکھ کر یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے، مگر یہ ممکن ہے کہ دیوان ہو۔

(۸) گلدستۂ معانی کے زمانۂ تصنیف کا ذکر آچکا ہے۔ دیباچۂ گلشن میں یہی نام ہے۔ مگر بقول شیرانی نام منتخب الاشعار، تاریخی نام نظم معانی ہے۔ جناب دیب رقمطراز ہیں کہ منتخب الاشعار خاتمۂ نوشتۂ کاتب کے سوا کہیں اور نہیں اور شیرانی کا قول اسی پر مبنی ہے۔ رہا نظم معانی تو قطعۂ تاریخ نوشتۂ مبتلا کی بیت آخر:

مکن ہرزہ گردی کہ من فکر کردم — پی سال تالیف نظم معانی

اسی کی وجہ سے شیرانی اور صاحبان نشتر و نتائج الافکار، روز روشن و شمع انجمن نے اسے تاریخی نام سمجھ لیا ہے مگر یہ صرف مادۂ تاریخ ہے (ص ۳۰) اس سے مجھے اتفاق ہے مگر ص ۴۳ میں وہ خود لکھتے ہیں۔ فارسی گو شعرا کا تذکرہ جس کا نام "منتخب الاشعار" یا "گلدستۂ معانی" اور تاریخی نام نظم معانی ہے۔

(۹) "گلشن سخن" مط دو قلمی نسخوں پر مبنی ہے۔ نسخۂ حکیم آشفتہ۔ لکھنؤ قدیم" اور بہت کچھ صحیح لیکن ناقص الطرفین۔ یہ گلشن مط کے شاعر ۱۲۹، الم سے شروع۔ ۲۴ حمایت علی مجنوں پر ختم ہو جاتا ہے۔ اس میں کل ۲۰۹ شاعر ہیں۔ (مقدمہ ص ۲۰ و ص ۲۱) = ل۔ نسخۂ کتبخانۂ رضائیہ رام پور جس کا کاتب نہایت "بدخط اور غلط نویس" ہے۔ اور جو "بظاہر مکمل مگر درحقیقت بہت ناقص ہے"۔ دونوں کے مقابلے سے معلوم ہوتا ہے: ر میں الم سے پہلے ۲۸، اور مجنوں مذکور کے بعد ۸۰ شاعر ہیں لیکن ۵ جو ل میں ہیں، ر میں نہیں ہیں۔ جنوں دہلوی، محمد علی حشمت فیض، گریاں گرفتار، فرصت الہ آبادی کے احوال و اشعار تک دونوں تقریباً یکساں ہیں۔ (اس کے بعد جنوں و حشمت کا ذکر نہ ہونا مرقوم)۔۔۔ لیکن فدوی[1] دہلی اور فدوی لاہوری سے، ر میں حالات مختصر کر دیئے گئے ہیں۔ اور بہت سے شعر چھوڑ دیئے گئے ہیں۔ (اس کے بعد کئی مثالیں) بہت سے شاعروں کے حال میں ل کا صرف پہلا جملہ نقل کر دیا گیا ہے۔ (اس کے بعد فیض وغیرہ کا ذکر نہ ہونا مرقوم) سب سے بڑی بات یہ کہ خود۔۔۔ مبتلا کے بارے میں صرف ایک فقرہ ہے۔ مولف نے اپنے حالات تفصیل سے ضرور لکھے ہوں گے۔ (مقدمہ ص ۲۱ تا ۲۳) گلشن میں ۳۷۴ شاعروں کے حالات اور ان کے منتخب اشعار ہیں (مقدمہ ص ۱۶)۔

بقول جناب دیب شعرای ل ۲۰۹، شعرای گ مط ۳۲۱، شعرای ر کی تعداد صراحتاً انھوں نے نہیں بتائی، لیکن جب ان کے بیان کے مطابق ر کے ۲۸ + ۸۰ = ۱۰۸ شعرا ل میں نہیں ہیں۔ اور ۵ شعرای ر ل سے خارج ہیں۔

(۱۰) گلشن میں ایک قطعۂ تاریخ ہے جس کا مصرع آخر سال "تالیف" پر مشعر ہے۔ "آج پھولا

[1] دونوں کا نام اس جگہ کس مصلحت سے ہے، میں نہ سمجھ سکا، پہلا کافی تھا۔

ہے سخن کا گلشن " ۱۱۹۴ھ۔ جناب ادیب کا قول ہے کہ مواد کی فراہمی میں " ایک سال سے بہت زیادہ وقت صرف ہوا ہوگا " اس سے مجھے اتفاق ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ گلشن میں ایک واقعہ ۱۰ ذی الحجہ ۱۱۹۵ھ (قتل منظر) کا بھی ہے۔ گلشن نے قتل کا سنہ دیا ہے نہ تاریخ نہ ... تذکرہ نگاروں کی عام روش کو دیکھتے ہوئے اس کا امکان ہے کہ ۱۱۹۴ھ کے بعد دوسرے اضافے بھی ہوئے ہوں۔

(۱۱) مبتلا نے اپنے دیباچہ میں اپنے ماخذ کا مطلقاً ذکر نہیں کیا، جناب ادیب کا قول ہے۔ ن کا ذکر صرف ۲ جگہ ہے۔ ترجمۂ میر: تذکرۂ مختصری مشتمل بر احوال و اشعار ریختہ گویاں تالیف نمودہ، ترجمہ جنون: جنون دہلوی کے اشعار سے قبل یہ کہ ن سے ماخوذ ہیں۔ کسی اور تذکرے کا ذکر نہیں البتہ فخر تلمیذ سودا کی والدہ اشرف علی خاں کو تذکرہ نویس لکھا ہے۔ معلوم نہیں کہ تذکرے سے تذکرۂ شعرا مراد ہے، یا کچھ اور (مقدمہ) جنون مذکور کے بارے میں یہ علم ہو چکا ہے کہ اس کا ذکر صرف ل میں ہے ن ۳ بار چھپا ہے۔ اور ہر بار کسی نئے قلمی نسخے سے مدد لی گئی ہے۔ جنون تخلص کے کسی شاعر کا ذکر ن کے کسی مطبوعہ نسخے میں نہیں، اور بعض مخطوطات بھی جن سے مرتبین ن مطبع نے کام نہیں لیا اور جن کا مجھے علم ہے اس سے خالی ہیں۔ اشرف علی خاں نے فارسی گویوں کا تذکرہ لکھا تھا، ح کے ترجمۂ فخر میں اشرف علی خاں "صاحب تذکرہ فارسی" ہے، اس کا ناقص نسخہ کتب خانۂ رضائیہ رامپور میں ہے۔ معارضہ سودا و مکین کا باعث یہی تذکرہ ہوا تھا، معاصر میں اس معارضے کی مفصل بحث آچکی ہے۔

(۱۲) میرا خیال ہے کہ ن مبتلا کی نظر سے گذرا تھا۔ مگر جس نسخہ سے اس نے استفادہ کیا تھا اس میں کسی نے تصرف کیا تھا۔ جنون تخلص کے ایسے شاعر کا ذکر جو درد کا دوست " تھا گ سے قبل کے کسی تذکرے میں نہیں، بلکہ ح سے قطع نظر قبل کے کسی تذکرے میں اس تخلص کا ہی کوئی شاعر نہیں۔ ح میں جنون اکبرآبادی ہے جو حسن کے نزدیک مصحفی سے بھی قبل کا شاعر ہے۔ ایک دوسرا جنون متاخرین میں ہے۔ شاگرد شاہ فصیح، گ میں جنون کے جو ۵ شعر ہیں ان میں سے ردیف مجھے والے ۲ شعر جنون سہسرامی مقیم الہ آباد کے نام بھی ملتے ہیں (رجوع بفضل) میرا خیال ہے کہ جنون کا ذکر ن میں الحاقی ہے۔ ن کے نسخۂ پیرس میں ضیا مرزا عطا بیگ، ساکن اورنگ آباد کے کسی نسخے سابقاً شاگرد سراج، وقت تحریر تلمیذ آزاد بلگرامی کا ذکر ہے۔ اور یہ شعر اسی کی طرف منسوب ہے۔

پھول کے منہ پر ستم سے مارمت دم اے سموم یہ چراغ خانۂ بلبل ہے گل ہو جائے گا

گ میں مرزا ضیا بیگ ہیں مگر نہ ان کا تخلص ہے، نہ ان کے متعلق کوئی اور بات۔ شعر وہی جو ن طاس میں ہے۔ مگر مصرع ۱ اس میں یوں ہے "ایک دم کے واسطے مت چھیڑ اے باد سموم"۔ سراج ۱۱ ہجری میں فوت ہوئے۔ ضیا نے آزاد کا

Marfat.com

تلمذ اس کے بعد اختیار کیا ہوگا۔ اس کے بعد تک میرن میں اضافہ کرتے رہتے تو اور بہت سے شاعرن میں ہوتے۔ میرا خیال ہے کہ اس کا ترجمہ بھی الحاقی ہے۔ یہ دونوں چمنستان شعرا میں بھی نہیں۔ اس کے مصنف نے التزام کیا تھا کہ ن کے فح کے کل شعرا اس میں داخل ہوں۔

ن س میں بشمول ضیا ی مذکور ۴۳ شعرا ہیں جن کا ذکر ص ۹۱ تا ص ۱۰۸ میں ہے اور جن کے متعلق میر نے لکھا ہے کہ "شاعران سمت ملک دکن" ہیں جن میں سے باستثنائے بعض سب بیر تبہ ہیں۔ ص ۹۰، ان میں سے ولی، سراج، عزلت، آزاد (بدون اسم)، عارف علی خان، عاجز، ضیا ی مذکور، غواصی (گ: خواص) داؤد، تجرد، یونس، موزوں خواجم قلی خاں گ میں بھی ہیں۔ درد مند دراصل دکنی تھے۔ مگر مرزا طاہر اسی بنا پر کہ اس کی عمر کا بڑا حصہ شمالی ہند میں بسر ہوا اور اس کی زبان دکنی نہیں دکنیوں میں شمار نہیں کیا۔ شمالی ہند کے شعرا ی ذیل دونوں میں ہیں: آبرو، عاصی (گ آثمی)، احسن احسن اللہ، آرزو، اشتیاق النسان (رجوع لغفل)، بسمل (بدون اسم)، بہار، بیدار، ثاقب شہاب الدین، تاباں، میر گھاسی، تمکیں، بینوا، پاکباز، پیام، جگن، حاتم، حزیں، حسن، میر حسن (گ نام باضافۂ محمد) حشمت تخلص کے ۲ شاعر، خاکسار، دانا، درد تخلص کے ایک شاعر، درد مند، راقم، رسوا، ذکی، سجاد، سعادت، سلام سودا، شوق میر ضیا، عارف عطا (رجوع لغفل)، فغاں، قائم، قدر، قدرت، کافر، کلیم، محسن، مخلص استدرام مضمون، مظہر، معز فطرت، میر (سوز کا پہلا تخلص)، میر محمد تقی، ناجی، نثار عبد الرسول، بیرنگ (گ تحت نیرنگ) ہدایت یقین، یکرنگ، یکرو، ن۔ شعرا ی ذیل جو شمالی ہند۔۔ میں گ سے غیر حاضر ہیں: امید قزلباش خاں، بیتاب محمد اسمٰعیل، بیدل، جعفر زٹلی، شاغل، عاجز (نام نہیں، شخصی لوطی) عشاق، غریب، (محمد امان اللہ نام کے متعلق اختلاف) کمترین، گرامی، یک دل۔

(۱۳) تذکرۂ فتح علے گردیزی مبتلا نے دیکھا ہوگا: اس کے شعرا ی ذیل جو ن میں نہیں ہیں گ میں ہیں۔ آشنا زین العابدین، آگاہ محمد صلاح، الدولہ انجام، آوارہ، بیکل، جرأت شیر علی، عمر عاصی، ذہین، صانع، صمصام صنعت، طالع، ظاہر، ظہور شیو سنگھ، عاشق، میر یحییٰ، عمدہ، فدا (رجوع لغفل) لساں مزل، فتح کے شعرا ی ذیل ن میں نہیں ہیں۔ اور گ سے بھی خارج ہیں۔ . . . فضائل بیگ، سامان موزوں رستم علی، بحث فح میں دکنیوں سے باستثنائے بعض قطع نظر۔

(۱۴) تذکرۂ قائم مبتلا نے غالباً نہ دیکھا ہوگا۔ تذکرۂ میر حسن (جس میں شاید ہی ق کا کوئی شاعر ہو جو نہ ہو۔ یقیناً مبتلا نے دیکھا ہوگا۔ بحث ذیل میں دکنی شعرا سے عموماً قطع نظر کی گئی ہے۔

Marfat.com

شمالی ہند کے شعرای ذیل جو ن اور قح میں نہیں، ح و گ میں ہیں: اثر، اجل، اشرف محمد اشرف (شاعر ۵ اگ)، آشنا (شاعر ۹ اگ)، اظہر محمد اعظم، میر علی علی، آفتاب، افسوس، افصح شاہ فصیح، آگاہ نور خاں، الم، آزاد، (شاعر ۱۲ اگ) امجد (ح گ از متقدمین، دونوں میں ایک ہی شعر) امانی (گ امانی) اسد (ح امید) امین، انتظار، انشا، اولا (صحیح الا اولی) لقا، بیتاب سنتوکھ رائے، بیتاب الہ آبادی، ثابت شجاعت اللہ خاں، جرأت (شاعر مشہور)، جوشش، جولان، جوہر، میر حامد نصیری، حسرت علی جعفر، حسن خواجہ حسن، حسن غلام حسن حیرت مراد علی (حسرت تخلص گ)، حضور (بدون اسم ہندو) حیران حیدر علی، جذب (گ خوب) درخشاں، دل فتح محمد، دل محمد عابد دیوانہ ذاکر (حسن کو کچھ علم نہیں کہ کون ہیں، شعر بھی نہیں، غالباً گ کا شاعر ۲۱) حسین دوست ذاکر، رند مہربان خاں رند حمزہ علی (گ نام ہ کے ساتھ)، زار فعل بیگ، زار مظہر علی، سکندر، سلیمان معشوق، تاباں، سلیم، سوزاں، سید (شاعر ۵۶ اگ) شفا، شاداب، شاکر، شاعر، محمد شفیع (شاعر ۵۲ اگ) شیدا صادق، میر صفدری، ضاحک، عسکر علی (گ میں عباس علی، باپ کا نام) عزیز بھکھاری داس، عشق تاناشاہ، غریب میر تقی عاشق علی اعظم خاں، فخر افدی لاہوری، فدوی میرزا بچو، فراق مرتضیٰ قلی، فرحت فرصت فقر، قربان میر جیون قلندر بدھ سنگھ کاکل، گریاں گمان مائل، مجذوب، مجنون، شاہ مجنوں، محب ولی اللہ، محبت خاں محبت، محزون مقیم الہ آباد، محسن، محشر، مخلص بدیع الزماں خاں، میر مدد اللہ، مدعا، مدہوش، مستمند، مشتاق (شاعر ۲۶۰ گ)، مصحفی، مصیب (مصیبت گ)، مظلوم میر امام الدین (گ مضمون تخلص) معین، ممتاز، منت، غلام محمد منشی منعم موزوں رام نارائن۔ ندیم نزار، عماد الملک (نظام تخلص گ) نعیم، وارث، واقف، والہ وحشت ابوالحسن وحشت بہادر علی، وفا، ولایت، وہم، ہاتف، ہمدم، میر ہینگا، یار، یاس۔

ح کے شعرای ذیل جو ن قح میں نہیں ہیں۔ گ میں بھی نہیں ہیں، افضل، محمد اشرف ہمعصر آبرو، میرزا اکبر قلی افگار (افگار طا ہیں)، تخلص کے ۲ شاعر احسن علی احسن خاں، الف خاں، افغان آرام، ابوالحسن بن عبداللہ الکبلیس، آشوب، بسمل، گدا علی بیگ، شاہ بنجھا، ریسا ناتھ سنگھ (صحیح سنا تھ سنگھ)، جنون اکبر آبادی، جرأت میر مستقیم، جنون شاگرد افہم، جان عالم خاں [جلال الدولہ، حیا، حاتم حاتم علی خاں، حسن برادر، جعفر علی خاں، حجام خاکی معاصر جہانگیر، خالہ بیگم (خالہ عماد الملک)، خوشدل، رنگین، امان، بیگ، رنگین . . راہی، روشن، رضا علی رضا، شرف میر مہدی، عاقل، غریب میر کلو، غلامی، فدوی محمد محسن، بقید، فراق ثنا اللہ، قبول غنی بیگ شرو ہی جوان کے بیٹے کے نام سے ن میں ہے) قریں از مردم کشمیر، قانع، کامل، کاشی ناتھ، کھنچو، گداز، مراد، میرزا محمد

Marfat.com

میرزا مہدی مسافر، مفتون، عجائب رام منشی، منفرد شخصی مرشد آباد، محمد علی عرف مرزا۔ صاحب، نوراللہ، مرزا مدّو یار
نثار محمد پناہ خاں، نثار امان اللہ، نالاں محمد عسکری، ندا واحد، ہدایت سید ہدایت علی خاں (پدر مصنف سیر المتاخرین)

(۱۵) تذکرۂ شورش مبتلا نے دیکھا ہوگا۔ اس کے تعلقات عظیم آبادیوں سے تھے۔ شعرای ذیل جون
فج اورح میں نہیں ہیں۔ ش وگ دونوں میں ہیں: خواجہ امیر اللہ خاں دہلوی۔ (۲ شعر گریباں ردیف، ش وگ
دونوں میں ش)؛ دردمندی وعاشق پیشگی چہرے سے نمایاں گ: عظیم آبادی، دردمند وعاشق پیشہ امامی
امام بخش، خواجہ احتشام حسین عظیم آبادی (ایک شعر دونوں میں)، انصاف جونپوری، اولیا، بسمل جبار علی دہلوی،
بیتاب میر مدن بہادر (۲ شعر دونوں میں)، تمنا علی رضا ثروت (گ سروت) ثابت اصالت خاں، جوہری تمنا
(ش وگ ا شعر زائد) جودت ہردی رام، جنون (شاعر ۸، گ) حسرت محمد حیات حیراں، میر ممنون (گ نام
بدون نون آخر) حضور عظیم آبادی، حیدری، شیخ غلام علی، خادم خادم حسین، دوست غلام احمد (گ نام
غلام محمد) راغب، رفعت رضا محمد رضا سلیمان، سلیمان خاں، شورش، عیش، جتلا (صاحب گلشن مخلص
مرشد آبادی، مشتاق محمد قلی خاں، نالاں، احمد علی، نجات محمد نجات دہلوی، مقیم آباد مرثیہ گو، حسن رضا دہلوی
مرثیہ گو، مقیم عظیم آباد، بعد ازاں سارن کو ایک گاؤں میں سکونت گ، ۲ نام ہوں گے، دونوں ایک معلوم ہوتے
ہیں۔ نالاں میر وارث ش گ میں نام باضافہ علی اور یہی صحیح ہے۔ نیاز افضل علی، واصل بلگرامی۔

شمالی ہند کے حسب ذیل شعرا، جو فج اورح میں نہیں، لیکن ش میں ہیں گ سے خارج ہیں: احمد شاہ
عرف لساون، آشوب شجاعت علی بیگ، آگاہ عبداللہ، اختر یزداں بخش، بیدار بساون لعل، بیقرار، میر بہادر علی،
جنون فہدی خاں، جودت، (بدون اسم) جلال الدین ساکن مرشد آباد، جمال جعفر مرزا جعفر عظیم آبادی جواہر
حیدر، حیدر بخش، حیدر شاہ خلیل علی ابراہیم خاں، دلوائۃ گور و بخش، ذوق آسا رام، ذوقی شاہ، ذاکر فضل علی
راسخ غلام علی، راسخ خواجہ احمدی خاں، زار بہادر بیگ خاں، زار مرزا سنگین، سلامت سلامت علی بیگ ولسط
شاگرد میر، سلیمان مراد علی دہلوی، سائل شاہ سمجھ بوجھ حیدر آبادی۔ سائل محمد یار بیگ، سلیم، سلیم اللہ خاں،
سلامت میر سلامت علی متوطن پورنیہ پرگنہ اردل، شجاع شجاع قلی خاں دن ہنرالدولہ، شیفتہ میر مہدی، شیدا دہلوی
از بیاض میر اولادی، شیفتہ سید اللہ بخش، شور، شائق قمر علی، میر شیر علی دہلوی، وارد عظیم آباد، شیفون، شاہ
ظہور اللہ، شاداں بنگالی لعل، صواب، صفدری عظیم آبادی، حیا، ضمیر ٹھاکر داس، طالب الہ آبادی، طالب
برادر راسخ، ظاہر لطف علی، عاشق کلیان سنگھ، عشق زین الدین، عاشق گو مرشد آباد عین عاشق، برہان الدین عزیز

Marfat.com

عزیز اللہ بن ملا مبارک، عشاق احمد بخش، عشرت شیخ غلام بنگالی، غم، فراق نام نامعلوم، فدا، فدا علی بیگ شاگرد فدوی، قلندر یار محمد، قاسم (نام نہیں دیا)، قلندر شاہ غلام قلندر، شاہ کریم بخش کماں، کمال علی گویا میاں غلام ساکن مرشد آباد، گریاں بھوانی سنگھ، میرن سبزواری، مرتضیٰ میر مرتضیٰ عرف میر ایوب منتظر خواجہ عبداللہ خاں، سید محمد خاں بنیرہ، نواب مرتضوی خاں، محزوں محمد تقی خاں، سید محمد خاں دہلوی نبیرۂ نواب مرید خاں، محو، مصدر، مقیم، مائل ہدایت علی، مجبور خوشحال سنگھ، مقبول پسر یقین، منصف فتح علی مفتوں علی بخش، مست علی، مسمار، مسافر خیر الدین، سلمان بختاور سنگھ، نزہت، نادر نظام الدین نثار محمد قائم، وحشی، یکتائی، یار حیدر علی یاد۔

(۱۶) سرو آزاد سے میر غلام نبی کا حال اور رباعی لی ہوگی۔

(۱۷) اس کا امکان ہے کہ گلزار کے ناتمام نسخے سے مبتلا نے استفادہ کیا ہو، خلیل کا گ سے کام لینا یقینی ہے۔ رسوا کا تخلص ن، غ، ق، ح سب میں آفتاب ہے، مگر گ میں ماہتاب رائے گلزار میں بھی سوال یہ ہے کہ خلیل یہ کہاں سے لائے، قابل توجہ یہ امر ہے کہ نہ مبتلا نے خلیل کا حال لکھا ہے نہ خلیل کے کسی تذکرے میں ان کا ذکر ہے۔ گ کے ترجمۂ خادم میں خلیل کا نام ضمناً البتہ آیا ہے۔ "صحف ابراہیم خلیل" کے تذکرۂ فارسی گویاں کا جو نسخہ کتب خانہ خدا بخش میں ہے وہ نصف یا اس سے کچھ کم آیا ہے۔ مکمل نسخہ برلن کے ملکی کتب خانے میں ہے۔ اس کی فہرست مخطوطات فارسی میں شعرای صحف کے نام درج ہیں۔ مبتلا کا نام نہیں۔

(۱۸) عشقی نے یقین ہے کہ گ سے استفادہ کیا تھا۔

(۱۹) متعدد شعرا سے مبتلا کے تعلقات ذاتی تھے۔ ان کے حالات ح وغیرہ میں ہیں۔ مثلاً واقف بدیع الزماں خاں مخلص مگر مبتلا کو ح وغیرہ سے ان کا حال و کلام لینے کی ضرورت نہ تھی۔

(۲۰) مبتلا نے براہ راست دواوین سے بھی اشعار لیے ہیں۔ لیکن اس کا امکان قوی ہے کہ ایسے اشعار کو جو دیوان سے لیے ہیں۔ ایسے اشعار میں جو دوسرے ذرائع سے حاصل ہوئے مخلوط کر دیا ہو۔ اشعار بیاضوں سے بھی لیے ہوں گے مگر کسی بیاض کا حوالہ نہیں۔ ذیل میں یہ بتایا گیا ہے کہ کہاں کہاں دیوان یا اشعار کی ایک معتد بہ تعداد کا ذکر ہے، اور کس طرح، آبرو کلیات ۱۵۰۰ اشعار ص ۵۱، احسن اللہ احسن وزیدا دانش شعری یافتہ شود کہ خالی از ایہام باشد ... از خلاصۂ سخنہای او ست ۴۹ اشعار۔ اس کے ۱/۴ ربع اشعار بھی کسی دوسرے تذکرے میں نہ ہوں گے۔

Marfat.com

آبرو کلیات ۱۵۰۰ اشعار "دیدہ شد" ص ۵۱، احسن احسن اللہ، دیوان میں کوئی شعر ایہام سے خالی نہیں ملتا۔ از خلاصۂ سخنہای اوست، ۴۹، اشعار ص ۵۳۔ دس شعر بھی شاید کسی اور تذکرے میں ہو۔ غالباً دیوان دیکھا۔ امین صاحب دیوان ص ۵۶، جبار علی بسمل صاحب دیوان ص ۶۱۔ بیدار دیوان ۱۵۰۰ ابیات دیکھا۔ ص ۷۵۔ تاباں صاحب دیوان ص ۸۱۔ جوشش دیوان ۲ ہزار ابیات دیکھا گیا۔ ص ۸۷، حزیں صاحب دیوان ص ۹۹، حسرت محمد حیات دیوان ۲ ہزار ابیات ص ۱۰۰، حاتم دیوان ۲ ہزار بیت بلکہ زیادہ ص ۱۰۲، میر منوچہراں ۳۰۰ شعر دیکھے ص ۱۱۲، درد دیوان ۱۰۰۰ ابیات سے زیادہ نہیں ص ۱۱۸، دل دیوان ۱۵۰۰ ابیات دیکھا ص ۱۲۳، سودا کلیات سات آٹھ ہزار ابیات کا ہوگا، ص ۱۴۰، سوز دیوان ۱۰۰۰ ابیات سے زیادہ کا دیکھا۔ ص ۱۵۰، سجاد "اشعارش مدون" ص ۱۵۵، شورش دیوان ۴ ہزار ابیات "خلاصۂ دیوان اوست" ص ۱۶۰، عشق دیوان ریختہ ۱۵۰۰ ابیات کا دیکھا ص ۱۷۴، عاجز عارف علی خاں، اشعار مدون ص ۱۷۶ قدرت اشعار زیادہ از ہزار بیت دیکھے ص ۱۹۲، قائم اشعار مدون ص ۱۹۸، کلیم صاحب دیوان ص ۲۰۲، عزلت اشعار مدون ص ۱۷۲، فغاں کلیات ریختہ ۲ ہزار ابیات کا دیکھا ص ۱۷۹، فرحت دیوان ۲ ہزار ابیات دیکھا ص ۱۸۳، فدوی مرزا بجو اشعار مدون ص ۱۸۹، میر دیوان ۴، ۵ ہزار ابیات کا ہے، یہ ابیات اس کا خلاصہ ص ۲۰۵، ناجی دیوان ۱۵۰۰ ابیات دیکھا گیا۔ ص ۲۲۳، نالاں وارث علی دیوان ۱۴۰۰ ابیات دیکھا ص ۲۲۷، ولی دیوان ۳ ہزار ابیات "در نظر است" ۲۴۷، واصل دیوان قریب ہزار شعر ص ۲۵۷، ہدایت دیوان مختصر ص ۲۵۹، یکرنگ دیوان ہزار ابیات دیکھا ص ۲۶۲۔ یقین خلاصۂ دیوان ۱۵۰۰ ابیات "قدرے زیادہ" ص ۲۵۹۔

اس کا امکان ہے کہ مبتلا نے اپنے منتخب کردہ اشعار میں جو دواوین سے لئے ہیں۔ ح وغیرہ اور بیاضوں سے جو اشعار ماخوذ ہیں، مخلوط کر دیئے ہوں۔

●● (معاصر، حصہ ۲۷)

تذکرۂ یوسف علی خاں

مخففات: حدیقہ = حدیقۃ الصفا۔ خاتمہ = حدیقہ م کے آخر میں جو تراجم شعرا ہیں۔ خاتمہ ۱ = مصنف کی وہ تحریر جو خاتمے کے بعد حدیقہ م میں ہے۔ خلاصہ = خلاصۃ الافکار ابوطالب م۔ سال آغاز ۱۲۰۶ھ سال انجام ۱۲۰۷ھ صحف = صحف ابراہیم علی ابراہیم خاں م ض = ضمیمہ تذکرہ یوسف علی خاں۔ ف = فہرست اشپرنگر۔ فب = فہرست مخطوطات فارسی کتب خانۂ ملکی برلن۔ گلزار = گلزار ابراہیم علی ابراہیم خاں مظ = مظفر نامہ کرم علی خاں۔ سال اتمام ۱۱۸۶ھ م = کتب خانۂ شرقیہ پٹنہ۔

یوسف علی خاں ابن غلام علی خاں علاء الدولہ[1] سرفراز خاں کے اقربا[2] سے تھے۔ دیباچہ[3] حدیقہ میں انہوں نے لکھا ہے کہ میں ۱۱۶۰ھ میں اپنی عمر کے عشرۂ رابعہ میں ہوں، اور خاتمہ حدیقہ کے بعد جو تحریر خود یوسف علی خاں کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ[4] ۱۱۸۴ھ میں یا اس کے کچھ بعد مرض ناسور میں مبتلا تھے اور ضعف روز بروز بڑھ رہا تھا۔ عجب نہیں کہ بارھویں صدی ہجری کے نویں عشرے میں ان کی زندگی ختم ہوگئی ہو۔

یوسف علی خاں کی تین کتابیں ہم تک پہنچی ہیں، حدیقۃ الصفا، احوال[5] علی وردی خاں اور تذکرۂ شعرائے فارسی۔ حدیقہ تاریخ کی کتاب جس میں آغاز دنیا سے ۱۱۸۴ھ تک کے واقعات تین جلدوں میں قلم بند کرنا چاہتے تھے، لیکن ایک ہی جلد

---

[1] ناظمان بنگالہ: جعفر خاں تا ۱۱۳۹ھ، شجاع الدولہ تا ۱۱۵۱ھ علاء الدولہ سرفراز خاں پسر شجاع الدولہ تا اوائل ۱۱۵۳ھ علی وردی خاں مہابت جنگ تا ۱۱۶۹ھ سراج الدولہ تا ۱۱۷۰ھ شاہان ہند: محمد شاہ از ۱۱۳۱ھ تا ۱۱۶۱ھ احمد شاہ تا ۱۱۶۷ھ عالمگیر ثانی تا ۱۱۷۳ھ۔ ۱۱۷۳ھ سال اجلوس شاہ عالم [2] یہ بات حافظے سے لکھی گئی ہے۔ کیا قرابت تھی یہ یاد نہیں رہا [3] خاتمہ میں ہے کہ مصنف کا ارادہ حدیقہ کا خطبہ علی ابراہیم خاں سے لکھوانے کا تھا، مگر موجودہ دیباچہ مختصر ہے خود مصنف کا لکھا ہوا معلوم ہوتا ہے [4] مصنف نے خاتمہ ۱ میں لکھا ہے کہ "حقیر یوسف علی خاں مے خواست .. در جلد ثانی و ثالث ایں نسخہ .. توضیح حالات بعضے سلاطین مثل معظم شاہ و وقائع ضروریہ زمان فردوس آرام گاہ وابتدائے۔ انقراض دولت احمد شاہ و ظہور سلطنت .. عالمگیر ثانی .. وابتدائے دولت شاہ عالم .. کہ تا سنہ یک ہزار و یک صد و ہشتاد و چہار .. بر سریر سلطنت متمکن اند .. در سلک تحریر کشیدہ درین اثنا مرض ناسور .. بشدت .. پا از جادۂ تحریر کشیدہ" [5] میں قطعی طور پر نہیں کہہ سکتا کہ یہی نام ہے، مگر علی وردی خاں جزو اسم ضرور ہے۔

Marfat.com

جو غالباً حالات سلاجقہ پر تمام ہوتی ہے، لکھی گئی۔ احوال علی وردی خاں کا موضوع اس کے نام سے ظاہر ہے۔ اس کا ایک ناقص الآخر نسخہ جو پٹنہ میں ہے میری نظر سے گزرا ہے، لیکن اس مقالے کی تحریر کے وقت سامنے نہیں۔ تذکرۂ شعرا کا غالباً کوئی خاص نام نہیں۔ اس کے متعلق ہمارے معلومات کا مدار ف اور فب پر ہے۔ اشپرنگر لکھتا ہے[2] "تذکرۂ شعرائے فارسی مصنفہ یوسف علی خاں جنہوں نے اسے بمقام مرشد آباد ۱۱۸۰ھ میں لکھا اور ۱۱۸۲ھ میں مکمل کیا۔ مصنف کی وفات ۱۱۹۵ھ[3] سے قبل ہوئی۔ اس میں ابتدائے شاعری سے مصنف کے زمانۂ حیات تک کے فارسی گو شاعروں کے مختصر تراجم ہیں جن کی تعداد ۳۰۰ کے لگ بھگ ہے، مصنف نے خاتمے میں اطلاع دی ہے کہ دو جلدیں اور لکھنے کا ارادہ ہے جن میں عہد عالم گیر سے ۱۱۸۲ھ تک کی تاریخ ہوگی، لیکن یہ بہت قرین قیاس ہے کہ ان کا یہ ارادہ[4] پورا نہ ہوا۔ کتاب میں دیباچہ نہیں، ضمیمے میں معاصر شعرا ہیں جن کا ذکر آرزو نے نہیں کیا۔ آغاز "حرف الالف میر باقر ولد شمس الدین المدعو بہ داماد المتخلص بہ اشراق"، تقطیع بڑی (۶×۹) صفحات ۲۴۲، سطریں ۱۱، مکتوبہ ۱۲۱۳ھ منقول عنہ ایک نسخہ ہے جس کی کتابت ۱۱۹۵ھ میں ہوئی ہے۔ یہ کتاب گذشتہ اوراق کے انطباع کے بعد اتفاقیہ مجھے ملی ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس کا ذکر صفحہ ۱۹۱ میں شمار ۳۳ کے بعد جہاں اس کی جگہ ہونی[5] تھی نہیں ہے" ف ص۱۹۲ اس کے بعد اشپرنگر نے ض کے ۲۰ شعرا کے تراجم کا خلاصہ دیا ہے۔ تذکرے کا وہ نسخہ جس کا ذکر ف میں ہے برلن پہنچ گیا تھا، مگر یہ خبر نہیں کہ دوسری عالم گیر جنگ میں اس کا کیا حشر ہوا۔ فب سے معلوم ہوتا ہے کہ تعداد صفحات ۲۴۲ نہیں ۲۳۹ ہے اور ض فولیو ۳۰۳ سے شروع ہوتا ہے۔ فب میں تاریخ[6] ایام کتابت ۲۶ ذی الحجہ ۱۲۱۳ھ (۱۷۹۹ء) مندرج ہے۔

ع۱ نسخہ م میں اصل کتاب کے کچھ اوراق آخر سے غائب ہیں، کتاب کے بعد خاتمہ ہے اور اس کے بعد خاتمہ ۱۔ ع۲ ترجمہ لفظی نہیں لکھا۔ ع۳ اشپرنگر نے یہ نہیں بتایا کہ وہ سال وفات ۱۱۹۵ھ سے قبل کیوں سمجھتا ہے۔ غالباً تذکرے کے اس نسخہ میں جو اسے ملا تھا مصنف کے نام کے ساتھ مرحوم یا اسی قسم کا کوئی دوسرا لفظ ہوگا، اور غلط یا صحیح وہ یہ سمجھا ہوگا کہ منقول عنہ کے کاتب نے بھی اسی طرح لکھا تھا، مگر اس صورت میں یہ لکھنا تھا کہ ۱۱۹۵ھ میں یا اس سے پیشتر وفات پائی۔ ع۴ اگر ض کے آخر میں خاتمہ ہے تو اس میں صریحاً جلد ۲ و ۳ کے نہ لکھے جانے کا ذکر ہے۔ حالات بھی عالم گیر کے عہد سے نہیں بلکہ اس کی وفات کے بعد سے لکھنے کا ارادہ تھا۔ اشپرنگر نے یہ نہیں بتایا کہ تذکرۂ شعرا کے خاتمے میں ایسی عبارت کیوں ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ تذکرے کی باقی ماندہ جلدوں میں تاریخی واقعات کا اندراج قرار پایا ہے۔ ع۵ ف میں اس تذکرے کا ذکر شعرائے اردو سے تعلق رکھنے والی کتابوں کے ذکر کے بعد ہے۔ حکیم شمس اللہ قادری مصنف اردوئے قدیم نے ف کے حوالے سے لکھا ہے کہ اس تذکرے میں ولی ریختہ گو کا ذکر ہے۔ یہ بالکل غلط ہے، حکیم صاحب شاید یہ سمجھتے ہیں کہ یہ فارسی گویوں کا نہیں ریختہ گویوں کا تذکرہ ہے۔ ولی نے فارسی شعر کہے ہوں گے، لیکن کسی تذکرے میں اس کا ذکر نہیں، بارہویں صدی کے آخر میں ایک مرشد آبادی مصنف فارسی گویوں کا تذکرہ لکھے اور اس میں ولی کا حال ہو، بعید از قیاس ہے۔

Marfat.com

دیباچہ حدیقہ میں مصنف نے صراحتہً نہیں لکھا کہ خاتمے میں کیا ہوگا، لیکن محمد علی (تجرید) کا جو ذکر آگیا ہے تو یہ بتایا ہے کہ ان کا مفصل حال خاتمے میں ہے۔ خاتمے میں ۲۰ شعرا کے تراجم ہیں، مگر متعدد شعرا کے اشعار کاتب حدیقہ نے حذف کر دیے ہیں۔ یہ میرا قیاس ہے ورنہ امکان اس کا بھی ہے کہ خود مصنف نے نہ دیے ہوں۔ یہی خاتمہ تذکرے میں بطور ضمیمہ شامل کیا گیا ہے۔ اشپرنگر کے ۲۰ شاعروں میں دو ایک نام کے ہیں لیکن خاتمے سے معلوم ہوتا ہے کہ اشپرنگر نے غلطی سے ایک کو دو کر دیا ہے (حاشیہ ۲ دیکھیے) اس طرح ف میں صرف ۱۹ شاعر ٹھہرتے ہیں، خاتمے کا وہ شاعر جو ض میں نہیں، اشرف علی خاں، فغاں ہے۔ یہ اس صورت میں کہ اشپرنگر نے سہواً فغاں کا ترجمہ چھوڑ نہ دیا ہو۔ خاتمے میں ایسے بہت سے شعرا کے تراجم ہیں، جن کا حال کہیں اور نہیں ملتا، کئی شاعر ایسے ہیں جو فارسی کے علاوہ اردو بھی کہتے تھے اور کئی ایسے ہیں جو شاعری کی حیثیت سے کوئی اہمیت نہیں رکھتے لیکن اپنے عہد کے اہم تاریخی واقعات سے ان کا سروکار رہا ہے۔ ض میں جہاں بھی سال تحریر درج ہے ۱۱۸۰ھ ہے مگر خاتمے کی کیفیت یہ ہے کہ اس میں دو جگہ ۱۱۸۰ھ کے بجائے ۱۱۷۱ھ اور ایک جگہ ۱۱۷۴ھ ہے۔ شعرا کے تراجم سے قبل ہندسے نہ تھے میں نے بڑھائے ہیں۔ نشان کے اوپر کا ہندسہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ خاتمے میں شاعر کا ترجمہ کہاں پر ہے۔ اس کے نیچے کے ہندسے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ صاحب ترجمہ کے کتنے اشعار ہیں۔ اگر خاتمے میں اشعار نہیں ہیں تو ترجمے کے آخر میں صلیب نما نشان بنا دیا ہے۔ میں نے بہت سے اشعار اور تراجم کے فضول الفاظ نکال دیے ہیں۔ آغاز تراجم میں جو نام و تخلص تھے کاتب حدیقہ نے حذف کر دیے تھے، ف سے لے کر درج کیے گئے۔ شاعر ۱۶ کا نام و تخلص میں نے اپنی طرف سے بڑھایا ہے۔

۱۔ (آصف تخلص[1]).. آصف جاہ .. در سال ہزار[2] و صد و شصت رحلت نمود۔ امتیاز داشت در کل امرای زمانِ خویش بحسن خلاق و اصابت رای و کثرت اساس (کذا)، با افراط مشاغل دنیوی از تحصیل کمال نیز خود را فارغ نداشتہ و شعر استادانہ بمتانت مے گفت۔

۲۔ (مہابت جنگ) والدش در سلک ملازمان محمد اعظم شاہ .. بتفویض بعضے از خدمات جزئی انسلاک داشت و خودش در زمرۂ نوکران با امتیاز[3] شاہزادہ بود و بعد کشتہ شدن شاہزادۂ مذکور تا اواخر سلطنت محمد فرخ سیر مدارِ روزگارش اگرچہ با اختلاف مے گذشت لیکن در ہر حال پاس مراتب حرمت را از دست نداده ہمیشہ با حرمت مے بود، تا اوائل سلطنت محمد شاہ .. وارد بنگالا شدہ با .. شجاع الدولہ کمال موافقت پیدا کردہ .. بہ ورود بصوبہ داری عظیم آباد رسید و اندک زمانے

---

۱ شاکر تخلص بھی تھا۔ دو دیوان (دیوان آصف اور دیوان شاکر) طبع ہو چکے ہیں ۲۔ صحیح سال وفات ۱۱۶۱ھ سرو آزاد و دیگر کتب ۳۔ (با امتیاز) میں مجھے شک ہے۔

Marfat.com

کوکب طالعش بمنتہائے مدارج استعلا یافتہ برپاست۔۔ بنگالہ وبہار واودیسہ مرتفی گردید ومدت ہفدہ سال بامر حکومت پرداختہ درسنہ ہزار وصد وہفتاد[1] بمرض استسقا وضیق النفس بجوار رحمت الٰہی پیوست۔ مفاخر ومناقب آنجناب زیادہ از آنست کہ ایں مقام گنجایش ذکر آں داشتہ باشد، بنا برآں مرکوز خاطر است کہ رسالۂ علٰحدہ دراں باب نوشتہ شود۔۔ آں مرحوم باوجودیکہ کمال شوق بصحبت شعرا داشت وبغوامض معانی اشعار خوب مے رسید، از گفتن آں اجتناب مے فرمود، الا یک مصراع در نعت کہ حکم دیواں دارد، از زبان مغفور منتظم گشت "بادبانِ کشتی ما دامن پیغمبر است"۔

۳۔ (اعلم الدولہ محمد خاں بہادر معروف بہ حاجی عالم) از مردم خطہ[2] است، والدش وارد عظیم آباد شدہ، شیوۂ تجارت داشت ودراں شیوہ۔ علم امتیاز مے افراشت، چنانچہ از کمال عمدگی کوٹھی ایشان درایسہ (کذا) کہ دانہ (کذا) ممالک خطا ست واقع واحقر از مدت دوازدہ سال با اعلم الدولہ بہادر ربط نیاز واخلاص دارد، وآں بزرگ محض اتباع آبا شیوۂ تجارت را مرعی داشتہ، از علو مزاج ہمیشہ در تحصیل اعلیٰ مراتب دنیوی بودہ۔ مکرر علاقہ تربہت را کہ از عمدۂ سرکارات (کذا) بہار است در تصرف داشت و۔۔۔ از چاشنی مثوبات اخروی نیز بہرہ داشتہ۔ در عنفوان جوانی۔۔ عازم حجاز شدہ وبزیارت بیت اللہ۔۔۔ وروضۂ منورۂ رسول۔۔ فائز گشتہ۔۔ ایں بزرگ از جملۂ خوبان عالم است ودر سلامتی مزاج وتحمل ووقار عدیم المثال وعدم کمال ارادت بطریق لائق درجناب اہل بیت نبوی بر ایشاں نقصان عین الکمال لیکن انصاف آنست کہ در طریقۂ خویش متصف واقع شدہ۔ بای الحال (کذا) اگرچہ اعلم الدولہ از جملۂ اشاعرہ[3] نیست، لیکن بہ سبب آں کہ بہر فنے از فنون کمال دارد۔۔ گاہ گاہے فکر تاریخ یا مصرعے مے کند۔ تاریخ شعریکہ از ایشان رسیدہ بہ استنساخ آمد۔

[4] (کمال الدین، احقر) از مردم کشمیر جنت نظیر است ورشتۂ قرابت[5] با عبد المجید کہ در زمان محمد شاہ۔۔ دیوانی خالصہ تعلق باو داشت، دارد۔ احقر جوانیست مربوط بجمیع اوصاف حمیدہ۔ بعد فوت[6] عبد المجید خاں۔۔ اوائل سلطنت عالمگیر ثانی وادا خر ریاست مہابت جنگ مرحوم وارد بنگالہ شدہ بانواع ناسازی زمانہ از کمال استغنا استقلال مزاج از دست نمے دہد وفقیر نسبت بایشان کمال خلوص ومحبت دارد:

خواہم چناں کہ از سرایں کو سبک روم　　　　دل سنگ راہ مے شود ایں جلوہ گاہ کیست

[5] (میر محمد علی، تجرید) بہترین اولاد پیغمبر آخر الزماں وفاضل ترین افراد انسانی زمان خود است۔۔ در تحصیل علوم

---

[1] صحیح سال وفات ۱۱۶۹ھ اور یہی مصنف نے بھی دیباچہ حدیقہ میں لکھا ہے [2] خطہ کشمیر [3] اشاعرہ یعنی شعرا۔ [4] ف میں ہے کہ "اپنے والد کی وفات کے بعد دلی سے بنگالہ آئے جہاں ان کا ۱۱۸۰ھ میں قیام تھا، خاتمے میں احقر کے والد کا ذکر اور سنہ نہیں [5] سال وفات عبد المجید خاں۔

Marfat.com

دینیه بدرجه ایست که در طریق مذهب حقه رتبهٔ اجتهاد دارد و در علوم عقلی و نقلی و فصاحت بیان و طلاقت لسان گوے مسابقت از امثال و اقران مے رباید. صلاح و سداد آں تقویٰ شعار نزد اکابر و اصاغر جازم، امانت و دیانت آں بزرگوار پیش ادانی و اعالی لازم. حکام و امراے زماں بر وفق ادب و قانون حرمت سلوک مسلوک دارند و ارباب دانش و فراست در ہمه مراتب مقتدا و پیشواے خویش مے دانند. والد آں عالی مرتبه از مردم یزد بود و اکثر اوقات در.. اصفهان اقامت مے فرمود. در زمانِ عالم گیر.. وارد دکن شده بصبیهٔ میر محمد شفیع یزدی[1] منسوب شد و از بطن آں عفیفه.. کوکب ولادت آں موفور السعادت در.. اورنگ آباد در سنه ہزار و صد و شانزده طالع گشت و کلمهٔ "گل ریاضِ امید" مخبر از یں تاریخست.. والد ماجدش که مسمّیٰ[2] جد بزرگوار اعنی سید ابرار صلوات اللہ الملک الغفار بود، در آوان سن صباے آں جناب انتقال فرمود و جناب.. در سن ہفده سالگی به ایران تشریف برده و بزیارت اماکن.. ائمه سعادت اندوز گشته در اصفهان به تحصیل علوم پرداخت و پس از شانزده سال دیگر بعد از فراغ از.. معقول و منقول و فروع و اصول از راه دریا مقارن سوردو نادر شاه.. وارد.. سورت شده چندے تشریف داشت و بمساعدت ایام سکنهٔ بنگالا در سنه ہزار و صد و پنجاه به جهاز تشریف آورده.. آں بلده را رشک.. ارم ساخت فقیر از اں ابتدا بخدمت.. آنجناب رسیده.. بهره ور مے گردد و از آنجا که.. سفر.. حجاز ہمیشه مکنونِ خاطرش بود در سال ہزار و صد و شصت و پنج.. از بندر ہوگلی سوار جهاز شده رو بقصد اقصی آورد. بعد اداے مناسک بیت الحرام و زیارت روضهٔ منوره.. که تاریخ آں کلمهٔ زہے[3] فوز العظیم و تاریخ زیارت عتبات عالیات از لفظ زہے فوز اعظیم[4] مستنبط مے شود. در اول سال ہزار و صد و شصت[5] و نه معاودت فرموده و.. الی الآن که سنه ہزار و صد و ہشتاد باشد ساحت مرشد آباد.. بعز قدوم خویش مترتب داشته طالبان ہر فنے از فنونِ کمال را به شاہراه ہدایت مے رساند. شرح تجرید و رسالهٔ ملا محسن کاشی و رسالهٔ مجالیه[6] الٰهیه در سلوک و رسالهٔ تحقیق روح و رساله در اثبات مذهب او و رساله در نوافل و شرح کافیه تمام با قواعد علوم عربی از نتائج طبع وقادش در کمال سلاست و متانت بر صفحهٔ روزگار یادگار.. کلام موزون مشتمل بر فوائد و مواعظ محتوی بر حقیقت و معرفت صادر مے شود چنانچه یک مخمس (۲۷ بند ہیں) و چند رباعی (صرف دو) از اں به ثبت افتاد

معراج کرمعنیش بود قرب الٰه　　از خود در خود بخود شود طے ایں راه

تا زاکنه وازمنه بیروں نشوی　　ہرگز نبری بسر ایں معنے راه

---

[1] صحف میں محمد شفیع کو پدر تجرید کا عم بزرگوار لکھا ہے [2] متن صحیح نہیں۔ صحف میں تجرید کے والد کا نام عبداللہ اور دادا کا ابراہیم لکھا ہے [3] ۱۱۶۶ [4] ۱۱۳۶ [5] صحف میں ۱۱۶۸ھ [6] صحف مجالی الیہ۔

Marfat.com

۶ (میر مرتضیٰ حیدر) از مردم ہند است ودر فن شاعری از ارشد تلامذۂ میر محمد افضل ثابت در زمان شجاع الدولہ وارد بنگالہ شدہ ازاں وقت تا حال در آنجا بسر مے برد و دیوانش آنچہ بنظر رسیدہ قریب بدہ ہزار بیت خواہد بود۔ قادر ست بر جمیع اسالیب سخن۔ احقر رابطۂ دوستی و محبت بایشاں وارد۔ از شعرائے فہیدہ و قرار دادۂ زمان خود است۔

۴ (میر باقر مخاطب بہ مخلص علی خاں و متخلص بہ خرم[۲] پدرش نسبت مصاہرت[۳] با حاجی احمد برادر محمد علی وردیخان مرحوم داشت و خودش جوانیست از تازہ گویان و خیلے وسیع المشرب افتادہ کہ از کمال وسعت حوصلہ حرکات خوش و ناخوش روزگار در فراخیش سلطیت ودر نہایت زندہ دلی بسر مے برد و فقیر رابطۂ اخلاص نسبت بایشاں دارد و شعر ہندی کہ باصطلاح اہل ہند ریختہ باشد بسیار خوب و بدرد مے گوید۔

خرم بکس آشنا نگشتم ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ با ایں ہمہ بے وفائی او

راز دل ما قابل اظہار نبودے ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ رسوائے جہاں کرد مرا اشک وگرنہ

۸ (میر محمد تقی، خیال[۴]) احوال آبائش معلوم نیست و خودش از مردم ہند بود واز تلامذۂ رشید۔ ثابت در زمان محمد علی وردیخان مرحوم وارد بنگالہ شدہ در نظم و نثر قدرت کامل داشت، بوستان خیال کہ ظاہراً قریب بہ لک بیت[۵] باشد در چہاردہ جلد بطریق نثر نوشتہ و قصہ ہائے خیالی[۶] را در کمال خوبی دراں کتاب بیان کردہ و شعر را نیز خوب[۷] می گفت

---

۱ صحف میں ہے کہ میر مرتضیٰ حیدر تخلص عہد علاء الدولہ میں دہلی سے مرشد آباد وارد ہوئے اور ۱۱۷۷ھ میں سر خلیل نے ۲ ہزار ابیات کے دیوان کا ذکر کیا ہے۔ مطلع ماخوذ از محق:

چوں شمع داغ عشق بود سرنوشت ما ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ از بہر سوختن ز ازل شد سرشت ما

۲ خاتمے میں ایک مقطع ہے جس میں خرم تخلص آیا ہے فارسی میں خرم (گل رعنا) اور اردو میں مخلص تخلص تھا۔ فارسی بہت کم کہتے تھے مگر اردو میں صاحب دیوان ہیں۔ دیوان کلکتہ میں موجود ہے ۳ گل رعنا میں سراج الدولہ کا بھانجا لکھا ہے مگر مخلص دراصل انکی پھوپھی کے بیٹے تھے ۴ خیال نے دیباچہ بوستان خیال میں اپنے کو جعفری الحسینی لکھا ہے اور صحف میں مرقوم ہے کہ ماں کی طرف سے نسبت بنائر محمد غوث گوالیاری سے تھی۔ دیباچۂ بوستان خیال میں ہے کہ "مولد و منشا" احمد آباد ہے اور سنہ جلوس محمد شاہ میں دہلی جانا ہوا۔ صاحب صحف کے بیان کے مطابق اواخر عہد محمد شاہ میں سراج الدولہ نے خیال کو مرشد آباد طلب کیا تھا۔ ۵ ۱۷ جلدیں صحف، فہرست کتب خانہ مشرقیہ سے ۱۴ جلدوں کا پتا ملتا ہے۔ دیباچے سے ٹھیک معلوم نہیں ہوتا کہ کتنی جلدیں ہیں ضخامت اس سے کہیں زیادہ ہے کہ ایک لاکھ ابیات کے برابر کہی جائے۔ ۶ اشپرنگر نے اسے ناول کہا ہے ۷ ایک شعر صحف سے نقل کرتا ہوں ؎

"چوں شانہ بود زباں ہزارم ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ من باد فروشی زلف یارم"

Marfat.com

در سال ہزار و صد و ہفتاد و ستہ[1] ہجری در بنگالا برحمت حق پیوست۔

۹ دفیقہ صاحب[2] دردمند (کذا) از طرف پدر علویست واز شرفائے زمان فردوس آرامگاہ جوانے بود در کمال تہذیب اخلاق و استغنائے مزاج کمرزا زبان (کذا) شنیدہ شد کہ کما حقہ سعی[3] در تحصیل علوم نہ کردہ ام معہذا از ہمہ جا با خبر و در ہر مجلسے کہ وارد مے شد باعث زینت آں محفل مے گردید، بہ اعتبار تقدم معرفت کہ با نوازش محمد خاں[4].. دیوان بنگالا داشت وارد بنگالا شدہ تا انقضائے حیات مرحوم مذکور در رفاقت او باعزاز بود و بعد فوت او بحکم غیرت و استغنا ترک مسائی تحصیل دنیا نمودہ در زاویۂ خانۂ خویش با گرم و سرد روزگار ساختہ شیوۂ قناعت را تا قید حیات از دست نداد و فقیر نسبت بایشان کمال نیازمندی و اخلاص داشت از مغتنمات روزگار بود۔ خدا ایشں بیامرزد۔ دیوان مختصرے ترتیب دادہ بہ انواع ترکیب سخن از غزل و مثنوی و رباعی قدرت تمام داشتہ دردمندانہ مے گفت و در سنہ[5] ہزار و صد و ہفتاد و نہ ہجری ودیعت حیات سپرد۔

۱۰ (مرزا باقر) پدرش[6] آقا مرزا نسبت خویشی بہ آخوند ملا باقر مرحوم داشت واز مردم ایران بود، وارد بنگالا شدہ نزد حکام آنجا مادام الحیات معزز.. بود و در اواسط حکومت مہابت جنگ مرحوم بجوار رحمت الٰہی واصل شد، وجد مادری مرزا باقر نقی قلی خاں است خلف رشید حاجی عبداللہ خوش نویس کہ از زمان جعفر خاں الی الآن کہ سال ہزار و ہفت صد و ہفتاد و چہار باشد در بنگالا تشریف دارد۔ تولدش در یکے از بلاد دکن اتفاق افتادہ تحصیل کمال را در وجہ کمال نمودہ در فصاحت بیان و طلاقت لساں بے نظیر است۔ علم طب از حکیم سید ہادی علی خاں[7] مرحوم کہ نبیرۂ مرزا ہادی[8] شہر تخلص کی تخوند اخذ کردہ و خط نسخ را بسیار شیریں مے نویسد۔ غرضیکہ ذات آں بزرگوار از مغتنمات روزگار است و مرزا باقر و مرزا عبداللہ برادر کوچکش از جوانان محبوب القلوب اند متصف بصفات محمودہ در کمال ربط و شائستگی و تہذیب اخلاق بوجہ احسن

1۔ صحف میں بھی یہی سال وفات درج ہے 2۔ صحف میں ہے کہ دردمند بیدل کے باشندے تھے اور نام کے ساتھ لفظ صاحب ظاہرا ان کے وطن کے رسوم متداولہ سے ہے 3۔ بر معتقدات دینیہ و ضروریات شرعیہ و بعضے کتب متداولہ عربی چنانچہ بہم رسانید: صحف۔ 4۔ یعنی شہامت جنگ برادر زادہ و داماد مہابت جنگ۔ سال وفات ۱۱۶۹ھ مط 5۔ صحف میں سال وفات در مدت سال اول جلوس شاہ عالم اور گلزار میں ۱۱۷۰ھ ہے اس وقت یہ فیصلہ نہیں کر سکتا کہ ان تین سنوں میں کون سا صحیح ہے۔ دیوان فارسی ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ میں ہے دردمند کا اردو ساقی نامہ ایک زمانے میں بہت مشہور تھا 6۔ ف مرزا باقر پسر آقا مرزا۔ ایران کی پیدائش عہد مہابت جنگ میں ہند آئے"۔ مرزا باقر دکن میں پیدا ہوئے۔ اچھے طبیب تھے اور ۱۱۸۰ھ میں زندہ۔ اشپرنگر نے صریحاً غلطی کی ہے مصنف نے دو نہیں ایک مرزا باقر کا حال لکھا ہے جن کے باپ آقا مرزا ایران میں اور خود دکن میں پیدا ہوئے تھے 7۔ مرشد آباد کے مشہور طبیب جن کا ذکر کتب تاریخ میں ملتا ہے مظ وغیرہ 8۔ خسر پدر حکیم علوی خاں۔

Marfat.com

احقر دریں تازگی بایشان رابطۂ اخلاص پیدا کردہ و بہ دریافت خوبیہاے ایشاں از عدم تعارف بزمان سابق تحسر خوردہ حق آنکہ ہر دو برادر از جملۂ خوبان زمانہ اند و دو برادر بزرگ ایں اخوین نیز دراوصاف جمیل.. از جملۂ ممتازین ایں زمان اند و مرزا باقر گاہ گاہے فکر شعری کند کم و خوب مے گوید منہ۔

۱۱ (علی ابراہیم خاں خلیل[1]) جد مادرش[2] ملا محمد نصیر[3] از جملۂ فضلاے عصر خویش واز تلامذۂ آخوند ملا شاہ محمد شیرازی[4] بود واصل ایشاں از مشائخ قریش بنی ہاشم اند کہ وارد ہندوستان شدہ از چند واسطہ با نجباے شیخ پورہ[5] کہ اولاد شاہ شیب اند واز بعضے سادات دیہات ہم قرابت پیدا کردہ، در عظیم آباد رحل اقامت افگندہ وملا نصیر در اواسط زمان محمد شاہ ... بجوار رحمت الٰہی واصل شد۔ نتیجۂ در کمال خوبی کہ در حسن صلاح معاد و معاش از یکتاے (کذا) روزگار است مسمیٰ[6] بہ داؤد علی خاں مخاطب بعد الحج والزیارت زائر حسین خاں بر صفحۂ روزگار یادگار گذاشت۔ وعلی ابراہیم خاں جوانیست محبوب القلوب خاص وعام بحسن صورت و سیرت آراستہ و بصفات امانت و حفظ الغیب پیراستہ پاس حقوق محبت وآشنائی را باقصی المراتب درزیدہ باکثر اوقات خود را زیادہ از مقدور صرف احباب واخلاء دارد و مزاجش در کمال فتوت و ہمت و نہایت مرتبۂ حمیت و غیرت واقع شدہ است کہ پیر و جواں ایشاں را از خوباں نشاں مے دہند۔ فقیر را ربط خاصست بایشان و محبت (کذا) نیز نسبت بہ فقیر بمرتبۂ اتم است۔ شعر را خوب مے فہمد و کنہ معانی اشعار چناں چہ باید مے رسد۔ خط را زیبا و نسہ (نثر؟) را خوب مے نویسد۔ درینولا متوجہ نوشتن تذکرہ شدہ است احوال ہر یکے از شعرا بر سبیل توضیح واشی (؟) آنہا را بہ طریق تفصیل نوشتہ۔ خدا کند کہ باتمام رسد کہ بہترین تذکرہاے متاخرین خواہد بود و شوق طبابت نیز بمرتبہ تمام دارد و حدت ذہنش دراں باب خیلے درست واقع شدہ و بعضے از اشعار کہ رسیدہ بود نوشتہ شد و ہی ہذا۔

۱۲ (میر مرتضیٰ حالت) جوانی بود مہذب الاخلاق واز تازہ گویان مردم ہند کہ نسبت مصاہرت[7] با عقیدتمند خاں ولد امیر خاں صوبہ دار کابل داشت و قبل ازیں بدو سال بجوار رحمت الٰہی[8] واصل شد۔

بغیر دل کہ بمن یار مے تواند شد | کہ یار ایں ہمہ آزار مے تواند شد

---

[1] خلیل کے علاوہ اور تخلص بھی ہے لیکن ڈاکٹر عبدالحق نے مقدمۂ گلشن ہند میں جو علی تخلص لکھا ہے اس کی کوئی سند میری نظر سے نہیں گذری [2] جد مادرش، ہونا چاہئے [3] محمد نصیر کا حال سیر میں ہے اور ان کے ایک بیٹے کی بیاض میں ان کا سال وفات بھی میں نے دیکھا ہے مگر یہ بیاض اس وقت پیش نظر نہیں [4] شاعر بھی تھے غالباً حزین نے ان کا ذکر کیا ہے [5] ضلع مونگیر [6] سیر المتاخرین میں ان کا حال ہے۔ [7] داماد عقیدت مند خاں مصحف۔ [8] صحف میں مرقوم ہے کہ نہال نامی ایک رقاص پر عاشق تھے جسے سراج الدولہ نے زبردستی "رقاصان سرکار" میں داخل کر لیا غم سے بیتاب ہو کر مسلول ہو کر مر گئے۔

Marfat.com

۱۳۲ (مرشد قلی خاں) رستم جنگ، مخمور، از مردم سورت بود و نسبت مصاہرت با شجاع الدولہ ناظم بنگالا داشت وازقبل او بریاست بلدۂ اودیسہ مے پرداخت، تا بعد فوت شجاع الدولہ و تسلط مہابت جنگ مرحوم در بنگالا بعد محاربہ با مرحوم.. ہزیمت یافتہ راہ دکن گرفت و.. نزد آصف جاہ باعتبار مناسبت شاعری باعزاز بسرمے برد و بعد فوت آصف جاہ بچند سال ودیعت حیات سپرد۔ ازیختہ گویاں زبان خویش بود۔

۱۴۲ (واجد، مخاطب بہ فخر التجار) آبائش از مردم خطۂ جنت نظیر[1] بودہ اند و خودش در عظیم آباد تولد یافتہ، مزاجش درکمال علو و نہایت مرتبۂ غیرت و حمیت واقع شدہ۔ از اخیار[2] زمان خود است واگرچہ اتباع بہ آبا شیوۂ تجارت اختیار کردہ لیکن بہ مناسبت اسمی فی الواقع کہ فخر تجار است و مناعت و متانت و از امارت اکثرے از امرائے حال باج مے خواہد بعضے از اشعارش کہ باستماع رسیدہ نوشتہ مے شود..

آفتاب از گرم مہریہا جہانگیر است ومن	با خموشی جذب دلہا کار تصویر است ومن
برفغان و شیون ما ہیچ کس رحمے نکرد	نالۂ بے حاصلے در کار زنجیر است ومن

۱۵۱ (مرتضیٰ قلی خاں فراق) جوانیست مہذب بہ اخلاق ستودہ و مودب تضعات محمودہ۔ در زمان فردوس آرام گاہ در زمرۂ منگ باشیان[3] منسلک بود و اواخر سلطنت احمد شاہ وارد بنگالا شدہ باعتبار شمول الطاف مہابت جنگ مرحوم.. توقف اختیار نمود وا لی الآن کہ سنہ ہزار وصد وہشتاد باشد در میدان سخنوری جلوہ گر است۔

۱۶۴ (اشرف علی خاں، فغاں) جدادش از قوم آنکہ بودند و جدش مصطفیٰ قلی خاں[4] خدمت دیوانی در سرکار محمد اعظم شاہ... داشت و کوکہ خاں نسبت رضاع با احمد شاہ۔ وارد و از تان گویا نسبت و خیلے خوش طبع و ظریف واقع شدہ چنانچہ

---

۱ ظاہراً کشمیر مراد ہے ۔ ۲ نمط میں ہے کہ فخر التجار نے سراج الدولہ سے کہا تھا کہ کلکتہ پر قبضہ ہوا تو دو کروڑ روپے ملیں گے ۔ ۳ منگ ترکی میں... ا ستگ باشی: ہزاری ایک فوجی عہدہ ۔ ف میں ہے کہ فراق عہد محمد شاہ میں دلی میں منشی تھا۔ میرا خیال ہے کہ منگ باشی ہی صحیح ہے؛ اور منشی غلط۔ قائم نے بھی انہیں "از ملازمان توپ خانۂ بادشاہی" لکھا ہے (مخزن نکات ص۱۵)۔ مصنف مظفرنامہ نے واقعات ۱۲۰۴ھ کے ساتھ لکھا ہے "از عمالان بہار شل مرتضیٰ قلی خاں شخصے کہ اگر تمام ہند شل او بجویند بہم سیدن مشکل و قابلتش در خدمت او علم نوکر پیدا کردن باید فخر کند۔ در قید و حبس و شکنجہ و تعذیب ناحق مسافر راہ عدم گردید" ورق ۱۰۵
گلزار میں ہے کہ "بنا بر باقی زر سرکار بقید مہاراجہ شتاب رائے افتادہ انتقال نمود" فراق فارسی اردو دونوں کہتے تھے، لیکن اردو ہو خواہ فارسی ان کا بہت کم کلام موجود ہے ۔ ۴ سیر المتاخرین میں ایرج خاں کے والد کا نام اکبر قلی خاں لکھا ہے ۔ ایرج خاں فغاں کے چچا تھے ۔ اور ان کی ایک بیٹی سراج الدولہ کی بیاہتا بی بی تھی ۔

Marfat.com

در عالم ظرافت در ہجو مرزا مصطفیٰ قلی عموئے[1] خویش رباعی بوقع گفتہ

شوم است و بقول مردمان کناس است   بوم است وز دیدنش جہان را یاس است
بدخواہ برادر و برادر زادہ   ابن عم شتر کینہ بنی عباس است
منظور کیست بے تو تمنا سے زندگی   من زندہ ام بہ ہجر تو اے وائے زندگی
از بیم ہجر یاد وصالش نمے کنم   بیمار مرگ را چہ تمنائے زندگی

۱۷ (نواب سید الملک اسد اللہ خاں غالب جنگ[2]، غالب، از اجلہ سادات و دانش مند (کذا) کامل الصفات است مجاو جود انواع فضائل و کمالات و نہایت ورع و تقویٰ در فن طبابت[3] قدرت و در.. شاعری بہرۂ[4] وافی دارد۔ از مغتنمات روزگار است و ہمیشہ معزز و مکرم بودہ و تا تحریر ایں اوراق کہ سنہ ہزار و صد و ہشتاد باشد ساحت مرشد آباد[5] از فیض مقدم .. او محسود اکثر بلاد ہندوستان است، و فقیر بیشتر اوقات بخدمت ایشان رسیدہ بقدر استعداد مستفید مے گردد۔

۱۸ (حکیم محمد شفیع خاں، فروغ، از مردم شیراز است و فروغ اوصاف حمیدہ و اخلاق ستودہ اش ضیا بخش دلہا مے شود، مدتے در شیراز بامر طبابت پرداختہ و دریں شیوہ استاد فن خود بودہ، بعد ورود بہ ہندوستان در زمرۂ اطبائے شاہی منسلک گشت و بامرائے ہند امثل برہان الملک و صفدر جنگ و شیر جنگ[6] مربوط بود۔ قبل ازیں بیست سال وارد بنگالا گردیدہ.. تا حال کہ سنہ ہزار و صد و ہفتاد و سہ باشد باحکام بنگالا بسر مے برد و فقیر نسبت بایشان کمال مخالصت و مودت دارد کہ از مغتنمات روزگار است

چو شیطاں از دے بیروں رود جائے خدا گردد   شود بت خانہ چوں خالی ز بت مسجد بنا گردد

۱۹ (حاجی احمد علی، قیامت، عم علی ابراہیم خاں خلیل تخلص است، در کمال آزادگی و نہایت وارستگی بزیارت اماکن مشرفہ مشرف گشتہ و اکثرے از بلاد عرب و عجم و ہند بطریق سیاحی بنظر در آوردہ، در ینولا در عظیم آباد منزوی گشتہ در کمال

---

[1] مصطفیٰ قلی خاں برادر ایرج خاں کا ذکر سیر المتاخرین اور منظ وغیرہ میں ہے [2] خلاصہ میں بھی غالب جنگ لیکن گلزار میں امام جنگ [3] طبیب کی حیثیت سے ان کی مقبولیت کا ذکر خلاصہ میں ہے۔ منظ میں ان کے بعض معالجات کا حال لکھا ہے [4] اردو بھی کہتے تھے گلزار [5] خلاصہ میں ہے کہ مرشد آباد آئے ہوئے تھے کہ محمد شاہ کی موت واقع ہوئی۔ "تشویق" مہابت جنگ سے مرشد آباد میں رہ گئے کچھ سات سال قبل جب عمر سو کے قریب تھی وفات پائی۔ منظ میں ۱۱۸۰ھ میں ان کی عمر ۸۰ سال کی بتائی ہے خلاصہ میں "دیوان مبسوط" کا ذکر ہے اور ایک "ترکیب بند" اسوخت" دیا ہے [6] شیر جنگ برادر زادہ برہان الملک ناظم اودھ [7] اگر یہ بست ہی ہے تو سال ورود بنگالا خاتمے کے مطابق ۱۱۵۳ٔ ٹھہرتا ہے ف میں یہ لکھا ہے کہ ۱۱۶۰ھ سے تک بھگ بنگالا آئے اور فی الحال کہ ۱۱۸۰ھ ہے ناظم کے دربار (۲۰۷۷۲ ص) سے وابستہ ہیں "ص ۱۹۲ خاتمے اور ض میں اختلاف ہے بشرطیکہ خود شیفتہ نے ترجمے کی تلخیص میں غلطی نہ کی ہو۔ [8] ملا بشیر بھی۔

قناعت و آدمیت بسر مے برد ۔

۲۰ (سلطان مکرّم، سلطان) نسبش به ابوالحسن پادشاہ حیدر آباد میرسد۔ عزیزیست مربوط بجمیع اوصاف محمود۔ اکثرے از بلادِ عرب و عجم را سیر کردہ و بحسن اعتقاد بزیارت ائمہ۔ مشرف گشتہ و بقول خودش بملازمت نادر شاہ نیز رسیدہ بود و شاہ کمال مراعات او نمودہ حکم به [1] جلوسش فرمود۔ اگرچہ در محاورہ و مکالمہ کمال اخلاق دارد، لیکن در ترقیم مکاتبت (کذا) و ارسال مراسلات شیوۂ سلطنت را از دست ندادہ، و باآنکہ در کمال افتقار و احتیاج اوقات بسر مے برد بشیوۂ سلاطین فرامین مے نویسد و تواضع احدے از احاد الناس نے کند ۔

(نوائے ادب، بمبئی، اپریل ۱۹۵۱ء) ●●

---

[1] جلوس، سے اگر یہ مراد ہے کہ نادر سلطان کو دکن کا بادشاہ بنانا چاہتا تھا تو اسے سلطان کی گپ سمجھنا چاہیے ۔

Marfat.com

تذکرۂ شورش

میر غلام حسین شورش عظیم آبادی نے شعرائے اردو کا تذکرہ لکھا تھا۔ جس کا واحد نسخہ جو جون بارڈ وا لیلیٹ[1] کی ملکیت رہ چکا ہے اور جس سے اشپرنگر[2] نے فہرست شعرائے اردو کی تیاری میں مدد لی ہے۔ فی الحال کتب خانۂ بودلین، آکسفورڈ میں موجود ہے۔ اور اس کتب خانے کے مخطوطاتِ فارسی کی فہرست میں اس کا ذکر ہے۔ مرتب فہرست نے اس کا سال تالیف ۱۱۹۳ھ[3] بتایا ہے۔ لیکن یہ ایک ضخیم تذکرہ ہے اس کی تالیف کئی سال میں ہوئی ہوگی۔ اس کی ابتدا ۱۱۸۶ھ یا اس سے کچھ قبل ہوئی تھی۔ اس لیے کہ اشرف علی خاں، فغاں کو شورش نے زندوں میں شمار کیا ہے اور ان کا سال وفات ۱۱۸۶ھ ہے۔ اس تذکرے میں مخزوں کا سال وفات بھی درج ہے جو ۱۱۸۹ھ[4] ہے ۱۱۹۳ھ کے بعد بھی ممکن ہے کہ کچھ اضافہ کیا ہو۔ لیکن، چونکہ خود شورش کا انتقال ۱۱۹۵ھ[5] میں ہو گیا تھا۔ اس کا زیادہ موقع نہ ملا ہوگا۔ اس کی زبان فارسی ہے، جیسا کہ اقتباس ذیل سے ظاہر ہوگا:

"محمد عابد، دل تخلص از خاک عیش بنیاد عظیم آباد ست در علم فارسی علی الخصوص در ہیئت و حساب طبابت صاحب استعداد شاعر فصیح و بلیغ در ادا بندی و معنی یابی یگانۂ عصر کلامش گوہر ریز و ادا آمیز۔ در غزل گوئی و قصیدہ و مثنوی وغیرہ قدرت تمام دارد۔ الحق کہ سر حلقۂ سخن وراں و مقبول دل ہائے داں است، دیوانش قریب دو ہزار بیت خواہد بود۔"

علی ابراہیم خلیل نے شورش کے بارے میں گلزار ابراہیم (ص ۱۶۴) میں جو کچھ لکھ دیا ہے کہ "تذکرہ در ریختہ تالیف نمود" اس سے بعض اصحاب[6] نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ تذکرے کی زبان اردو ہے۔ لیکن، خلیل کی مراد "در احوال شعرائے ریختہ" ہے۔ گلزار ابراہیم ہی میں میر حسن کے تذکرے کا ذکر بھی بجنسہ انہی الفاظ میں آیا ہے۔ یعنی در ریختہ[7] لکھا ہے اور مطلب یہ ہے کہ تذکرہ شعرائے ریختہ کا ہے۔ میر حسن کا تذکرہ چھپا ہوا ملتا ہے[8]

---

[1] جون بارڈ وا لیلیٹ کے متعلق بہار اینڈ اڑیسہ ڈسٹرکٹ گزیٹیر پٹنہ ص ۱۹۱ میں مرقوم ہے کہ انیسویں صدی کے اوائل میں پروونشیل کورٹ آف اپیل پٹنہ کا جج تھا۔ سول سروس سے علیحدہ ہونے کے بعد اس نے بانکی پور میں مکان بنا لیا تھا۔ جو ۱۸۶۴ء میں بنک آف بنگال کے قبضے میں آگیا تھا۔ غدر کے زمانے میں اس سے اور ولیم ٹیلر سے جھگڑے ہوئے تھے۔ [2] اشپرنگر نے کتب خانۂ اودھ کی جو فہرست بنائی ہے اس میں شعرائے اردو کی ایک فہرست بھی دی ہے۔ کہنے کو تو یہ فہرست ہے، لیکن اس میں شعرا کے حالات بھی ہیں۔ اور یہ کوشش کی ہے کہ ہر شاعر کا حال اصلی ماخذوں سے لکھا جائے۔ [3] زمانۂ قیام یورپ میں میں نے اس تذکرے کو دیکھا ہے۔ لیکن اس وقت اس کے محض چند اجزا پیش نظر ہیں۔ [4] اشپرنگر [5] گلزار ابراہیم [6] لطف نے جو کچھ لکھا ہے وہ خود انہیں کی تصریح کے مطابق خلیل کی عبارت کا ترجمہ ہے، اور جیسا کہ مرتب گلزار ابراہیم نے دکھایا ہے۔ ترجمہ بھی صحیح نہیں کیا۔ اس معاملے میں وہ ایک الگ گواہ نہیں۔ [7] ص ۱۱۸

Marfat.com

اس کی زبان فارسی ہے۔ اور آج تک کسی نے اس کے متعلق یہ دعویٰ نہیں کیا کہ اس کی زبان اردو ہے۔ نسخۂ آکسفورڈ کی زبان کے بارے میں تو کچھ گفتگو کی گنجائش نہیں رہی۔ لیکن اگر کسی صاحب کا خیال ہو کہ شورش نے فارسی کے علاوہ اردو میں بھی تذکرہ لکھا ہے۔ اور خلیل نے اسی کا ذکر کیا ہے تو انہیں امور ذیل پر غور کر لینا چاہیے۔

(۱) بارہویں صدی ہجری میں فارسی کا رواج عام تھا۔ اردو کے بارے میں بھی اگر کتابیں لکھی جاتی تھیں تو فارسی میں۔ چنانچہ دکن اور دہلی میں جتنے تذکرے تالیف ہوئے ہیں، سب کی زبان فارسی ہے۔ اگر نثر اردو میں کچھ کتابیں لکھی گئیں تو زیادہ تر ان لوگوں کے لیے جو فارسی سے ناواقف تھے۔ اسی لیے قدیم نثر کے جو نمونے ملتے ہیں۔ وہ یا تو کہانیاں ہیں یا مذہبی رسالے، شاعری سے متعلق کوئی کتاب اس صدی میں اردو میں نہیں لکھی گئی۔ جو لوگ شعر اردو سے دلچسپی رکھتے تھے۔ وہ اتنی فارسی ضرور جانتے تھے کہ معمولی نثر کو سمجھ لیں۔ خاص صوبہ بہار کو دیکھیے تو یہاں بارہویں صدی کی بھی کوئی کتاب نثر میں نہیں ملتی۔ ایک آدھ مذہبی رسالہ گیارہویں صدی کا جو پیش کیا گیا ہے۔ اس کے زمانۂ تصنیف کے متعلق اختلاف کی بہت کچھ گنجایش ہے۔ شورش کا اردو میں شعرا کا تذکرہ لکھنا قیاس کے خلاف ہے۔ ۱۲۱۵ھ میں لطف نے اردو میں تذکرہ تالیف کیا، تو انگریز شائقین اردو کی ضرورتوں کو مدنظر رکھ کر۔ اور اس کے بعد بھی مدتوں لوگ فارسی میں میں تذکرے لکھتے رہے۔

(۲) ۱۱۹۲ھ کے بعد تذکرہ لکھنا تو خلاف قیاس ہے۔ اس لیے کہ ۱۱۹۵ھ میں شورش کا انتقال ہو گیا۔ اگر اس کے قبل لکھا تو یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ دوسرا تذکرہ فارسی میں لکھنے کی کیا ضرورت پیش آئی۔ اہلِ ایران کو تو اس کی حاجت نہ تھی۔

(۳) اگر تذکرہ فارسی کے علاوہ اردو میں بھی تذکرہ لکھا ہوتا تو تذکرۂ فارسی میں کہیں نہ کہیں اس کا ذکر ضرور آتا۔ دونوں کتابوں کا موضوع ایک ہے۔ بعد کے تذکرے میں ظاہر ہے کہ بعض امور کو زیادہ صراحت کے ساتھ لکھا ہوتا۔ بعض اغلاط کی تصحیح کی ہوگی لیکن، تذکرہ فارسی میں تذکرۂ اردو کی طرف مطلقاً اشارہ نہیں۔

(۴) اگر دو تذکرے شورش نے لکھے ہوتے تو خلیل نے گلزار ابراہیم میں اس کا بصراحت ذکر کیا ہوتا۔

(۵) اردو کے تذکرے کا کوئی نسخہ کسی کتب خانے میں جس کی فہرست مطبوعہ موجود ہے، نہیں ہے، اور نہ کسی نے اُسے دیکھا ہے۔ علی ابراہیم کے قول کی توجیہ ہو چکی ہے۔ انہوں نے الفاظ کے انتخاب میں احتیاط نہیں کی۔ لیکن ان کے زمانے کے اکثر مصنفوں کا یہی حال ہے۔

ایک سوال یہ بھی ہے کہ یہ تذکرہ لکھا گیا تو کب۔ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ ۱۱۶۵ھ میں جہاں تک میری نظر تذکروں پر ہے۔ شورش کی کسی کتاب کا خواہ وہ کسی زبان میں ہو، یہ سالِ تصنیف کسی تذکرہ نگار نے نہیں دیا۔ دتاسی نے اپنے خطبات[۱] میں اگر یہ سنہ

[۱] جلد اول صہ۴۹ جلد ثالث صہ۱۴۳

Marfat.com

دیا ہے تو یہ محض سہو قلم ہے تاریخ ادبیات ہندی و ہندستانی کے مقدمے میں اس نے بہ صراحت لکھ دیا ہے کہ تذکرہ عشقی اور تذکرہ شورش اس کی نظر سے نہیں گذرے۔ اس کی معلومات کا انحصار اشپرنگر پر ہے۔ غریب دتاسی کے وہم میں بھی یہ بات نہیں گذری تھی کہ شورش نے دو تذکرے لکھے ہیں۔ تذکرۂ شورش کے بارے میں دتاسی کے قلم سے جو کچھ نکلا ہے وہ اسی نسخے کے متعلق ہے جو اشپرنگر نے دیکھا تھا۔ اور جو آج کل آکسفورڈ میں موجود ہے۔ اگر دتاسی کا سہو قلم ہی بنائے دعویٰ کے لیے کافی ہے۔ تو یہ دعویٰ بھی کیا جا سکتا ہے کہ شورش نے تین تذکرے لکھے ہیں۔ ایک اسی سنہ میں جو دتاسی کے خطبات میں ہے۔ ایک ۱۱۹۲ھ میں مرتب فہرست مخطوطات فارسی کے بیان کے مطابق اور تیسرا ۱۲۱۵ھ میں یا اس کے بعد، جیسا کہ ندیم[1] فروری ۱۹۳۶ء کے ایک مضمون سے ثابت ہوتا ہے۔ مضمون نگار شاہ کمال علی، کمال کا سال وفات ۱۲۱۵ھ بتاتے ہوئے لکھتے ہیں۔ سنہ وفات و تاریخ وفات ... فاضل دوست...... سے معلوم ہوئے اور انہوں نے تذکرہ شورش (میر غلام حسین شورش) کا حوالہ دیا۔"

جس تذکرے میں ۱۲۱۵ھ کا واقعہ درج ہو ظاہر ہے کہ وہ ۱۱۶۵ھ یا ۱۱۹۲ھ کی تالیف تو ہو نہیں سکتا۔ تذکرۂ شورش پر کیا موقوف ہے، میر حسن کے متعلق یہ دعویٰ کرنے سے کون مانع ہو سکتا ہے۔ کہ انہوں ایک تذکرہ اردو میں بھی لکھا تھا اور عشقی عظیم آبادی کیوں فراموش کیے جائیں جن کا تذکرہ بہ قول مصنف شعر الہند[2] ۱۱۱۵ھ میں لکھا گیا تھا۔ جس وقت دہلی کیا دکن میں بھی کسی کو شعرائے ریختہ کا تذکرہ لکھنے کا خیال نہ آیا تھا۔

••

(ندیم گیا۔ جون ۱۹۴۱ء)

---

1. ص ۱۳
2. جلد اول مقدمہ

خاتمۂ خلاصۃ الافکار

میرزا ابو طالب کے والد ایران سے ہندوستان آئے تھے، مگر یہ خود لکھنؤ میں پیدا ہوئے اور ان کا سالِ ولادت ۱۱۶۶ھ ہے۔ ابتدا سے ۱۲۰۷ھ تک کے حالات جو خود میرزا کے قلم سے نکلے ہیں، خاتمۂ خلاصۃ الافکار میں موجود ہیں۔ اس کے بعد ان کی زندگی کا سب سے اہم واقعہ سیر یورپ ہے اور ان کا سفرنامہ جس کا نام مسیر طالبی ہے چھپ بھی گیا ہے۔ میرزا کی وفات اجیسا کہ بیل نے مفتاح التواریخ میں لکھا ہے ۱۲۲۱ھ ہے۔

میرزا نے مسیر طالبی کے علاوہ اور کتابیں بھی تصنیف* کی ہیں جن میں سے ایک خلاصۃ الافکار ہے۔ یہ فارسی گو شاعروں کا تذکرہ ہے اور اس کا سال آغاز و انجام علی الترتیب ۱۲۰۶ھ اور ۱۲۰۷ھ ہے۔ اس کتاب کا جو نسخہ کتب خانۂ مشرقیہ پٹنہ میں ہے، اس کی وہ عبارت جس سے کاتب کا نام اور سال کتابت معلوم ہو سکتا تھا کسی نے اس طرح کاٹ دی ہے کہ بالکل پڑھی نہیں جاتی۔ صحّافت کی مہربانی سے کچھ اور عبارتوں کا بھی یہی حال ہے۔ میرا قیاس ہے کہ کتب خانۂ مشرقیہ کے نسخے کا قریبی تعلق مصنف سے رہا ہے اور مصنف کے کلام میں تو ۱۲۰۷ھ کے بعد بھی صریحاً اضافہ ہوا ہے۔ اس قسم کے اشعار بالکل آخر میں ہیں۔

خلاصۃ الافکار کے خاتمے کا آغاز عبارت ذیل سے ہوتا ہے: "خاتمہ در ذکر مُجملے از احوال ایں کمینہ و ترجمۂ چند نفر از معاریف زماں کہ طبع دُر فشاں (یا درخشاں) شاں بہ نظم سخن آشنا ست و حق دوستی بہ ایں اضعف العباد دارند..."

خاتمے میں بہ شمول مصنف ۲۳ شاعروں کے تراجم اور منتخب اشعار ہیں۔ منعم کی بی بی جو گل تخلص کرتی تھیں، اور جو اردو فارسی دونوں میں شعر کہتی تھیں، ان میں شامل ہیں، ان کا ذکر ان کے شوہر کے ترجمے میں ضمناً آگیا ہے۔ میرزا نے اُن شعرا کے بھی جو ذولسانین تھے صرف فارسی اشعار دیے ہیں، مگر گل اس قاعدے سے مستثنیٰ ہیں، جن کے صرف اردو شعر مندرج ہیں۔ خاتمے میں معاصرین سے متعلق کچھ قیمتی اطلاعات ہیں، اور کچھ تاریخی

---

* میرزا نے ایک تاریخ بنگال لکھی ہے جس کا انگریزی ترجمہ طبع ہو چکا ہے۔ میرزا کے ایک قطعے سے تفضیح غافلین کا سنہ تصنیف (۱۲۱۰ھ) معلوم ہوتا ہے، عجب نہیں یہ انھیں کی تصنیف ہو۔

Marfat.com

واقعات پر بھی روشنی پڑتی ہے۔ ذیل میں خلاصۃ الافکار کا خاتمہ نقل کیا جاتا ہے، مگر فضول الفاظ زیادہ تر خارج کر دیے گئے ہیں، اور یہی حال اشعار کا ہے۔ تراجم شعرا کے بعد جو چند رسائل مختلف علوم پر ہیں، ان کا پیش کرنا بھی غیر ضروری سمجھا گیا ہے۔ مشتبہ الفاظ کے بعد میں نے لفظ کذا قوسین کے اندر دیا ہے، مگر اس کا التزام نہیں:

(۱) اوّل و اقدم آں جماعت میر محمد حسین مرحوم است کہ چشم کواکب.. نظیر او بخواب ندیدہ۔ خاطر صدق ظرفش نمونہ بود از آب خزاں (کذا)، و طبع شگفتہ آزادش چوں باد بہار مشک بیز و گل فشاں۔ مولد وے شاہجہان آباد است۔ بنا بر کمال ذہن و ذکا ہم در آغاز شباب از علم عربیت و دقائق زبان فارسی و طب و علوم ریاضی و طبیعی و الٰہی بہرۂ مالا کلام برداشتہ، بہ سیاحت عالم و اختلاط با ہر طائفہ از عرب و عجم اہلی گردید و چنانچہ ازیں ابیات کہ در مثنوی ساقی نامہ وصف الحال خود گفتہ بوضوح می پیوندد۔ آں امر را ہم کما ینبغی بتقدیم رسانید:

بسے در دفاتر نمودم نگاہ — گذشتم بسی سال صد سالہ راہ
ریاضی طبیعی زبر کردہ ام — کنوں جملہ را دور سر کردہ ام
بگرد جہانے نمودم سفر — باقصائے افرنجہ کردم گذر
بہ بطحا و یثرب فتادم نیاز — گزشتم بجاں پیش راہ حجاز
ز اسکندریہ بہ مصر آمدم — چو یوسف در آں شہر شہرہ شدم
دو سالے ز عمرم بدریا گذشت — عجائب بسے در تماشا گذشت
ز دریا عبورم فتاد از فرنگ — بارض جنوبی و اقصائے زنگ
ز عمرش حسابے اگر بر نہی — بیاید بسے پنج دیگر نہی
مرا زادہ بوم است ہندوستاں — پدر را وطن بود در اصفہاں
ز بنگالہ سوئے دکن آمدم — مرض خیز خیزم کند تا عدم
ز رنجوریم دل کنوں خستہ شد — نشستم کہ پائے سفر بستہ شد
ہماں بہ سفر سوئے بالا کنم — در اقلیم روحانیاں جا کنم

بالآخرہ در عین اشتداد بیماری از دکن بہ بنگالہ معاودت کرد، بشوق خانہ خود بطرف لکھنؤ رایت عزیمت برافراخت، اما درین مرتبہ کمیت عمر راہوار لنگی کرد۔ در شہور سنہ ۱۲۰۱ ہجری متصل بہ بنارس بجوار رحمت ایزدی شتافت۔ در آں وقت سنین عمرش ہنوز از پنجاہ تجاوز نکردہ بود و در جوار شیخ حزیں کہ در حین حیات ہم اکثر مصاحب ہم بودند بر آسود۔ مسوّد اوراق تاریخ وفاتش را بطریق تعمیہ بدیں منوال یافتہ:

Marfat.com

ارسطوے اسلام سید حسین — کہ سیرش چو خورزیر و بالا گرفت
چو پرداخت از طوف دنیا تمام — سمندش رہ سیر عقبیٰ گرفت ..
بطور بتنا زطول مرض — چو ایں بیتش از خامہ املا گرفت
"ہماں بہ سفر سوے بالا کنم — در اقلیم روحانیاں جا کنم"
بشد سال فوتش ہماں بے حرج — در اقلیم روحانیاں[1] جا گرفت

دیوان آن سید عالی قدر مشتمل بر اکثر اقسام شعر در قریب شش ہزار بیت تدوین یافتہ، در یں مقام قلیلے ازآن مضبوط گشت و تمامی اشعار آن مغفور بے تخلص[2] است .. از مثنوی موسوم بہ درالمواعظ از ہجو اہل حیدر آباد

گرفتار رنج و صداع کہن — کہ مشکل نمودے مرا زیستن
دگر خطۂ حیدر آباد جا — بہ غربت نمودہ فلک مبتلا ..
عیادت کہ عین عبادت بود — دریں شہر کے رسم و عادت بود
فرومایۂ چند با من بہ لاف — سراسر چو طبل تہی پر گزاف
چو مشکے کہ باشد ہمہ پر زباد — تکبر شعاران نخوت نہاد
چو کوراں نہ تا کوے معنی رہے — نہ از لفظ چوں گوش کر آگہے ..
لبے بار بر روح و بر تن بود — خوش آندم کزیں شہر رفتن بود ..

(۲) دیگر سید زین العابدین خاں[3] مرحوم است کہ آوازۂ دانشش حلقہ در گوش ابوعلی و جالینوس کشیدہ وجود سخاوتش کرمت معن بن زائدہ را در چشم مردم از زوائد وانمودہ۔ مولد .. مشہد مقدس طوس وانام پدرش سید علی است کہ مطب دارالشفاے امام ہشتم .. آبا عن جد بہ تعلق بوے داشتہ، و مرحوم میر محمد تقی کہ یکے از مشائخ و علماء و خسر ساں و خسر شاہ طہماسپ ثانی پادشاہ ایرانست، بنظر پدری در وے مے نگریستہ۔ در اوائل شباب وارد ہندوستان گشتہ، در سلک خواص رفقاے وزیر جنت مکاں ابوالمنصور خاں[4] منتظم گردید، وانس بے نہایت بہ محمد قلی خاں[5] مرحوم ہمرسانیدہ،

---

[1] "در اقلیم .. گرفت" کے اعداد ۱۲۱۵، حرج کے اعداد ۲۱۱ نکالیں تو ۱۲۰۴ بچتا ہے جو مطلوبہ اعداد سے ایک کم ہے۔ [2] قصیدۂ مدح نظام علی خاں کے کچھ اشعار بھی مصنف نے نقل کئے ہیں۔ میر محمد حسین نے یورپ سے واپس آنے کے بعد وہاں کی علمی ترقی پر ایک رسالہ لکھا تھا جو کاما اورینٹل انسٹی ٹیوٹ بمبئی میں موجود ہے۔

[3] مصنف نے تخلص نہیں دیا، مگر اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ حکمت تخلص تھا۔ [4] صفدر جنگ سے مراد۔ [5] محمد قلی خاں شجاع الدولہ کے برادر عم زاد۔ موخر الذکر نے انھیں قتل کرایا تھا۔

Marfat.com

باتفاق دے سیگذرانید۔ بعد شہادت آں مرحوم بنا بر رعایت حقوق قدامت رفاقت شجاع الدوله تبرا نمودہ رو بہ بنگالہ آورده در رفاقت نو. عالی گہر کرد۔ آں طرفہا کرد و فرو داشت۔ بر سلم سروری و امارت ترقی کرد، چنانچہ بعد از آں بایام مخاطب بہ انجب الملک سید الدولہ زین العابدین خاں بہادر حکمت جنگ گردید۔ بعد مراجعت شاہزادہ وارد مرشد آباد گشتہ، بہ مجالست امرائے آنجا دفع الوقت نمود و بعد واقعہ نواب جنت آرام گاہ بہ تحریک سید مرتضیٰ خان طباطبائی[1] کہ ہم جد و ہم یار بار افتخار، بعد آں مرحوم و در آنوا مختار دولت . . آصف الدولہ . . شدہ بود، با سید دیگر عزیمت صوبہ فرمود۔ در نیم تبہ ز سرکار والا ئے وزیر تاداد و غیرہ محلات بین دو آب مع طوغ و علم و امارات (کذا)، ریاست فوج و حشم بوے متوجہ گردید۔ بعد انقضائے مدت یک نیم سال و شہادت مختار الدولہ کہ امیر الدولہ حیدر بیگ خاں کابلی بہ تغلب و حیل مدار المہام آں سرکار گشت و بنا بر اقتضائے طبیعت و تعصب ملت و دیگر مواد وحشت کہ عمریہ آں خارجی یافت، چوں ابن علقمہ وزیر در ظاہر بطریق کفایت و باطنا بجہت بر انداختن آں دودماں . . بل تقمیع صغار و کبار آں مملکت کمر بست و آں مرحوم کہ از شرکائے آں دولت . . و مانع مافی الضمیر آں پر تزویر بود کارش بعزل و تفرقہ انجامید، بنا بر اینکہ حاصل بحریاں در جنب سخاوتش وجود نداشت باندک مدتے برائے روزمرہ محتاج گشت و چوں از دام مکر . . وے رہائی بنظرش نمے آید غصہ گیر شدہ، شبے بہ ناگہاں بہ علت فجاء در گذشت۔ سال وفاتش ازیں قطعہ راقم بطریق تعمیہ ظاہر می شود:

امیر کبیر انجب ملک عالم (کذا) — حکیم خردمند نیکو خصال . .
شریفے کہ اندر نسب میرسد — ز ہر دو طرف انتسابش باصل . .
بیکبارگی علم طب رفت و آمد (کذا) — ز فقدانش بر شخص صحت زوال . .
پے نظم تاریخ این واقعہ — ہمے خواستم مصرعے از خیال
کہ کلک سبک رو بامداد دل — رقم زد بہ فردوس کرد انتقال[2]

بنا بر فرط استعداد اشعار بلاغت آثار از طبع گہر بارش اکثر جلوہ ظہور می نمود، اما چوں بہ ضبط آں نمے پرداخت، ہمگی تلف گردید، مگر آنچہ بخاطر، ماندہ بود، . . دریں مقام بہ ثبت رسانید، و نیز از آثار طبع وقادش کتاب منید یست در علم طب کیمیای (کذا) کہ اصل آں تصنیف پراکلسوس نامی از حکمائے فرنگ است، و بزبان عربی نامانوس بودہ، آنجناب آنرا بفارسی ترجمہ نمودہ و تجربات و معلومات خود از طب اسکندری چیزے بر آں افزودہ نسخہ منقحہ کہ دستور الاعمال طبابتش

---

[1] خطاب سید مرتضیٰ خاں طباطبائی، قتل بہ روایت صحیح ۱۱۹۰ھ۔ ۷ وفات ۱۲۰۶ھ۔ دغیرہ، مادۂ تاریخ: "بہ فردوس کرد انتقال" کے اعداد ۱۱۱۶ اور دل کے اعداد ۳۴ = ۱۱۹۷ھ۔

تواں دانست مرتب فرمودہ وحالا آں کتاب در اطبائے ہند متداول است۔ در دیباچہ آں کتاب مدح۔ مظفر جنگ[۹]
ناظم بنگالہ ایں قطعہ درج است:

محیط کرم خان خاناں بہادر — کہ حاتم یکے بندۂ کمترینش ..
دو اختر زبرج سعادت جہاں را — دو چشم اند پور کہین و مہینش ..

وایں قطعہ در تاریخ تولد فرزندان محمد قلی خاں مرحوم، چوں دو فرزند توام زادہ بودند، عدد تاریخ ہم توام است، وایں صنعت شاید از مخترعات آں والا قدر باشد۔ ۔ اصل قطعہ طولانی و بسیار غرا بود اما چوں بخاطر نبود، بہ چند بیت اکتفا کردہ شد۔

دادہ وہاب بہ نواب بزرگ — دو گرامی گہر فرخ وراد
میرزا محسن و مرزا جعفر — نیرین فلک استعداد ..
بہر تاریخ ولادت حکمت — کردہ یک جا زدو نصف اعداد
یافت یک مصرع موزوں زخرد — نخل دولت[۱۰] دو ثمر توام داد

در تولد فرزند خویش کہ حالا برادر کلان خود میر مبارک علی خاں در لکھنؤ است و ..جواں شدہ ایں قطعۂ تاریخ فرمودہ:

داد فرزندے دگر پروردگار — کز وجودش خاطر احقر شگفت
سال میلادش خرد گفتم بہ طنز — باز از نو یک گل دیگر شگفت[۱۱]

ایں رباعی در فوت آقا مومن .. کہ دارو غہ باورچی خانہ اش در .. بخل و کج خلقی موصوف بدیہہ گفتہ ..

ہجو: آں مومن کافر لیئم کندہ — گردیدہ سقط ہم چو خر خر بندہ
دنیا ز کثافتش چو شد پاک شدند — از مردن او جمع کثیرے زندہ

ہزل: درہند کہ نیست عیب جز بے چیزے — دولت مند است ہر فساد انگیزے
اینجا ست کہ معتبر بود قرمساق — کسب ہنر است قحبگی و ہیزی

(۳) دیگر نواب سید الملک اسد اللہ خاں بہادر غالب جنگ است وآں امیر معانی، ضمیر۔ غالب تخلص می فرمود۔ وآباءعن جد از منصب داران دار السلطنت وسادات بارہہ بود۔ در اواسط عمر بہ نیت حج اسلام واحراز زیارت عتبات

۹؎ مظفر جنگ ناظم نہیں نائب ناظم تھے۔ ۱۰؎ نخل .. داد' کے اعداد ۲۳۲۶ ہیں، ان کو دو سے تقسیم کرنے سے ۱۱۶۳ حاصل ہوگا اور یہی سنہ مطلوب ہے۔ ۱۱؎ 'باز .. شگفت' = ۱۱۸۸ —

Marfat.com

سعادت التزام سفر کرده، بدیں وسیله اکثر بلاد عرب و ایران را بنظر امعان در آورد. بعد وصول بجهت تبلیغ رسالت به بنگاله مامور شده، چوں هدر آں ایام هرج و مرج در دهلی و فوت محمد شاه دست داد به تشویق مهابت جنگ .. در مرشدآباد سکونت اختیار کرد. بنابر فضیلت تقوی و دینداری خرد و کلاں را بخدمتش ارادت بهم رسید و به تقریب طبابت و انفاس عیسوی کاشانه اش مرجع امرا و خوانین و خواتین هم گردید. باوجود آنکه بعد اندک زمانے فترات پے درپے شامل حال آں دیار گشت، اما به قوانین تعظیم آنجناب فتورے راه نیافت، باوصف کثرت مریداں از احدے توقع نداشته، بهماں محاصل قلیل جاگیر خود قناعت داشت، بلکه بیشتر از آں هم در اتفاق ارباب حاجت صرف می نمود و ایں امر هم چناں مستمر بود تا اینکه شش هفت سال قبل از تحریر ایں اوراق در سن قریب اربعه بر رحمت سرمد واصل گشت و بعد فوت وے اکثر ضعفا و ارباب کمال بیکس گشته بیکبارگی قافله فیض و سعادت از آں بلده رخت اقامت بربست. مشاعیر آں بلده اکثر در خانه اش مجتمع می شدند. دیوان مبسوط از سخنان آں بزرگ مرتب گشته اما در حین تحریر، و بجز ترکیب بند وا سوخته در نظر نبود.. :

من نه آنم که ز بیداد تو نالاں باشم بر جفا لیکه کنی بندهٔ احساں باشم

لاله ساں گر همه تن زخم نمایاں باشم لب شمشیر ترا بوسم و خنداں باشم

نیک کو طاقت هم بزم رقیبت دیدن مست از ساغر صهبائے فریبت دیدن

(۲) دیگر نواب برهان علی خاں سلّمه.. خلف رشید غفراں مآب نواب محمد معزالدین خانست که مآثر فرخنده اش در حین تسلط افاغنهٔ فرخ آباد از حمایت اموال و نفوس شهریاں و باعدم خزینه و سپاه مقهور نمودن آں دیو سیرتاں در هرچه لکهنؤ بل تمام هندوستاں مشهور است. نولد شریفش در.. لکهنؤ.. سررشتهٔ نسبش اگرچه به فاروق اعظم میرسد اما وے تولا به اهل بیت.. کرده خلق خوشش دلهائے افسردهٔ دوستاں را کار نسیم بهاری کند و روئے کشاده اش بموزه ابواب فرح و سرور بر روے روزگار یاراں می کشاید. در حالت تحریر سن شریفش قریب پنجاه خواهد بود و هم در لکهنؤ به عزت و احترام زندگانی می فرماید و از نهایت غیرت کمتر از خانه برآمده.. رهین تخلص می نماید،

(۵) دیگر فخرالدین مرزا محمد فاخر مکیں اصل ایشاں از.. نطنز است. جد اعلایش آقا عبدالرحیم به همراه علی مرداں خاں..

---

۱۲ لفظ وصول کاٹ دیا ہے، لیکن یہ نہیں بتایا کہ اس کا بدل کیا ہونا چاہیئے۔

۱۳ 'خواتین' حاشیے میں ظاہراً بدل نہیں اضافہ ۔

۱۴ اس وقت تک لفظ واسوخت اصطلاحی معنی میں کثیر الاستعمال نہ تھا، مگر مرزا سے پیشتر آرزو کے یہاں آچکا ہے (مجمع النفائس)

۱۵ رہین کے قطعۂ تاریخ سے جو سفینۂ ہندی میں ہے معلوم ہوتا ہے کہ ۶۷ برس کی عمر پائی اور ۱۲۰۰ھ میں انتقال کیا۔

Marfat.com

بہ ہند آمدہ و با فرزندار جمند.. آقا عبدالکریم کہ.. در آں سفر رفیق پدر خود و با دختر[17] مرزا قاسم کاہی کہ ذکرش.. گذشت کہ خدا شدہ بود، و در رفاقت نواب معظم الیہ بہ عزت و اعتبار عمر عزیز بسر بردہ، در حینیکہ صوبہ داری کشمیر بہ ابراہیم علی خاں بن علی مردان خاں تعلق داشت از بطن آں مستورہ ولادت آقا محمد اشرف .. والد .. میرزا .. دست داد و تولد خود میرزا در .. شاہجہاں آباد .. از سنوحا آثار رشد و صلاح و شوق کلام موزوں .. ظاہر شدہ بہ تحصیل ضروریات آں فن از صرف و نحو و عروض و بیان و تتبع کلام بلغاء دانش وراں پرداخت و بہ ردیۂ .. نظیری بنائے سخن گذاشتہ، مرزا عظیما .. اصفہانی اکسیر تخلص را در آں کار شیر خود را آخت تا اینکہ رفتہ رفتہ در سحر طرازی علم دیگے از کمل سخنوراں عالم شد .. درینولا کہ سال ہجری بہ ہزار و دو صد و شصت و کن شریفش قریب بہ شصت رسیدہ بہ سلامت و عافیت در .. لکھنؤ در گوشۂ قناعت منزوی ست، و بنا بر ہمت بلند بہ حاجت بری بر درے اہالی آں شہر بستہ، بہ یکی ہمت مصروف اند و ختن سرمایۂ آخرت ست .. دریں عرض مدت دیوانے بہ سوغات زنجانش فراہم آمدہ، از آں جملہ چند شعر در ینجا قلمی گشت .

(۶) دیگر سیادت و نجابت منقبت میر قمر الدین .. منت کہ کاوشہا ے رنگین را از صفا و عادت انداختہ و نزاکت و رنگینی سخنانش دست مشاطۂ بہار را بر پشت بستہ . نسب سامیش بہ چہار دہ واسطہ بہ سید جلال الدین بن سید عثمان یزدی کہ احوالش مفصل در تذکرۂ کاشی مضبوط است مے پیوندد و بہ تقریب قرابت و پیوند با تربیت در خاندان شاہ ولی اللہ محدث دہلوی مشق سخن در حدمت میرزا .. فقیر یافتہ .ارتباط طریقت .را بہ فخر العارفین مولوی فخر الدین قدس سرہ می رسانہ .. در ۱۱۹۱ھ .. ہجری بہ سبب ویرانی دار الخلافہ .. در لکھنؤ گشتہ بنا بر اعتقادی میر محمد حسین مرحوم، سکۂ تمام عیار سخنش رواج بازار گوش سنجو و کبیر یافت و ہم بہ توجہ آں سید عالی قدر توسل بہ صاحب والا مناقب مسٹر جانسن[17] بہادر سلمہ .. کہ در جامعت فرنگ یگانہ، بنا بر شوق اکتساب فضائل قدر دان ہنروران زمانہ است ، بہم رسانیدہ بہ سفر بنگالہ و دکھن پرداخت و ہمدر آں او ان بدرخواست گورنر عماد الدولہ مسٹر ہسٹنگز[18] از پیشگاہ نظامت جنگ بہ خطاب با استحقاق ملک الشعرائے مخاطب گردید .. درینولا در لکھنؤ بسر می برد و مانند تمامی اشراف آنجا ہا

---

[16] کاہی نے بڑی طویل عمر پائی تھی ردر اکبر کے عہد میں مرا ہے - یہ کس طرح ممکن ہے کہ اس کی لڑکی کیس کی ماں ہو ! یہ بات تو بالکل جھوٹ ہے یا " دختر" سے کوئی ایسی لڑکی مراد ہے جس کا سلسلۂ نسب کاہی تک پہونچتا ہو -

[17] محبت نے اپنی مثنوی اسرار محبت دستی پنو، جونسن کی فرمائش سے لکھی تھی جیسا کہ خود اس مثنوی کے ابتدائی اشعار سے ثابت ہے کلیات سودا کے بعض قلمی نسخوں میں ایک قصیدہ بھی جونسن کی مدح میں ہے - [18] وارن ہسٹنگز سے مراد ہے - مصحفی کی ایک غزل میں بھی جس کی ردیف "بجیں" ہے "ہسٹنگیں" آئیں ہیں وغیرہ کا قافیہ آیا ہے -

پتنگی سوزے بہ شب و شمعے بروزے آرد۔ از مثنوی و قصائد و غزلیات وغیرہ تخمیناً بقدر صد ہزار بیت از خامہ[?] رنگینش ریختہ باشد از آں جملہ چند شعر کہ بخاطر بود مسطور شد۔

(۷) دیگر میر زین العابدین کرانی تخلص یارے بود دل نواز و رفیقے می نمود مونس و غم گدازہ از نہایت لطف بیان و شوخی طبع قرین و یراغم و بہم ہرگز بدل راہ نمے یافت و در فن صحبت آں قدر پر مایہ بود کہ باوجود صحبت سالہا بتکرار لطائف و حکایت ہرگز نمے پرداخت در اواخر فردوس آرامگاہ[۱۹] وارد دار الخلافہ گشتہ در رفقائے وزیر الممالک صفدر جنگ۔ مسلک گردیدہ بعد از فوج جنگ شکستے[۲۰] کہ مصدر خدمت عظیمے گشتہ فراخور آں نوازش نیافتہ بود ملول شدہ تا صوبہ بنگالہ رسید بہ رفاقت محمد تقی خاں کوزہ کنانی و دیگر امرائے آں طرف مدتہا اوقات گذرانید و در عہد اعتبار ارمغان الدولہ۔ بتقریب تجارت وارد صوبہ[۲۱] گشت و رعایت مستوفی یافتہ در لکھنؤ بود تا برحمت حق پیوست تاریخ فوتش ازیں قطعہ راقم بوضوح مے پیوندد:

..چوں تخلص داشت ہجری بہر تاریخ وفات — دل فغاں برداشت ہجری ہجرت از یاراں نمود[۲۲]

آں مرحوم غیر از یک پسرے مجہول مظلوم کسے دیگر نداشت کہ در آخر ایام حیات بنا بر امید تربیت بدختے از اقربائے سالار جنگ مرحوم نامزدش کردہ بود و آں نابرخلاف معمول غیرت او ز طفل دیدہ دست بہ اسوال او دراز کردند و بہ ایں ہم اکتفا نکردہ آں بیچارہ را کہ در حیات حکم اموات داشت بعد اندک مدتے مسموم نمودند۔ دیوان آں مرحوم کہ تخمین پنج شش ہزار بیت مرتب و ہنوز نسخہ از آں برداشتہ نشدہ بود، دریں وقائع تلف گشت، و ایں اشعار کہ دریں جا مسطور میگردد وقتے ایں حقیر از آں دیوان نقل برداشتہ بود۔

(مصنف نے جو اشعار دیے ہیں ان میں آصف الدولہ کی مدح کے اشعار اور ان کے محل کا قطعۂ تاریخ بھی ہے جس کی بیت آخر یہ ہے:

جستم ز خرد چو سال تاریخش گفت — ایں خانہ بر آں جناب میمون باباد

اس کے ساتھ کوئی ہندسہ نہیں، مگر مصرع آخر سے ۱۱۸۰ نکلتا ہے، اور آصف الدولہ کی مسند نشینی اس کے ۸ سال بعد ہوئی ہے۔ اشعار انتخابی میں ایک مرثیہ بھی ہے جس کا مصرع اوّل یہ ہے: اے نور دل و چراغ دیدہ)۔

(۸) دیگر مرزا محیط[۲۳] الدین خان است از اشراف مشہد مقدس، در عقل و ادب و رسائی امور دنیا بے نظیر می نماید

---

۱۹ مراد از محمد شاہ جن کی وفات ۱۱۶۱ھ میں ہوئی۔ صفدر جنگ ان کی وفات کے بعد وزیر ہوئے۔ ۲۰ صفدر جنگ نے جو شکست بنگش سے کھائی تھی اس کی طرف اشارہ۔ ۲۱ مراد از اودھ ۲۲ ہجری.. نمود = ۱۱۹۶۔ ۲۳ مقطعوں سے معلوم ہوتا ہے کہ تخلص محیط تھا۔

بآنکه در سنوات قبل در خدمت.. شجاع الدوله بود و در عهد نیابت مختار الدوله درین سرکار هم منشی و اعتبار و حسن خدمات گردید،
بالفعل در کنج عزلت.. باکمال تکدر بسر می برد. هرچند چرخ کج باز اکثر اوقات و همه جا بانیکان شعار بد بازی داشته اما آنچه شهود
می شود در.. هندستان بیک بارگی کاسهٔ بخت ضعیفان اسلام سیما غریب الوطنان در دام شکسته.. حاصل مرزا
اگرچه از اعزهٔ سپاهیست اما بنا بر موزونی طبع گاه گاه فکر شعری فرماید و سخنانش شاید مدون شده، از آن جمله دو غزل که
بخاطر بود درین اوراق ثبت کرده آمد..

محیط آن قطره ام را آشنائی بود با دریا — حباب آسا بدوشش موج دادم خانمان خود..
صدف سینهٔ ما چون دل بیتاب محیط — از سحاب کرم خویش پُر از گوهر کن

(٩) دیگر مرزا محمد بخش. آشوب.. قوت بازوی نقش فارسان مطرح رزمیه را از مرکب قلم پیاده ساخته. اصل وی
از ترکان برلاس چغتان صحرانشین او یماقات بدخشانست. الوس مسطور به سبب تسلط خوانین اوزبک جلای وطن و اواسط
عهد اکبری در.. هندستان سکن گزیدند. چون جمیل بیگ نامی از اولاد حارث بیگ در آنوقت سرگروه آن جماعت بود،
بگمان الوس بلقب حارثی معروف.. گردیدند. از مشاهیر آن گروه یکی محمد قباد بیگ مخاطب بدیانت خانست که اواخر عهد
اورنگ زیب بدیوانی صوبهای دکهن می پرداخت. و هم الیه که جد مادری آشوبست بطراز انواع فضل و هنر مطرز می نمود
و علاوهٔ علوم اسلامی پارهٔ از فنون بید هندی و سفر فرنگستان کرده برخی از علوم لتینی (کذا) و یونانی نیز تحصیل نموده بود. دیگر
محمد غیاث بیگ حیرت تخلص برادرزادهٔ قسور (کذا) خان مشهور و مرزا محمد حارثی که از علمای معروف عهد محمد شاهیست،
پدر و خال محمد بخش از آن جمله هستند و خود در شاهجهان آباد تولد یافته مدتها در رفقای سپاهی پیشهٔ اعتماد الدوله قمر الدین
خان.. و اولاد عظامش انسلاک داشت و به فنون سپاهگری و آداب فروسیت مهارت ظاهر می ساخت. در اکثر جنگ های
ابدالی وغیره که در نواح دهلی و لاهور بعد ضعف سلطنت دست داده شریک.. بوده مدتی سر دفتر نشینان عماد الملک وزیر
ماند. پس از آن در لکهنؤ به شغل کتابت و فکر شعر گذران وقت می نمود. در سنه ۱۱۹۹.. هجری بحالت افلاس روانهٔ وعده گاه
خویش گردید. کلیاتش بقدر پنجاه هزار بیت، از آن جمله مثنوی.. فتوحات شام که ظرفای لکهنؤ خالدنامه اش بنا نهند، بگمان
الزام و شکست.. فردوسی.. در سلک نظم کشیده و به مبادرت آن جرأت قبیح و قباحت صریح حقیقةً خود را تشهیر خاص
و عام گردانیده. بنا بر شدت تعصبش اکثر مردم اندوه به یزید بخش تعبیر می نمودند و این حقیر را در باب رعایت وی که بنا بر حفظ
استحقاق ظهیری یافت ملامت می کردند چنانچه یکی از ظرفا تاریخ فوتش باین طریق ضبط نموده:

Marfat.com

آشوب کہ از سلسلۂ خارجیاں بود ... از او رفتار رخت اقامت بہ سقر برد
تاریخ سقط گشتن او از دل ہشیار ... پیر خرد گفت "سگ خارجیاں مرد"[۲۴]

دریں مقام قدرے اشعار منتخب از قصیدہ "فلک آشوب" و مثنوی مذکورہ کہ تیر رؤی (دکنی) از کش کلیات ہست آوردہ شد..

از علی مرتضیٰ خونخواہ عثمان شہید ... ابن بوسفیان بر انگیزی بمیدان وغا
گہ باغوائے تو گردد عاشق آں زانیہ ... روبہے چوں ابن ملجم قاتل شیر خدا
گاہ بستے چوں حسن زالماس بیداد شہید ... از شقاوت مندی اسماے پُر مکر و دغا
گہ امے چوں حسین آں دو مے سبط رسول ... خامس آل عبا گردد شہید کربلا..
اختہ کا کاے بر قی یا گانی از[۲۵] بس الغیری ... زعفراں سائی کند بے دستہ شہوت از بازکند)
اختہ ہا بر بادیا ہنا جستہ بے بیم و ہراس ... بے تکلف بادیا ہنا فرش زیر بستر ہا
مضمحل پیرے و مایوس[۲۶] از امید سلطنت ... بر کشی از گوشۂ زندان و سازی بادشا
ہر طرف موشک دوانیہا کنی از رو بہی ... تا زچنگ نوجواں شیرے شود شاید رہا
چوں شود مقتول شامت ہائے حق نشناختن ... با عماد الملک ناحق دعویت در خوں بہا
گاہ در کلکتہ و بنگالہ[۲۷] قوم انگریز ... سر فراز و از تسلط ملک گیری را لوا
با سراج الدولہ وایں دگر قاسم علی ... دادہ رو در صلح در پیکار شاں ایں ماجرا
عاقبت نواب عالی جاہ بے جنگ و جدال ... آورد سوے شجاع الدولہ روے التجا
ہم چو او بصد تعب ایہم ز توپ انگریز ... در ہزیمت روے برتابد ز میدان وغا
بعد بس آوارگی و خانہ ویرانی دگر ... بخت و اقبالش شود تا کوے دولت رہنما
یعنی از ہر جا شد.. مایوس امداد و کومک ... با حریفان جواں مرد آورد روے رجا

---

۲۴ سگ خارجیاں مرد = ۱۱۸۹، دل ہشیار یعنی ی کا عدد ۱۰ = ۱۱۹۹۔ آشوب کو خارجی کہنا ظلم ہے۔ خارجی حضرت علی کو "شیر خدا" کبھی نہ کہے گا۔ آشوب کے خاندانی حالات میں مصنف نے کچھ مشتبہ باتیں لکھی ہیں، ان کی طرف کبھی اور توجہ کی جائے گی۔ ۲۵ از علی مرتضیٰ الخ سے چوں شکایت الخ تک کل اشعار قصیدہ "فلک آشوب" کے ہیں، جن میں آسمان سے خطاب ہے۔ جابجا مختلف عنوانات ہیں۔ اختہ کا کاے الخ کا عنوان: "از وقائع تیموریۂ ہند" اختہ کاکاے الخ میں جاوید خاں خواجہ سرا اور بادشاہ احمد شاہ کے تعلقات کی طرف اشارہ ہے۔ ۲۶ اشارہ بہ عالمگیر ثانی و عماد الملک۔ ۲۷ عنوان "از وقائع بنگالہ و وزیر"۔

اگرچہ نزد اہلِ غیرت سربسر ایں ننگ بود — فی الحقیقت مصلحت ایں بود ش از راہِ ذکا..

شہرت انگیزے لطیفے پائے تا سرِ صلاء[۲۸] — در لطافت شہرہ معشوقے پر از ناز و ادا

بے خودے از نگاہ نشہ ٔ مستش چوں شراب — پایمال حسن سبزش خون عاشق چوں حنا

دام ہمرنگ زمیں[۲۹] آید بہ پیش گفتہ غنی — حسن سبز و خط سبزش بر گرفتاری ما

از پریزادے چنیں دیوے چو حافظ[۳۰] در نبرد — کشتہ گردد در نخستیں شلیک از توپ قضا..

مدح پیر کہ ہمہ زہیر سر ہنری باشد..

در شہور یک ہزار و یک صد و ہفتاد و ہشت[۳۱] — ایں قصیدہ مطلعش با مقطع آمد آشنا

چوں شکایت نامہ گردد نست سرتاپائے آں — شد بدیوانم فلک آشوب نام او سزا..

سبب تالیف.. شنوی فتوحات شام و ہجو فردوسی۔

مغ مغ نسب گبر آتش پرست — بہ بیعت بہ ہر موبدے

دش گبر جان گبر و گبری زبان — زگبراں بہ گبری زباں قصہ خواں

بہ سام و بہ رستم قوی پشت او — بہ باج و بہ برسم گرو مشت او

ہمں شاعرے شاہنامہ نگار — بہ فردوسی طوسیش اشتہار

بہ کفرے کزاں گبر رم آمد بگوش — رگ غیرت و نیم آمد بجوش

کہ کردہ بہ شہنامہ خود رقم — بلعن عرب از زبان عجم

ز شیر شتر خوردن و سوسمار — عرب را بجائے رسیدست کار

کہ تخت کیاں را کنند آرزو — تفو بر تو اے چرخ گرداں تفو

ہمانا بدل درد دینش نبود — و یا بیم ایزد تریش نبود..

(۱۰) میرزا ابو علی خاں، ہاتف تخلص.. نیز از آں جملہ است کہ از نہایت سلاست طبع گہر بارش بہ ہاتف..

می اند.. نوادہ میرزا اسمٰعیل ایما تخلص است۔ در صغر سن ہمراہ پدر خود از اصفہان بہ ہندوستان آمدہ ملازمت سرکار

وزیر اختیار نمود.. صفدر جنگ و شجاع الدولہ.. آنچہ لازمہ قدردانیست در بارہ او سے مبذول میداشتند و

۲۸ ظاہراً شجاع الدولہ سے مراد۔ ۲۹ غنی کا مشہور شعر ہے: حسن سبزے بخط سبز مرا کرد اسیر دام ہمرنگ زمیں بود گرفتار شدیم

۳۰ حافظ سے مراد رحمت خاں مراد۔ ۳۱ قصیدہ بہ قول آشوب ۱۱۸۷ھ میں تمام ہوا، مگر بعد کے واقعات بھی مثلاً قتل رحمت خاں جو ۱۱۸۸ھ کا واقعہ ہے۔

Marfat.com

کارکنان سرکار خداوندلاوام اقبالہ ازنہایت قساوت قلب چوں سائر اشراف آں درخانہ ویرا ہم محتاج قوت لایموت می دارند۔ لہذا کارش بہ افلاس واضطرار انجامیدہ، اما از نہایت غیرت لب بہ شکایت نے کشاید وبہ آمیزش بے تکلفانہ خود را با دوستاں مشغول می دارد۔ چند سال قبل کہ سنہ ہجری در شمار ہزار و دو صد و دو بود از صحبت لازم المسرتش محظوظ و بہ تذکار سخنان دلفریبش مشغوف بودیم۔ سن شریفش اگر چہ از ہفتاد تجاوز کردہ و سروح امتدادش از بلا امتحانات روزگار خمیدہ اما در طبع شگفتہ اش ہم چناں نشاط جوانی باقیست۔

(۱۱) مرزا محمد علی، فروغ خلف الصدق مرزا محمد رضائے (کذا) خلیفہ سلطانیست۔ پدرش پیشتر از پسر بہ ہند آمدہ متوسل بہ صفدر جنگ۔۔ گردید و آنجناب مقدمش را مغتنم دانستہ نہایت عزت و احترام در بارۂ وے بتقدیم میرسانید و مرزا محمد علی در ہرج و مرج بہ ہندوستان رسیدہ ہیچ متمتع نگشت و اکثر اوقات عمرش در رفاقت مردم متوسط انجابہ تلفچی گری گذشت و بالاخرہ از شاہ جہاں آباد بہ بنارس افتادہ سہ چہار سال مے شود کہ وفات یافت، و آں مرحوم تتبع کلام بلغا را کردہ بود و ذہن وقاد داشت۔ از سخنانش کتابے تدوین یافتہ۔

(۱۲) دیگر میر محمد منعم[۲۲] از سادات ہندوستان بہ جودت ذہن و کثرت فکر از امثال و اقراں ممتاز می نماید۔ پدران وے از قدیم الایام در سمت بریلی و مراد آباد مسکن داشتہ اند، یکے از آنہا در عہد تسلط روہیلہ و افغاناں بجمعیت خرد نمودہ در آنہا معرکہ کرو فر برپا داشت و بالآخرہ بسبب ضعف سلطنت و ہجوم آں جماعت مضمون الصلح خیر را کاربند شدہ، بہ انزوا پرداخت۔ محمد منعم نیز بطور جد و پدر با علان شعار تشیع (کذا) در ہماں طرف سر سپردہ در آں جماعت دیو سیرت گاہے بدارا و گاہے باظہار جلادت و تبرا می گذراند۔ در۔۔ سنہ یک ہزار و دو صد و یک ہجری از آں گروہ بستوہ و بہ طریق تظلم بہ لکھنؤ آمدہ بود، از حکام آں بلدہ کسے بہ احوالش توجہ نمود۔ کلیاتش متضمن بہ سی چہل ہزار بیت از آں جملہ تفسیر کلام اللہ است کہ بہ التماس فیض اللہ خاں پسر علی محمد خاں منظم گردانیدہ۔ در حین تحریر۔۔ غیر از چند ابیات (ایک لفظ ضائع ہو گیا ہے) دیک قطعہ کہ در تہنیت کدخدائی فرزند حقیر بود، در نظر نبود لہذا بہ ہماں اکتفا کردہ۔۔

منعم سینہ خستہ را تاب جدائی تو نیست — بستہ زغم چو غنچہ لب فکر سخن نمی کند۔۔

(مادۂ تاریخ کدخدائی "بہیں فرزند" مصنف "مرزا احمد" چو با خورشید ناہید" = ۱۲۰۷ھ)

دیگر از جملہ نعمت ہائے غیر مترقبہ کہ شامل حال سید موصوفست اینکہ در سرائے وی از دودمان عصمت حلیلہ ایست کہ با وجود حسن و جمال طبع لطیف و ہمت بلند دارد و از نتائج تحبت و سعی شوہر بسواد فارسی و تحریر آں اطلاع بہم رسانیدہ، بحکم موزونی فطری در ہندی و فارسی اشعار بلاغت آثار۔ مینگارد۔ لفظ 'گل' را بمناسبت صوری و معنوی

۲۲؎ تخلص نہیں دیا، اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ منعم تخلص تھا۔

Marfat.com

تخلص.. کردہ است و برخلاف گل رخان زمانہ در شاعریت و رخا ہموارہ بدمسازی بلبل خویش پرداختہ۔ چند بیتے از اشعار ہندیش کہ بطریق عرض شوق و تحریک مراجعت بہ شوہر خود فرستادہ بود شہادت مقال را.. قلمی گردید..

گر خدا ہم کو نہ پیدا کرتا — میاں منعم کو نہ شیدا کرتا
قد ہمارے کو نہ کرتا جو بلند — اس قیامت کو نہ برپا کرتا
حسن و خوبی جو نہ دیتا ہم کو — عشق کب آن کے بلوہ کرتا
چشم کا میری نہ پڑتا گر عکس — نشہ کب ساغر صہبا کرتا
گل اگر جام نہ ہو چشم کی شکل — سجدہ جھک کے نہ مینا کرتا
منعم کا وصل سلطنت جم سوں کم نہیں — گر مال و زر نہ ہوئے تو کچھ فکر و غم نہیں
ملنے وزیر کوں گئے اے میرے بادشاہ — گھر کا وزیر بھی تو کچھ آصف (سوں) کم نہیں

(۱۳) راے سناتھ سنگ (کذا).. بیدار برادر زادۂ راے بھو گچند محمد شاہیست۔ تولدش در.. شاہجہان آباد و در خدمت خلاصۂ مشائخ و مشاعیر آں بلدہ چوں شیخ محمد عظیم گوالیاری و شیخ محمد زبیر سرہندی و خواجہ میر درد.. و آرزو وغیرہم عمر گذرانیدہ۔ بعد انقلاب سلطنت از آں طرفہا آوارہ شدہ بتقریب قلیل جاگیر و مسکن چند نفر از اقوام بے مروت شریہ در موضع سکندرپور اموڈہ کہ از قصبات معروفۂ سرکار گورکھپور است، سکونت ورزیدہ۔ اما آں دہقاناں از خردی و دوربہ طمع آنقدر زمیں پیوستہ ویراں در رنج زارند و در سن کہولت و فقدان طاقت محنت مجبورش نمودہ بدربار وزیر و عمال آں سرکار (کذا) می دوانند۔ نغایت تحریر کہ سنہ ہجری بہزار و دو صد و شش رسیدہ آں پیر فقیر در سایۂ احیا انتظام و ہمراں طرفہا مقام دارد۔ دیوانے متضمن چہار پنج ہزار بیت از سخنانش تدوین یافتہ کہ از سرتاپا مشتمل بر فن تاریخست و دریں صفت دیرا ملکۂ مہارتے است کہ بیان آں متحمل بر اغراق می شود، چنانچہ چند نثر و قصائد طولانی در آنست کہ با مناسبت معنوی و رعایت لفظی و مقامی از ہر فقرہ و مصرع آں مادۂ تاریخ بہم میرسد و ازیں چند قطعۂ تاریخ کہ دریں جا مسطور گردیدہ غیر ازیں معنی بہ ظہور مے پیوندد.. "

(مصنف نے بیدار کے غیر تاریخی کلام کا نمونہ بھی دیا ہے۔ مصنف کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ بیدار کا کلیات ۷ ابواب.. یا زیادہ پر مشتمل تھا جس میں تاریخیں مختلف عنوانات مثلاً ولادت، کدخدائی، وفات وغیرہ کے تحت درج تھیں
ولادت میر نصیر: رونق مسند ارشاد فرود ۱۱۱۴۔ ختنۂ پسر ناصر الملک سید محمد رضا خاں طباطبائی: بگرفت گل از شمع وجود ۱۱۸۹۔ کدخدائی عماد الملک با دختر علی قلی خاں:

Marfat.com

بانوے دہر چوں منوّر ساخت — شمع سال بزم عیش آصف جاہ
سال تاریخ آں رقم کردم — جلوۂ مشتری بمنزل ماہ ۱۱۶۹

تاریخ ختنۂ ؟ "حبذا آصف سلیمان جاہ .. سنت ختنۂ خلف چو ادا کرد روز مبارک مسعود (تاریخ: "زیب بہ سنت خلیل افزود، زیب ۱۹ + ۱۱۸۰ = ۱۱۹۹- "قصیدۂ طولانی" "در تہنیت کتخدائی .. آصف الدولہ .. از ہر مصرع .. ۱۱۸۴ھ ہجری .. برمی آید" ازاں جملہ: بداند قدر ایں گوہر آں کو قدرداں آمد" مگر اس سے ۱۱۸۴ھ نہیں نکلتا اور یہی کیفیت بعض اور مصرعوں کی بھی ہے مثلاً: ہزاراں اسپ و صدہا پیل و جاگیرات و یومیہ کتخدائی صبیۂ مظفر خاں: .. نہ شد حاصل بغیر از نقد تاریخ گنہ لازم .. برباد محنت .. ۱۱۷۰[۳۳] (ایک لفظ پڑھا نہیں جاتا) - کرسی نشستن عالی گہر: فزودہ رونق کرسی جلوس شہزادہ ۱۱۹۵ (مگر اس سے ۱۱۶۹ نکلتا ہے اور ۱۱۶۵ صحیح سال بھی نہیں ہو سکتا) دیوانی تن راجہ ناگرمل:

رائے رایاں کہ زیب دیوانیست — ہمسر روح با بدن آمد
گفت بیدار سال تاریخش — شکر للہ کہ جاں بہ تن آمد ۱۱۶۲ (کذا)
کرنیل بہ میرزائے عالی ہمت — بخشید چو از پے نیابت خلعت
تاریخ مبارکش رقم زد بیدار — "افزود بہ مسند حکومت زینت ۱۱۹۵ (کذا)

(یہ پتا نہیں میرزا اور کرنیل کون ہیں) - جاٹ اور صفدر جنگ کی شاہ وزیر سے صلح: "ہاتف غیب سال تاریخش گفت اصلح خیر قال اللہ ۱۱۶۲ (کذا) - وزارت آصف الدولہ: پوشید خلعت آصف ثانی ہزبر جنگ تاریخ آں وزارت ہندوستاں رسید ۱۱۹۰ (کذا) - مراجعت حیدر بیگ خاں از کلکتہ: طلوع بدر ہمایوں بود ز مطلع مشرق ۱۲۰۱ (کذا) - صحت یابی "راجہ ٹکیٹ رائے": تنت نیاز طلبان نیازمند بساد ۱۱۹۳ (کذا) - باغ نور افشاں فیض آباد: بے شبہ نعیم و کوثر و تسنیم است ۱۱۹۲ (کذا)، چاہ بنا کردۂ رائے میکو لعل: نبع خیر فی سبیل اللہ .. ۱۲ (کذا)، مسجد زین خاں: بیا نماز جماعت کن بہ بیت اللہ ۱۱۷ (کذا)، روضۂ شیخ محمد زبیر سرہندی: روضۂ حبیب سبحاں ۱۱۹۴ (کذا)، سرفراز الدولہ مرزا حسن رضا خاں کے کربلا علم بھیجنے کی تاریخ: "پے جناب علمدار کربلاست نیاز ۱۱۹۳ (کذا) - وفات منور شاہ: ز صفر بود روز بیست و دوم ۱۱۳۰ (کذا)، وفات میر کلو: مقام میر کلو بہ بہشت ۱۱۹۶ (کذا)، وفات عبد المجید خاں: فردوس باد مسکن عبد المجید خاں ۱۱۷۰ (کذا) (انھیں "امیر دانا" کہا ہے) وفات اسد الدولہ: خنک آنکس کہ گوے نیکی بردہ ۱۱۸۵ (کذا)، وفات یونس خاں ناظر: سادس ذیحجہ روز جمعہ ۱۱۸۲ (کذا)، وفات والدۂ مرزا ابو طالب: ہژدہم روز ماہ ذیحجہ بود جگاہ ۱۱۹۹ (کذا)

(۱۴) دیگر محمد حفیظ نوید تخلص می نماید، نبیرۂ شاہ مظفر قلی است کہ رسالہ امکان الزماں در ترجمۂ صحیح بخاری و دیگر متون وزیب

---

۳۳ مادہ ہائے تاریخ سے ہر جگہ اعداد مطلوبہ نکلتے ہیں یا نہیں یہ نہیں کہہ سکتا۔ اعداد نسخۂ قلمی کے مطابق درج ہوئے ہیں۔

التفاسیر انتالیفات طبع وقاد داوست ـ تولدش در.. شاہجہان آباد.. بعد ہرج ومرج از وطن مالوف بہ شہر پورنیہ بنگالہ افتاد
مدتہا در آنجا بودہ از کشمکش زمانہ نا ہنجار در آنجا ہم صورت اقامت استوار نیامدہ در ۱۲۰۰ھ.. ہجری بہ لکھنؤ وارد گردید
حالا از ملک الشعرا.. منت اصلاح شعر می گیرد واز جودت طبع وکلامش موضوع ــــ بپیوندد کہ دریں فن بجائے برسد۔

(۷۵) دیگر جامع کمالات نفسانی میرزا صدر[۴۴] الدین محمد اصفہانی.. بجمال صوری وکمال معنوی آراستہ سر رشتہ انبش
بہ جابر ابن عبداللہ انصاری.. می رسد. آبائے کرام میرزا را حضرت صاحبقران از عربستان کوچانیدہ در اصفہان
توطن داد وآں زمرۂ واجب التعظیم در عہد صفویہ.. در امور دیوانی دخل یافتہ، یکے از ایشان کہ مرزا سلیمان جاہ پیش گویند
قدم بر مسند وزارت اعظم نیز نہادہ وکلانتری آں بلدہ بجد مادری مرزائے موصوف رئیس برکہ تعلق داشتہ دریں ہمیں اثر بیب خرمن حیات
والد.. ایشاں در میدان نقش جہان اصفہان بہ آتش قہر قہرمان ایران احتراق یافتہ ـ لہذا در اوائل عمر ترک وطن گفتہ از راہ
کابل وارد ہندوستان گردید. مدتے در جموں وکشمیر بسرکار شاہ ابدالی بعزت گذرانیدہ. در عہد امارت.. مرزا نجف خاں.. بہ
شاہجہان آباد و بسبب عدم موافقت وتحریک مختار الدولہ.. در ۱۱۸۹ھ.. بہ لکھنؤ رسیدہ حالا.. بصحت و
سلامت درآں بلدہ اقامت دارد، اما بہ بابائے ناقدر دانی مبتلا واز خانہ کمتر بیرون می آید وسخن را بہ سلامت وروانی
بطور فصحا نظم می فرماید..

آں بندہ کہ سر نہ پیچد از حکم　　صدر است کہ کمترین غلام است

(۷۶) مرزا محمد علی خلف الصدق مرزا شرف[۴۵] الدین وفائے قمی آں است کہ ذکرش.. گذشت. میرزا.. نیز بمضمون
الولد سر لابیہ بجمال ظاہر وکمال باطن متصف می نماید وارثہ واکتساب ابیات بلاغت آیات بر صفحات روزگار می نگارد. بعد
والد بزرگوار وارد ہندوستان خراب گشتہ در سلک ملازمان نواب آصف الدولہ بہادر.. منسلک گردید وپس از چندے
بخیال خام یکے از دختران مرزا علی خاں برادر سالار جنگ مرحوم را بہ گردن خود بستہ اوقاتش بتشویش وتفرقہ انجامید
چوں مصرے بہ نظرش نمے آید الی الآن در ہماں طرفہا بہ تلخ کامی می گذراند ودریں عرصہ دیوان ضخیم با لجم (کذا) از نتائج افکارش
ترتیب یافتہ از آں جملہ قلیلے دریں اوراق ثبت کردہ آمد ــــ.. در وصف الحال

دورم زجور چرخ زیار ودیار خویش　　از روز خود چگویم ودر روزگار خویش
کے دادمے بہ عشوۂ خوبان ہند دل　　بودے اگر بدست مرا اختیار خویش
دیدم شراب وصل علاجم نمی کند　　از شربت فراق شکستم خمار خویش

[۴۴] تخلص نہیں دیا، مقطعوں سے معلوم ہوتا ہے کہ صدر تخلص تھا۔
[۴۵] تخلص نہیں دیا، مقطعوں سے معلوم ہوتا ہے کہ صفائی تخلص تھا۔

Marfat.com

آں بلبلم کہ فصل گلم در قفس گذشت ۔۔۔ اے گل چگونہ شرح دہم از بہار خویش

خاطر نمی کشایدم از مسجد و کنشت ۔۔۔ در حیرتم صفائی ازیں کار و بار خویش

(۱۷) دیگر محمد قتیل[۱] واومردے وارستہ نہاد و اصلش از کھتریان ساکن شاہجہان آباد است. بنا بر فیض صحبت ارباب اسلام.. بہ قانون ملت محمدی بہ طاعت ایزدی پرداختہ.. و بہ فرمان ہمت بلند مدت العمر بہ ترک و تجرید گذرانیدہ نفایت تحریر بہ ہاں شیوۂ ستودہ قیام دارد و در خان عافیت و صحت بہ معاشرت شاگرداں و دوستاں در.. لکھنؤ بسر می برد از اشعارش دیوانے مرتب گشتہ۔

(۱۸) دیگر مرزا علی نقی خاں سلمہ اللہ.. کہ بجمیع صفات انسانیت متصف می نماید و در انشاے سخن گاہے بلفظ ساں و گاہے بکلمۂ نقی تخلص می فرماید.. لسان خامۂ فصیح بیانش در انشائے نظم و نثر بسان نوک مژگان خوبان سحر طراز.. مولد شریفش.. لاہور.. و نشو و نما در.. عظیم آباد یافتہ و والد نامدارش محمد قاسم خاں ابن فضیلت خاں بہادر شاہی نام داشتہ. اصلاح سخن و تخلص از شیخ حزیں.. و مولوی محمد غوث حکمت تخلص جونپوری دارد و تا حال افکارش از قصیدہ و مثنوی و غزل و قطعہ و رباعی وغیرہ بدہ ہزار بیت می رسد. از الجملہ قربت دو صد بیت کہ از غزلیات آں کتاب کہ ایں حقیر انتخاب نمودہ با ایں قطعہ کہ نوشتہ می شود بجہت اخراج بخدمتش فرستادہ مقبول گشتہ بود دریں مقام درج است

از بر دوستے کہ خامۂ او ۔۔۔ چوں رگ ابر گوہر افشان است

برم آمد کتابے و چہ کتاب ۔۔۔ کہ خطش رشک خط خوبان است

ہر سوش از بہار معنی و لفظ ۔۔۔ گو نیا جوش گل و ریحان است

کم کم از ہر طرف نمودم سیر ۔۔۔ کہ حواس خرد پریشان است

دُر شہوار قرب دو صد (کذا) ۔۔۔ کہ ہمہ بے بہا تر از جان است

قسمت من بہ شد ز خواہش ۔۔۔ زانکہ آں بیکراں چو عمان است

الحمد اللہ و المنۃ کہ آں دوست صادق بود و در حینیکہ تحریر قرین صحت و عافیت در بلدۂ کلکتہ قیام و مقام دارد بعد ازیں ہموارہ سلامت و عزت شامل حالش باد۔

(۱۹) دیگر مولوی سراج الدین علی خاں، موحد تخلص.. کہ ضمیر راست تاثیرش منحرفاں اعتدال طبیعت را سراجے منیر در شاہراہ وجود نہاد و طبع وارستہ آزادش سرور ادر حلقۂ بندگان خویش جائے دادہ. موطنش ہم لکھنؤ است۔ آبائے کرامش لوث زوایدی دنیوی از خود فروشستہ بہ قناعت مے گذرانیدند و وے در اوائل تمیز بہ اکتساب علوم

---

[۱] نام محمد حسن تھا اور تخلص قتیل تھا۔

پرداخته بامید استخلاص مواضع معاش به امداد صاحب دولتے قاصد بنگاله گردید و چندے در رفاقت . مظفر جنگ گذرانیده خود را بلده کلکته رسانید و منظور نظر بعض از صاحبان فرنگ گشته بایماے شان به ترجمهٔ بعضے کتب فقهیهٔ اثنا عشریه پرداخت و پس ازاں در سلک قضات ارباب فتواے بنگاله انسلاک یافت لغایت تحریر بخیریت و عزت بهماں علاقه بسر مے برد علاوهٔ آں در افادهٔ طلبهٔ علوم و معالجهٔ مرضے نیز خود را معذور و معاف نمیدارد. از نتائج افکارش مجموعهٔ به شیرازه رسیده در ینجا قلیلے آورده شد۔

(۲۰) دیگر مهر درخشاں فلک مجت و رافت نواب محبت خاں بهادر.. سلمه الله.. که روائح نسیم بهار شمه ایست از نتائج مکارم اخلاق او حکایت نافه تتار استعاره ای نماید از طبع لطیف باشفاق او۔ والد بامدارش حافظ الملک رحمت خاں مشهور است که از جمیع امراے روهیله و افغاں در عصر خود بمزید مواد شوکت و کمال تقوی و معدلت علم تفوق و امتیاز مے افراشته و به قلم فکر و تدبیر نقش جهانگیری بر صفحهٔ خاطرے نگاشته ۔ مولد شریفش یکے از بلدان سنبهل و مرادآباد است.. در عهد پدر.. همگی همت مصروف اکتساب کمالات نفسانی و استیفاے لذات جسمانی مے داشت و بعد انقراض آں دولت از روی ضرورت به لکهنؤ نقل نموده در همان بلده طرح سکونت انداخت به قلیلے نقدے که بعوض تصرف ملک از سرکار وزیر قرار یافته چوں پاے سرداران فرنگ در میانست از آفت قصور و زوال که در عهد نیابت امیرالدوله رائج آں سرکار گشته محروس و مصؤن (کذا) گذراں می نماید و بحمد الله لغایت تحریر در لکهنؤ به سلامت و عزت سایهٔ عاطفت بر تمامی اخوان و بقیهٔ دودمان گسترده دارد ۔ بمقتضاے موزونی طبع از نتائج فکرش اشعار آبدار بر صفحات روزگار ثبت مے شوند و ایں شعر که به تخلص محبت آورده شد از آں جمله اند۔

(۲۱) دیگر میرزا عبدالله متخلص به رافت است که در تر از دوے طبع آزاد لش مناصب اهل جاه و مراتب دنیا سنگ جوے ندارد و اینکه پدر و برادران عالی مقدارش همواره با مور عظام ملک داری اشتغال ورزیده مرجع خلائق می باشند از کمال تقوی . خیال شرکت ایشان پیرامون ضمیرش نمی گذراند مولد شریفش .. لکهنؤ و اسم والد.. ایشان مغفور میرزا کاظم است که مدت العمر در رفاقت دودمان وزیر به اعتبار گذرانیده و یکے از اخوان میرزا علی رضا مرحوم است که در جود و سخا نیز الامام مسلم مے نموده و میرزاے معزالیه لغایت تحریر در سن قرب پنجاه به صحت و سلامت در همان بلده اقامت میدارد و اوقات شریفت را به نشر فوائد علمی و اکتساب سرمایهٔ اخروی صرف می نماید به فرمان استعداد و موزونی جبلی اشعارے که شعراے فلک از نظم مثال آں عاجز باشند از نتائج افکارش به جلوه گاه ظهور می خرامند و ایں چند بیت که دریں مقام ثبت کرده آمد بریں دعوی گواه صادق اند. تصوفانه

Marfat.com

ملک را پائے در گل بود شب جائے کہ من بودم | فلک خود فرش منزل بود شب جائیکہ من بودم
در آں خلوت کسے محرم نبود از عالم و آدم | ہمیں دل شمع محفل بود شب جائیکہ من بودم

(۲۲) دیگر خواجہ عبد اللہ، تائید تخلص است کہ بدقت فکر و فہم معانی شعر و معمّا نزد معاصرین خویش مسلّم است اصلش بہ خواجگان سمرقند.. منتہی مے گردد بہ صفت سنجیدگی و آداب مجلس و دیگر خصوصیات انسانیت متصف می باید۔ بست سال قبل ازیں کہ حقیر در مرشد آباد قیام و بقران.. مظفر جنگ بغرض استمالت در سلک مجلسان.. مبارک الدولہ بہادر انتظام دانست خواجۂ موصوف نیز در زمرۂ آنا ایلقان معتبر آنجناب محسوب مے شد و آں امیرزادہ.. راکہ در حداثت سن از شاہ مسند نظامت بنگالہ جلوس نمودہ بود بہ اشارۂ خان خاناں بہادر بعلم آداب تکلم می کرد۔ بنابریں اکثر صحبت لازم المسرت راتگاں تیسرے یافت اما در چوں در آں ایام تحریر ایں کلمات در نظر نبود چنانچہ باید بہ تفتیش حال دگرد آوری تو الش نہ پرداخت لہذا بہ تنسیق یک دو رباعی کہ در خاطر بود اکتفا رفت و از خارج مسموع گشتہ کہ ترک لباس دنیوی کردہ لغایت تحریر در.. عظیم آباد مقیم است۔

(۲۳) راقم ایں کلمات پریشاں ابو طالب عفی اللہ عنہ اسم والد ایں حقیر حاجی محمد بیگ خاں و اصل آں مرحوم از ترکان آذربایجان و مولدش عباس آباد اصفہان است۔ در عہد جوانی وارد ہندوستان گشتہ.. ملازم.. ابو المنصور خاں در ریاست جمیع از فرقۂ سپاہ نامزد گردید و بعد تقرر بہ نیابت[۲۷] صوبۂ اودھ بہ اعانت و رفاقت محمد قلی خاں مرحوم مامور شدہ شرائط آں کار کما ینبغی بتقدیم رسانیدہ۔ بعد شہادت محمد قلی خاں از نہایت دلتنگی تمامی جہات و عیال در عسکر.. شجاع الدولہ و شہر لکھنؤ بر جا گذاشتہ با چند غلام راہ بنگالہ[۲۸] در پیش گرفت و مدتے در آں سمتہا بہ اعتبار گذرانیدہ در کہ قریب بہ شصت در.. مرشد آباد برحمت حق پیوست۔ تاریخ وفات..

محمد ابن شفیع آں خجستہ والد من | کہ بود ذی شرف فضل حج و عقل و ادب
شتافت چوں بہ بہشت بریں ازیں عالم | ز تاب فرقتش افتاد جان ما در تب
چو داشت با ہمہ کس روئے راے انور او | بدون مہر رخش روز عالمے شدہ شب
و تودیع ایں غم عظمی بما دل افگاراں | چو بود از سنہ ہجری رسول عرب
ہزار با صد و ہشتاد و دو سہ یوم از حج | ہماں نوشت بہ الہام سال رنج و تعب

---

۲۷ تقرر بہ محمد قلی خاں سے مراد۔ ۲۸ سیر طالبی میں ہے کہ شجاع الدولہ نے محمد قلی خاں کو قتل کرانیکے بعد ان کے رفقاء کے ساتھ بھی سختی کی تھی، اسی وجہ سے بھاگے ہوں گے۔

Marfat.com

زروے جزم و یقیں آمد از دلم سوے لب　　نمودہ طوف بہشت بریں[۳۸ الف] دوم تاریخ

و پدر مادر ایں گمنام ابوالحسن بیگ نام داشتہ و آں مغفور نیز در اصفہان .. تولد یافتہ بود در صفت تقویٰ .. و رقت قلب و محبت دودمان طاہرہ نبوی بے نظیر .. می نمود، و در خدمت برہان الملک .. خصوصیت و قدامت اخلاص ثابت می کرد و ہم بدیں جہت بعد رحلت آنجناب روے توجہ بامر سپاہگری نیاورد۔ ولادت ایں بے سعادت در سنہ یک ہزار و یک صد و شصت و شش در شہر لکھنؤ اتفاق افتادہ۔ بعد قضیۂ مذکورہ .. شجاع الدولہ .. بمقتضاے اتحاد اہلی در صدد تربیت برآمدہ، بجہت ایں کمتریں مدد خرج کمبت و معلم تعین نمودہ ہر گاہ بہ لکھنؤ تشریف می آورد البتہ تفتیش احوال و تفقد بر حال ایں شکستہ بال می فرمود۔ پس از انقضاے چہار سال حسب الطلب والد و اجازت آنجناب وارد مرشد آباد گشتہ بعد یکسال و کسرے کہ ہنوز سنین عمر از مرحلۂ چہار دہ[۳۹] تجاوز نہ کردہ بود بہ آفت بے پدری و تکفل خدمات ملک و پرداخت امور خانگی مبتلا گردید و شش سال دیگر بنا بر کمال عاطفت نواب .. مظفر جنگ بہادر خان خاناں در بنگالہ توقف دست دادہ در اواخر ۱۱۸۹ھ .. کہ ابتداے جلوس .. آصف الدولہ بر مسند وزارت[۴۰] و اجلال بود دیگر بارہ بہ ملازمت صاحب خویش رسید و بہ تجویز مختار الدولہ .. کہ از قدیم فی مابین روابط وداد استحکام داشت، بعضے محالات میان دوآب و رسالۂ فوج بہ شراکت سید زین العابدین خاں مرحوم کہ باتفاق وارد صوبہ شدہ بودیم بہ عہدۂ ایں کمتریں مقرر گشت و بہ نحوے کہ ذکر آمدہ چوں آں مرحوم بہ بلاے غدر و خلاف نمائی حیدر بیگ خاں کابلی مبتلا گردید، ایں حقیر تا آخر کار شریک حال کثیر الاختلال ماندہ، ایں معنیٰ و دیگر توہمات بے اصل باعث تغیر مزاج امیر مذکور گشت۔ لہذا بعد فوت سید مرحوم بہ قصد بداندیشی شامل متعینان صاحب والاقدر کرنیل ہانی کہ از سرکار وزیر بانتظام محالات سرکار گورکھپور قیام و در میان مردم بہ سبعیت (سبعیت ؟) اشتہار تمام داشت خواہ ناخواہ تعین ساخت و بہ حسب اتفاق میان ایں فقیر و صاحب معزالیہ صحبت نہایت موافق افتاد۔ سہ سال تمام بہ اختیار و اقتدار انقضا یافت۔ چوں تنبیہ اکثر مفسدان و خانان آں طرف کہ بمقتضاے ہم پیشگی با میر مشارٌ الیہ متحد بود، بہ فرمان کرنیل از دست خود بعمل آمدہ بود، خاطر عداوت مظہر ش آزار تمام یافتہ یکی ہمت آزار احقر را پیش نہاد ہمت خود نمود .. مسٹر جانسن بہادر کہ از سرکار کمپنی عالی شان انگریزیہ بہ اعانت و پرداخت سرکار وزیر مامور بود از خارج بریں ماجرا آگاہی یافتہ بمحض حمیت و رحم حمایت و تقویت ایں حقیر فرمودہ، و چوں در آں سنوات توجہ صاحب معظم الیہ کار ہاے

---

۳۸ الف ۔ ''نمودہ .. بریں'' سے ۱۱۷۹ مستخرج۔ اس میں جزم کے ج اور یقین کی ی کے اعداد ۳ + ۱۰ = ۱۳ کا اضافہ ہو تو ۱۱۹۲ سنہ مطلوب نکل سکتا ہے، اور یہی مصنف کی ہدایت ہے۔ ۳۹ محمد بیگ خاں کے سال وفات کو دیکھتے ہوئے چاردہ غلط معلوم ہوتا ہے۔ ۴۰۔ آصف الدولہ ۱۱۸۸ھ میں مسند نشین اودھ ہوئے لیکن وزارت ۱۱۸۹ھ کے بھی بعد ملی تھی۔

Marfat.com

خیلے از دست ایں حقیر سرانجام یافتہ دست تسلط وے ازینجانب کوتاہ گشتہ بود، بر دولت خویش ترسیدہ، از در آشتی و صلح درآمد و مراتب عہد و پیماں را بہ حضور کلام اللہ تحریراً و تقریراً مؤکد ساختہ در لباس دوستی شروع بعادت جبلی خویش کرد و حقیر ازیں حرکات و سکنات ش آثار غدر تفرس کردہ خویشتن داری نمودم و از طمع .. جاہ یک بارگی برخواستہ (خاستہ) بہ فضل پروردگار از آفت مکر و حیلۂ او مصئون (کذا) ماندم۔ چوں سالہا بدیں نمط بسر آمدہ و ہرا صورت مراد در آئینۂ بدخیالی روے نہ نمود، بہ فرمان طبع لئیم قلیل مداخلے کہ از سرکار و زیر معہود حال پے (کذا) کاری مضایقہ کردن گرفت و حقیر زیادہ بریں استقامت در آں صحبت منافی حزم و عافیت دانستہ بنا بر روابط مذکورہ در اواسط سنہ ۱۲۰۲ھ .. ہجری عازم .. کلکتہ گشت و بعد وصول برخلاف مدعائے وے از اکابر آنجا تعظیم یافتہ بوعدۂ امداد مستظہر گردید و لغایت تحریر کہ مدت چہار سال گذشتہ .. بسبب موانع و مصالح ملکی ایفائے آں در عقدۂ توقف ماند۔ ہنوز آں بہ مقطع نرسیدہ بود کہ زمان حیات آں محسن[۱] بسر رسید، یکے از موزونان عصر تاریخ وفاتش را .. نظم کردہ :

آں کو حق خلق زاں خود مے پنداشت · از ہیچ نیافت بہرہ و جملہ گذاشت

"خسران دو کون حاصل[۲] بدبیں بود" · تاریخ وفات ہم خرد ایں بنگاشت

خلاصہ بسبب ہرج و مرج کہ از آغاز تمیز و شعور شامل حال .. است فرصت تحصیل اکتساب فضائل دست نداده، اما بمقتضائے شوق فطری در ادراک فیض صحبت افاضل و مطالعۂ کتب و تتبع زبان از مردم دانا دل خود را معاف و کاہل نداشتہ۔ لاجرم .. طوطی طبع ایں بے کمال فی الجملہ گویا گشت، لاکن چوں ضبط آں ہفوات بہ ہیچ وجہ منظور خاطر الفعال (کذا) نیست، دریں مقام بجہت امر بریں چند رباعی[۳] اکتفا رفت۔ اما چند رسالہ نیز در عروض و اخلاق و طب و غیرہ کہ دریں مدت .. تالیف یافتہ کہ ہر یک موجز و مفید[۴] .. می نمود دریں مقام درج کردم ..

(نوائے ادب، جولائی، اکتوبر ۱۹۵۱ء)

۱؎ طنزاً محسن کہا ہے۔ ۲؎ خسران الخ = ۱۲۰۶۔

۳؎ مصنف نے اپنی غزل کے اشعار بھی دیے ہیں، اور بعض قطعات تاریخ بھی ہیں، جو غالباً ۱۲۰۶ھ کے بعد بڑھائے گئے ہیں، لیکن مقدم الذکر کے بارے میں قطعی طور پر کچھ کہنا مشکل ہے۔ ایک رباعی میں مظفر جنگ کو ماہی مراتب و تخت رواں ملنے کا ذکر ہے، ایک رباعی میں ان کا مرثیہ اور ایک سے زیادہ رباعیوں میں مصنف کے پسر خورد کا مرثیہ ہے۔ ۴؎ مصنف نے خاتمے کی تمہید میں جن رسائل کے نام دیے ہیں، وہ سب کے سب اس نسخے میں نہیں مگر اوراق ضائع نہیں ہوئے ہیں، ظاہرا کسی وجہ سے جن رسائل کو کاتب نے نقل نہیں کیے۔

Marfat.com

گلشن ہند مصنفہ میرزا علی لطف ؛ گلشن طبع ۱۹۰۶ء

گلشن ہند کا ایک خطی نسخہ حیدر آباد میں شبلی کی نظر سے گزرا اور انھوں نے ایک صاحب کو اس کے چھپوانے پر آمادہ کیا۔ متن کے تحشیے اور تصحیح کا کام شبلی نے خود اپنے ذمے لیا، اور مقدمہ نگاری کی خدمت مولوی عبدالحق صاحب بی۔اے پرنسپل مدرسۂ آصفیہ کے سپرد کی گئی۔ ان کا مقدمہ جسے اردوے معلّٰی (نومبر ۱۹۰۶ء) نے شائع کیا اور جو طبع ا کے ۲۴ صفحوں میں آیا ہے گلشن[1] کے اس نسخے میں شامل ہے جو ۱۹۳۷ء میں گلزار ابراہیم (= گلزار) کے ساتھ انجمن ترقی اردو نے شائع کیا تھا۔ ابھی اس کے سوا کہ اشتیاق کے بارے میں دو سطروں کا حاشیہ بڑھا دیں، ۲۸ برس گزر جانے پر بھی، کہیں کچھ گھٹانے بڑھانے یا بدلنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔ اس "عالمانہ[2]" مقدمے کی کیفیت دیکھیے:

ا) لطف کے وہی حالات درج ہیں، جو گلشن میں ہیں، اضافہ ہوا ہے تو یہ کہ لطف بقول شیفتہ میر کے شاگرد تھے اور کچھ دن "نواح عظیم آباد" میں رہے۔ تلمذ میر سے اس بنا پر انکار کیا ہے کہ خود لطف یہ کہتے ہیں کہ "مشورہ دینے کا فقط اپنی ہی طبع ناصواب سے ہے" اس کا تو واقعی کوئی ثبوت جو شایان پذیرائی ہو، موجود نہیں، مگر لطف کی شاگردی کے بارے میں ایک ضروری بات مقدمہ نگار سے قلم انداز

---

[1] گلشن کے کئی خطی نسخے ہیں از آں جملہ نسخ کیمبرج و بمبئی، اس موقع پر کسی ایک کی طرف رجوع کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔ گلشن طبع ا کے سرورق کے کچھ عبارات طبع ۲ میں موجود ہیں، لیکن، لطف کا دیباچہ خارج کر دیا گیا ہے۔

[2] سرورق گلشن ہند۔

Marfat.com

ہوگئی۔ عشرت بریلوی صاحب مثنوی مطبوعہ کا بیان ہے کہ ان کے استاد لطف کو سودا سے تلمذ تھا۔ اس سلسلے میں مصحفی کا قول ہے: "نسبت دیگر شعراے ایں جا متانتے دارد ؛ واین جہت خود را بشاگردی مرزا (سودا) متہم میکند۔ واللہ اعلم بالصواب" (تذکرۂ ہندی)۔ اس کا امکان ہے کہ لطف نے کسی زمانے میں مشہور کر رکھا ہو کہ انھوں نے سودا سے اصلاح لی تھی، لیکن بعد کو امر واقعی کا اظہار کر دیا ہو کہ کسی کے شاگرد نہیں۔ "نواح عظیم آباد" میں قیام کے بارے میں کوئی راے ظاہر نہیں کی گئی، کسی اور نے جہاں تک میرا علم ہے نواح عظیم آباد نہیں لکھا، عظیم آباد لکھا ہو تو لکھا ہو۔ ترجمۂ آصف میں لطف نے اپنے متعلق ایک اہم اطلاع دی ہے: "راقم۔ صغر سنی سے ملازموں میں اس آستانۂ دولت کے مع رسالہ سرفراز اور افراط عنایت۔۔ سے اس کی ہمچشموں میں ممتاز تھا" مقدمے میں اس کا ذکر نہیں، اور یہی حال جہاندار شاہ کے مشاعرے میں شرکت کے معاملے کا ہے جس کا ذکر ترجمۂ جہاندار میں ہے

"اس فرمایش (تالیف تذکرہ) کے بعد نہیں تو اول ضرور حیدرآباد میں تشریف رکھتے تھے، کیونکہ ان کے کلام میں وہ قصائد درج ہیں جو انھوں نے اعظم الامرا ارسطو جاہ اور میر عالم کی مدح میں لکھے تھے۔ اعظم الامرا دوبارہ ۱۷۹۵ء میں وزیر مقرر ہوئے اور مئی ۱۸۰۴ء میں انتقال کر گئے۔ ان کے بعد اسی سال میر عالم وزیر ہوئے

۱۔ پیدایش کہیں کی ہو، "صغر سنی" سے مقیم لکھنؤ ضرور تھے، قیاس ہے کہ ۱۷۶۱ء اور ۱۷۶۵ء کے درمیان پیدا ہوئے ہوں گے ۲۔ یہ بات صحیح ہو گی مگر میں ان کی صحت کا ضامن نہیں، میں نے ان کے متعلق ذاتی تحقیقات نہیں کی۔

Marfat.com

اور ۱۸۰۸ء میں وفات پائی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مولف اسی زمانے میں حیدرآباد چلے گئے تھے۔ چونکہ ان کو زیادہ تر... انگریزوں سے سابقہ رہا ہے یا اہل حیدرآباد سے، انھوں نے ایک شعر میں اس تعلق کو بڑی خوبی سے ادا کیا ہے...:

"ہوا آوارہ ہندستاں لطف آگے خدا جانے دکن کے سالو روغن مارا یا انگلن کے گوروں نے"

ڈاکٹر عبدالحق نے تالیف تذکرہ کے بعد لطف کے حیدرآباد جانے کے بارے میں قطعی طور پر کچھ نہیں کہا، لیکن 'یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ اس سے قبل ضرور وہاں گئے تھے' اور اس کی وجہ گلشن میں اعظم الامرا وغیرہ کی مدح میں قصیدوں کا ہونا اور "ہوا آوارہ الخ" کا گلشن کے حیدرآبادی نسخے میں ملنا ہے۔ انھوں نے اس پر مطلق غور نہیں کیا کہ اس میں ایسے اشعار ہو سکتے ہیں جو گلشن کے ابتدائی نسخے میں نہ تھے، اور تالیف تذکرہ کے بعد موزوں ہوئے تھے۔ لطف نے ترجمۂ افسوس میں لکھا ہے:

"ان کے نکلنے کی تقریب سے دو مہینے آگے راقم... لکھنؤ سے نکلا تھا اور وارد مرشدآباد کا تھا۔ دیدار سے اپنے انھوں نے نہایت خوش و خرم کیا اور چلتے ہوئے وعدہ کلکتہ کی سیر کا اس عاصی سے لیا۔ غرض بالفعل کہ سنہ ۱۲۱۵ ہجری میں (ہیں؟)... کلکتہ میں صاحبان عالیشان کے ساتھ... ملاقاتیں بعزت تمام رکھتے ہیں۔" ص۹

کلکتہ پہنچنے کے بعد تذکرے کی فرمایش ہوئی، تو لطف نے اسے قبول کر لیا، اس سلسلے میں ان کے قلم سے نکلا ہے:

"اگرچہ... اس ایلم میں ارادہ حیدرآباد کی سرکار رکھتا تھا، لیکن، ... اس مضمون کو اس خوبی سے ادا فرمایا کہ مجھ سے سوا اس بات کے اور کچھ بن نہ آیا کہ میں لاکھ جان سے حاضر ہوں" ص۳۰

عبارات بالا سے ظاہر ہے کہ لطف لکھنؤ سے مرشد آباد پہنچے (راہ میں کہیں ٹھہرے ہوں تو اس سے بحث نہیں) اور وہاں سے کلکتہ گئے۔ اس سفر میں حیدرآباد جانا نہیں ہوا اور اس سے قبل وہاں گئے ہوتے تو تذکرے میں اس کا ذکر ہوتا اور عزم حیدرآباد کی طرف ان الفاظ میں اشارہ نہ ہوتا "اس... رکھتا تھا"۔ اسی سلسلے میں یہ امر بھی شایستۂ التفات ہے کہ میر عالم جن کی مدح میں لطف کا قصیدہ (یا قصائد) گلشن کے خطی نسخے میں، بقول مقدمہ نگار، درج ہیں، ۱۲۱۹ھ میں وزیر ہوئے جو تالیف تذکرہ کے بعد کا زمانہ ہے۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ مدح وزارت سے قبل کہی گئی تھی۔ گلشن مطبوعہ کے مقدمے میں ایک قصیدے کے صرف دو شعر نقل ہوئے ہیں۔ پورا قصیدہ ہوتا تو ممکن ہے کہ اس میں کوئی ایسا شعر نکل آتا جس میں ان کی وزارت کی طرف اشارہ ہو۔ قصیدۂ زیر بحث جس وقت موزوں ہوا ہے، اس زمانے میں ان کا با اقتدار ہونا اس شعر سے جو مقدمے میں ہے ثابت ہے:

یہ راتنی عرض اے حاجت روائے خلق ہے تجھ سے

کہ میں خواہاں نہیں کچھ ملک و کوس و طبل و لشکر کا صاحب[۱۳]

مجھے یاد آتا ہے کہ کمال کے تذکرے میں ان کے حیدرآباد جانے کا ذکر ہے، اس کے متعلق میں قسط ۳ میں لکھوں گا۔

صوفی ملکاپوری نے محبوب الزمن تذکرۂ شعرائے دکن (حصہ ۲) میں لطف کا حال لکھا ہے، مگر باستثنائے گلشن ہند اپنے مآخذ کا ذکر نہیں کیا۔ گلشن کے متعلق ان کا بیان ہے کہ "نہیں ملا" نادر الوجود ہے۔ ترجمہ لطف کا خلاصہ یہ ہے: ولادت و نشو و نما دہلی میں ہوئی، علوم متداولہ حاصل کر کے "علامۂ دہر و تنہا یۂ عصر" ہوئے۔

میر کے شاگرد تھے، دہلی سے بنگالہ گئے اور وہاں سے عہد آصف جاہ ثانی میں وارد حیدرآباد ہوئے۔ ایمان ان سے بجا کہتے۔ لطف نے آصف جاہ و اعظم الامرا کی مدح میں قصائد کہے۔ مقدم الذکر نے "۱۰۰ روپیہ ماہوار اور ایک پالکی سے سرفراز فرمایا" اعظم الامرا نے بڑی تعظیم و توقیر کی اور اپنے مصاحبوں میں شریک کیا۔ زمانۂ وزارت میر عالم میں ان کے مصاحب ہوئے۔ سال وفات ۱۲۳۸ھ۔ لطف کے ۲ بھائی تھے جو شہر میں سوز خوانی کرتے تھے، ان میں سے ایک کو چوروں نے قتل کیا۔

(۲) ڈاکٹر عبدالحق نے علی ابراہیم خاں کے متعلق کسی حوالے کے بغیر لکھا ہے:

"متخلص بہ علی۔۔ بعہد کارنوالس بنارس میں چیف مجسٹریٹ اور بعد ازاں گورنر رہے" مصنف صحف ابراہیم و خلاصۃ الکلام و گلزار ابراہیم و وقائع جنگ مرہٹہ (تصنیف ۱۲۰۱ھ) و حالات بغاوت چیت سنگھ۔ خطوط برٹش میوزیم میں ہیں ص۱ یہ سب کچھ باستثنائے ذکر تخلص و خطوط حاشیۂ خطبات گارساں دتاسی ص۵ میں بھی درج ہے، اور حاشیۂ ص۶ میں انھوں نے دتاسی کے اس بیان کی نسبت کہ خلیل و حال تخلص تھا (بحوالہ تذکرۂ عشقی) لکھا ہے کہ "یہاں بھی مصنف سے غلطی ہوئی ہے۔ اس کا دوسرا تخلص علی تھا۔"

حقیقت یہ ہے کہ ڈاکٹر عبدالحق نے خلیل تخلص کی تردید نہیں کی۔ شورش عظیم آبادی کا قول ہے: "قبل ازیں حال تخلص میفرمودند، فی الحال خلیل تخلص میفرمایند" ص۲۴۳، عشقی عظیم آبادی کا بیان ہے: "در مقطع اشعار فارسی خلیل و در مقطع غزلیات ہندی حال تخلص میآرد" ص۲۴۴۔ یہ صحیح ہے کہ تذکرۂ شورش دتاسی کی نظر سے نہیں گزرا تھا، لیکن جیسا کہ وہ خود معترف ہے کہ اس کے مطالب سے فہرست اشپرنگر کی بدولت واقفیت ہوئی تھی، اور حال تخلص بحوالۂ عشقی فہرست کے ص۱۸۰ میں موجود ہے۔ عشقی علی ابراہیم خاں کا

Marfat.com

ہم وطن اور معاصر ہے، یہ جاننے کے بعد بھی کہ اس کے تذکرے میں حال تخلص مرقوم ہے، اس پر اصرار کہ علی صحیح ہے اور حال غلط، بڑے تعجب کی بات ہے۔ تذکرۂ شورش کے ایک شعر میں حال اور ۲ میں خلیل تخلص ملتا ہے ص۲۴۳ و ص۲۴۴، تذکرۂ عشقی نے ایک شعر میں حال تخلص موجود ہے ص۲۴۶۔ تمنا عظیم آبادی کی بیاض (ملک راقم) میں علی ابراہیم خاں کا بہت سا فارسی کلام ہے، اس میں خلیل کے سوا کوئی اور تخلص نہیں۔ علی تخلص خدا جانے انھیں کہاں ملا، یہ بے اصل محض ہے۔ دیباچۂ گلزار (مرقومہ ۱۱۹۸ھ/ ۱۷۸۴ء) میں وارن ہسٹنگز (Hastings) کے گورنر جنرل ہونے کا ذکر ہے، خود لطف کے بعض اقوال سے مستفاد ہوتا ہے کہ علی ابراہیم خاں ۱۱۹۸ھ کے پیشتر سے بنارس میں تھے۔ (رجوع ترجمۂ لطف) لیکن اس کے باوجود ڈاکٹر عبدالحق فرماتے ہیں کہ وہ "بعہد کارنوالس بنارس میں چیف مجسٹریٹ اور بعد ازاں گورنر رہے" یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس زمانے میں بنارس میں قیام سے یہ لازم نہیں آتا کہ چیف مجسٹریٹ بھی تھے، یہ صحیح ہے، مگر میرا خیال ہے کہ کارنوالس کے عہد سے پیشتر ہی ان کا تقرر ہو چکا تھا، اس کے متعلق آئندہ لکھا جائے گا۔ گورنر یہ بہر حال نہیں رہے۔

۳) "علی ابراہیم خاں نے ایک تذکرہ شعرائے ہند کا فارسی میں لکھا تھا اور اس کا نام گلزار ابراہیم رکھا تھا، کوئی ۱۲ برس کی محنت میں ۱۱۹۸ھ ہجری میں جا کر ختم ہوا۔ یہ۔۔ مسٹر گلگرسٹ کی نظر سے گزرا، انھوں نے مولف۔۔۔ سے فرمایش کی کہ اگر اس کا ترجمہ سلیس اردو میں ہو جائے تو بہت خوب ہو۔ ان کا منشا اس سے یہ تھا کہ انگریز بھی اسے پڑھ سکیں اور ان میں اردو زبان اور شاعری کا ذوق پیدا ہو جائے۔ اس طرح یہ کتاب اردو میں لکھی گئی، لیکن یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ یہ نرا ترجمہ ہے"

Marfat.com

بلکہ مترجم نے اس میں بہت کچھ اضافہ کیا ہے، حالات میں بھی اور کلام میں بھی جس سے بالکل نئی صورت پیدا ہو گئی ہے اور ایک تالیف کی حیثیت ہو گئی ہے.. دیباچے میں .. ہے: "یہ کتاب ہم نے دو حصوں میں لکھی ہے یہ پہلا حصہ ہے جس میں سلاطین نامدار، امرائے عالی مقدار اور شعرائے صاحب وقار کے حالات .. ہیں، دوسری جلد میں غیر مشہور شعرا کا تذکرہ ہوگا۔ اس دوسری جلد کے متعلق ہمیں کوئی اطلاع نہیں کہ لکھی گئی تھی یا نہیں۔"

(الف) اقتباس دیباچہ" علی ابراہیم خاں .. نے ایک تذکرہ شعرائے ہند کا عبارت فارسی میں لکھا .. اور نام اس کا گلزار ابراہیم رکھا .. ۱۱۹۸ھ .. میں وہ .. تمام ہوا، مشہور یوں ہے کہ ۱۲ برس میں سرانجام ہوا۔ گلگرسٹ صاحب کی نظر .. سے گزرا .. از بس کہ مشہور شاعروں کا احوال اس میں مجمل .. تھا، ایک مدت سے صاحب عالی حوصلہ کو خیال .. تھا کہ اگر بیان اس کا مفصل زبان ریختہ میں کیا جائے تو خوب ہو اور ہر ایک شاعر کی پوری پوری غزل اپنا جلوہ دکھائے تو نہایت .. مرغوب ہو۔ مبتدی اس سے بڑا مزا پائیں گے اور نوشتن کیفیت بہت اٹھائیں گے، چنانچہ .. فرمایا کہ تو اگر تن دہی اس مقدمے میں کرے تو ہم اس تذکرے کو اپنی طرز پر لکھیں .. مجھ سے سوا اس بات کے اور کچھ بن نہ آیا کہ میں لاکھ جان سے حاضر ہوں .. مدعائے دلی .. یہ معلوم ہوا کہ ان فارسی کتابوں کے ہندی نثر کرنے سے مراد ہیں یہ ہے کہ صاحبان انگریز تازہ ولایت سے جو آتے ہیں .. ان کے ذہن میں آسانی سے یہ عبارت آوے۔ گلشن ہند کی دو جلدیں کی ہیں۔ جلد اول .. میں عرض پیرازیاں سلاطین نامدار کی اور گوہر باریاں وزرائے والائے تبار کی اور

Marfat.com

خوش استعدادہاں امرائے عالی مقدار کی اور سخن تراشیاں شعرائے صاحب وقار کی جو کہ نام آور اور صاحب دیوان تھے، بیان کی گئی ہیں اور جلد دوم میں مذکور کیے گئے ہیں شعرائے گمنام و غیر مشہور یا وہ نومشق کہ ہنوز نہیں تمام کر چکے ہیں کہانی شمع و پروانہ اور گل و بلبل کی۔"

(۱) ڈاکٹر عبدالحق نے بتقلید لطف "تذکرۂ شعرائے ہند" لکھا ہے، حالانکہ اس سے لازماً یہ پتا نہیں ملتا کہ ریختہ گویوں کا تذکرہ ہے۔ انھوں نے گلزار ابراہیم کے زمانۂ تالیف کے بارے میں اسی کا اعادہ کر دیا ہے جو گلشن میں ہے۔ اس کے لیے دیباچۂ دستور الفصاحت کی طرف رجوع کیا جائے۔

(۲) لطف نے گلگرسٹ (ہر دو کاف فارسی) لکھا تھا یا کاتب نے گلکرسٹ کو گلگرسٹ بنا دیا، اس کا فیصلہ نہیں ہو سکتا۔ ڈاکٹر عبدالحق کے مقدمے میں ۶ جگہ یہ نام آیا ہے اور ہر جگہ گلگرسٹ ہے (طبع ۲ میں بھی اسی طرح)۔

(۳) دو باتیں جو گلکرسٹ نے فرمایش کے وقت کہی تھیں اور لطف نے لکھی ہیں، مقدمے میں نظر انداز ہوئی ہیں، ایک یہ کہ شاعروں کا حال مفصل ہو، دوسرے یہ کہ ہر شاعر کی پوری پوری غزل درج تذکرہ ہو۔ دکنیوں اور دہلوی ایہام بندوں کا مفصل حال لکھنا آسان نہ تھا، مگر اس کا کیا جواب ہے کہ لطف نے بہت سے معاصر شعرا کے متعلق بھی بہت اجمال سے کام لیا ہے۔ لطف سے یہ بھی نہ ہو سکا کہ ہر شاعر کی مکمل غزل پیش کر سکیں۔

(۴) "ہم اس تذکرے کو اپنی طرز پر لکھیں" سے کیا مراد ہے، واضح نہیں۔ ظاہری مطلب تو یہ ہے کہ خود گلکرسٹ بھی اس کی تالیف میں شریک ہونا چاہتا تھا۔

Marfat.com

ڈاکٹر عبدالحق نے اس کی طرف توجہ نہیں کی، اور یہ بات اپنی طرف سے بڑھا دی ہے کہ مقصد یہ تھا کہ انگریزوں میں "اردو زبان اور شاعری کا ذوق پیدا ہو جائے"۔

(۵) لطف کے بیان کے بموجب جلد اول میں "وزرا" بھی شامل ہیں اور ایک وزیر آصف الدولہ کا حال اور کلام اس میں ہے بھی، لیکن مقدمے میں "وزرا" قلم انداز ہوا ہے۔ مقدمے میں "یہ کتاب ... تذکرہ ہوگا" واوین کے اندر ہے، جو اس پر مشعر ہے کہ عبارت گلشن سے نقل ہوئی ہے، لیکن ایسا نہیں۔

(۶) گلزار و گلشن میں کیا فرق ہے اس کے متعلق مقدمہ نگار کا بیان بالکل ناکافی ہے، اور یہ اس صورت میں کہ انھوں نے گلزار کی شکل بھی نہ دیکھی تھی، ناگزیر تھا، مگر اس کتاب کے متعدد نسخے ملتے ہیں (ازآں جملہ نسخ پٹنہ و کلکتہ و رامپور) مقدمہ لکھنے کی ذمہ داری قبول کی تھی، اور یہ دکھانا بھی چاہتے تھے کہ دونوں میں کیا فرق ہے، تو گلزار کا مطالعہ ضروری تھا۔

(۷) گلزار مطبوعہ کے ۳۲۰ شعرا میں سے ۶۸ گلشن کی جلد اول میں ہیں؛ موخر الذکر میں صرف لطف ہی ایسے شاعر ہیں کہ ان کا ترجمہ اور کلام گلزار میں نہیں۔ گلشن میں صرف تانا شاہ و آفتاب و جہاندار ہی ایسے شعرا ہیں جن کا شمار سلاطین میں ہو سکتا ہے، حالانکہ کئی دکنی بادشاہ، دو مغل بادشاہ (محمد شاہ و احمد شاہ) اور متعدد مغل شاہزادے اس میں شامل ہو سکتے تھے؛ سلیمان شکوہ ۱۲۰۵ھ میں لکھنؤ گئے تھے، ۱۲۱۵ھ میں وہیں موجود تھے اور مصحفی، انشا، جرأت وغیرہ ان کے دامن دولت سے وابستہ تھے، ان کا عدم شمول خاص طور پر حیرت انگیز ہے۔ گلشن میں صرف ایک وزیر داخل ہے، آصف جاہ اور عمدۃ الملک (موخر الذکر

Marfat.com

گلزار میں ہیں) موجود نہیں، لطف نے اس کا خیال نہیں کیا کہ خود "وزرا" لکھ چکے ہیں، جس کا اطلاق ایک وزیر پر نہیں ہو سکتا۔ شعرائے گلشن میں چار پانچ ایسے ہیں جنھیں "امیر" کہا جا سکتا ہے، لیکن انجام کے سوا کوئی ایسا نہیں جسے "امرائے عالی مقدار" میں شمار کیا جا سکے، حالانکہ گلزار میں متعدد ایسے شعرا موجود ہیں (مثلاً انسان، صمصام الدولہ، موزوں) سلطنت، وزارت اور امارت سے قطع نظر، گلشن میں شمول کی یہ قید تھی کہ شاعر نام آور اور صاحب دیوان ہو (دیوان سے دیوان اردو مراد ہونی چاہیے، اس لیے کہ تذکرہ شعرائے اردو کا ہے)، لیکن اس میں ایسے متعدد شعرا موجود ہیں، جو نام آور ہوں مگر ان کا اردو میں صاحب دیوان ہونا نہ ثابت ہے اور نہ تذکروں میں ان کے اتنے اشعار ملتے ہیں کہ اس کا گمان ہو سکے کہ دیوان رہا ہوگا۔ ان میں سے بعض کے متعلق تذکرہ نگاروں کی تصریح موجود ہے کہ اردو میں انھوں نے بہت کم کہا۔ بیدل، آرزو، صانع، منت، نقیر، الہام (ملول)، امید اور دردمند فارسی میں صاحب دیوان ہیں، مگر اردو میں ان کا صاحب دیوان ہونا نہ کسی نے لکھا ہے اور نہ ان کا دیوان اردو موجود ہے؛ دردمند کا اردو ساقی نامہ، دو تین رباعیاں اور دو تین متفرق اشعار موجود ہیں، ان سے دیوان تو تیار نہیں ہو سکتا۔ امید کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ یہ امرا میں شامل ہیں، اور اس لیے شریک گلشن ہیں، مگر ان کا منصب ہزاری تھا، اور یہ امارت کا محض معمولی درجہ ہے۔ الہام کو کسی خاص شہر میں فارسی گو کی حیثیت سے شہرت رہی ہو، لیکن، اس کے باہر بہت کم لوگ ان سے واقف تھے۔ الم محض معمولی شاعر ہیں، اور ان کا صاحب دیوان ہونا کہیں سے ثابت نہیں، لیکن یہ بھی گلشن

Marfat.com

میں ہیں۔ لطف نے ایسے شعرا کو بھی شریک گلشن کیا ہے جو اردو میں صاحب دیوان ہوں گے، مگر نام آور نہیں، مثلاً امانی، لبمل، ولی (برادر زادۂ اسرار اللہ)، نعیم، مخلص، عیشی، خاکسار کو لطف نے صاحب دیوان لکھا ہے، مگر یہ بات کسی اور شخص نے نہیں لکھی۔ انھیں نامور نہیں کہا جا سکتا اور ان کا پایۂ شاعری بھی بلند نہیں۔ یہ دیکھتے ہوئے کہ گلشن میں کیسے کیسے شعرا موجود ہیں، سراج، فدوی لاہوری، فدوی ایہام گو، پیام، بیتاب، پروانہ، نوا، حشمت، مائل، راسخ، طپش، معین، محب، رنگیں، فراق، واقف، شوق دہلوی، شوق رامپوری وغیرہ کا عدم شمول قابل اعتراض ہے۔ ان میں سے بعض کے سوا سب گلزار میں موجود ہیں۔

لطف اس کے پابند نہیں کہ کسی شاعر کے سب اشعار جو گلزار میں ہیں، درج گلشن کریں، اور اپنی طرف سے کسی شعر کا اضافہ نہ کریں؛ آفتاب کی غزل (۹ ابیات) جو گلشن میں ہے، گلزار میں نہیں، گلزار میں دو شعروں کا جو قطعہ ہے وہ البتہ ہے؛ اشتیاق کے متفرق اشعار (۳) لطف نے گلزار سے لیے ہیں، لیکن ۷ ابیات کی غزل کا اپنی طرف سے اضافہ کیا ہے، فدوی دہلوی کی دو غزلیں اور ایک مطلع گلشن میں ہے، لیکن یہ سب گلزار کے نسخۂ خدا بخش سے غیر حاضر ہیں، اور اس کے اشعار میں سے ایک بھی گلشن میں نہیں۔

مرتب گلزار مطبوعہ نے ان سب شعرا کے تراجم بجنسہ دیے ہیں، جن کے تراجم گلشن کی جلد اول میں نہیں ہیں، ان کے اشعار کے متعلق ان کی روش یہ ہے: کل اشعار نقل کیے ہیں، (رجوع بہ تمکین و تقی و تصور و تصویر و تائب وغیرہ) ایک شعر بھی نہیں دیا، لیکن یہ بتا دیا ہے کہ کتنے اشعار ہیں (رجوع بہ تمنا و تائب عظیم آبادی و ضمیر

Marfat.com

ومرتضیٰ قلی خاں فراق، فیض، فروغ و فریاد وغیرہ)، نہ اشعار موجود ہیں، اور نہ ان کی تعداد مرقوم ہے (رجوع بہ مخلص ص ۲۲۶، مفتوں وغیرہ) گلزار کے ۶۸ شعرا جن کے تراجم گلشن میں ہیں، ان میں سے صرف ۱۸ کے تراجم کلاً یا جزءً گلزار مطبوعہ میں شامل ہیں، باقی کے متعلق مرتب نے جو اطلاعات اپنی طرف سے پیش کیے ہیں، ان میں سے کچھ ذیل میں بطور نمونہ نقل ہوتے ہیں: "آفتاب .. لطف نے اپنی طرف سے بہت زیادہ اور مفید تاریخی حالات کا اضافہ کیا اور نمونہ کلام بھی پیش کیا ہے۔ علی ابراہیم نے صرف ۵ سطریں لکھی ہیں اور .. دو ہی شعر درج کیے (ورق ۱۰ ب)" "انجام .. خاصے اضافے .. قتل کی تاریخ گلزار .. ابراہیم نے ۱۱۶۳ھ لکھی .. مترجم نے ۱۱۶۹ھ .. مغرب میں تاریخ چھوڑ دی گئی ہے۔ ۵ سطر ۲ شعر (ورق ۱۱ ب)" "امید .. خاصہ اضافہ .. ۴ سطر ۱ شعر (ورق ۱۱ ب)" "آبرو .. حالات میں اضافہ نہیں .. نمونہ کلام میں کیا .. تین سطر ۴ شعر (ورق سے متعلق تفصیل)" "اثر دہلوی بہت کم اضافہ" تفاصیل متعلق ورق نسخہ خطی اور یہ اطلاع کہ اشعار مثنوی حاشیے میں ہیں" "الم .. کچھ اضافہ .. تین سطر ۲ شعر (رباعی)" "امین .. کوئی اضافہ نہیں ۵ ۱/۲ سطر، ۱۲۸ شعر" "حسرت .. کچھ اضافہ .. خلیل نے یہ بھی لکھا ہے کہ میں نے ۱۱۹۶ھ میں ان اشعار کو لکھنؤ سے بنارس طلب کیا .." "حسرت عظیم آبادی .. شاید ہی اضافہ کیا ہے" "درد .. بعینہ ترجمہ .. صرف تاریخ وفات کا اضافہ" "دیوانہ .. کچھ اضافہ .. تاریخ وفات وغیرہ کا سو شعر" (خلاف معمول خطی نسخے کے ورق کے متعلق اطلاع نہیں دی) "ضیا میر ضیاء الدین ایک بات کا بھی اضافہ نہیں ۶ سطر ۴ شعر" "عشق دہلوی ..

Marfat.com

.. صرف اس جملے کا اضافہ.. جس کا مطلب واضح نہیں، نہ معلوم لطف نے کہاں سے .. لیا'۔ جہاں بیان ہوتی شاہ فرہاد کی حالت سکر و مستی ہے تو کہتے ہیں کہ اس عالم میں تعظیم بادشاہ کی ہنسی کی ہے۔ (دیکھیے لطف ص ۱۲۶ ۵۴م شعر)" (یہاں بھی خطی نسخے کے ورق کے بارے میں اطلاع نہیں)

مرتب نے عموماً یہ بتایا ہے کہ تراجم زیر بحث گلزار کے خطی نسخے کے کن اوراق میں ہیں، اور یہ بھی معلوم ہے کہ نسخہ کا الف و ب ان کے پیش نظر تھے (یہ مقدمہ میں نہیں)، لیکن، یہ بتانا انھوں نے قطعاً غیر ضروری تصور کیا ہے کہ یہ نسخے کون سے ہیں، اس صورت میں اوراق سے متعلق تصریح ایک امر عبث ہے۔ کسی شاعر کے ترجمے کے متعلق یہ بتانا کہ گلزار کے کسی خطی نسخے میں کتنی سطریں ہیں اور یہ نہ بتانا کہ ان سطروں میں کیا ہے اور کیا نہیں، یہ معلوم کرنے میں بالکل مدد نہیں دیتا کہ کوئی خاص بات جو گلزار میں ہے گلشن میں ہے یا نہیں، وکذا بالعکس۔ گلزار و گلشن کے تراجم کے اختلاف کے متعلق مرتب کے بیانات ناکافی، اور بیشتر غیر واضح ہیں؛ کہیں کہیں مرتب سے غلطی بھی ہوئی ہے۔ مرتب گلزار نے مشترک شعرا کے کل وہ اشعار جو گلشن میں ہیں پیش کیے ہیں، لیکن وہ جو صرف گلزار کے خطی نسخوں میں ہیں، گلزار مطبوعہ سے غیر حاضر ہیں۔ مرتب کے یہ کہہ دینے سے کہ گلزار کے کسی نسخے میں کسی خاص شاعر کے اشعار کی تعداد کیا ہے، یہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ لطف نے کون سے اشعار گلزار سے لیے ہیں اور کون سے اپنی طرف سے بڑھائے ہیں۔

ذیل میں گلزار و گلشن کے کچھ اختلافات کا ذکر کیا جاتا ہے، وہ ناظرین جو ان سے کامل واقفیت چاہتے ہیں وہ گلزار کے کسی خطی نسخے کی طرف رجوع

Marfat.com

کریں (الف) عشق "تاحال کہ ۱۱۹۵ھ ہجریست آں صاحب بادشاہ (بارشاہ؟) طالباں اشتعال (اشتغال؟) دارد و خود را از عشق حقیقی و مجازی خالی نمیگذارد" (گلزار)؛ "طالبان راہ عشق کو ہدایت مطلب سے خالی نہیں چھوڑا بقول علی ابراہیم خاں.. ۱۱۹۵ھ .. تک داد حال وقال کی دی۔ آخر عظیم آباد میں.. قضا کے ارشاد (کذا) دعوت پر لبیک اجازت بآواز بلند کہی" (گلشن) "۱۱۹۵ھ .. دی" کا مطلب بعض اصحاب نے یہ لیا ہے کہ عشق اس سال فوت ہوئے اور لطف کی عبارت سے یہ مفہوم نکل سکتا ہے۔ گلزار میں ان کی وفات (۱۲۱۳ھ) سے قبل ان کا ترجمہ مرقوم ہوا تھا، اور اس کا اس میں ذکر نہیں۔ (ب) گلزار میں یہ بات نہیں کہ احسن ایک مدت سے سرفراز الدولہ کے متوسل ہیں، مرتب نے صرف یہ بتانے پر قناعت کی ہے کہ گلشن میں اضافہ ہوا ہے (ج) اثر کا نام گلزار میں محمد میر، مگر گلشن میں سید محمد۔ صحیح مقدم الذکر جو درد کی علم الکتاب میں ہے۔ فہرست گلزار مطبوعہ میں محمد میر ہی ہے اور مقدمۂ گلشن میں بھی یہی ہے، مگر ڈاکٹر عبدالحق نے صراحتاً قول لطف کا تخطیہ نہیں کیا (د) دردمند: گلزار کی جو بات گلشن میں نہیں وہ ترجمے کے اس ٹکڑے سے معلوم ہو جاتی ہے جو مرتب نے دیا ہے، لیکن، امر ذیل کی طرف نہ مرتب نے توجہ کی ہے نہ ڈاکٹر عبدالحق کے مقدمے میں اس سے بحث ہے: نام دردمند گلزار میں فقیہ صاحب (ترجمۂ دردمند کے علاوہ ترجمۂ مستمند میں بھی) گلشن میں فقیر صاحب (مگر ترجمۂ مظہر میں فقیہ صاحب) جو قطعاً غلط ہے (ہ) دل کا کوئی شعر چشتی نسخ خطی نسخے میں نہ تھا: شبلی نے ہم شعر سخن شعرا سے لے کر درج کر دیے۔ ان میں سے ایک "بسوں آئینہ بہ سنگم رسیدہ الخ" قلمی گلزار میں جوشش کے نام سے ہے؛

اور دیوان جوشش میں بھی موجود ہے۔ باقی اشعار میں سے صرف ایک (ردیف پکڑی) گلزار میں ہے۔ مرتب گلزار مطبوعہ نے وہی اشعار رہنے دیے جو گلشن مطبوعہ میں تھے، ان کے متعلق کوئی اطلاع نہ دی اور ان میں کسی شعر کے اضافے سے باز رہے رہاں، اتنا البتہ انھوں نے بتایا ہے کہ گلزار میں تقریباً ۷۰ شعر دل کے ہیں (و) میر حسن نے گلزار کے لیے اپنے حالات و اشعار بھیجے تھے۔ مرتب نے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ گلزار میں حسن کی عبارت منقول ہے (قرین قیاس)، گلشن کے متعلق وہ کہتے ہیں کہ "کوئی اضافہ نہیں" مگر یہ صحیح نہیں، گلشن میں بے نظیر اور بدر منیر والی مثنوی اور حسن کی وفات کا ذکر ہے جو گلزار میں نہیں۔ یہ بات بھی کہ "اقسام عام سے تو جمیع علوم میں انھیں اقرار ہیچمدانی ہے" گلزار میں نہیں۔ گلزار میں لکھنؤ جانا مرقوم ہے مگر یہ نہیں کہ "صغر سنی" میں وہاں گئے تھے، گلشن میں یہ تو ہے کہ میر حسن پرانے شہر (دہلی) میں رہتے تھے، لیکن یہ نہیں کہ بیچل مسجد کے متصل مقیم تھے۔ اس عبارت میں جو میر حسن کی طرف منسوب کی ہے یہ الفاظ ہیں "تذکرہ در ریختہ نوشتہ" اس کا ظاہری مفہوم سمجھیے ہوا اصلی یہ ہے کہ ریختہ گویوں کا تذکرہ لکھا۔ لطف کو غلط فہمی ہوئی، اس نے یہ لکھ دیا کہ "ایک تذکرہ بھی ہندی گویوں کا زبان ریختہ میں لکھا"۔ مرتب یا ڈاکٹر عبدالحق نے اس صریح غلطی کی طرف مطلقاً توجہ نہیں کی۔ (ز) "تاباں" مجالست با.. مظہر و.. سودا داشت" (گلزار) "مظہر.. اور.. سودا سے ہمیشہ صحبت رکھتے.. بلکہ.. سودا بنا براک نظر توجہ کے کہ ان کے حال پر تھی اکثر اشعار کو ان کے اصلاح کرتے تھے" فرق واضح ہے (رجوع بہ تبصرہ دیوان تاباں) (ح) خواجہ حسن کے متعلق مرتب نے لکھا ہے کہ "کوئی اضافہ نہیں"

Marfat.com

مگر گلشن میں دیوان کا ذکر ہے، جو گلزار میں نہیں۔ یہ بات لکھنے کے قابل تھی کہ گلزار میں جو ترجمہ ہے (یہ نسخۂ مطبوعہ سے غیر حاضر) وہ حسن کی اس تحریر پر مبنی ہے جو مصنف کو ۱۱۹۶ھ میں ملی تھی۔ وقت تحریر تک صاحب گلزار کو ان سے ملنے کا موقع نہ ملا تھا۔ (ط) ہدایت کا نام گلزار میں شیخ ہدایت اللہ اور گلشن میں شیخ ہدایت، دونوں غلط ہیں اور اس کا تخطیہ نہ مرتب گلزار نے کیا ہے نہ ڈاکٹر عبدالحق نے، صحیح ہدایت اللہ خاں ہے۔ مرتب کا بیان ہے کہ لطف نے اضافہ نہیں کیا لیکن مثنوی متعلق بنارس کے بارے میں خلیل کا قول ہے کہ میری نظر سے نہیں گزری اور اس کی نسبت انھوں نے کوئی رائے ظاہر نہیں کی۔ لطف نظر سے نہ گزرنے کو نظرانداز کرتا ہے اور یہ لکھتا ہے کہ "بہت خوب ... ہے اور داد مضمون تراشی کی دی ہے" (ی) خوداشتا کا مکمل ترجمہ گلزار مطبوعہ میں موجود ہے اور مرتب نے بتایا ہے کہ گلزار کی عبارت "تذکرہ دار ریختہ تالیف نمودہ خالی از دردے وحالتے نبود" کا جو ترجمہ گلشن میں ہے ("ایک تذکرہ شعراے ہند کا زبان ریختہ میں .. لکھا .. لیکن وہ بھی بسبب ان کی خود پسندی کے خالی خلل اور زلل سے نہ تھا") غلط ہے، اعتراض صحیح ہے۔ ترجمۂ گلشن میں بعض اور خامیاں بھی ہیں جن کی طرف مرتب نے اشارہ کیا ہے، لیکن انھوں نے گلزار سے جو ترجمہ نقل کیا ہے اس میں شورش کا عرف میر ہینیا ہے اور گلشن میں میر پہنا[1]۔ انھوں نے یا ڈاکٹر عبدالحق نے یہ نہیں بتایا کہ صحیح عرف میر بھیجا ہے۔ (ک) ترجمۂ اشتیاق گلزار مطبوعہ میں ہے۔ "سرہندی الحش ولی اللہ از سلسلۂ مجدد الف ثانیست، و جدش شاہ محمد گل در کوٹلہ فیروز شاہ میماند و درویشانہ

---

[1] مقدمے میں میر پھنا ص۱۷

هیز لیست۔ کمتر شعر فارسی و بیشتر شعر ہندی میگفت" لطف نے یہ سب لکھا ہے لیکن شاہ محمدگل کے متعلق علی ابراہیم خاں کے قول کے بارے میں وہ کہتا ہے کہ یہ "راقم۔۔ کے گوشزد۔۔ نہیں ہوا"۔ اس نے ولی اللہ سرہندی کو دہلی کے مشہور قاضی شاہ ولی اللہ سے مخلوط کر دیا ہے اور یہ بڑی فاحش غلطی ہے۔ اس نے جو دو کتابیں ان سے منسوب کی ہیں، ان میں سے ایک کے موضوع کے متعلق اس نے غلط بیانی کی ہے، اور دوسری انھوں نے لکھی ہی نہیں۔ یہ شبلی کے حاشیے میں ہے، اور ڈاکٹر عبدالحق کے مقدمے میں بھی اس کا اعادہ ہوا ہے۔ مرتب گلزار نے اس سے بحث نہیں کی۔ ڈاکٹر عبدالحق نے گلشن کی دوبارہ اشاعت کے وقت مقدمے میں بطور حاشیہ یہ اضافہ کیا ہے:

"صاحب تذکرہ کو نام سے دھوکا ہوا۔ یہ شاہ ولی اللہ دوسرے صاحب ہیں جن کا تخلص اشتیاق ہے، بعد کی تحقیقات سے یہ حقیقت معلوم ہوئی ہے (دیکھو نکات الشعرا۔۔)"۔

شاہ ولی اللہ اشتیاق کے متعلق نکات میں صرف یہ ہے: "مردے بود ذی علم از اولاد شیخ الف ثانیست، بنیرۂ شاہ محمد گل مولد او سرہند است۔ در کوٹلۂ فیروز شاہ سکونت داشت۔ درویش متوکل، گاہے فکر ریختہ می کرد"۔ اس میں کوئی خاص نئی بات نہیں، ہاں "بود"، "داشت" اور "میکرد" اس پر رمز و دستور ہے کہ ترجمہ وفات کے بعد قلمبند ہوا تھا۔ کوئی ایسا شخص جو شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے ذاتی اور خاندانی حالات سے واقفیت نہیں رکھتا، صرف اس ترجمے کی مدد سے اس نتیجے پر نہیں پہنچ سکتا کہ ولی اللہ اشتیاق، ولی اللہ محدث سے مختلف ہیں۔

Marfat.com

مگر باخبر اصحاب ۱۸۶۷ء میں بھی اس زمانے تک کی چھپی ہوئی کتابوں کی بنا پر یہ فیصلہ کر سکتے تھے کہ لطف نے دو مختلف اشخاص کو مخلوط کر دیا ہے۔ نساخ کے سخن شعرا مطبوعہ ۱۲۹۱ھ اور میں ہے "اشتیاق تخلص شاہ ولی اللہ ولد (کذا) شاہ محمد گل باشندۂ "سرہند" ظاہر ہے کہ نساخ محدث دہلوی سی نامور اور مقتدر ہستی کا ذکر اس طرح نہیں کر سکتے تھے" اور اس سے یہ شبہہ پیدا ہونا چاہیے تھا کہ شاہ ولی اللہ اشتیاق شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نہیں۔ یہ بات کہ محدث دہلوی کا شاہ محمد گل سے مطلقاً نسبی تعلق نہیں، خود ان کی مطبوعہ کتابوں سے ثابت ہے اور ان سے متعلق چھپی ہوئی تحریروں سے اس کی تردید ہو سکتی تھی کہ سرہند ان کا وطن اور کوٹلا ان کا مسکن تھا۔ رہا یہ امر کہ اشتیاق کی وفات نکات میں ان کا حال حوالۂ قلم ہونے سے پیشتر ہو چکی تھی، ۱۸۵۴ء میں ایک مطبوعہ کتاب سے معلوم ہو سکتی تھی، میری مراد فہرست اشپرنگر سے ہے، جس میں مرقوم ہے کہ اشتیاق ۱۱۶۱ھ کے لگ بھگ راہی عدم ہوئے ص ۲۴۶۔ (۱۱۶۶ھ سے برسوں قبل فوت ہوئے تھے) محدث دہلوی نے ۱۱۷۵ھ کے بہت بعد رحلت کی؛ ان کے بارے میں جو مستند تحریریں منظر عام پر آ چکی تھیں ان میں ریختہ گو ہونے اور اشتیاق تخلص کا ذکر نہیں۔ یہ امور اور یہ علم کہ محدث دہلوی کے تصانیف کے بارے میں لطف نے فاحش غلطی کی ہے، اس نتیجے پر پہنچنے کے لیے کافی تھا کہ لطف نے ایک نام کے دو شخصوں کو خلط ملط کر دیا ہے واضح رہے کہ ۱۸۴۳ء کے چھپے ہوئے تذکرے نتائج الافکار مصنفہ قدرت گوپاموی ۱۲۵۹ھ میں شیخ عبدالاحد معروف بہ شاہ گل متخلص بوحدت نوادۂ مجدد الف ثانی کا ترجمہ موجود ہے۔

Marfat.com

(ل) صبا کے متعلق مرتب گلزار کا قول ہے کہ گلشن میں "ایک بات کا بھی اضافہ نہیں" یہ صحیح نہیں، ذیل کی باتیں گلزار میں نہیں: (۱) قصیدے سے "انکار رہا ہونا" اور مثنوی کا خیال "کمتر" کرنا (۲) "عزلت وگوشہ نشینی" (۳) صاحب دیوان ہونا۔ یہ بات کہ ۱۱۹۶ھ میں پٹنہ میں تھے، گلزار میں ہے، مگر گلشن میں نہیں۔

(م) نعیم کا نام ایک جگہ نعیم اللہ (گلزار میں نعیم اللہ خاں) اور دوسری جگہ محمد نعیم لکھا ہے، اور یہ بتایا ہے کہ نعیم اور حاتم میں "اکثر مشاعروں میں گفتگوئی طنز وایما کی... درمیان آمدی (آئی) ہے" (اس سلسلے میں نعیم وحاتم کا ایک ایک شعر)۔ یہ بات گلزار میں نہیں، اور اشعار مذکور بھی اس سے بجز حاضر ہیں، گلزار میں انھیں حاتم کا معاصر اور ان کے ساتھ معاشرت رکھنے والا البتہ لکھا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ نعیم اللہ خاں، نعیم حاتم کے شاگرد تھے (تذکرۂ ہندی وغیرہ) اور یہ بات کہ ان دونوں میں طنز وایما کی گفتگو ہوا کرتی تھی، لطف (یا مقلدین لطف) کے سوا کسی نے نہیں کی۔ اس تخلص کا ایک دہلوی مرثیہ گو گزرا ہے جس کا حال تذکروں میں تو نہیں لیکن درگاہ قلی خاں کے سفرنامے میں ہے، اس سے اور حاتم سے نوک جھوک رہا کرتی ہو تو اس کا امکان ہے، مگر اس کا بھی ثبوت موجود نہیں۔ گلشن میں نعیم کے جو منتخب اشعار ہیں (حاتم سے متعلق شعر نہیں) وہ گلزار میں موجود ہیں۔ گلشن میں یہ بھی ہے کہ "نعیم نے مرتے دم تک دلی نہ چھوڑی" اور وہیں مرے۔ یہ مرثیہ گو کے بارے میں صحیح ہو تو ہو، اس نعیم کے متعلق جس کا ذکر گلزار میں ہے غلط ہے: اس میں ذکر بصیغۂ ماضی ہے، مگر وفات کے بارے میں صراحتہً کچھ نہیں لکھا۔ ان کی وفات بقول مصحفی انز جھنڈی (روہیل کھنڈ) میں ہوئی۔

Marfat.com

۸) مقدمے میں ہے کہ لطف نے " ایک یہ کام بھی بہت اچھا کیا ہے کہ جن لوگوں کا تھوڑا یا بہت یا کسی قدر (کذا) تعلق کسی سلطنت سے رہا ہے ان کے تاریخی حالات بھی خوب خوب لکھے ہیں۔" مقدمہ نگار نے سید عبداللہ خاں اور سید حسین علی خاں کے حالات کی جو ترجمۂ امید میں ضمناً مرقوم ہیں خاص طور پر تعریف کی ہے اور کوئی تاریخی واقعہ انھیں غلط نظر آیا ہے تو یہ کہ عالمگیر نے مکہ مسجد کھدوائی تھی (اس کی تردید شبلی نے بھی کی ہے)۔ تاریخی حیثیت سے گلشن کو مطلقاً اہمیت نہیں، لطف نے کچھ بازاری گپیں اور کچھ پیش پا افتادہ واقعات پیش کر دیے ہیں۔ متعدد تاریخی شخصیتوں (مثلاً دولت جنگ، شہامت جنگ) سے لطف نے بحث ہی نہیں کی، اور جن سے بحث کی ہے ان سے متعلق ضروری باتیں نظرانداز کی ہیں۔ ان کے بیانات غلط بھی ہیں، یہ دوسری بات ہے کہ ڈاکٹر عبدالحق اس سے بے خبر ہوں:

(۱) سال وفات شجاع الدولہ ۱۱۸۰ھ ص۱۳ یہ بلا اختلاف ۱۱۸۸ھ ہے۔

(۲) لطف کے والد " ۱۱۵۴ھ گیارہ سو چون ہجری" میں نادر شاہ کے ساتھ دہلی پہنچے ص۱۳۶، یہ بات مقدمے میں بھی نقل ہوئی ہے، اور سنہ مذکور کے متعلق کوئی رائے ظاہر نہیں کی گئی۔ نادر ۱۱۵۱ھ میں آیا اور ۱۱۵۲ھ میں واپس گیا۔

(۳) میر علی خاں پسر مبارک الدولہ ص۵۱، صحیح میر علی خاں۔

(۴) تانا شاہ کے حقہ پینے کا قصہ ص۹۶ بازاری گپ ہے۔

(۵) سال قتل انجام ۱۱۶۹ ص۱۶، مرتب گلزار نے بتایا ہے کہ گلزار میں ۱۱۵۹، مگر یہ نہیں لکھا کہ صحیح کون ہے، درست ۱۱۵۹ھ ہے (تاریخ محمدی و سیر المتاخرین وغیرہ)۔

Marfat.com

(۶) شاہ عالم کا نام عالم شاہزادگی میں عالی گوہر، لقب شاہ عالم کے ساتھ "جلوس فرمایا" ص۶ ۔ یہ جس زمانے میں پیدا ہوئے تھے، محمد شاہ کا زمانہ تھا، اور اس کی کوئی وجہ نظر نہ آتی تھی کہ ان کے باپ اور ان کے بعد انھیں سلطنت ملے، لیکن عماد الملک نے پسر محمد شاہ کو معزول کر کے عالمگیر ۲ کو بادشاہ بنا دیا اور یہ اس کے ولیعہد ٹھہرے۔ اس سے پیشتر ان کا نام مرزا عبداللہ تھا، عالی گوہر اور شاہ عالم دونوں لقب مختلف زمانوں میں ایام ولیعہدی میں ملے (خلاصۂ تاریخ عالمگیر۲)۔ یہ دوسری بات ہے کہ انھوں نے اپنی بادشاہی کا اعلان کرتے وقت کوئی نیا لقب اختیار نہیں کیا، شاہ عالم ہی رہنے دیا۔

(۷) ۱۱۳۲ھ گیارہ سو بتیس ہجری میں فرخ سیر و معزالدین کی جنگ ہوئی اور "سادات کی نمک حلالی سے" فرخ سیر کو بادشاہی ملی ص۱۸ ۔ دشمنوں میں عبداللہ خاں اور حسین علی خاں کا زور توڑنے کے لیے یہ تدبیر کی کہ موخر الذکر صوبہ دار دکن مقرر ہوں، اور دونوں بھائیوں میں جدائی ہو جائے۔ یہ بادشاہ سے ۱۱۲۷ھ میں رخصت ہو کر دکن گئے، ص۱۹، صفحہ ۲۰ میں اسی سنہ میں حسین علی خاں اور داؤد خاں کی جنگ کا ذکر۔ پہلی بات یہ ہے کہ دکن کی صوبہ داری خود حسین علی خاں چاہتے تھے (سیر المتاخرین ص۳۹۷) مگر یہ خواہش نہ تھی کہ وہاں خود جائیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ فرخ سیر ۱۱۳۲ھ میں بادشاہ ہوا تھا، تو یہ کس طرح ممکن ہے کہ اس نے انھیں ۱۱۲۷ھ میں صوبہ داری دکن عطا کی؟

(۸) شاہ عالم نے عماد الملک کے ڈر سے دہلی چھوڑی اور "بہت آوارگی کے بعد" نجیب الدولہ کے یہاں "منتظر عنایت الٰہی" ہو کر ٹھہرے۔ اس کے بعد ایک مدت کے

Marfat.com

محمد قلی خاں ... کو ... صوبہ بنگالہ کی تسخیر کا ہوا'' ص ۲

شاہ عالم پر حملہ بتاریخ ۱۱ رمضان ۱۱۷۱ھ ہوا' ۱۲ کو وہ حویلی علی مردان خاں سے جہاں اس وقت مقیم تھے' لڑتے ہوئے نکل گئے۔ ۹ شوال کو مرہٹوں سے رخصت ہوئے اور ساتھیوں کو اجازت دی کہ جہاں چاہیں چلے جائیں' بہتوں نے ساتھ چھوڑ دیا۔ ۲۵ ذیقعدہ کو کنجپورہ پہنچے جہاں نجابت خاں روہیلہ نے ۴ ہزار روپے نذر پیش کیے۔ نجیب (الدولہ) کئی مہینوں سے میرا پور میں مقیم تھا' وہ اس وقت بیٹے کی شادی کے لیے دارا نگر گیا ہوا تھا۔ ضابطہ خاں (پسر) اور سلطان خاں (برادر) حاضر ہوئے اور اپنے ساتھ جانسٹھ لے گئے' جہاں شاہ عالم سید حسین علی خاں بارہہ کی بیوہ کے یہاں ٹھہرے۔ ۱۴ ذیحجہ کو نجیب (الدولہ) میرا پور میں شاہ عالم سے ملا' اور اس نے ان کا یومیہ مقرر کر دیا۔ شاہ عالم سعد اللہ خاں اور فیض اللہ خاں کے علاقے میں گئے' اور وہاں کچھ دن قیام کے بعد عازم لکھنؤ ہوئے جہاں وہ ۳ جمادی الاولیٰ (۱۱۷۳ھ) کو پہنچے اور شجاع الدولہ سے ملاقات ہوئی۔ شجاع الدولہ نے انھیں پچاس ہزار روپے دیے اور الٰہ آباد روانہ کیا' شجاع الدولہ نے محمد قلی خاں اور بلونت سنگھ کو حکم دیا کہ وہ ان کی فرماں برداری کریں اور وہ عازم پٹنہ ہوں تو اپنی سرحد تک انھیں پہنچا دیں۔ شاہ عالم نے بہت سے لوگوں کو نوکر رکھا۔ یہ علم ہوا تو عماد الملک' وزیر نے عالمگیر ثانی پر زور ڈالا کہ وہ صوبہ داری پٹنہ ہدایت بخش کو عطا کریں اور انھیں وہاں روانہ کریں۔ غرض یہ کہ شاہ عالم پٹنہ پر قابض نہ ہو سکیں۔ بادشاہ نے ہدایت بخش کو بتاریخ ۲۸ جمادی الاخریٰ یہ عہدہ دیا۔ شاہ عالم آہستہ آہستہ پٹنہ کی طرف جارہے تھے ۱۱ شعبان میں وہاں پہنچے (خلاصہ

Marfat.com

تاریخ عالمگیر ۲) اس کا فیصلہ ناظرین کر سکتے ہیں کہ لطف کے بیان سے صحیح منزل معلوم ہو سکتی ہے یا نہیں۔ اتنا قطعی ہے کہ محمد قلی خاں کے یہاں پہنچنے سے قبل ہی شاہ عالم کا ارادہ پٹنہ جانے کا ہو چکا تھا۔

(۹) افسوس کے باپ لکھنؤ میں کئی سال قیام کے بعد صوبہ دار بنگالہ میر محمد جعفر کے بڑے بیٹے صادق علی خاں کی طلب پر مرشد آباد گئے اور "دارونگی توپخانہ وغیرہ کے مناصب پر مورد عنایت ہوئے" ... "شجاع الدولہ مع (کذا) صوبہ دار بنگالہ صاحبان عالی شان سے معرکہ آرا ہیں تو .. ہمراہ رکاب کے تھے۔ ص۹" اس سے صریحاً یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ میر جعفر شجاع الدولہ کے ساتھ انگریزوں سے لڑے، اور یہ بجہ بچہ جانتا ہے کہ غلط ہے۔

(۱۰) پدر افسوس نے "بعد میر محمد جعفر خاں کی وفات کے روزگار سیف الدولہ کا .. نہیں کیا" ص۸ اس سے یہ مطلب نکلتا ہے کہ میر جعفر کے بعد سیف الدولہ صوبہ دار ہوئے، لیکن صحیح یہ ہے کہ پہلے نجم الدولہ مسند نشین ہوئے اور ان کی موت کے بعد سیف الدولہ نے ان کی جگہ لی (سیر المتاخرین ص۷۷۱ وص۷۷۵)۔

۹) "مولف ایسے زمانے میں تھا جب .. بڑے بڑے اساتذہ زندہ تھے، مولف ان کا ہمعصر تھا اور ان میں سے اکثر سے ان کی شناسائی اور دوستی تھی اور اس سے جس وثوق اور صحت کے ساتھ ان کے حالات یہ لکھ سکتا ہے، دوسرا نہیں لکھ سکتا" ص ہمعصری کی بحث چھیڑنے سے قبل لطف کے زمانۂ ولادت کی تحقیق کی کوشش کرنی تھی اور یہ بتلانا تھا کہ کس کس زمانے میں کہاں کہاں رہے، پہلی بات انھوں نے یکقلم نظر انداز کی ہے، ان میں سے صرف ہم سے لطف نے

Marfat.com

ذاتی واقفیت کا ذکر کیا ہے: آصف الدولہ کے یہ ملازم رہے تھے، جہاندار شاہ نے انھیں مشاعرے میں طلب کر کے انھیں داد دی تھی؛ افسوس مرشد آباد پہنچ کر ان سے ملنے ان کے گھر گئے تھے اور آشفتہ سے ان کی پرانی دوستی تھی۔ اس کا امکان ہے کہ ذیل کے ۲۳ شاعروں سے ان کی ملاقات ہوئی ہو یا انھوں نے انھیں دیکھا ہو: احسن، الہام، انشا، بقا، جرأت، جوشش، حسرت، میر حسن، خواجہ حسن، حیران، دیوانہ، دل، درد، مظہر، اثر، سوز، سجاد، قائم، میر، مجذوب، مصحفی، منت، محبت۔ ان کے زمانۂ ولادت اور مختلف مقامات ان کے قیام کے وقت کے متعلق میرا قیاس صحیح ہے تو باقی شعرا کی تو انھوں نے شکل بھی نہ دیکھی ہوگی۔

لطف محتاط تذکرہ نگار نہیں، اور انھوں نے اپنا کام بہت عجلت کے ساتھ انجام دیا؛ مواد کی فراہمی کی انھوں نے کوئی خاص کوشش نہیں کی۔ گلزار سے قطع نظر، ان کے تذکرے میں صرف ایک تذکرہ کا حوالہ ہے اور وہ سروِ آزاد ہے (ص) ۔ اُردو کے مطالب سے بھی یہ اچھی طرح واقف نہیں؛ اس پر انھیں عبور ہوتا تو اس کا علم ہوتا کہ شاہ ولی اللہ (اشتیاق) شاہ گل متخلص بہ وحدت سرہندی کے پوتے تھے[۲۳]۔ لطف سے اغلاط بھی بکثرت سرزد ہوئے ہیں۔

مقدمے میں لطف کے قول کے متعلق تصانیف شاہ ولی اللہ کی صراحتہً تردید ہے، اور میر کی نسبت ان کے بیان: "وہ نانِ شبینہ کا محتاج ہے اور بات کوئی نہیں اس کی آج ہے.. آصف الدولہ .. نے ..۳۰ روپے مشاہرہ مقرر کر کے تحسین علی خاں ناظر کے سپرد کیا؛ تنخواہ میں کبھی قصور نہ ہوا اور.. آج کے دن تک .. وہی حال ہے جو اوپر مذکور ہوا" کے بارے میں یہ رائے ظاہر

Marfat.com

کی گئی ہے: "یہ لکھنا کہ وہ نان شبینہ کا محتاج ہے یا تو مبالغہ ہے یا یہ ہے کہ وہ (کذا) دوسروں کے مقابلے میں ان کی کمائی کی پوری قدر نہ ہوئی" صـ۱۶۔ یہ معمولی مبالغہ نہیں، مناقض کی صریح مثال ہے، یہ ممکن ہی نہیں کہ ۳۰۰ روپے کا تنخواہ دار نان شبینہ کا محتاج ہو۔ یہ بھی واضح رہے کہ سنہ۱۸۵۰ میں ۳۰۰ روپے آج کل کے دو ہزار روپے کے برابر سمجھنے چاہئیں۔ حقیقت مگر یہ ہے، کہ سعادت علی خاں کے عہد میں تنخواہ بند ہو گئی تھی (تذکرۂ کمال، نسخۂ کلکتہ)۔ اس کے باوجود یہ حالت تو نہ ہوگی کہ نان شبینہ کے محتاج ہو گئے ہوں۔ اس امر کا ذکر ہو چکا ہے کہ مقدمے میں اثر کا نام کس طور پر ہے۔ ذیل میں لطف کے کچھ اغلاط کی طرف ناظرین کی توجہ منعطف کرائی جاتی ہے۔ ان سے مقدمے میں بحث نہیں ہوئی، متعدد اغلاط کا اوپر ذکر آچکا ہے (ان میں سے کچھ باتیں مکرر ایں بھی ہوں گی):

(۱) سال وفات میر حسن ۱۲۰۵ھ صـ۹۲ صحیح ۱۲۰۱ھ (تذکرۂ ہندی)۔

(۲) چراغ دہلوی صـ۲۳ صحیح چراغ دہلی۔

(۳) سال وفات مظہر ۱۱۹۴ھ صـ۱۶۰، شبلی کو یہ علم تھا کہ عاشق حبیبا ماتہ شہیداً سے سنۂ وفات معلوم ہوتا ہے اور انھوں نے حاشیے میں اسے نقل بھی کیا، مگر یہ نہ بتایا کہ اس سے ۱۱۹۵ نکلتا ہے اور صحیح سال وفات یہی ہے۔

(۴) مظہر کا سن سو برس کے قریب تھا۔ سال ولادت مختلف طور پر بیان کیا جاتا ہے، لیکن کوئی روایت ایسی نہیں جس کی بنیاد پر عمر ۸۶ سے زیادہ ٹھہر سکے۔

(۵) میر ۹۷ھ میں لکھنؤ آئے صـ۱۵۳ صحیح سنہ۱۱۹۶ھ

(۶) میر صاحب ۲ دیوان صـ۱۵۲ وفات کے وقت ۶ دیوان اور ایک دیباچہ

Marfat.com

چھوڑا، ۱۲۱۵ء تک ۵ دیوان مرتب ہو چکے ہوں گے۔

(۷) فغاں کے والد میرزا علی خاں نکتہ صفحہ ۱۳۰ نکتہ کی جگہ نکتہ چاہیے۔

(۸) فغاں دلی سے مرشدآباد گئے اور وہاں سے دلی واپس گئے، کئی برس کے بعد عظیم آباد آئے صفحہ ۱۳۰ صحیح یہ ہے کہ مرشدآباد سے اودھ گئے تھے اور وہاں سے عظیم آباد آئے

(۹) مرزا عسکری عیش کی ایک غزل ۴ اشعار کی دی ہے، جس کے مقطع ذیل سے شاگردی سوز مترشح ہے:

یہ غزل عیش ہے تصدق سوز ۔ مجھ سے ہوتی تھی انصرام کہیں صفحہ ۱۵۱

یہ باستثنائے شعر ۳ مصحفی کے تذکرۂ ہندی میں حسین رضا عیش شاگرد سوز کے نام سے ہے، اور یقین ہے کہ چاروں شعر انھیں کے ہوں۔ علی ابراہیم خاں نے میرزا عسکری عیش کے دوسرے اشعار پیش کیے ہیں۔

(۱۰) سال وفات درد ۱۲۰۲ھ صفحہ ۹۹ صحیح ۱۱۹۹ھ

(۱۱) سال وفات جعفر علی حسرت ۱۲۰۰ھ صفحہ ۱۵۱ صحیح ۱۲۰۹ (رجوع بہ تعین زمانہ)

(۱۲) تاباں کی وفات عہد محمد شاہی میں ہوئی صفحہ ۱۶۱ احمد شاہی چاہیے، حشمت کی وفات کا قطعۂ تاریخ دیوان تاباں میں موجود ہے، اور وہ لڑائی جس میں یہ مقتول ہوئے۔ وفات محمد شاہ کے بعد، عہد احمد شاہ میں واقع ہوئی۔

(۱۳) تاباں شاگرد سودا صفحہ ۱۶۱ اس کی کوئی قابل قبول سند موجود نہیں۔

(۱۴) سال ولادت آرزو ۱۱۰۱ھ صفحہ ۲۳ صحیح ۱۰۹۹ھ (سفینۂ خوش گو)۔

Marfat.com

(۱۵) مصطفیٰ قلی خاں یکرنگ صفحہ ۱۹۵ غلام مصطفیٰ خاں صحیح (دیباچہ دیوان زادہ حاتم)

(۱۶) یقین مجدد الف ثانی کے نواسے صفحہ ۱۸۲۔ اردو میں نواسہ = دختر زادہ۔ یقین کی ماں حمید الدین خاں نبیرہ عالمگیری کی بیٹی تھیں، جو مجدد کی نسل سے نہ تھے۔ یقین کے والد کا سلسلۂ نسب مجدد تک پہنچتا تھا، مگر درمیان میں کئی پشتیں ہیں۔

(۱۷) سالِ وفات منت ۱۲۰۷ھ صفحہ ۱۷۱ ـــــ وفات کلکتہ میں واقع ہوئی اور لطف کلکتہ ہی میں غلط سنہ لکھ رہے ہیں۔ گلکرسٹ نے انھیں یہ تو بتایا ہوگا کہ سنہ وفات مل سکے تو ضرور درج تذکرہ کیا جا سکے، لیکن، ان کی جگہ تحقیقات کا کام تو اپنے سر نہیں لے سکتے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بغیر تحقیق جو جی چاہا لکھ دیا۔ صحیح ۱۲۰۸ھ (دیوان ممنون پسر منت، نسخۂ کلکتہ)

(۱۸) سالِ وفات قائم شاید ۱۲۱۰ھ صفحہ ۱۳۲۔ تذکرۂ ہندی میں جس کا سالِ اختتام ۱۲۰۹ ہے، ان کی موت کا ذکر ہے۔

(۱۹) حسن صغر سن میں وارد لکھنؤ صفحہ ۹۲۔ خود حسن نے اپنے تذکرے میں شروعِ جوانی لکھا ہے۔

(۲۰) بیدل نے تمیز کو مار ڈالا صفحہ ۵۴۔ افسانۂ محض ہے۔

(۲۱) "بحر متدارک اور کامل وغیرہ پانچوں وزن جن کے ناظم مخصوص شعرائے عرب ہیں، اور عجم ان سے احتیاط کرتے، سب کے سب ہیں، اکثر میرزا (بیدل) نے غزل ان اوزان میں کی ہے" صفحہ ۵۔ بحر متدارک و بحر کامل میں بیدل سے قبل کے شعرائے عجم کا کلام موجود ہے۔ "پانچوں وزن" غیر واضح ہے۔

Marfat.com

(۲۲) مصحفی "ایک ۱۲ برس سے اوقات لکھنؤ میں بسر کرتا ہے" ص۱۴۳ ۔ لکھنؤ میں مصحفی کے مستقل قیام کا آغاز ۱۱۹۸ھ میں ہوا (عقد ثریا)، ۱۲ برس صحیح نہیں۔

(۲۳) "سر سبز خط سے دونا ہوا حسن یار کا الخ" منسوب بتاباں ص۶۹، مگر مشتاق کا شعر ہے (نکات ص۶۵)۔ دیوان تاباں سے یہ شعر غائب ہے۔

(۲۴) راجہ دولہ رام ص۲۳ ۔ صحیح دولہ رام (سیر المتاخرین ص۳۲۶)۔

(۲۵) حزیں ۱۱۴۷ھ میں ایران سے وارد دہلی ص۲۳ ۔ حزیں نے خود اپنے حالات میں کتاب لکھی ہے، اس میں ۱۱۴۶ھ میں ہندوستان آنا مرقوم ہے۔ دہلی ۱۱۴۸ھ میں گئے، مگر ہندوستان کے کسی دوسرے مقام سے وہاں پہنچے تھے۔

(۲۶) شمس الدین، فقیر کی طرف "نہ تو نے تو کبھی بار ہا یا ہے ناک الخ" اور اس کے ساتھ کا ایک اور شعر منسوب کیا ہے، تذکرہ قاسم میں پہلا شعر اور اس زمین کا ایک اور شعر فقیر اللہ، فقیر ساکن جلا وٹی کے نام سے درج ہے، اور میرا خیال ہے کہ یہ سب شعر اسی کے ہیں۔ لطف نے مقدم الذکر فقیر کے نام سے ایک غزل بھی منسوب کی ہے، جس کی ردیف "بیٹھ گئے" اور قوافی کدھر، گھر وغیرہ ہیں۔ اس زمین کا ایک شعر جو غزل مذکور میں شامل نہیں، تذکرہ قاسم میں فقیر موخر الذکر کے نام سے مندرج ہے؛ مقدم الذکر نے بہت کم اردو شعر کہے ہیں، یہ غزل بھی میرا خیال ہے کہ موخر الذکر کی ہے۔

(۲۷) فقیر گیارہ سو ستر میں حج و زیارت کو گئے، واپسی میں جہاز ڈوب گیا ص۱۲۹ ۔ گل رعنا (نسخہ خدا بخش) میں ہے کہ "زیارت عتبات عالیات (حج کا ذکر نہیں) کے لیے لکھنؤ سے چلے اور اواخر ۱۱۸۱ھ میں وارد اورنگ آباد ہوئے اور اواخر

Marfat.com

سنہ ۸۳ھ میں زیارت کے بعد واپس آ رہے تھے کہ جہاز ڈوب گیا۔

(۲۸) افسوس کے بزرگوں کا وطن خاف "علاقے میں عرب کے" ص۲۴ خاف یا خواف کو عرب سے دور کا بھی تعلق نہیں۔

(۲۹) افسوس کے والد ذوالفقار اللہ خاں کے بلوانے پر دہلی سے نکلے اور شجاع الدولہ کے نوکر ہوئے۔ اس زمانے میں افسوس ۱۱ برس کے تھے اور یہ بھی ہمراہ تھے ص۴۸ بنگالہ جانے سے قبل شجاع الدولہ کی ملازمت کا ذکر لطف و ان کے مقلدین کے سوا کسی نے نہیں کیا۔ تذکرہ نگاروں سے قطع نظر، خود افسوس نے اپنے حالات لکھے ہیں، اور ان کے کلیات کے دیباچے میں بھی جو ان کے دوران حیات میں تحریر ہوا تھا، ان کے واقعات زندگی درج ہیں، لیکن شجاع الدولہ کی نوکری کا ذکر نہیں۔ یہ بالکل قرین قیاس نہیں۔

(۳۰) کلیم نے فصوص الحکم کا ترجمہ کیا ص۱۲ھ، یہ نامکمل رہا (مخزن نکات)

(۳۱) پدر عزلت سعید اللہ ص۱۳۲ صحیح سعد اللہ جو گلزار میں بھی ہے۔

(۳۲) سودا ۶۰ برس کی عمر تک دلی میں رہے، خرابی دہلی کے بعد وہاں سے نکلے تو اور شہروں کی سیر کرتے ہوئے آخر۔ لکھنؤ میں "مقیم ہوئے۔ آصف الدولہ نے بڑی قدر و منزلت کی ص۸۱۔ سودا ۱۱۱۵ھ و ۱۱۱۸ھ کے مابین پیدا ہوئے: سنہ ۷۳ھ کے لگ بھگ وہاں سے نکلے تو فرخ آباد جا کر گیارہ بارہ برس رہے، وہاں سے فیض آباد عہد شجاع الدولہ میں گئے اور کئی سال کے قیام کے بعد جب آصف الدولہ لکھنؤ گئے تو ان کا بھی وہیں جانا ہوا۔ وفات وہیں ہوئی۔ ممکن ہے دہلی سے نکلنے کے بعد تھوڑے تھوڑے دن اور مقامات میں بھی رہے ہوں اور

Marfat.com

اس کا بھی امکان ہے کہ دہلی مستقل طور پر چھوڑنے سے قبل بھی سفر کیا ہو۔ متعدد قصائد مدح شجاع الدولہ میں ہیں۔

۱۰) "اتنا تصرف کیا گیا ہے کہ جن لوگوں کے کلام چھپ چکے ہیں، ان کے انتخابی کلام کو پبلشر نے کم کر دیا ہے، صرف اعلیٰ درجے کے اشعار رکھے ہیں مگر جن شعرا کا کلام نہیں چھپا، ان کے کلام کو بجنسہ ویسا ہی رہنے دیا ہے۔ خود مؤلف نے اپنے کلام سے صفحے کے صفحے رنگ دیے تھے ("شاید اس موقع کو غنیمت سمجھ کر سب کا سب درج کر دیا ہے" صفحہ ۱)۔ اس میں بھی انتخاب کر دیا گیا ہے" صفحہ ۲۲

در پبلشر کی التماس" میں ہے کہ میر، سودا، درد اور مصنف کا نمونہ کلام جو اس تذکرے میں نہایت کثرت کے ساتھ درج تھا، اس میں سے صرف کارہ نمونہ چن لیا گیا ہے اور اس خدمت کو بھی مولوی عبدالحق صاحب کے ذوق سلیم نے انجام دیا ہے۔

میر، درد، سودا، جرأت، انشا اور (غالباً) یقین کے دیوان سنہ ۶ سے قبل ہی طبع ہو چکے تھے۔ مرتب کی عبارت سے یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ ان سب کے کلام میں تخفیف ہوئی، مگر ناشر کے بیان سے جو بات ظاہر ہوتی ہے، وہ اوپر درج ہو چکی ہے۔ گلشن کا کوئی خطی نسخہ اس وقت پیش نظر نہیں کہ ڈاکٹر عبدالحق کے انتخاب کے متعلق کوئی رائے دی جا سکے، لیکن، میر کے ایک قطعے (مشتمل بر ۸ شعر) کے شعر آخر کو جو کاسے (یعنی کہ + اسے) سے شروع ہوتا ہے رکھ کر اول شعرا کو جو قطعے کا لازمی جزو ہے، جس سلاست ذوق کا مظاہرہ کیا گیا ہے، وہ داد سے مستغنی ہے:

Marfat.com

کاسۂ سر کشاں جہاں میں کھینچے نظام نے سر   پایان کار ہوا کہ خاک عدم ہوا صفحہ ۱۵۵

اشعار خارج ہی کرنے تھے تو شائع شدہ دواوین کے صفحات وسطور کے حوالے سے یہ بتایا جا سکتا تھا کہ کتنے اور کون سے اشعار خارج کیے گئے مگر یہ غیر ضروری متصور ہوا۔ لطف کے کلام کے بہت بڑے حصے کو حذف کر دینا بڑی زیادتی ہے، لطف یہ کہ گلشن کے دوبارہ چھاپے جانے کے وقت بھی اس کی تلافی نہ ہو سکی۔ ڈاکٹر عبدالحق نے یہ تو لکھا ہے کہ شاید سب کا سب کلام درج تذکرہ کر دیا ہے (میں تو اسے قرین قیاس نہیں سمجھتا) اور یہ بھی بتایا ہے کہ غزل و قصیدہ و مثنوی سب کچھ ہے، مگر یہ اطلاع مقدمے میں نہیں ملتی کہ کن اصناف سخن میں کس قدر کلام ہے۔ میرا گمان ہے کہ رباعیاں بھی ہوں گی جو ان سے قلم انداز ہوئیں۔

ڈاکٹر عبدالحق رقمطراز ہیں: "صاحب تذکرہ نے غضب یہ کیا ہے کہ مثنوی (خواب و خیال) کا وہ حصہ منتخب کیا جس سے کسی طرح صحیح اندازہ نہیں ہو سکتا، سراپا کا مضمون اس قدر مبتذل ہے کہ اس میں کوئی نیا مضمون پیدا کرنا یا اس میں زبان کی فصاحت و سلاست دکھانا بہت مشکل ہے، اس لیے سراپا کے چند اشعار پر (کذا) حکم لگانا درست نہیں ہے۔ صاحب تذکرہ نے اپنے اس ذوق کا ثبوت اور بھی ایک آدھ جگہ دیا ہے، مثلاً جوشش کے کلام کو پسند نہیں کرتا مگر انتخابی اشعار بہت اچھے ہیں، اسی طرح مصحفی کی تعریف کی ہے، لیکن انتخاب اس قدر خراب دیا ہے کہ اس سے کسی طرح یہ ثابت نہیں ہوتا کہ یہ کوئی اچھی شاعری ہے" صفحہ ۲۰

لطف نے جوشش کے بارے میں لکھا ہے "وطن ان کا عظیم آباد ہے"

خوش لیاقتی ان کی جو کچھ کہیے اس سے زیادہ (قافیہ "زیاد" چاہتا ہے) طبیعت[1] ان کی نظم ریختہ میں نہایت رسا ہے اور معنی بیگانہ سے بشدت آشنا ہے۔ ریاشتی دار دکی کلام سے ان کے ظاہر اور علم عروض سے بخوبی ماہر ہیں۔ شیوہ اختیار انھوں نے میر درد کا کیا ہے اور اس طرز کو بہت خوبی کے ساتھ ادا کیا ہے۔ علی ابراہیم خاں .. .. نے .. لکھا ہے کہ "جن ایام میں یہ تذکرہ لکھتا ہوں تو شیخ مذکور نے اشعار اپنے مجھ کو بنارس بھجوائے .. نہایت پسند آیا مجھ کو اسلوب ان کے بیان کا .." ڈاکٹر عبدالحق اس عبارت کا جو مطلب ۱۹۲۷ء میں سمجھے تھے، ۱۹۳۴ء میں بھی، ان کے نزدیک یہی مفہوم تھا اور یقین ہے کہ اب بھی وہ اسی پر قائم ہوں گے کہ لطف کی عبارت میں ایک لفظ بھی ایسا نہیں جو اس پر مشعر ہو کہ وہ جوشش کے کلام کو پسند نہیں کرتے، اگر واقعی ایسا ہوتا تو وہ ان کے سو سے زیادہ شعر درج تذکرہ نہ کرتے۔ رہے مصحفی کے اشعار، تو یہ سب کے سب گلزار سے ماخوذ ہیں، اور صاحب گلزار نے تذکرۂ ابتر سے لیے ہیں۔ غزلوں کے صرف ۵ شعر ہیں، اور ۶ مثنوی کے، پانچ میں سے ایک تو بہت اچھا ہے:

ایک دن رو کے نکالی تھی وہاں کلفت دل — اب تلک دامن صحرا ہے غبار آلودہ بہت ۱۶۶

(۱۱) اس مناسبت سے کہ گلشن میں گلکرسٹ کی فرمائش سے لکھا گیا تھا، مقدمے میں یہ دکھایا گیا ہے کہ اس کی نگرانی میں کیا اور انگریزوں کی آمد سے کیا کیا کام ہوا" گریرسن کا مقالہ "کتابیات مغربی ہندی" جو بعد کو جائزہ لسانیات ہند میں شامل ہوا، غالباً ۱۸۹۶ء سے پیشتر ہی انڈین اینٹی کوئری میں شائع ہو چکا تھا۔ اس میں

۱؎ جوشش کے کلام کے متعلق گلشن میں جو کچھ مرقوم ہے اس کا بڑا حصہ گلزار میں بھی ہے۔

Marfat.com

موضوع پر وافر معلومات فراہم کر دیے گئے تھے، ڈاکٹر عبدالحق چاہتے تو اس سے استفادہ کر سکتے تھے، مگر انھوں نے کسی اور مآخذ کو ترجیح دی۔ ان کا بیان ناکافی ہے اور اس میں متعدد اغلاط ہیں، کچھ اغلاط کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے:

(الف) ایک فرانسیسی برٹرینڈ (یہ فرانسیسی تلفظ نہیں) نے لغت لکھی جو پیرس میں ۱۸۵۸ء میں شائع ہوئی ص ۸ برتراں نے لغت نہیں لکھا، گریرسن کا بیان ہے کہ "دتاسی و برتراں نے مثنوی متعلق کامروپ کا لغت نامہ تیار کیا تھا جو ۱۸۵۷ء میں چھپا۔

(ب) لطائف ہندی ہندی کی کتاب ہے ص ۶ اس کی زبان ہندی نہیں، اردو ہے۔

(ج) گنج خوبی اخلاق محسنی کے تتبع میں لکھی گئی ص ۵ یہ اخلاق محسنی کا اردو ترجمہ ہے۔

(د) باغ اردو ۱۸۰۱ء میں لکھا گیا ص ۶ گریرسن نے طبع اول کا زمانہ ۱۸۰۲ء اور طبع ۲ کا زمانہ ۱۸۰۴ء بتایا ہے۔

ڈاکٹر عبدالحق نے گلکرسٹ کے متعلق تحریر کیا ہے کہ "غالباً اسی شخص کا احسان ہے کہ ۔۔ اردو ۔۔ دفتری زبان قرار پائی" ص ۷

۱۲) مقدمے کی کچھ اور باتیں توجہ طلب ہیں:

(۱) افسوس بقول بعض درد و سوز کے شاگرد ص ۵ میرے علم میں مقدمہ نگار کے سوا کسی نے افسوس کو درد کا شاگرد نہیں لکھا۔

(۲) شبلی نے حاشیے میں ایک جگہ لکھا تھا "حالی ۔۔ نے ۔۔ لکھنؤ کی شاعری میں صرف

Marfat.com

.. شوق کی مثنویوں کا اعتراف کیا ہے، لیکن چونکہ ان کے نزدیک شعرائے لکھنؤ سے ایسی فصاحت اور سلاست کی توقع نہیں ہو سکتی .. اس کی وجہ یہ قرار دی .. کہ نواب مرزا (شوق) نے .. اثر کی مثنوی دیکھی تھی اور اس کا طرز اڑایا تھا۔ یہ اشعار اسی .. لکھے ہیں، اس کا فیصلہ خود ناظرین کر سکتے ہیں کہ یہ .. نواب مرزا کا ماخذ اور نمونہ ہو سکتی ہے یا نہیں" ص۳۲ ڈاکٹر عبدالحق کی حالی پرستی اسے کب گوارا کر سکتی تھی، انھوں نے مقدمے کے ۳ صفحوں (چند سطر پر کم) میں اس کے متعلق قلم فرسائی کی، حالانکہ اس وقت تک اثر کی مثنوی ان کی نظر سے گزری بھی نہ تھی۔ اس سلسلے میں گلزار نسیم کی بھی بحث آ گئی ہے اور چکبست نے مقدمۂ گلزار نسیم میں حالی پر جو اعتراض کیا تھا، اس کا انتقام یوں لیا ہے کہ ان کا نام پنڈت برج نرائن چکبست کی جگہ لالہ چکبست لکھا ہے (ص۲)۔ اس غیر ضروری بحث کے لیے مقدمے میں جگہ نکل آئی، لیکن شبلی نے آبرو کے ایک شعر "میاں .. کدھر ہے" کے متعلق جو یہ لکھا ہے کہ "بادنیٰ تغیر جرأت کی طرف منسوب ہے" ص۲ اس کے بارے میں ایک لفظ ان کے قلم سے نہ نکلا۔

(۳) "۱۲۱۵ھ تک .. انشا .. سلیمان شکوہ کے ہاں ملازم تھے، یا اسی سال .. سعادت علی خاں کے یہاں رسائی ہوئی، کیونکہ سلیمان شکوہ اس سال (۱۲۱۵ھ) لکھنؤ سے واپس دلی چلے گئے" ص۲۲۔ اس کا ثبوت موجود نہیں کہ رسائی (اگر اس سے نوکری مراد ہے) ۱۲۱۵ھ میں ہوئی۔ سلیمان شکوہ ۱۲۱۵ھ کے بہت بعد عہد نصیرالدین حیدر میں جس کا آغاز ۱۲۴۳ھ سے ہوتا ہے، لکھنؤ سے کانپور گئے اور وہاں سے آگرہ (تاریخ اودھ جلد ۱ ص۲۸۲)۔ یہ کچھ دنوں کے لیے دلی گئے ہوں تو

گئے ہوں، ان کا مستقل قیام آگرہ میں رہا اور وہیں ان کی وفات ہوئی۔

(۴) "خیال تھا کہ اس تذکرے سے .. انشا .. کے متعلق کوئی نئی بات معلوم ہوگی اور کم سے کم اس قصے کی تحقیق ہو جائے گی جو .. آزاد نے ان کی اخیر زندگی کے متعلق لکھا ہے، مگر یہ تذکرہ سنہ ۱۲۱۵ ہجری میں لکھا گیا اور سنہ ۱۲۱۵ھ تک .. انشا .. سلیمان شکوہ کے ہاں ملازم تھے .. یہ واقعہ آزاد نے .. رنگین کی زبانی بیان کیا ہے، صرف یہ لکھ کر تمام واقعہ بیان کر دیا ہے کہ "..رنگین کہا کرتے تھے، مگر یہ نہ معلوم ہوا کہ کس سے کہتے تھے اور آزاد نے کس سے سنا۔ آب حیات میں بعض بعض جگہ وہ مجالس رنگین کا حوالہ دیتے ہیں مگر مجالس رنگین میں اس واقعے کا .. ذکر نہیں .. اتفاق سے مجالس رنگین بھی سنہ ۱۲۱۵ھ میں لکھی گئی .. انشا .. اور .. رنگین دونوں .. سلیمان شکوہ کے یہاں ملازم تھے اور چونکہ یہ واقعہ بہت بعد کا ہے اس لیے یوں بھی اس میں نہیں ہو سکتا۔ کیا اچھا ہوتا اگر .. آزاد اس روایت کا سلسلہ بیان کر دیتے" ص ۲۴۔

گلشن سنہ ۱۲۱۵ھ کی تالیف اور آب حیات کا قصہ خود مقدمہ نگار کے لفظوں میں "بہت بعد کا"، مگر اس پر بھی خیال تھا کہ اس سے اس کی تحقیق ہو سکے گی۔ مقدمے کی ضخامت بڑھانا مقصود تھا تو ہزاروں باتیں اور ہیں، جو سنہ ۱۲۱۵ھ کے بعد نہیں، بلکہ قبل کی ہیں اور گلشن سے غیر حاضر ہیں، ان کا ذکر ہو سکتا تھا۔ اس خاص واقعے کا انتخاب حیرت انگیز ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ غرض اصلی آزاد سے یہ استدعا تھی کہ وہ روایت زیر بحث کا سلسلہ بیان کر دیں، تو اس کے حصول کا سرے میں امکان نہ تھا، آزاد اس سے قبل ہی حواس باختہ ہو چکے تھے۔

Marfat.com

(۵) افسوس "۱۱ برس کے سن میں .. والد کے ساتھ لکھنؤ آ گئے، بہت سے انقلابات کے بعد نواب سالار جنگ اور پھر ان کے بیٹے نوازش علی خاں کے ہاں ملازم رہے اور جب یہ شیرازہ بکھر گیا تو .. مرزا جواں بخت .. کے متوسل ہو گئے" ص۵ - یہ میں پہلے لکھ چکا ہوں کہ بنگالہ جانے سے قبل لکھنؤ جانے کا ثبوت قول لطف کے سوا موجود نہیں ؛ یہ قرین قیاس بھی نہیں - ڈاکٹر عبدالحق نے افسوس کا جن الفاظ میں ذکر کیا ہے، ان سے پڑھنے والوں کا ذہن اس طرف نہیں جا سکتا کہ وہ لکھنؤ سے بنگالہ چلے گئے تھے؛ اور پھر ادھر آ گئے - حقیقت یہ ہے کہ لکھنؤ سے قبل فیض آباد میں رہتے تھے اور سالار جنگ و نوازش علی خاں کا وہیں قیام تھا - ان دونوں کی ملازمت کا الگ الگ ذکر بھی ٹھیک نہیں - "شیرازہ بکھر گیا" سے یہ مراد ہے کہ یہ لوگ اس دنیا سے رخصت ہو گئے یا ان کی دولت کا خاتمہ ہو گیا تو یہ صحیح نہیں -

(۶) "سب سے اول نادر شاہ .. میر سوز، جرأت سب لکھنؤ میں جا بسے" ص۳ - (رجوع بہ تبصرۂ انتخاب، معاصر ۱۲ ص ـــــ)

(۷) "اس تذکرے کے پڑھنے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اکثر شاعر اور خصوصاً نامور اور مشہور اساتذہ سب کے سب دلی کے تھے" ص۲۳ - گلشن کے ۶۹ شعرا میں سے حسب ذیل یقیناً دلی سے باہر پیدا ہوئے - ان کا وطن اصلی بھی دلی نہ تھا: آرزو، آبرو، الہام، امین، آشفتہ، بیدل، بقا، قائم، بسمل، تاناشاہ، جوشش، حسرت (ہیبت قلی خاں) دردمند، دل، شورش، صانع، عزلت، عیش، مضمون، میر، مخلص، مصحفی، ولی (دکنی)، امید، محبت - انشا کے

Marfat.com

والد کا وطن دہلی تھا مگر یہ خود مرشد آباد میں پیدا ہوئے اور جوانی میں دہلی آئے تو محض چند سال وہاں رہے۔ اشنیا فی کو لطف نے متوطن سرہند لکھا ہے، قرینہ ہے کہ وہیں متولد ہوئے ہوں۔ بیان بقول لطف اکبرآبادی "سکونت دلی میں اختیار کی" لطف نے بیدار کو دہلوی بتایا ہے، مگر یہ بدایوں کے تھے اور عجب نہیں کہ وہیں کی ولادت ہو۔ حزیں لطف کے بیان کے بموجب متوطن دہلی، لیکن شورش شاگرد حزیں کے قول کے مطابق پٹنہ سے دہلی گئے اور وہاں سے واپس آئے۔ دہلی کا وطن اصلی ہونا بھی مشکوک ہے۔ اس سے قطع نظر کہ پٹنہ ہو سکتا ہے، تذکروں میں انھیں اکبرآبادی بھی لکھا ہے۔ سجاد کے بارے میں نکات میں مرقوم ہے کہ از اکبرآباد است۔ لطف بھی انھیں اکبرآبادی بتاتا ہے مگر یہ کہتا ہے کہ تربیت دہلی میں پائی۔ فرحت کا وطن تذکروں میں فرخ آباد لکھا ہے، گلشن میں وطن بزرگاں ماوراءالنہر جائے پرورش دہلی۔ اس سے یہ نہیں مستفاد ہوتا کہ دہلی وطن تھا اور وہاں پیدا ہوئے۔ لطف کے والد ایران سے دہلی آئے، خود یہ کہاں پیدا ہوئے، اس کا حال معلوم نہیں۔ مظہر کے متعلق لطف کا قول ہے کہ "اصل وطن ان کا اکبرآباد ہے اور دلی ان کے نشو ونما کی بنیاد"۔ میرزا ولی کو لطف نے متوطن دہلی لکھا ہے، مگر قرینہ نہیں کہ وہاں ان کی ولادت ہوئی ہو۔ آصف الدولہ کی پیدائش کہاں ہوئی، میں اس وقت نہیں کہہ سکتا مگر اس کی تحقیق ہو سکتی ہے۔ بہرحال، یہ متیقن ہے کہ دلی میں یہ زیادہ نہیں رہے۔ مقدمے میں "اکثر" غلط لکھا ہے، اور "سب" بھی صحیح نہیں۔

۱۳) زبان کی بحث مقدمے میں ہے، چند الفاظ اور طرق استعمال کا۔

Marfat.com

ذکر اس جگہ کیا جاتا ہے، ان کا ذکر مقدمے میں ہیں: صاحبان انگریز ۳،
ولایت (برائے مغرب)، اس ایام میں ص۳ و ص۴ + (مگر ص۱۲ میں ان ایام)،
ایالت ص۴، تلاش مونث، گلا اس کا باندھا گیا، نوئیاں (جمع نوئی)، گلشن
میں نوایاں غلط طباعت) ص۵، سرکار کمپنی انگریز بہادر، تکرار مونث، بن دیکھے
کرسی شاہ نشین کی، خوش استعدادیاں ۶، سخن تراشیاں، ٹھیرے، چند
مدت ۷، تلے اوپر کردی ۸، بیڑول ۹، کپتان، ڈیرا کرنا، انتظام پانا، حوصلے
میں (حوصلہ غلط)، بے بصیرتی، کمک، ہراول، کور نمکی کی ۱۰، اس واردات، لفظاً
باللفظ، کٹتی اوقات ہے ۱۲، دنتیلا ۱۳، مربع نشین ۱۴، ناتا ۱۶، اعیان
مملکت، گیانی، نا پکا بھید (ناو بھید غلط)، تہلاریوں، کارتی ۱۷، اس خرخشہ
سے تغیر ہو کر ۱۸، ہلا کیا، میر بخشی ۱۹، جگ پھوٹا نرد ماری گئی، دفعیہ، ہیرے
کی کھان ۲۰، ساتھ دار و مدار کے مصلحتاً (مصلحۃً) صلح کی ۲۱، ناچار ۲۲، نزاع
مونث ۲۳، امورات ۲۴، گردان کے، لایعنی ۲۵، باوصفیکہ ۲۶، بولیوں ۲۷،
بالذات ۲۸، موئے دریا ہے، کلیات اور معالجات فن طبابت ۲۹، یکرنگی
میں خلاصے اور آشنائیوں کے بہت خاصے ۵۱، طرز ادائیہ، تصویر ناز کھنیالی کی بہت
کچھ سکہ کی کھینچ کر ۵۳، اختراعات.. کیجیے، قادر سخن ۵۴، خواتین ۶۵، حقہ
بردار ۶۶، چاہیں.. پیٹنے اور گھونٹ گھونٹ کر.. جیتے، پروانگی دی، عرض
کیا، بھیڑی خانہ (بھیڈی غلط)، مظلمہ اپنی گردن پر لیا ۶۷، حسن، تردد،
جوبن کے عروج ۶۸، فلاکت ۷۱، حجرا گاہ (حجرہ گاہ غلط) ۷۲، تخم ناکاشتنی
بیمغز ۷۹، تفضلات، اخراجات ضروری ۸۳، تختہ بند کرکے ۸۴، واصلباقی ۸۵،

Marfat.com

، رنڈی ۹۰، سیر موت ۹۲، بود و باش کی ۱۰۰، نقل و حرکت ۱۰۴، امّا مبارہ (کذا)، عمدہ مشائخوں ۱۲۶، موزِ داشتہار، مربی گری ۱۳۰، ٹھٹھا، چند اوراق پریشان (برائے گلشن) ۱۴۷، کرپال ۱۵۲، جرّ ثقیل طبع سے نراز و کر کے ۱۵۳، شدّوں کا گذر… ہوا ۱۵۹، مصنفلہ پرداز ۱۶۰، اپنی قوم کا اشراف ۱۶۵، ضعیف معاش ۱۶۶، یار (بار غلط طباعت) فروش ۱۷۱، بنگ (برائے بنگالہ)، تپ محرق (کذا) مگر صحیح تپ، انواع و اقسام ۱۷۶، مضمون نراشی ۱۸۰، دلکوب ۱۸۵، نواسوں جن خاں جہاں لودی کے ۱۹۵ اس کا امکان ہے کہ لطف لفظ نواسہ برخلاف رواج اردو پسر زادے کے لیے بھی استعمال کرتے تھے۔

(۱۴) طبع ا کا متن بہت غلط ہے، مگر مقدمہ نگار کو اس کا مطلقاً احساس نہیں، اگر ہوتا تو طبع ۲ میں اس کی تقریباً کل غلطیاں موجود نہ ہوتیں، جیسا کہ اوپر لکھا جا چکا ہے، طبع ثانی شائع کردۂ انجمن ہے۔ ذیل میں کچھ اغلاط کی طرف ناظرین کی توجہ منعطف کرائی جاتی ہے:

پردے سے جو وہ شہرۂ آفاق نکلتا ‏ تب دیکھتے خورشید کا یہ نام نکلتا ‏ ص۲۰

کرے آمد آمد اس مہ تاباں کے تئیں اس ‏ کیوں چاندنی کا فرش بچھانی ہے چاندنی ‏ ص۲۰

ہتاں کے واسطے گھر بار کو اپنے بہا نکلا ‏ یہ طفل اشک میرا عاشقی میں بے بہا نکلا ‏ ص۲۱

اظہار نہیں اگرچہ سر کا ‏ رباعی

پر بوجھ اتار دوں ہوں میں اپنے سر کا

سائل کو جواب نرش ہرگز مت دے

جو کا ہے کہا کریگا لے کر سر کا (سرکہ) ‏ ص۲۵

خط نے مارا ہے حسن پر شبخوں ‏ کیا ہی جھگڑا ہے سوا اس کا ‏ ص۲۶

یہ اشعار امین عظیم آبادی کے ہیں، شعر اول جس غزل کا مطلع ہے اس کا مقطع بھی گلشن

Marfat.com

میں ہے (قافیہ شام)، کسی شخص کو جس کا طبع ۱ و ۲ سے تعلق تھا یہ احساس نہیں ہوا کہ آفاق نام کا قافیہ نہیں ہو سکتا، اس کی جگہ ایام چاہیے۔ دوسرے شعر کا مصرع ۱ یوں ہے: "گر آمد آمد اس مہ تاباں کی نہیں امیں"۔ تیسرے شعر میں "بے بہا" کے بدلے "بہبہا" چاہیے جو بیر کے اس مصرع میں آیا ہے "یہ بہبہا تھا نہ سمجھا ادا کو کینے کی" کلیات ص۹۸۰۔ چوتھے شعر کے مصرع ۱ میں نہیں کے قبل "بھلا" ضروری ہے، جو گلزار کے خطی نسخے میں ہے اس کے بغیر مصرع ۱ رباعی کے باقی مصرعوں کا ہموزن نہیں ہو سکتا۔ چھٹے شعر کا سوانکا طبع ۲ میں سوائیکا ہے، اور اس کے بعد علامت استفہام۔ اس کے قبل کے شعر میں "بہانے" قافیہ ہے، سوانکا یا سوائیکا کی جگہ صریحاً سوانے (سرحد) کا ہے۔

یاس میں تجھ غم کے ہیں اپنی بھی غمخواری نہ کی
دل دیا تجھ کو تو ہیں نے کچھ گنہگاری نہ کی ص۱۳۶
دم بدم اس رنجش بیجا کو کیا کہتے ہیں شوخ
دل دیا تجھ کو تو ہیں نے کچھ گنہگاری نہ کی

دونوں شعروں کا مصرع آخر ایک ہے، اور صریحاً شعر ۱ کے مصرع ۱ کو دل الخ سے ربط نہیں؛ گلزار میں اس کا مصرع آخر یہ ہے: جان دے گزرے پہ ظاہر دل کی غمخواری نہ کی۔ غمخواری کاتب کی غلطی ہے، بیاری ہوگا۔

زلف رخ منہ اور یہ جو چھوڑی ہے کیا یہ صبح ہے نکلتا تھوڑی ہے ص۱۸۴
شاخ گل خم نہیں کسو نے کیا ہاتھ معشوق کے مڑوڑی ہے

٭ صبح ہی نکلتا "بے معنی ہے، گلزار و تذکرہ قاسم میں" سیدھی نگاہ "ہے، شعر ۲

سے کہ مصرع آخر میں "با ہمہ معشوق کی" چاہیے (گلزار) ۔

دیا رستن میں تو شورش ہوا یہ بڑی مشکل
کہ لٹ جاتا ہے واں جو کاروان حسن وفا لاوے ص ۱۹۲

"ہیں" کی جگہ "ہے" اور "حسن" کی جگہ "جنس" چاہیے۔

مرتا ہوں میرزاسے گل ہر سحر سورج کے ہاتھ جومرے وسہا صبا کے ہاتھ ص ۱۶۰
میرزاسے = میرزائی، جومرے د سہا = چونری وپنکھا (نکات ص ۹)

موسی کمر نہیں تو فرعون کر رکھا ہے ص ۲۸

اسے پکچھ بہار رنجہ کو خبر ہے بسنت کی ص ۲۸ = آئی (نکات ص ۱۴) چاندنی چاندنی بائی رے بلی خیلا سے بہنا پاکیا ص ۳۶ = جپلا ۔ ادھر بہار ادھر ایک شیشہ دل ہے ص ۵ = بہار رعشق کو حوصلہ ہے شرط ورنہ ص ۱۵۵ = "ارنہ" ورنہ مصرع ناموزوں ۔ بھونک میں کتنے کی بلی کی سگی موجود ہے ص ۳۴ سکتے پیلے۔ تجھے تو ڈھوکے تھا زاہد پیاک نگاہ سے آج ص ۳۵ = ندو کھے، رابعہ وہی ہے جو کوئی ہاں سے گیا ہے رابعہ ص ۱۲۰ = رانا (نکات ص ۶۲) ۔ کرم نام سی کی ندی ص ۷ (حاشیہ یعنی اس ندی سے جس کا نام کرم تھا) = کرم نا سے

دو بالا ہوسکے تھوری عبث آنکھوں کو ملتا ہے پیالہ اور بھی پی پی سجن یہ دور چلتا ہے ص ۳۵
ہوگی، پی لے (گلشن میں نام اشتیاق، تذکروں میں ناجی کے نام سے بھی آیا ہے اور فیصلہ مشکل ہے کہ واقعی کس کا ہے۔

••

(معاصر، حصہ ۱۵)

Marfat.com

سفینۂ ہندی اور ریختہ گو شعراء

مصنف سفینۂ ہندی نے اس کتاب میں اپنا حال یوں لکھا ہے: جامع ایں اوراق بھگوان داس ہندی تخلص بن دلیت داس بن ہرنس رائے قوم کایست، سری باستم دوسرا موطن اصلی بزرگان کالپی و مسکن سوندھا ست، والد بزرگوارم[1] پدر عالی قدر در ہنگام نظامت برہان الملک حسب الطلب عم کلان خود بلاقی داس کہ درآں وقت... بخشی گری تصحیح سپاہ عالی ممتاز بود، از آنجا بہ لکھنؤ آمدہ... از عہد نواب مرحوم تا اواخر عہد آصف الدولہ.. در سلک ملازمان با امتیاز منسلک بودہ، ہمیشہ بیاد رب العباد مشغول می بود، اشعار ہندی در ستایش آفریدگار بزبان برج بسیار گفتہ، مولف در صد رپور عملہ ملک بخانۂ پدر مادر خود لالہ رام قانون گوے آنجا تولد یافتہ "صبح جواں بخت" تاریخ تولد است، در عمر دو سالگی از آنجا بخدمت پدر.. در لکھنؤ رسیدہ، بعد رسیدن بسن تمیز از خدمت افضل الفضلا مولوی سید یوسف سہارنپوری تحصیل صرف و نحو و کتب متداولۂ فارسی و دیگر رسائل علوم نمودہ، مائل بانتخاب دواوین اساتذہ و مطالعۂ کتب تاریخ و تذکرہ گشتہ بگفتن شعر زبان گشودہ در اوائل بسمل تخلص اختیار نمودہ، دریں فن از جناب ارشاد مآب[3] مشورۂ سخن داشتہ، مثنوی یکے سلسلۃ المحبت، بروزن سلسلۃ الذہب، دوم مظہر الانوار بروزن مخزن الاسرار و سوم بھاگوت مسمی مہر ضیا بروزن یوسف زلیخا بنظم آوردہ، و دو دیوان یکے شوقیہ و دوم ذوقیہ مع قصائد و ترجیع بند و اقسام اشعار گفتہ، بعد ازآں تذکرہ حدیقۂ ہندی مشتمل بر حالات شعرائے ماضی و حال کہ در ہندوستان.. تولد یا نشو و نما یافتہ اند، از ابتدائے ظہور اسلام تا سنہ یکہزار و دو بیست ہجری تالیف نمودہ، چنانچہ آں تالیف ہم تذکرہ و ہم تاریخست و نیز حسب الفرمایش سید خیرات علی سلمہ... رسالہ سوانح النبوت متضمن سوانح اشرف الانبیاء... و دوازدہ امام بطریق اختصار ترتیب دادہ اکنوں کہ یک ہزار و دو صد و نوزدہ ہجریست، تسوید ایں اوراق نمودہ. بالجملہ در آغاز جوانی

---

۱ برہان الملک کے ترجمے میں ہے: روزیکہ نواب خلعت نظامت پوشیدہ... جدم شرف ملازمت دریافتہ بہ رشتۂ منشی گری سپاہ ملازم گشت ۱۱۶۲-۲۷

۳ مرزا فاخر مکیں۔ ہندی کی کوئی اور کتاب سفینۂ ہندی کے سوا میری نظر سے نہیں گزری۔

Marfat.com

خدمات میر بخری وسائر صوبۂ الٰہ آباد از طرف.. مختار الدولہ.. بمن تعلق داشت بعد از آں در سلک ملازمان امتیاز در سرکار آصف الدولہ.. بدایونی مرزا راجہ نندے سنگھ.. کہ صاحب نوبت وجاگیر ومالک خدمات سرکار خیرآباد وسیلک شدہ بود، انسلاک یافتم واز حضور صاحب دستخط شدم چنانچہ پانصد سوار بدستخط من ملازم شدند، بعد فوت راجہ موصوف بمصاحبت راجہ ٹکیت رائے بہادر کہ مالک سپاہ وکارخانجات وخانسامانی.. نواب مرحوم بودند منتظم شدہ، چوں راجہ موصوف نیز وفات یافت، بمصاحبت معتمد الدولہ، مشیر الملک مہاراج ادھراج مہاراجہ ٹکیت رائے نرائن بہادر صلابت جنگ نائب دیوان.. آصف الدولہ انتظام یافتم. از آں بعد.. راجہ جے سکھ رائے نظر شفقت بحال من نمودہ، وقدر من افزودہ، امرا واعزۂ ایں دیار بر حال من شفقت فرمابودہ اند، تمام ایں حالات مشروحاً در قصیدہ نامہ بنسب بنظم در آوردہ داخل، حدیقۂ ہندی ساختہ ام، ایں مختصر گنجائش آں ندارد.. چوں قصیدہ مرذف از نظر حضرت خلد اللہ ملکہ.. گذشت فرمان والاشان بطلب ایں ذرۂ بے مقدار بعطائے خطاب رائے ومنصب پانصد ذات وپنجاہ سوار صادر شد..“

دیوان ملیں (نسخہ خدا بخش) میں ایک قصیدہ اوائل عشرۂ نہم (مائۂ ۱۲) کا لکھا ہوا ہے۔ اس میں متعدد شاگردان ملیں کے نام ہیں لیکن، بھگوان داس کا نام اس میں نہیں، موہن لال، انیس کے انیس الاحبا میں ہندی کا ترجمہ ذیل مرقوم ہے:

”بھگوان داس بسمل کایستھ.. موطن بزرگان ایشاں کدہ کالنجر (کذا) مضاف صوبۂ مالوست، مولدش پرگنہ محمد پور سیلک در لکھنؤ نشو(و) نما یافتہ، از خاندان عالی روزگار وخود ہم در سرکار.. آصف الدولہ.. باعز ووقار، میرزا وضع پاکیزہ گفتار اند، مزاج درد آشنا وطبع رسا دارند بعد ترتیب دیوان شوقیہ مثنوی.. سلسلۃ المحبت.. بقدر یک ہزار بیت[1] متضمن احوال چت گپت کہ اہل فرس آنرا عطارد فلک نامند بروزن قران السعدین.. بآب وتاب گفتہ.. از چندے تخلص خود ہندی اختیار کردہ، ودرآں بیت دو بیت بنظم آوردہ:

در میان سخنوران انام — نظم من محفر خرد مندیست
ہندوم ہند زاد بوم من است — زیں دو باعث تخلصم ہندیست

حالانکہ از زبان خامہ اش بر می آید داخل دیوان ذوقیہ می نماید.. کلامش با شستگی در وانیست۔“

ہندی کا حال مصحفی کے ریاض الفصحا میں یوں درج ہے: ”بھگوان داس ہندی تخلص کہ پیش ازیں بسمل کہ قرار دادہ بود شاگرد رشید.. کمیں، کایستھ از قبیلے رائے تلسی رام، اسکند یعنی ربیس بھم بھاگوت را نظم نمودہ عمرش از شصت متجاوز چند سالی است کہ جہان فانی را پدرود نمود..“

دیباچہ سفینۂ ہندی میں ہے ”سابق در سنہ یکہزار ودوست تذکرۂ حدیقۂ ہندی! بقید قلم۔ در آوردہ.. حالانکہ از

[1] اس کا تعلق ظاہرا دوسری مثنوی سے ہے جس کا نام نہیں دیا۔

دوصد و نوزدہ ہجری مطابق جلوس چہل و ہفتم.. شاہ عالم.. است، احوال شعرائے معاصرین را از آغاز جلوس فردوس آرام گاہ[1] از صد جاہ کردہ تالیفے دگر ساختم،، آخر میں ہندی کا ایک قطعہ ہے جو اس پر مشعر ہے کہ ۱۲۱۹ھ سال اتمام کتاب ہے۔ (مادہ تاریخ باغیچہ بہار) خاتمہ کاتب سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا نام مکھن لال[2] ہے اور کتابت کا انجام ۱۲۲۰ھ میں بتاریخ ۷، جمادی الاولیٰ ہوا تھا۔

سفینۂ ہندی میں حدیقۂ ہندی کے علاوہ حسب ذیل تذکروں کے نام آئے ہیں:

مجمع النفائس (آرزو)، ید بیضا و سرو آزاد (آزاد)، تذکرہ از کشن چند، اخلاص (تذکرہ ہمیشہ بہار) تذکرہ سرخوش (کلمات الشعراء)، ریاض الشعراء (والہ)، تذکرۂ معاصرین (حزیں)، تذکرۂ شعرا از خوش گو، (سفینۂ خوش گو)، سفینۃ الشوق (شوق)، تذکرۂ قیام الدین حیرت (مقالات الشعراء)، تذکرۃ الشعرا (سیف الدین محمد طبیعت)، ہندی نے مجمع و ریاض کے حوالے سے صراحتاً کچھ لکھا ہے اور رگو باغ معانی کا نام کہیں نہیں لیا، قرینہ ہے کہ یہ ہندی کے مآخذ میں ہے۔

تراجم منقولہ میں اس کا امکان ہے کہ بعض ایسے شعرا ہوں جو اردو نہیں کہتے تھے، یا جن کی ریختہ گوئی متیقن نہیں۔ متن عموماً مطابق اصل، اس کی قیاسی تصحیح کی چنداں کوشش نہیں کی گئی۔ مصنف نے واقعات کی جو غلطیاں کی ہیں ان کی نشاندہی بھی مد نظر نہیں رہی اور بعض کے سوا میں نے ان سے تعرض نہیں کیا:

۱۔ شاہ عالم ثانی آفتاب تخلص: ".. دیوان فصاحت نشان.. بہ مشورہ.. ارشاد آب حسن ترتیب یافتہ.."

۲۔ آرزو: ".. بے دیوان.. "آرزو رفت از جہاں افسوس" تاریخ وفات اوست"

۳۔ "قزلباش خاں امید نامش محمد رضا۔ مولدش ہمداں، در اصفہان نشو و نما۔ تخلص از میرزا طاہر وحید یافتہ۔ اوائل عہد بہادر شاہ وارد ہندستان گردیدہ، بذریعہ.. ذوالفقار خاں بہزاری منصب و خطاب قزلباش ممتاز شد۔ آخر برفاقت.. آصف جاہ در دکن رفت و ترقیات نمایاں بحالش راہ یافت۔ در سنہ یکہزار و یکصد و چہل و یک ہمراہ نواب مسطور بہ شاہجہاں آباد رسیدہ، بعد مراجعت نادر شاہ از ہندوستاں، از رفاقت باز ماندہ، قریب دوازدہ سال ہماں جا سکونت اختیار کرد۔ در موسیقی مہارت عظیم داشت و با وصف ولایتزائی فہم دقائق موسیقی ہندی خوب می رسید۔ در سنہ یکہزار و یکصد و پنجاہ و نہ بمرض سکتہ رخت ہستی بسوے عالم بقا کشید، دیوانش قریب ہفت ہزار بیت خواہد بود.. "[3]

۴۔ عمدۃ الملک امیر خاں انجام.. در بذلہ سنجی و حاضر جوابی داد فہمی و لطیفہ گوئی و موسیقی دانی نظیر نداشت...

---

[1] محمد شاہ [2] سفینۂ ہندی میں مکھن لال متخلص بہ لالے خلف لالہ امیری لال کے متعلق مرقوم ہے "قرابت خویشی بمولف دارد"۔ ممکن ہے کہ کاتب یہی ہوں۔

Marfat.com

"غم عمدہ" تاریخ (شہادت) است۔"

۵۔ "نظام الملک آصف جاہ.. اول شاکر.. آخر.. آصف تخلص اختیار نمودہ۔"

۶۔ اسد یار خاں، انسان، خطاب اسد الدولہ۔

۷۔ محمد صلاح، آگاہ بہ رفاقت معنی یاب خان شاعر.. می بود و چندے با غلام محی الدین خاں، دیوان بیوتات سرکار والا بسر بردہ۔"

۸۔ "محمد یحییٰ، انصاف از جونپور.. بَرَد اللہ مضجعہ تاریخ وفات.."

۹۔ میر غلام علی آزاد.. تذکرۂ ید بیضا و سرو آزاد از تالیفات اوست با راقم وادم اسلات بودہ چند سال است کہ رخت ہستی بربستہ۔"

۱۰ "محمد فاضل آزاد.. از سادات احمد آباد گجرات.. بادشاہ نامہ علی د.. بیدل ملاقات کردہ. در سنہ یکہزار و یکصد و چہل و ہشت در بھروچ من مضافات احمد آباد.. فوت کرد.."

۱۱ "شاہ فصیح، افصح. اصلش از بخارا.. خودش در ہند تولد یافتہ اوائل چند سال در زمرۂ سپاہیان طازم بعضے امرائے دہلی بود، بعد آں ترک لباس کردہ، ژندہ پوشی اختیار نمود مرید شاہ احسن اللہ گردید، ہم دراں لباس بدکھن شتافتہ، وچندگاہ بسیر آں ملک پرداختہ باز بہ دہلی مراجعت کردہ، از آنجا بہ لکھنؤ آمدہ تکیہ ساخت، بسیار مرد بزرگ بود و بتجرد می گزرانید. راقم با او ملاقات کردہ، در محبت ائمہ اظہار راسخ دم بودہ است.. شعر خوب.. اما کم می گفت.."

۱۲ "شاہ اجمل الہ آبادی.. بندہ او را در الہ آباد ہنگامیکہ خدمت میر بخشی آں صوبہ داشتم یک دوبار دیدہ ام، درویش شگفتہ روئے پاکیزہ وضع است. بیتے از زبان خودش شنیدم.. بسیار خوش شدم. کلامش شستگی دارد. بعد دیوان گفتہ اجزائے خود مرا نمودہ بود، تخمیناً دو ہزار بیت خواہد بود. و آں بیت این است:

برگشتن چشم یار دیدم نیرنگی روزگار دیدم۔

۱۳ انشا، خلف حکیم ماشاء اللہ خاں: "پدر.. و پسر در حضور.. شجاع الدولہ.. بشرف مصاحبت ممتاز بودہ جاگیر[۱] دہ ہزار روپیہ یافتہ بعزت و وقار بسری بردند. بعد وفات نواب حکیم موصوف پیش میرزا نجف خاں.. رفت و بعد وفات میرزا بحضور بادشاہ.. رفتہ ہماں جا وفات یافت. خودش میر انشاء اللہ خاں در لکھنؤ ماندہ باعزہ ایں جا پیوستہ، اوقات گرامی بسر می برد. از دو سہ سال بحاشیہ نشینی.. سعادت علی خاں.. شرف امتیاز یافتہ دو صد روپیہ در ماہہ.. می یابد. از ابتدائے سن

---

[۱] روشن لال، روشن کے ترجمے میں ہے۔ "ورادائل جاگیر حکیم ماشاءاللہ خاں اجارہ گرفتہ. از ظلم حکیم مذکور رعایاین سال معزول شدہ نسارہ کلی کشیدہ نتیجائے ظلم ہی تنقدہ ہمیں مصادر بودہ و از لکھنؤ دل برداشتہ بہ لسو رفتہ؛

بعد فراغ علم رسی طبیعتش بہ ریختہ گوئی مائل بود، حالا شعر فارسی ہم خوب می گوید و در نظم و نثر دستگاہ وسیع دارد۔ با مولف آشناست، جوان آرمیدہ مزاج، پسندیدہ اطوار، عالی طبع، بذلہ سنج شیریں گفتار است و دریں زمانہ غنیمت کسے است۔

ایں اشعار از نتائج افکار اوست (مگر اشعار نہیں)

۱۴ " حمید بیگ، اظہر۔۔ از اہالی ہند شاگرد میرزا مظہر۔ است"

۱۵ عطاء اللہ خاں، اعلیٰ تخلص ولد میر ولایت اللہ خاں عم زادہ اصلش میر بادشاہ است، خط شکستہ و نسخ خوب می نوشت، مدتہا بجمعیت بسر بردہ و آخر فقر اختیار کردہ بطرف بنگالہ بطریق سیر آں ملک رفتہ در آنجا بسر می برد۔ اشعار ہندی و فارسی دارد"

۱۶ رائے سناتھ سنگھ، بیدار[1]۔۔ از قرابتیان رائے بھوگ چند پیشکار خالصہ شریفہ فردوس آرام گاہ مولدش گورکھپور و منشاء او شاہجہاں آباد۔۔ در تاریخ گوئی نظیر نداشت بار اقم آشنا بود تاریخ اتمام حدیقہ ہندی او گفتہ۔۔ تاریخ تولد شجاع الدولہ۔۔ چنیں گفتہ بود:

بدولت خانۂ نواب منصور ۔۔۔ بر آمد آفتاب از مطلع نور

نواب صفدر جنگ۔۔ پنجہزار روپیہ در صلہ آں مرحمت می نمودند از عالی ہمتی قبول نہ کرد، طرفہ ایں کہ تاریخ وفات شجاع الدولہ۔۔ ہم او بہ تعمیہ یک عدد گفتہ، بیت آخر او اینست:

ہاتف از روئے الم سالش گفت" ۔۔۔ مہر پنہاں بہ زمیں شد ہیہات

چند سال است کہ دفات یافت ۔۔۔ شعرے دیگر از و بیاد نیست"

۱۷ "خواجہ احسن الدین، بیاں۔۔ مولدش اکبرآباد و موطنش شاہجہاں آباد است، حسن خلق و وفور مروت با علو ادراک و رسائی طبیعت در طینت او جمع بود۔۔"

۱۸ شرف الدین، پیام سخن سنج شیریں کلام۔۔ در انشاء نثر صاحب دستگاہ عالی۔۔ وطنش۔۔ اکبرآباد۔۔ مدتے در شاہجہاں آباد نیز بسر بردہ، با شعرائے آنجا مثل۔۔ آرزو۔۔ و۔۔ مخلص وغیرہما صحبت داشت۔ در سنہ یکہزار و یکصد و شصت و شش وفات یافت

۱۹ شیخ بقاء اللہ، بقا۔ خلف حافظ لطف اللہ قریشی۔۔ کہ در نستعلیق نویسی معروف باستادی [illegible] ابتدائے شعور بہ تحصیل صرف و نحو کتب متداولہ فارسی مشغول گشتہ بگفتن شعر زبان گشودہ مدتہا بخدمت۔۔ ارشاد مآب حاضر بودہ، عروض و قوافی سند نمودہ قریب یکہزار بیت پاکیزہ گفتہ و در ریختہ گوئی نیز قدرت داشت۔ بار اقم بسیار مربوط بود، چند سال است کہ انتقال یافتہ

۲۰ بیدل، از قوم ارلا ہیں در پٹنہ متولد۔ در اوائل ملازم۔۔ اعظم شاہ۔۔ روزے۔۔ شاہزادہ میرزا را اشارہ بہ گفتن قصیدہ مدح نمود۔۔ میرزا میر انکار زدہ از منصب استعفا نمود و از آں روز عزلت اختیار کرد و حولے نواب شکر اللہ خاں مدح

---

[1] بیدار کا ترجمہ تذکرہ میر حسن میں بھی ہے لیکن کوئی اردو شعر ان کا خود اس تذکرہ میں یا کہیں اور نظر سے نہیں گزرا۔

Marfat.com

دیگرے نکردہ وتا آخر حیات در سایۂ رافت نواب .. و اولادش می زیست تا در سنہ یکہزار و یکصد و سی و سہ رخت ہستی .. بربست و در دہلی در صحن خانۂ خویش مدفون گردید۔ راقم کلیاتش را بچشم خود دیدہ، ہشتاد ہزار بیت خواہد بود، میرزا از شعرائے ہندستان است و ایں رباعی دلیل آزادی اوست:

گیرم کہ سریرت از بلور و پشم است — سنگے داند ہر آں کہ او را کہ چشم است
ایں مسند قاقم و سمور و سنجاب — در دیدۂ بوریا نشیناں پشم است"

۲۱ وجیہ الدین خاں، بریں تخلص برادر کہتر حسام الدین خاں است ایں ہر دو برادر برتبۂ امارت و مناصب مناسب در ہنگامیکہ شاہ جم جاہ در الہ آباد رونق افزا بودند، سرافرازی داشتند۔ خود استفادۂ علم و ہنر از .. ارشاد مآب کردہ آنچہ می گوید از نظر اصلاح می گزراند، قصۂ آمدن۔ ایشاں در فیض آباد ہمراہ لشکر بادشاہ .. و بردن جناب ارشاد مآب را بالہ آباد در قصیدۂ سلسلۃ الجباک[2] .. ارشاد مآب فرمودہ اند، مشروحا مسطور است"

۲۲ میر محتشم علی خاں حشمت .. از سادات بدخشاں .. اجداد او در ایام پیشیں بہندستان وارد شد توطن گرفتہ بودند و وے در ہمیں مملکت تولد یافتہ سخنداں صاحب کمال و سپاہی عدیم المثال بود و خوش صحبتی و گرم اختلاطی را علاوہ آں داشت دیوانش قریب ہفت ہزار خواہد بود دا آنست "

۲۳ غلام حسن حسن .. دہلوی .. در فیض آباد ہمراہ .. سالار جنگ می بود و ریختہ خوب می گفت۔ مثنوی بر وزن یوسف زلیخا بزبان ریختہ بخوبی گفتہ و تازگی تمام دارد۔ گاہے شعر فارسی ہم می گفت، با راقم ربط ملاقات داشت۔ چند سال است کہ در لکھنؤ فوت شدہ .. "

۲۴ میر غلام حسین دہلوی سید و فقیر بخوبی بے نظیر بود، در ہندی اشعار ضحک آمیز می گفت برائے ہمیں ضاحک تخلص می کرد و طرز یکہ او اختیار کردہ از نوادر بود و اکثر بملاقات راقم می آمد، عمرش بہ شصت سال رسیدہ بود و طبع جواں داشت، گاہے شعر فارسی می گفت .. "

۲۵ جعفر علی حسرت .. والدش در لکھنؤ متصل نخاس دکان ادویہ فروشی می چید خودش از بدایت سن مائل گفتن شعر ہندی شد و شاگرد ... دیوانہ .. گردید، آخر صحبتش بارائے مسطور بر آرنشد بطور خود اقسام شعر ہندی گفتہ نام بر آورد چندے از موزوناں شاگرد او شدند عروض و قافیہ از .. ارشاد مآب تحصیل نمود، گاہے بعد ملاحظہ شعر فارسی ہم می گفت با راقم ربط ملاقات داشت چند سال است کہ وفات یافتہ ... "

---

[1] انیس الاحبا میں وجیہ الدین علی خاں، ترجمہ یقیناً غلط ہے۔ [2] سلسلۃ الاجبا؟

۲۶ خواجہ محمد حسن حسن۔ سلسلۂ نسبش بہ خواجہ مودود چشتی می رسد در ریختہ شاگرد حسرت۔۔ اعزۂ ایندیار بسیار عزت و توقیرش بیناینددر علم موسیقی مہارت کلی بہم رسانیدہ باراقم آشناست، بسیار پسندیدہ اطوار و خوش گفتار است گاہے۔۔ فکر فارسی ہم می نماید۔۔"

۲۷ "میر حیدر علی حیران۔۔ از سادات صحیح النسب ہندستان۔۔ فکر۔۔ ریختہ می کرد دریں فن شاگرد۔۔ دیوانہ۔۔ اگرچہ دیوان ترتیب ندادہ بود اما قصائد و غزلیات وغیرہ اقسام ریختہ بسیار گفتہ، باراقم بسیار آشنا بودہ، در عہد۔ آصف الدولہ۔۔ پنجاہ سوار یافتہ در مصاحبت حضور ممتاز شدہ بعد وفات نواب تعینات محالات مانک پور بہار شدہ بودہ زمیندار آنجا سرتابی کردہ مسطور او راکشت رفیقانش او را نیز کشتند۔ یک دو شاگرد خوش گو در فن ریختہ تربیت کردہ بود، دیوانش فراہم کردہ اند گاہے خودش کہ فکر شعر فارسی می کرد از نظر اصلاح۔۔ ارشاد مآب می گزرانید۔۔"

۲۸ خان دوراں صمصام الدولہ: "۔۔ اکثر اوقات ہنگام شب با علما و شعرا صحبت می داشت و بہ ترتیب اہل کمال بسیاری کوشید و احیاناً شعر ہم می گفت گویند روزے" فرخ سیر۔۔ آئینہ می دید نواب کہ از حضار بود ند بدیہہ غزلے گفتہ معروض داشت مطلعش اینست:"

سحر خورشید لرزاں بر سر کوے تو می آید دل آئینہ را نازم کہ بر روے تو می آید

۲۹ کرامت اللہ خلیق۔۔ نبیرۂ ہدایت اللہ خاں برادر زادۂ محمد جعفر خاں راغب است سابق بطور خود فدا تخلص می کرد چوں غائبانہ رسوخ جناب ارشاد مآب بہم رسانیدہ بوسیلۂ عم بزرگوار خود عریضہ مع مسودات رباعی مشتمل بر درخواست تخلص ارسال داشت:

اے فخر سخنوران و مقبول خدا وے افصح دہر پیشوائے فصحا
مہری تو ختم ذرہ زو غم از تست فرمائے تخلصے باین بے سرو پا

آں جناب در جواب ایں رباعی رقم فرمودند۔۔

اے در رہ شاعری گشتہ رفیق جاں کردہ فدائے پیشوایان طریق
خلقے کندت کرامت اللہ کہ خلق خوانند ترا کرامت اللہ خلیق

از آں وقت ہمیشہ غزلہائے او برائے اصلاح بخدمت آنجناب می رسند۔۔"

۳۰ "میر خورشید علی خورشید۔ بلگرامی از چندے با عموئے خود نور الحسن خاں بہادر در عظیم آباد سر رشتۂ روزگار داشت سابق اشعار ریختہ می گفت، حالا از۔۔ ارشاد مآب بوسیلۂ عرائض نامجات اصلاح شعر فارسی می گیرد مرد سنجیدہ و فہمیدہ

Marfat.com

وبہ صحبت اہل سخن رسیدہ .."

٣١ رائے سرب سکھ دیوانہ .. جواہر زادہ .. راجہ مہاراین بہادر کہ دیوان .. شجاع الدولہ بود، بودہ، مولدش شاہجہان آباد، و نشو و نما ہم ہمانجا یافتہ ہنگام امارت دیوان مسطور وارد لکھنؤ گشتہ جاگیر مناسب یافت و بہ عزت و حرمت درایں شہر اوقات بسری بردہ، مجلس فقرا و مجمع شعرا اکثر بخانہ اش می شد، بسیار سلوک و مدارا با اہل محفل می نمود، چند کس از موزوناں در ہندی شاگرد او بودند خودش ہم دیوان ہندی ترتیب دادہ، بعد از آں دل برداشتہ بگفتن شعر فارسی میل کرد در اوائل از .. ارشاد مآب اصلاح .. می گرفت، آخر صحبت برآرندش بطور خود شعر می گفت، قدرت گویائی بحدی داشت کہ دو سہ غزل ہر روز مشق می کرد، قریب لک بیت گفتہ چہار دیوان ترتیب داد نام یکے در ردیہ ونام دو یکی عشقیہ نہاد چوں دیوان سوم در برابر دیوان شرف جہان قزوینی بقید قافیہ و ردیف گفتہ بود آنرا شرفیہ نام نہادہ و در برابر دیوان .. حزیں .. نیز بقید قافیہ و ردیف دیوانے تمام کردہ قصد دیوان پنجم داشت کہ عمرش تمام شد، دریں عہد کسے بفرط گویائی او نمی رسید براقم بسیار شفقت می فرمود راقم تاریخ فوتش چنیں گفتہ:

بچارشنبۂ ماہ صیام نوزدہم
برفت رائے سرب سکھ بسوے بہشت بریں

چو بود اولفن شعر و شاعری ہشیار
شدش تخلص دیوانہ اختیار ازیں

بہشت یافتہ تاریخ رحلتش باشد
دلیل مغفرت او ہمیں بود بہ یقیں

ہنگامیکہ در لکھنؤ بیمار بود برائے عیادت او رفتم از شفقت فرمود کہ بعد فوت من فکر گیا منظور باید داشت و ہما وقت روانۂ طرف گنگا شد، در آنجا رسیدہ بعد یک روز بہ بہشت بریں شتافت، جسدش سوختہ خاکسترش را در آب انداختند غریق بحر رحمت ایں معنی دارد چوں اشعارش بسیار پاکیزہ و خوب و مرغوب است بیاد تمام دریں مختصر گنجائش ندارد بریں چند بیت اکتفا می نماید .. (اشعار مثنوی قصۂ رام چند برگ فروش کہ میر شمس الدین، فقیر گفتہ بود او ہم گفتہ راقم بر سرائے آں گذشتہ .. رائے مسطور بسیار آشنا پرور و دوست نواز آرمیدہ مزاج پسندیدہ اطوار بود .. راقم بموجب وصیت او نور چشمش را بہ گیا فرستادہ او از آں کار فراغت کردہ آمد"

٣٢ درگاہ قلی خاں خان دوران مخاطب بمؤتمن الملک سالار جنگ بہادر ولد خاندان قلی خاں ذوالقدر ابن نوروز قلی خاں ابن درگاہ قلی خاں ذوالقدر ذوالقدر نوراست کہ آں قبیلہ ایست کہ ترکمان سیاہ خیمہ نواحی مشہد .. خاندان قلی خاں ذوالقدر مع عرضداشت علی مردان خان بحضور شاہجہان .. آمد بنوازش بادشاہانہ اختصاص یافت و در آں زماں در سلک ملازمان بادشاہی گنجیدہ و اولادش دریں ملک ہندوستان بعزت و وقار بسر کردہ اکثر اوقات بکارہائے ملکی و مالی مامور بودہ تولد

Marfat.com

خودش در سال یک ہزار و یکصد و بیست و دو ہم رجب در سنگیر رو نمود۔

شد سال ولادتش ز ردئے الہام　　　　درگاہ قلی خاں ز خاندان والا

بعد سیدن بن رشد و تمیز در خدمت .. آصف جاہ .. مورد التفات گشتہ بعنایت منصب و جاگیر و دیگر خدمات ممتاز گشت و در وقت نظامت نظام الدولہ ناصر جنگ ولد دوم .. آصف جاہ .. ترقیات نمایاں کردہ بکارہائے عمدہ .. سرفرازی یافت و در زمان حکومت صلابت جنگ بہروی .. آصف جاہ، بیش از بیش ترقی نمودہ بمنصب شش ہزاری و خطاب موتمن الدولہ و صوبہ داری .. اورنگ آباد دو مرتبہ سربلند شد۔ در ایام ریاست .. آصف جاہ ثانی .. بخطاب موتمن الملک در ریاست صوبۂ مذکور مفتخر گشت و آخر بخطاب خاندوراں امتیاز یافت .. در غرہ رجب سنہ ہزار و یکصد و ہفتاد و نہ از اورنگ آباد معزول شدہ در ذی الحجہ سال مذکور بجاگیر خود نظام آباد رفت و در آنجا چند ماہ بودہ ہیزدہم جمادی الاول سنہ یکہزار و یکصد و ہشتاد بمرض سرسام فوت شد نعش او را از آنجا باورنگ آباد نقل کردہ، در مقبرۂ والدش مدفون ساختند۔ "خدایش بیامرزد" تاریخ وفات اوست" بسیار خوش فہم بود در شعر و انشا و فن تواریخ مہارت داشت۔ در ایام حکومتش ہمہ رعایا و برایا مرفہ الحال در مہد امن و اماں می بودند"۔

۳۳　درد: .. " اشعار ہندی درد انگیز می گفت .. بسلسلہ نسبتش بخواجہ بہاء الدین نقشبندی می رسد۔ گاہے شعر فارسی می گفت ... "

۳۴　محمد فقیہ، دردمند .. از نبائر رستم خاں دکھنی .. در شاہ جہاں آباد می بود اصلاح شعر ہندی و فارسی از میرزا مظہر می گرفت۔ ساقی نامہ در زبان ریختہ گفتہ مشہور است۔ در عہد احمد شاہ .. بطرف بنگالہ رفت .. "

۳۵　میر اولاد علی، ذکا .. برادر زادہ .. آزاد .. بلگرامی۔ مشق شعر بخدمت عم خود نمودہ در فن شعر خصوصاً در تاریخ گوئی مہارت بہم رسانیدہ و در حیات عم خود بدکھن رفتہ بود .. "

۳۶　راجہ رام نرائن .. ہرگاہ کہ .. حزیں .. عازم سیر عظیم آباد شد راجہ .. حضور زوات .. آں علامۂ زماں را نعمت عظمیٰ شمردہ بکمال ارادت ملاقات کرد و تا میکہ آنجناب وارد آندیار بودند بخدمت کیمیا خاصیت اکثر شرف اندوز می شد و اشعار خود از نظر اصلاحش می گزرانید ... قاتلان ہنگام گردن زدنش از و سوال کردند کہ ہیچ آرزو داری گفت قدرے آب، آنہا کاسۂ پر از آب نزدش آوردند، راجہ .. دست بر آب زدہ کاسۂ بر زمیں انداخت و ایں بیت بدیہہ بر زبان آند۔

اے آب خاک شو کہ ترا آبرو نماند　　　　محروم رفت از تو لب تشنۂ حسین

۳۷　محمد جعفر خاں، راغب .. نبیرۂ لطف اللہ خان صادق .. بعد ہنگامے کہ ابدالی از شاہجہاں آباد بہ لکھنؤ آمدہ

Marfat.com

مقیم شد چوں از صغر سن بہ کلام موزوں رغبتے داشت، شاگرد.. ارشاد مآب شد بہ حسب اتفاق بہ عظیم آباد پٹنہ رفت و بہ جاگیر پدر خود دخیل شدہ اوقات بخوبی بسر می برد بعضے از رقائم... ارشاد مآب آزیاراں بدست آوردہ نسخہ تالیف نمودہ موسوم بہ گلزار جعفر می گردانید تا در قید حیات بود کلام خود را بخدمت.. ارشاد مآب می فرستاد و ہرچہ از نظر اصلاح گذشتہ می رفت آں داخل دیوان خویش می نمود۔ ہنگامیکہ راقم در پٹنہ وارد شدہ بود بملاقات آمدہ دیوان خود بمطالعہ درآورد و پنج شش ہزار بیت خواہد بود۔ ہمہ شستہ و صاف.. چوں راقم از آنجا بہ کلکتہ رفت خبر وفات او.. رسید.. "

۳۸ " راے کھیم نرائن، رند.. جد کلانش مہاراجہ لچھمی نرائن بوکالت.. صفدر جنگ.. بہ پایہ تخت فردوس آرامگاہ حاضر می بود و باعزت وجاہ مسعود اقران بودہ خودش در سرکار.. آصف الدولہ بد رماہہ پانصد روپیہ ممتاز بودہ در اوائل مشق سخن از راقم کردہ، حالا قریب بیست ہزار بیت گفتہ، قصہ چہار درویش بروزن خسرو شیریں و افسانہ ہیر و رانجھن (کذا) بروزن نل دمن و دو سہ مثنوی دیگر بنظم درآوردہ، از چندے بہ کلکتہ رفتہ.. "

۳۹ سودا، اصلش از بخارا.. یکے از اجدادش بہ ہندوستان وارد شدہ در دہلی سکونت کردہ تولد خودش در آنجا رو نمودہ بعد رسیدن بہ سن تمیز بہ شعر ہندی ہمت گماشت:۔ قصائد مدح و قدح و اقسام شعر گفتہ شہرہ آفاق گردید و بر جمیع ریختہ گویاں بر سر آمد اول ہمیاں بسنت علی خاں خواجہ سراے بادشاہی پیوستہ بود، با.. غازی الدین خاں بہادر ملازمت نمودہ رشد و عزت بہم رسانید بعد خرابی دہلی بہ فرخ آباد رسید و ہمراہ مہربان خاں، چیلہ احمد خاں بنگش بسر می برد آخر وارد لکھنؤ گشتہ قصیدہ مدح بہ جناب.. شجاع الدولہ.. گزرانید آں عالی جاہ دو صد روپیہ رماہہ بنام او مقرر فرمودہ خلعت داد ـــ چوں آں عالی جاہ وفات یافت ہمراہ.. آصف الدولہ.. بہ ہمہ رماہہ حاضر می ماند۔ گاہ گاہے شعر فارسی ہم می گفت۔ چند سال است کہ وفات یافتہ در امام باڑہ آغا باقر مدفون گشت .. ـــ "

۴۰ " میر محمد شاعر بلگرامی " ولد عبد الجلیل.. تولش روز سہ شنبہ بعد نماز چہاردہم ماہ ربیع الاول سنہ یکہزار و یکصد در بلگرام.. بعد رسیدن بہ سن شعور بہ تحصیل کمالات پرداختہ۔ در اکثر علوم استفادہ از والد خود گرفتہ در لغت و تاریخ مہارت بہم رسانیدہ بعد رحلت پدر خدمت بخشی گری و وقائع نگاری و سوانح نگاری سرکار سیوستاں باو تقرر یافت۔ مثنوی ناز و نیاز در قصہ سید علی بلگرامی و شاہ فیاض کہ عاشق او بود گفتہ بر زبنیک نہاد و خوش اعتقاد بود.. "

۴۱ میر غالب علی شائق.. شعر ہندی و فارسی می گوید۔ سید ہندوستان زاد است از بدایت عمر مائل کلام موزوں گشتہ دو سہ سال از.. ارشاد مآب سند نمودہ بہ شعر و شاعری نام برآوردہ، سابق یکیں تخلص می نمود حالا حسب الارشاد.. حضرت بادشاہ عالم پناہ.. شائق تخلص اختیار کردہ، دریں ولا مسموع می شود کہ سید بجاے شائق قرار دادہ یکے از باریابان مجلس خاص بادشاہ است قطرز

Marfat.com

کلامش بر سلیقہ اش گواہ..»

۴۲ نواب صمصام الدولہ صارم تخلص ولد.. صمصام الدولہ شاہنواز خاں شہید قوانی اورنگ آبادیست، وکیل مطلق صلابت جنگ خلف.. آصف جاہ بود نسخۂ مآثر الامرا.. از تالیفات اوست در شعر و تاریخ مہارت کلی داشت.. در سنہ یکہزار ویکصد و ہفتاد و یک شہید شد. نام خودش میر عبدالحی تولدش در سنہ ہزار و یکصد و چہل و دو.. اول بخطاب عبدالحی بعد شہادت پدر بخطاب پدر مخاطب گشت و در زمان حکومت میر نظام علی آصف جاہ ثانی بخدمت دیوانی و خطاب صمصام الملک سرفراز شدہ. اول وقار تخلص می نمود و در علو فطرت و علو ہمت و مروت بر اقران تفوق می جست..»

۴۳ میر مظہر علی ممانی.. از مشائخ زادہای صوبہ بہار از تحصیل علم فراغت کردہ وطبع مائل بہ کلام موزوں نمودہ پارہ سیاحت کردہ در لکھنؤ آمد و چندے کلام خود از نظر اصلاح.. ارشاد مآب گذرانیدہ باز بہ بنگالہ رفت..»

۴۴ نظام الدین احمد صانع.. بلگرامی اول بہ تحصیل علوم پرداختہ بگفتن شعر میل نمود، مدتے بخدمت مہرباں خاں در فرخ آباد می بود.. راقم او را بعد رحلت احمد خاں از آنجا بہ لکھنؤ طلبید و در سلک ملازماں.. آصف الدولہ.. منتظم گردانید چندسال بعزت بسر بردہ بہ عظیم آباد شتافت و با یکے از صاحباں انگریز پیوستہ بہ منشی گری سرفراز شدہ بہ کلکتہ رفت.. در آنجا فراغت کلی بہم رسانیدہ ارادۂ وطن داشت یکے از ملازمانش زہر در طعام او انداخت خونبہا بود و جاں دادن ہماں وقت رفتن عظیم آباد دیوان خود را براقم دادہ بود، تخمیناً دو سہ ہزار بیت خواہد بود..»

۴۵ سید ہدایت علی خاں.. ضمیر مردے بلند استعداد عالی فطرت صاحب شجاعت و سخاوت است پیش ازیں بہ فوجداری پرگنات خالصۂ شریفہ مامور بود و در جمعیت قلیل و اوخوش معاشی دمیرزائی میداد و گاہے بنظم شعر ہم مصروف بود..»

۴۶ منشی سبھکاری کل عزیز.. کایست الٰہ آبادیست بندہ او را در آن شہر ہنگامیکہ میر بحر آنجا بودم دیدہ ام. اکثر بعزت بخانہ قدم رنجہ می فرمود، اشعار ہندی و فارسی بسیار می گفت. عزیز بسیار خوش گو بودہ در ایامیکہ شاہ عالم.. در آں صوبہ رونق افزا بودند و او با راجہ رام ناتھ المخاطب بمیرزا راجہ پیوستہ رخصت شاہنامہ گوئی یافت دیگے و موضع جاگیر حاصل نمودہ آنچہ در آں وقت بنظمی درآورد از نظر بادشاہ.. می گزرانید، ایں بیت کہ در صفت تاصاں رقص گفتہ از آنست:

سراپائے شاں دل ربودے ز دست ⁂ شدندے چو از بادۂ رقص مست

.. در صفت بادشاہ.. «جہاں جسم و جانش شہ نامدار بود تن ز جاں دائما برقرار»

۴۷ شیخ عطاء اللہ.. امرہہ.. از شاگرداں.. بیدل.. در دہلی فوت شدہ...»

۴۸ «خوش حال چند برہمن عرزاں تخلص اوائل مشق شعر فارسی آخر زبان ہندی شعر گوئی آغاز کردہ بانید محبت دارد..»

Marfat.com

۴۹ سید غلام نبی بلگرامی خواہرزادہ میر عبدالجلیل.. در سنہ یک ہزار و یک صد و یازدہ در وطن تولد یافتہ اکتساب علوم از پسر خال خود میر طفیل محمد کردہ۔ در علم موسیقی مہارتے بہم رسانید، ریختہ ہم می گفت با تیر اندازی رغبت داشت گاہے شعر فارسی موزون می کرد..»

۵۰ میر شمس الدین فقیر۔ عباسی؛ قدوۂ افاضل زمان بود سخنوران جہاں بودہ در سنہ یک ہزار و یکصد و یازدہ در شاہ جہان آباد تولد یافتہ نسبش از جانب پدر بہ حضرت عباس می رسد و از طرف مادر بہ خاندان نبوت می پیوندد۔ بعد رسیدن بہ سن تمیز بہ تحصیل علوم پرداختہ در اندک زمانے اعجوبۂ ماش ناقد دوراں شد۔ در فقہ و کلام و حدیث و تصوف خصوصاً در شعر و انشا و عروض و قافیہ و معانی و بیان و بدیع مہارت کلی حاصل داشت۔ آخر عمر ترک لباس کردہ بہ لباس درویشاں بدکھن رفت بعد مدت پنج سال بدیدن والد و (کذا) والدہ؟ اپسر خود بہ دہلی مراجعت نمود امرا و اعزۂ آں شہر در توقیرش فروگذاشت نمی کردند. رسائل متینہ تالیف کردہ چہار مثنوی بسیار خوب بہ نظم درآوردہ دیوان قریب ہفت ہزار بیت مشتمل بر اقسام شعر یادگار گذاشتہ بعد خرابیٔ شاہ جہان آباد در لکھنؤ وارد شدہ بود، مردم ایں شہر مقدم او را غنیمت دانستہ بعزت و وقارش می کوشیدند۔ در آں ہنگام اوائل مشق میرزا بچھو در بود۔ اشعار خود از نظر اصلاحش می گزرانید۔ راقم او را دیدہ عجب وارستہ کسے بود۔ مثنویات و دیوان او را دیدہ ام ہمہ کلامش نغز است و سراپا مغز۔ یک سال در لکھنؤ ماندہ روانہ کربلائے معلیٰ شد، گویند از زیارت فراغ کردہ از راہ دریائے شور بر کشتی سوار شدہ ارادہ معاودت بہ شاہ جہان آباد داشت کہ کشتی حیاتش غریق بحر رحمت شد..»

۵۱ صدر الدین محمد فائض (کذا)، .. از اولاد علی مردان خان.. بہ منصب امارت و جاگیر مناسب سرفرازی داشت و با رفاہ و جاہ بسر می برد، جامع اکثر علوم بود خصوصاً در اعمال سیمیا و صنائع و بدائع کمال مہارت داشت۔ حزین تعریف طبعش می فرمود۔ کلیاتش از ہر گونہ اشعار مالامال بود..»

۵۲ شرف (کذا)، علی خان فغان.. مولدش دہلی.. و کوکلتاش احمد شاہ۔ بود چوں بادشاہ اسیر شد او بادوھ آمدہ نوکر شجاع الدولہ.. شد و بعد چند سال بہ بنگالہ رفت، در آنجا بر فاقت راجہ شتاب رائے.. بسر می برد اشعار ہندی و فارسی ہر دو می گفت ...»

۵۳ "مرتضیٰ قلی فراق از صاحب طبعان عالیست"

۵۴ میر نثار علی، قریں از ابتدائے شعور بجناب ارشاد مآب حاضر ماندہ تحصیل علوم رسمی کردہ، دیوانے متضمن اقسام شعر گفتہ در سخن معانی نازنین می جویند و اشعار پاکیزہ و دلنشیں می گویند۔ چندے در سلک ملازمان.. آصف الدولہ.. منتظم شدہ

Marfat.com

درفن طبابت دست گاہے وسیع پیدا کرده، باراقم ربط ملاقات دارند۔ عزیز صاحب تمیز خوش اخلاط شیرین سخن شیریں گفتار، بلند طبع پسندیده اطوار است...»

۵۵ میرزا احسن قتیل والدش از قوم کهتری توطن چسال (کذا) مضافات لاهور از قرابتیان سیالکوٹ مل بوده، تولد خودش در شاه جهان آباد، رو نموده در صغر سن شرف اسلام پذیرفته علوم فارسی و عربی تحصیل نموده زبان بگفتن شعر کشوده و در نثر[1] دستگاه وسیع دارد و اشعار رنگیں می نگارد باوجود آزاد منشی همیشه گرفتار عشق است اعزۂ این یا عزت و توقیرش مینمایند»

۵۶ میرزا گرامی، گرامی تخلص.. خلف میں.. قبول.. تولدش در دہلی مدتے در سایۂ پدر بآسایش پرورش یافته بعد فوت پدر وسعت مشرب اختیار کرده بظاهر در لباس صوفیه و مشائخ می بود اما اوقات بعنوان قلندران هند بسر می برد ورش بروت (کذا) راخیر آباد گفته با مردم هر مذهب گرم می جوشید از خوش اختلاطی و کریم النفسی او بسیارے از موزونان شاگرد او شدند بلکه معتقد فیه اناس گردید معتقدانش با بنده نقل کرامتش کرده اند هرگز زبانی اکثرے از دہلویان شنیدم که بحسن تدبیر و خوش اخلاقی مردم را بدام خود می کشید، بهر حال فکر شعری کرد و هنگامۂ شاعری گرم ساخته بود و تسلیم حلیم هر دو شاگرد اویند ..»

۵۷ غلام حیدر خاں گداز خلف امارت پناه غلام حسین خاں کرو ره، جوان خوش رو حسن صورت و سیرت آراسته بود، از صغر سن مائل شعر و شاعری گشته، اشعار پر درد می گفت جناب ارشاد مآب نظر توجه بحالش داشتند و بنظر اشفاق اصلاح اشعارش می فرمودند ناگاه به مزاجش مرض سودا استیلا یافت، و بهمان مرض از قید زندگی نجات یافت، کلاش را کسے احتیاط نه کرد .. ـ»

۵۸ شیخ سعد الله گلشن.. گویند درویشے صاحب کمال بود از سلسلۂ نقشبندیه و در شعر نسبت شاگردی بمیرزا بیدل می دارد۔ مرید شاه گل است و بموسیقی بسیار مائل بلکه درین علم تصانیف دارد و منقولست که گاه گاه خرق عادت هم از وی بظهور می پیوست. مولدش دہلی.. عبادت و ریاضت بسیار کرده بمرتبۂ عرفاں رسید خیلے متوکل و بتجرد دوست بوده بنصیحت پیر خود بحرمین شریفین رفته. سعادت زیارت بجا آورده آخر حیات بشاه جهان آباد مقیم بود تا در سنه هزار و صد و چهل به عالم دیگر انتقال نمود۔ دیوانش چهار هزار بیت خواهد بود در و تخلص گفته بکلک من صورت کش صد معنی رنگین ادا از کند گلشن تخلص بلبل طبعم رواست..»

۵۹ محمد شاه به سبب بے اتفاقی امرا نادر شاه .. استیلا یافت، برگشت از آں بعد خود را بادشاه می گویانید، بلکه بیلے بر تخت پیش خود می داشت در اکثر فنون و موضوعات دست علیا و فکر رسا داشت.» در عهدش خلائق بمهد آسایش راحت

---

[1] لفظ «نثر» اس طرح مرقوم ہے «نشر»

Marfat.com

می کردند، (جان جاناں) مظہرؒ، ولدش میرزا جان نام داشت نظر برآں پسر را جان جاں نام نہادہ بود، بجا بجاناں شہرت یافت میرزا غلام علی، مظہر بتخلص مشاجشہ (کذا) کردمن پیرم و ایں تخلص از ابتدا اختیار کردہ ام شما نوجوانید تخلص من بگذارید میرزا جواب گفت ایں تخلص مرا مولوی معنوی عطا کردہ، آخر قرار یافت کہ در مثنوی مولوی معنوی فال ببینند ہر چہ برآید برآں عمل کردہ آید چنانچہ شاہ غلام علی مثنوی را بطور فال بگشاد، ایں بیت برآمد: "جان اول مظہر درگاہ شد جانجاں خود مظہر اللہ شد آخر ہر دو.. تخلص بحال داشتند. میرزا از سادات علوی خیلے بزرگ و متقی و پرہیزگار و در علم حدیث و تصوف خیلے با خبر بود. در طریقہ نقشبندیہ مرید حافظ سعد اللہ سرہندی شدہ صاحب حلقہ و سلسلہ شد با وجود مشیخت و کمالات باطنی عاشق پیشہ بود و ہموارہ در سرش سودائے بر برخاں جا، است. مریدانش بسیار بودند و امراء و اعزۂ دہلی خیلے توقیرش می نمودند. اشعار بہ طورے می خواند کہ اکثرے بہ ذوق شنیدن در خدمتش حاضر می شدند، ہر چند می گفت کہ ما را با مذاہب کارے نیست کہ ما محد ثیم، اما در مذہب سنت و جماعت غلو داشت. ازیں جہت شیعے (کذا) در ایام عشرۂ محرم سنہ یکہزار و یک صد و نود و پنج او را شہید ساختند" مظہر کل" تاریخ وفات اوست، نام قاتلان معلوم نشد بجف خاں. گفتہ فرستاد کہ قاتلان را بدست آوردہ بسزائی رسانم جواب داد کہ در آخر عمر بدولت قاتلان شہادت نصیب من شد بر من احسان ایشانست خون خود بحل کردم. شعر ہندی و فارسی می گفت. دیوان خود را خود انتخاب نمودہ، تخمیناً ہزار پانصد بیت خواہد بود شاگردان او بسیار بودند و مریدانش بے شمار دریں عصر از نوادر روزگار بود..،،

٦٠ "نواب محبت خاں محبت.. خلف.. رحمت خاں.. کہ مالک بریلی وغیرہ بودند.. تولد خود ایشاں در آں ملک رو نمودہ، بعد تحصیل علوم بگفتن شعر ہندی زبان گشادند. بعد شہادت پدر خود در لکھنؤ آمدہ مقیم شدہ اصلاح اشعار ہندی از حسرت می گرفتند. آخر بگفتن اشعار فارسی میل کردہ شاگرد.. ارشاد مآب شدند چند روز مجلس مشاعرہ در خانۂ خود ترتیب می دادند. بسیار خلیق پسندیدہ مزاج، عالی منش شیریں گفتار اند، با مولف ربط دوستی دارند..،،

٦١ مہتدی خاں خلف نواب خان زاد خاں بن سربلند خاں تونی از شاہ جہاں آباد ہمراہ.. ابوالمنصور خاں.. بجانب اودھ آمدہ بکمال توقیر و احترام بسر می برد شعر خوب می گفت و مہتدی تخلص می نمود.."

٦٢ میر قمر الدین منت مولدش دہلی.. در نظم و نثر دستگاہ وسیع داشت خمسۂ نظامی را تتبع کردہ ہرگاہ کہ از شاہ جہاں آباد وارد لکھنؤ گشت، راقم او را بملازمت مہاراج ادھراج مہاراجہ نکیت رائے نراند رہبادر رسانیدہ بدرماہہ صد روپیہ ممتاز گردانید بموجب فرمایش راقم قصۂ چندر بانس (کذا) می گفت نیمۂ راہ آوردہ بود عمرش تمام شد"

٦٣ رائے انند رام مخلص.. کھتری.. از ارباب جاہ (و) دولت.. مدتے بوکالت زکریا خاں صوبدار ملتان و

لاہور ونواب قمر الدین خاں.. ممتاز بودہ بکمال فراغت در دہلی بسر می برد بعد معاودت نادر شاہ از ہندوستان خانہ نشینی اختیار کردہ آمد و رفت بکلی ترک نمودہ، در سنہ چہارم احمد شاہ.. بمرض نفث الدم درگذشت.. در انشا سے نثر داد رنگینی و متانت می داد بغایت بامزہ و دلچسپ می نوشت و در شعر از بہترین شاگردان. بیدل است کلیاتش قریب پنجاہ ہزار بیت خواہد بود. باخان آرزو کمال اخلاص داشت بطور کلامش ما ورائے طور استاد است.. "

٦٤ میر محمد تقی میر.. ہمشیرزادۂ خان آرزو.. مولدش شاہجہان آباد است بعد تحصیل علوم رسمی رغبت ریختہ گوئی پیدا کردہ، تذکرہ.. تالیف نمودہ، در رہ ریختہ رونے بخانۂ او مجمع ریختہ گویان مشاعرات ایشاں می شد، اواخر و شعر فارسی ہم مہارت بہم رسانیدہ گاہے می گفت در ریختہ گوئی باستادی نام برآوردہ در عہد.. آصف الدولہ.. وارد لکھنؤ شدہ بدو صد روپیہ درماہہ ممتاز شد راقم اورا ایک دو مرتبہ دیدہ ام۔ بسیار آرمیدہ مزاج و پسندیدہ اطوار است و دریں ایام ذات او از مغتنمان روزگار است۔"

٦٥ "میر عبد القادر مہرباں.. اورنگ آبادی اصلش از سادات و صوبہ نیشاپور.. یکے از آنہاں بدکن آمدہ در اورنگ آباد نزول کردہ توطن اختیار نمود۔ خودش فی الجملہ تحصیل علم کردہ بہ شعر گوئی مائل شد۔ اشعار خود از نظر.. آزاد گذرانیدہ تحصیل ہم از ایشاں یافتہ.. "

٦٦ شیخ دندی مول.. سابق در لباس دنیاداری بود، آخر جذبۂ از جذبات الٰہی ربود و لباس مجذوبی.. پوشیدہ گاہی الہام ہم تخلص می کرد تا زہ گویان لکھنؤ اصلاح شعر ریختہ و فارسی از وی می گرفتند، آنچہ او می گفت آنہا بہ صفحۂ کاغذ می نوشتند و در اوائل مشق سخن از جناب ارشاد مآب می گرد در حالت جذب کلام سابق و حال درہم و برہم ساخت اکثر برائے ملاقات راقم تشریف می آورد. فقیرے از خود گذشتہ و وارستہ مزاج باد نیا کم پیوستہ بود چند سال است کہ مرغ روحش بگلزار جناں پرواز کردہ... "

٦٧ "شیخ غلام احمد منشی تخلص بزرگان ایشاں در عہد محمد شاہ بن تغلق شاہ بہ علاقہ جاگیر و زمینداری در چال کلیا نامی من مضافات دہلی بخوبی بسر می بردند یکے از ایشاں در ہنگام سلطنت بہلول لودی از آنجا دل برداشتہ در دادری من مضافات دہلی سکونت اختیار کردہ چند چکوک و قدرے جاگیر ہم برائے معاش پیدا نمودہ۔ چند چاہ کہ دراں جوار محصول خطیر بدست می آمد ساختہ از آں بعد یکے دیگرے ہمانجا قیام داشتہ خودش در ہمانجا تولد یافتہ در بدایت سن بدہلی وارد شدہ بہ تحصیل علوم رسمی از مولوی محمد رفیع و دیگر افاضل پرداختہ فیض سخن از خدمت میرزا مظہر.. یافتہ اشعار ہندی و فارسی بسیار گفتہ و بہ صحبت شعرائے آں عصر عمرے گذرانیدہ۔ اکثر اہل کمال را مثل خیر اللہ مہندس دیدہ چندگاہ با راجہ دیبی دت پیوستہ علاقہ منشی و نیابت جاگیر اختیار نمودہ، راجہ مسطور بسیار توقیرش می کرد۔ بعد از خرابی دہلی وارد

Marfat.com

لکھنؤ گردید قریب چہل و پنجاہ سوار از برادران و خویشان باخود متفق در رسالہ شیخ محمد احسان در سرکار شجاع الدولہ منتظم شدہ بعد فوت نواب.. باز بہ دہلی شتافتہ با نجف قلی خاں ملاقات کردہ یک دو موضوع جاگیر یافت، چندگاہ در آنجا بسر بردہ بوطن رفت و از آنجا باز بہ لکھنؤ آمدہ بہ توجہ راجہ ٹپر چند در سرکار آصف الدولہ.. بر چہرۂ قدیم بحال شد۔ در آں ہنگام با راقم اکثر ملاقات می کرد خیلے متقی و پرہیزگار و بہ صفائے طینت پیراستہ و بحسن اخلاق آراستہ بود۔ در انشا دستگاہے وسیع داشت و شعرمی گفت متعلقانش بہ لکھنؤ رسیدہ او را بوطن بردند۔ بعد چند گاہ بوطن اصلی خرامیدہ..»

۶۸ نعمت اللہ خاں پسر روح اللہ خاں میر بخشی.. عالمگیر بودہ و در عہد فرخ سیر و فردوس آرام گاہ بخدمت قراولبیگی سرافرازی یافتہ بود..»

۶۹ علی قلی خاں والہ.. داغستان از اولاد سلاطین داغستان است الخاص میرزا بن اسرار خاں بادشاہ داغستان کہ جد علی قلی خاں بود حسب درخواست شاہ عباس ماضی بخدمتش رسید بہ فرزند خواندگی اختصاص و بخدمات و مراتب عمدہ امتیاز یافتہ بود و خودش در سنہ یکہزار و یکصد و بیست و چار در اصفہان تولد یافتہ ہمانجا بہ تحصیل علوم پرداختہ در ایامیکہ نادر شاہ بر سلطنت آنجا تسلط داشت وارد ہندوستان گردیدہ و بوساطت.. برہان الملک.. و روشن الدولہ و حکیم معصوم علی خاں بہ شرف ملازمت فردوس آرامگاہ مشرف.. گشتہ بہ چہار ہزاری منصب و دو ہزار سوار و خلعت و فیل و جاگیر و خدمت میر تزکی.. افتخار یافت بدختر عم خود تعشق داشت۔ و با او نامزد ہم گشتہ بود اما فلک بیداد ہرگز نپسندید کہ ہر دو.. بکام دل رسند یعنی ہنگامۂ افاغنہ در آں ملک برپا شد و معشوقہ اش بدست حریص دیگر افتاد چنانچہ تمام احوال خود از ابتدا تا انتہا در خاتمۂ ریاض الشعراء تحریر نمودہ۔ دیوانش را شمس الدین فقیر جمع کردہ قریب چہار ہزار بیت خواہد بود..»

۷۰ «نور العین، واقف.. از قاضی زادگان بٹالہ.. در علم رسمی باخبر در اصطلاحات و لغت ماہر و کوچک دل و پسندیدہ اطوار بود و باتفاق حکیم خاں وارد لکھنؤ گردید عازم بیت اللہ گردید بعد از رسیدن بمقصد ادائے مناسک نمودہ در اورنگ آباد آمد.. غلام علی آزاد را دید بسیار بہ سلوک پیش آمد چندے در آنجا بودہ، باز بہ لکھنؤ تشریف آورد گاہے در فیض آباد و گاہے در لکھنؤ می ماند خودش می گفت کہ در اوائل از خوشگو و آفرین.. اصلاح شعر گرفتہ ام آخر منع کلام ایشان مطبوع.. نیفتاد دیوان سودی و خمسہ و.. راہ پیش نہاد کردہ بمشق سخن پرداختم۔ با راقم اکثر ملاقات بیگر دخان آرزو و نوشتہ کہ اشعار خود را جہت اصلاح پیش من فرستادہ بود.. کلامش بسیار شستگی دارد و بعد موت چند سال سندہ رفت چندے در آنجا بسر بردہ وفات یافت دیوانش قریب دہ ہزار بیت خواہد بود..

۷۱ میر محمد علی.. وہم.. مولدش دہلی.. مرد و آراستہ مزاج و خیلے بفقر و تصوف مشغوف بود، فکر شعر ہندی بیشتر و فارسی کم می نمود و اصلاح شعر فارسی از.. ارشاد ما بیگ گرفت.. مرد غیور سراپا شور بود..

(نوائے ادب بمبئی۔ اکتوبر ۱۹۵۰ء) ●●

Marfat.com

عمدۂ منتخبہ یعنی تذکرۂ سرور

عمدۂ منتخبہ یعنی تذکرۂ سرور، مرتّبۂ ڈاکٹر خواجہ احمد فاروقی، سلسلۂ اشاعت مخطوطاتِ اردو، دہلی یونیورسٹی نمبر ا۔ قیمت ۲۰ رُپے۔

۱) مرتب کے مقدمے میں ہے: "ادب قدیم کے حیات افروز عناصر سے واقفیت ... کے لیے ... ضرورت ہے کہ اردو سے متعلق¹ اہم مخطوطات کو حواشی اور² تعلیقات کے ساتھ شائع کیا جائے۔ اس بنیادی کام کے بغیر تاریخ اور تہذیب کا مطالعہ ادھورا رہیگا۔ اسی لیے ایک مستشرق نے ہدایت کی تھی "Know thy texts" (کذا) ہمیں خوشی ہے کہ دہلی یونیورسٹی نے ان نادر مخطوطات کی اشاعت کا بندوبست کیا ہے جو یورپ سے حاصل کیے گئے ہیں۔ تذکرۂ سرور اس سلسلہ (کذا) کی پہلی کتاب ہے جو ہم شری جواہر لال نہرو کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔"

مشورہ ٹھیک ہے، لیکن اس میں اضافے کی ضرورت ہے: (۱) کسی خطی نسخے کا لندن میں ہونا اس کی اہمیت کا ثبوت نہیں، نہایت اہم مخطوطات ہندوستان و پاکستان میں بھی ہیں (۲) ہر خطی نسخہ اس قابل نہیں کہ اسے مرتب کر کے چھپوایا جائے۔

ـــ¹ تذکرۂ سرور فارسی میں ہے، مگر اس کا تعلق اردو سے ہے، سرور کا دیوان اردو ہوتا تو اسے اردو کا مخطوطہ کہتے، اردو سے متعلق مخطوطہ نہیں۔ مراد غالباً دونوں قسموں کے مخطوطات سے ہے۔ ـــ² حواشی اور تعلیقات ایک ہیں، تو ان میں سے ایک حشو قبیح ہے۔ دو ہیں، تو دونوں میں فرق کیا ہے، اور تذکرۂ مطبوعہ کے متن کے پا بین میں جو عبارات ہیں، ان میں سے کن پر حواشی اور کن پر تعلیقات کا اطلاق ہو سکتا ہے؟

Marfat.com

(۳) مرتب کو پرانی کتابوں کو پیش کرنے کا نیا طریقہ معلوم ہونا چاہیے۔

۲) مجھے بتایا گیا ہے کہ تذکرۂ سرور کی اشاعت میں دانشگاہ دہلی کے کم و بیش ۲۵ ہزار روپے[۱] صرف ہوئے ہیں، اس کی قیمت بھی خاصی رکھی گئی ہے، اس لیے اگر اسے جانچنے میں اس معیار سے کام نہ لیا جائے جو نولکشوری مطبوعات کے لیے مستعمل تھا، تو نارو ا سخت گیری کا الزام نہیں دینا چاہیے۔ میں یہ بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ میں مرتب کی کل غلطیوں اور فروگذاشتوں کی نشاندہی کا ذمہ نہیں لیتا۔

۳) تذکرۂ سرور کو "ادبی جواہر پارہ" کہنا تو "چھڑک کر بیچنا"[۲] ہے، لیکن، اس میں شک نہیں کہ اپنے کل نقائص کے باوجود، یہ کتاب قابلِ انطباع ضرور تھی۔ اس کے انتخاب پر اعتراض ہے تو یہ کہ مالک رام صاحب ڈاکٹر فاروقی کے ادھر متوجہ ہونے سے بہت قبل اس کے مرتب کرنے کا ارادہ ظاہر کر چکے تھے، اور نسخہ لندن کا، روٹوگراف یا فوٹو اسٹیٹ بھی حاصل کر چکے تھے۔ ان کی خواہش نسخ پیرس و کراچی سے کما حقہٗ استفادہ کرنے کی تھی، اور وہ اس فکر میں تھے کہ اس کی کوئی صورت نکل سکے۔ یہ کوئی راز کی بات نہ تھی، ہندوستان و پاکستان میں تذکروں سے دلچسپی رکھنے والے عموماً اس سے آگاہ تھے۔ ڈاکٹر فاروقی ان سے بہتر ترتیب کا انتظام کر سکتے تو ایک وجہ جواز بھی ہو سکتی تھی۔ اس صورت میں کہ ان کا مدار صرف نسخۂ لندن کی مائکروفلم یا عکس پر ہے، تو جا بجا اس قدر "سیاہی زدہ" ہے کہ پڑھا نہ جا سکے۔ اس کا انتخاب کسی طرح مناسب نہ تھا۔

۴) سرورق میں "تالیف نواب اعظم الدولہ میر محمد خاں بہادر سرور" اور اس

۱؎ اس کی صحت کا میں ضامن نہیں۔ اس میں وہ رقم جو مرتب کے ادبی مددگار کو بطور تنخواہ دی گئی شامل ہے۔

۲؎ دل کو رکھ کر پنجۂ مژگانِ تر پہ بیچیے — یعنی اپنا مال ہے اس کو چھڑک کر بیچیے

Marfat.com

کی بعد ان کی والد کا نام مع خطابات ہی۔ مصنف کا خطاب دینی کی ضرورت نہ تھی، اور دیا تھا تو دوسری خطاب معظم جنگ کا اندراج بھی ضروری تھا۔ سرورق میں باپ کا ذکر بالکل فضول ہی۔

(۵) مرتب نی لکھا ہی کہ کتاب کی ترتیب "ابجدی" ہی، مگر یہ نہیں بتایا کہ صرف حرف اوّل کی رعایت کی گئی ہی، اور ایک جگہ یہ بھی ملحوظ نہیں رہی؛ واو حرف واو کی ساتھ ہی۔ تذکری میں ہم تخلص شعرا بہت ہیں، اور مصنف نی یہ التزام نہیں کیا کہ ان کی تراجم کی بعد دیگری درج ہوں مثلاً شوق تخلص کے ااشاعر اس طرح بکھری ہوئی ہیں: ص۳۶۶، ص۳۷۳، ص۳۷۵، ص۳۷۷، ص۳۷۹، ص۳۸۱، ص۳۸۲، ص۳۸۳، ص۳۸۵، ص۳۸۸، ص۳۹۳ مرتب کی بنائی ہوئی فہرست میں شعرا تذکری کی ترتیب سی ہیں، اور انھوں نی صرف تخلص کی اندراج پر قناعت کی ہی، نام نہیں دیی۔ اس سی بعض اوقات کسی خاص شاعر کا ترجمہ ڈھونڈ کر نکالنی میں جو دشواری ہو سکتی ہی، اس کا انھیں احساس نہیں۔

(۶) کتاب اشاریی سی محروم ہی۔ حالانکہ اس کا سال اشاعت ۱۹۶۱ء ہی، ۱۸۶۱ء نہیں۔

(۷) کتاب میں لغت نامہ بھی نہیں؛ نثر و نظم کی خاص خاص الفاظ الگ الگ ابجدی ترتیب سی پیش کرنی تھی۔ میں جس قسم کی الفاظ کی فہرست چاہتا تھا، ان میں سی چند بطور نمونہ درج ذیل ہیں۔ نثر: چوکی بندی ص۲، سلاطیناں ص۵، سنوداں ص۸۳، محاورات ص۲۱۹، متقدمیاں ص۳۸، سکنہ (بطور واحد) ص۱۰، نبائرہ ص۱۳۱۔ نظم: بتاشی کا قفل ص۱۳، بادبندی، ادائی ص۱۹، سانس (مذکر) ص۲، نیلی پیلی ہونا ص۲۷، چٹک کر بیٹھنا، توبہ دھاڑ کرنا ص۲۱، شریفہ ص۳۳، منصور خانی کٹاری ص۳۵، دوکھنا ص۲۱، بیخ ارنڈ ص۲۰، کاغذ بادامی ص۲۱، دم پاٹھ فیل ص۹۹۔

(۸) "حواشی میں رموز ذیل استعمال ہوئی ہیں" اس عنوان کی تحت آثار، حسن، دستور وغیرہ ملتی ہیں، یہ ٹھیک ہی، لیکن، دیوان جہاں، دیوان غالب، گلزار ابراہیم

Marfat.com

سے گلشنِ ہند کے ہونے اور گلزار و مخ کے نہ ہونے کی وجہ سمجھ میں نہ آئی۔ لطف یہ کہ گلزارِ ابراہیم یا گلشنِ ہند شاید ہی کہیں حواشی میں آیا ہو، ان دونوں کی جگہ حالانکہ یہ دو مختلف کتابیں ہیں، گلزار مستعمل ہوا ہے۔ مخ سے غالباً تذکرۂ سرور کا نسخۂ لندن یا اس کا عکس مراد ہے۔

(۹) مقدمۂ مرتب کے آخر میں ہے: "احتیاط کے باوجود طباعت میں غلطیاں رہ گئی ہیں، ان کو اردو طباعت کی روایت سمجھ کر گوارا کیا ہے۔" یہ عذر اگر نولکشور کی طرف سے ہوتا جو کتابیں بہت ارزاں بیچتے تھے اور سنگی مطبع میں چھپواتے تھے، تو سنا بھی جاتا۔ کتاب جلی ٹائپ میں چھپے (باستثنائے حواشی) اور قیمت بھی زیادہ ہو، تو قابلِ قبول نہیں۔ مزید یہ کہ کتاب میں غلط نامہ شامل نہیں۔ یہ تو کسی مستشرق نے کہا ہوگا کہ چھاپے کی غلطیاں رہ جائیں، تو ان کی نشاندہی نہ کی جائے۔ ہاں، اس سے ایک فائدہ البتہ ہے؛ وہ غلطیاں بھی جن کا ذمہ دار خود مرتب ہے، اہلِ مطبع کے نامۂ اعمال میں لکھی جا سکتی ہیں۔

(۱۰) مرتب نے مقدمے کی ابتدا تذکرے کے خطی نسخوں سے کی ہے، مگر ساری بحث ایک جگہ نہیں۔ نسخۂ پیرس کی ترتیب پر انھیں اعتراض ہے کہ "غالب کا ذکر اسد تخلص کے ذیل میں ورق ۴۸ ب پر پانچویں سطر سے شروع ہوتا ہے، لیکن ورق ۴۷ الف کی چوتھی سطر پر بھی غالب کے اشعار مندرج ہیں۔" یہ اتنی بڑی بات نہیں جتنی حرف واو کے شعرا میں داور کا شمول ہے، جس کی طرف مقدمے میں مطلقاً اشارہ نہیں۔

مرتب کا قول ہے کہ نسخۂ لندن کا زمانۂ کتابت "رحمت خدائے جد" سے معلوم ہوتا ہے، جس سے اشپرنگر کے حساب[1] کے خلاف ۱۲۴۱ نکلتے ہیں، اور جو[2] دراصل ایتھے کے قول کے مطابق نواب غلام حسین خاں بہادر کے نسخے کی نقل ہے۔ اس کا کاتب بھی... "بھولا ناتھ عاشق ہے۔" ایتھے نے حسین علی خاں بہادر لکھا ہے، غلام حسین خاں بہادر نہیں۔ مزید

[1] قولِ ایتھے [2] یہ قول ایتھے نہیں، ح ف

یہ کہ اس کے بیان میں وہ قطعیت نہیں جو مرتب کے الفاظ سے ظاہر ہوتی ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ خاتمے کے مطابق[1] ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نسخۂ لندن حسین علی خاں بہادر کے نسخے کی نقل ہے۔ خاتمۂ تذکرہ کی عبارت یہ ہے: "تصنیف نواب شہباز خاں بہادر تاریخ تذکرہ وآں انیست "تذکرۃ الشعرای ہندی ذی مثل"[2] از نواب غلام حسین خاں بہادر "اچھا تذکرہ[3] ہےگا" از نواب حسین علی خاں بہادر "رحمتِ خدائے حد"

"تاریخ تذکرہ" کا اطلاق تینوں تاریخوں پہ ہوتا ہے، اور جب تک الفاظ اپنے معنی نہ بدلیں ان کا تعلق زمانۂ کتابت سے نہیں ہو سکتا۔ یہ دستور کبھی نہیں کہ کتابت کی تاریخ دوسروں سے لکھوائی جائے۔ عاشق کا کاتبِ نسخۂ لندن ہونا انیخو کا قول نہیں اور نہ خاتمے میں ہے۔ اس نے نسخۂ نوشتہ ۱۲۴۲ھ کی کتابت البتہ کی تھی، خاتمے میں عبارات مرقومۂ بالا سے قبل عاشق کی ایک میمیہ نظم ہے، جو صنعتِ توشیح میں ہے، اس کے کل مصرعوں کے ابتدائی حرفوں سے جو شعر[4] بنتا ہے، یہ ہے:

اعظم الدولہ بہادر کے ° اذن سے ان کا تذکرہ لکھا

مگر نسخۂ لندن ۱۲۴۲ھ کا لکھا ہوا نہیں، اس کا سالِ کتابت نامعلوم ہے۔ نسخۂ پیرس کی کتابت بقولِ مرتب ۱۲۴۹ھ میں ختم ہوئی تھی، اور ان کی رائے میں یہ نسخۂ لندن کے مقابلے میں نیا ہے۔ موخر الذکر کا زمانۂ کتابت معین نہ ہو سکا، اس لیے جب تک یہ ممکن نہیں، یہ سوال بیکار ہے کہ کون پہلے لکھا گیا۔ یہ سوال البتہ اہمیت رکھتا ہے کہ کس میں کس

۱؎ مرتب نے اس سلسلے میں خاتمے کا حوالہ نہیں دیا۔ ۲؎ تذکرۃ الشعرای ہندی = ۲۴۰۱، اس میں "مثل" کا ۵۷۰ نکالا جائے تو ۱۸۳۱ بچ جاتا ہے، جو سنہ عیسوی ہے، یہ ۱۲۴۲ھ کے مطابق نہیں، جن دو ہجری سنوں سے اس کی مطابقت ہے، ان میں سے ایک ۱۲۴۶ھ ہے۔ ۳؎ = ۱۲۴۷ یہ نہ عیسوی سنہ ہے نہ ہجری۔ ممکن ہے کہ سنہ نکالنے کا کوئی خاص طریقہ تاریخ گو کے پیشِ نظر ہو۔ ۴؎ مرتب کے نزدیک عاشق کی نظم کا یہ پہلا شعر ہے۔

Marfat.com

سنہ تک کے مندرجات ہیں، مگر مرتب نے پیرس جانے کے باوجود نسخۂ پیرس کو محض برائے نام دیکھنے پر قناعت کی، اور ان کے مقدمے میں ایک لفظ بھی ایسا نہیں، جس سے اس سوال کا جواب حاصل کرنے میں مدد مل سکے نسخۂ کراچی سے متعلق مرتب کی معلومات کا مدار ڈاکٹر عبدالحق پر ہے، مگر وہ ان کے اس قول سے متفق نہیں کہ نسخۂ کراچی ۹ محرم ۱۲۴۲ھ کا لکھا ہوا ہے اور اس کا کاتب عاشق ہے۔ میں نے نسخۂ پیرس کی طرح، اسے بھی نہیں دیکھا، لیکن، میرا قیاس ہے کہ اس کا اور نسخۂ لندن کا معاملہ یکساں ہے۔

مرتب نے عرشی صاحب کے اس بیان کی طرف اشارہ کیا ہے کہ تذکرۂ سرور کا ایک خطی نسخہ پٹنہ میں ہے؛ یہاں نسخۂ لندن کی ایک نقل کلیم الدین احمد صاحب کے پاس ہے اور بس۔ حال میں اطلاع ملی ہے کہ پاکستان میں ایک نیا نسخہ دستیاب ہوا ہے، ابھی اس سے متعلق تفاصیل نہیں ملے۔

(۱۱) "رحمت خدائے حد" اور اس کے ساتھ کی تاریخوں سے قطع نظر، تذکرے کے آخر میں ۱۰ تاریخیں ہیں، جن میں سے ایک کا ذکر مقدمے میں مطلقاً نہیں، یہ حسین کی تاریخ "فہم اوستادِ شاعران رادست" = ۱۲۲۸۔ اس کا وہی حال ہے جو غلام حسین خاں کی تاریخ کا ہے۔ قاسم کی تاریخ کا ذکر ڈاکٹر عبدالحق کی عبارات میں ہے جو مرتب نے نقل کیے ہیں، ان کے نزدیک یہ ۱۲۱۹ھ پر مشتمل ہے۔ یہ صحیح نہیں، قاسم کی رباعی مستزاد یہ ہے:

قاسم سے یہ جا کہا خرد نے ہمدم   با عز و وقار
یہ تذکرہ ہے جو یادگار عالم   تا روز شمار
طغیان کا دل کے اس میں ڈوبا   اے یار یہ وہ
بحر زخار موجزن ہے پیہم   جوں ابر بہار

مصرع آخر میں "ہے" میں نے بڑھایا ہے ورنہ تذکرۂ مطبوعہ میں جس طرح ہے

۱؎ ایک ضخیم کتاب ایک دن میں کس طرح لکھی جا سکتی تھی؛ مطلب یہ نہ ہوگا، مگر نکلتا یہی ہے۔

Marfat.com

(بدون علامت استفہام یا کنا) غیر موزوں تو نہیں ہے، لیکن رباعی کے اور مصرعوں کا ہموزن نہیں۔ "بجز[۱] سہم" سے ۱۱۹۶ نکلتا ہے۔ طغیان' کا دل 'ی' = ۱۰، اسے مکرر ۱۱۹۶ میں شامل کیا جائے تو ۱۲۱۶ مستخرج ہوتا ہے۔

ان ۱۰ تاریخوں میں سب سے پرانی ممنوں (۱۲۱۵ھ) اور سب سے نئی احسان (۱۲۲۰ھ) کی ہے کسی تاریخ گو نے صراحتہً یہ نہیں کہا کہ اس کی تاریخ کا تعلق آغاز سے ہے یا انجام سے؛ اگر کسی ایک کی بنا پر یہ دعویٰ ہو سکتا ہے کہ اس کی تحریر کے وقت تذکرہ کتابی شکل اختیار کر چکا تھا، تو یہی بات دوسری تاریخوں کی بنا پر بھی کہی جا سکتی ہے۔ میرا خیال ہے کہ سرور نے تالیف تذکرہ کا ارادہ کرتے ہی تاریخ کی فرمایش کرنی شروع کر دی تھی، لوگ اس سے قطع نظر کہ تذکرے نے کتابی شکل اختیار کی تھی، یا نہیں، تاریخیں کہتے رہے۔ بعض نے صرف یہ سن کر کہ تذکرہ لکھنے کا ارادہ ہے یا تالیف ہو رہا ہے، تاریخ کہہ دی ہوگی۔

(۱۲) مقدمے میں زمانۂ تالیف کی بحث طویل ہے، اس کا خلاصہ (ترتیب مطالب مرتب کی) یہ ہے:

(۱) سبعۂ سیارہ مصنفۂ سرور کے دیباچے نوشتہ ۱۲۳۶ھ سے ثابت ہے کہ تذکرہ اس سنہ سے قبل وجود میں آچکا تھا۔

(۲) اس کا نقش ۱۲۳۶ھ سے بہت قبل صورت پذیر ہو چکا تھا، اس میں ہدایت کا سال وفات ۱۲۱۹ھ مندرج ہے، اور اس امر کا ذکر ہے کہ قاسم نے اسی سنہ میں تذکرے کا مسودہ یا مجموعہ مستعار لیا تھا۔

(۳) رضا کی تاریخ سے بھی ۱۲۱۷ نکلتا ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس کا پہلا مسودہ ۱۲۱۷ھ (۳-۱۸۰۲ء) میں تیار ہو چکا تھا۔

---

[۱] 'ہے' کی جگہ اگر کوئی لفظ ایسا ہو جس سے ۱۵ کی جگہ ۱۸ نکلے تو تاریخ ۱۲۱۹ھ پر ختم ہو سکتی ہے۔
[۲] یہ دو عیسوی سنوں کے مطابق، ایک دینا غلط ہے۔

Marfat.com

(۴) "معلوم ہوتا ہی" کہ ۱۷ءسکے بعد بھی اس میں اضافہ ہوتا رہا، مکرم الدولہ کی وفات (۱۲۱۵ھ) اور قاسم کے مسودہ لے جانے (۱۲۱۹ھ) کا اس میں ذکر ہی؛ احسان کی تاریخ ۱۲۲۰ھ کی ہی۔" یہ سلسلہ ۱۲۲۴ھ.. تک جاری رہا، جس کو اتمام تذکرہ کی تاریخ سمجھنا چاہیے۔"

(۵) خاتمے کی نثر میں ۹ محرم ۱۲۲۴ھ تاریخ دی ہوئی ہی۔

(۶) ممنون کی تاریخ نقل کرنے کے بعد: تذکرے میں ۱۲۱۵ھ کا حوالہ دو جگہ اور ہی، جواد علی خاں کا سال وفات یہی بتایا ہی اور لطف کے ترجمے میں اس کے تذکرے کا ذکر ہی، ص، اس کا سال اختتام ۱۲۱۵ھ۔

(۷) سید غالب علی خاں کی تاریخ ۱۲۱۶ھ کی ہی۔

(۸) "ان امور کے پیش نظر، ۱۲۱۵ھ..یا ۱۲۱۷ھ.. کو آغاز تالیف اور ۱۲۲۴ھ کو اختتام تذکرہ کی تاریخ قرار دینا چاہیے۔"

ان امور کے بارے میں میری گزارش حسب ذیل ہی:

۱۔ سبعۂ سیارہ مرتب کی نظر سے نہیں گزرا، اس کے متعلق انھوں نے جو کچھ لکھا ہی، وہ ایک اخباری مضمون سے ماخوذ ہی، جس کا انھیں خود بھی اقرار ہی۔ دیباچے کی جو عبارت انھوں نے نقل کی ہی، اس میں زمانۂ تحریر درج نہیں؛ اگر ۱۲۰۳ھ میں ہوتا بھی تو اس سے لازماً یہ نتیجہ نہیں نکل سکتا تھا کہ اس سنہ سے پیشتر تذکرے کی تالیف سے فراغت ہو چکی تھی۔ اس کا امکان اس کے باوجود رہتا ہی کہ اختتام خود اسی سنہ میں ہوا ہو۔

۲۔ ہدایت کے سال وفات کا ذکر بیکار ہی، اس کے ترجمے میں ایک لفظ بھی ایسا نہیں جو اس پر مشعر ہو کہ وفات کا ذکر اس کے مابعد ہوا ہی۔ یہ ترجمہ ۱۲۰۵ھ میں بھی جو خود مصنف کا سال رحلت ہی، لکھا جا سکتا تھا۔

Marfat.com

٣۔ رضی کی تاریخ سے اگر وہ نتیجہ جو مرتب نے نکالا ہے، نکل سکتا ہے، تو ممنون و سید وغیرہ کی تاریخوں سے بھی نکل سکتا ہے۔

٤۔ اضافہ اظہر من الشمس ہے، "معلوم ہونا" کیا معنی! کب تک ہوتا رہا، اس کی بحث آگے آئیگی۔

٥۔ ہر نسخے میں جس کا حال معلوم ہے، یہی خاتمہ ملتا ہے۔

٦۔ جواد علی خاں (ہادی) کے ترجمے کا بھی وہی حال ہے جو ترجمۂ ہدایت کا ہے۔ لطف کے تذکرے کا سال اختتام تذکرۂ سرور میں نہیں۔

٧۔ غالب علی خاں کی تاریخ میں یہ شعر بھی آیا ہے:

اگرچہ بسا تذکرہ دیدہ ام (کذا) ندیدیم بہتر ازین تذکرہ

اس کی بنا پر علی الرغم مرتب یہ کہا جا سکتا ہے کہ ۱۲۱۷ھ میں تذکرے نے کتابی شکل اختیار کر لی تھی۔

٨۔ مرتب نے مقدمے میں جو مطالب پیش کیے ہیں، ان کی بنا پر وہ ۱۵ھ کو تو سال آغاز قرار دے سکتے ہیں، ۱۵ھ یا ۱۶ھ کہنے کا انھیں حق نہیں۔

١٣) زمانۂ تالیف کے متعلق میں خود نتائج ذیل پر پہنچا ہوں:

١۔ ترجمۂ شاہ عالم متخلص بہ آفتاب میں جو تذکرے کا پہلا ترجمہ ہے، عبارت ذیل ملتی ہے: "تا ہ دسال سلطنت آن شہنشاہ ۔۔ بسیر خیابان اربعہ واربعین جلوہ گر ﷺ" یعنی یہ کہ جس وقت یہ الفاظ معرض تحریر میں آئے شاہ عالم کا چوالیسواں سال جلوس تھا۔ پہلے سال جلوس کا آغاز عالمگیر ثانی کے قتل (۸ ربیع الثانی ۱۱۷۳ھ) کے بعد ہوا تھا، چوالیسواں سال کسی طرح ۱۲۱۶ھ سے قبل نہیں ہو سکتا۔ ترجمۂ آفتاب دیباچۂ مصنف کے مِنّا بعد ہے، اور میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح اوروں سے قبل درج کتاب ہے قلمبند بھی ان سے پیشتر ہوا ہوگا۔ رہی ممنون کی تاریخ (۱۵ھ) تو اس کی توجیہ یوں ہو سکتی

Marfat.com

ہے کہ ۱۵ھ میں مواد جمع کرنا شروع کیا، تحریر کی ابتدا ۱۶ھ سے ہوئی ۔

۲۔ ابتدائے ۲۴ھ میں تذکرے نے کتابی شکل اختیار کی، اس سے قبل نہیں ۔

۳۔ اضافہ اس کے بہت بعد تک ہوتا رہا، اس سلسلے میں امور ذیل توجہ طلب ہیں :

(۱) غالب متولد رجب ۱۲۱۲ھ کے اشعار موجود ہیں جن میں سے ایک میں غالب تخلص بھی آیا ہے : "بیخودی بے سبب نہیں غالب + کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے"۔ کیا وہ غزل جس کا یہ مقطع ہے، ایک طفل دبستاں کی ہے ؟ ترجمۂ غالب کی یہ عبارت بھی ملاحظہ ہو : "جوان قابل و یار باشش و دردمند، ہمیشہ بخوشی معاشی بسر بردہ، ذوق ریختہ گوئی در خاطر متمکن غمہائے عشق مجاز (؟) تربیت یافتۂ عکرۂ نیاز .. بالجملہ موجد طرز خود است و با راقم رابطۂ یکجہتی مستحکم دارد" صـ۱۱۶ کیا یہ طفل یازدہ سالہ یا دوازدہ سالہ کا ترجمہ ہے ؟

(۲) مومن کا سال ولادت ۱۲۱۵ھ یا اس کے کچھ ہی آگے پیچھے ہے۔ ۲۳ھ کے اوائل میں یہ نو دس برس کے تھے۔ سرور نے انھیں "نوجوان" لکھا ہے، صـ۱۶۵، جس کا اس عمر کے لڑکے پر اطلاق نہیں ہو سکتا۔ مومن کا جو کلام اس تذکرے میں ہے وہ بھی ایک طفل مکتب نشین کا نہیں ہو سکتا ۔

(۳) ذکا شاگرد ناسخ کے ترجمے میں ہے "در ینولا بسبب ملازمی مرشد زادۂ آفاق، میرزا سلیمان شکوہ وارد دارالخلافہ شدہ" صـ۳۰۹ جیسا کہ (۴) سے معلوم ہوگا ذکا ۲۱ھ جلوسی میں دہلی پہنچے تھے ۔

(۴) پیر بخش سرور کے ترجمے میں ہے "از حسن اتفاق در سنۂ بیست و سوم جلوسی .. اکبر شاہ ... این ہمہ شل .. ذکا ہنگام مراجعت مرشد زادۂ عالمیان (مراد از سلیمان شکوہ) .. وارد دارالخلافہ گشت" صـ۲۰۹ سال اول جلوس ۱۲۲۱ھ

سال ۲۴ ۱۲۴۳ھ سے قبل نہیں ہو سکتا، یہ عبارت ورود سرور کے نہ جانے کتنے دن بعد حوالۂ قلم ہوئی تھی۔

(۵) سال وفات موزوں استاد سرور "یک ہزار و دو صد و بست (کذا) و نہ ہجری" ص ۲۵۲۔

(۶) معروف کی تسبیح زمرد کی تاریخ ذوق نے کہی ہے جو ۱۲۳۶ھ پر مشعر ہے، یہ مکمل تذکرہ سرور میں موجود ہے۔

(۷) پنج آہنگ کے ایک خط بنام شیفتہ سے معلوم ہوتا ہے کہ "تپاں نے کلکتہ میں یہ سن کر کہ تذکرۂ سرور زیر تحریر ہے، غالب کو اپنا کلام اس میں اندراج کے لیے دیا تھا، اور غالب نے واپسی کے بعد سرور کے حوالے کر دیا، گو کسی وجہ سے یہ شامل تذکرہ نہ ہو سکا۔ غالب اواخر ۱۸۲۹ء میں دہلی واپس پہنچے تھے، اس وقت تک غالب کے خیال میں تذکرے میں اضافے کی گنجایش تھی اور خود سرور کو بظاہر اس سے اتفاق تھا۔

۱۴) مرتب نے سرور کے ماخذ کے متعلق جو کچھ لکھا ہے، وہ یکجا نہیں، منتشر ہے۔ ایک جگہ تحریر کیا ہے: "سرور نے میر حسن، مصحفی، لطف اور ذکا کے تذکروں کا ذکر کیا ہے اور قرینہ ہے کہ ان سے فائدہ اٹھایا ہو۔ اشپرنگر نے اس کا ماخذ عیار الشعرا کو قرار دیا ہے، لیکن تذکرۂ سرور اس کی کاربن کاپی نہیں۔ بلحاظ ترتیب، اور (کذا) تنقید اس کا بہتر چربہ ضرور ہے۔ جا بجا مصنف کی ذاتی تلاش اور معلومات کا ذخیرہ موجود ہے" ص ۲۱۔ ص ۱۳۱ و ص ۱۳۲ میں ہے: "اشپرنگر نے لکھا ہے کہ عمدۂ منتخبہ کو عیار الشعرا کا ایک حد تک ترقی یافتہ ایڈیشن سمجھنا چاہیے۔ ہم نے سرور و ذکا کے ان بیانات کا مقابلہ و موازنہ کیا جو میر، درد، مصحفی، انشا اور اسد (غالب) کے متعلق ان تذکروں میں ہیں۔ ان کے اختلافات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات بس ایک حد تک ہی صحیح ہے، کلیتہً نہیں۔۔ تذکرۂ ذکا میں آخری تاریخ جس کا ذکر ملتا ہے وہ ۱۲۰۷ھ ہے، اس کی

Marfat.com

ابتدا بقول اشپرنگر ۱۲۰۸ھ یا ۱۲۱۳ھ میں ہو چکی تھی۔ اور سرور ان کے تذکرے سے لاعلم بھی نہیں تھے، اس لیے گمان بیقین[1] ہے کہ سرور نے تذکرہ ذکا دیکھا ہو اور اس سے فائدہ بھی اٹھایا ہو۔ بعض جگہ دونوں کی معلومات ایک ہی نقطہ (کذا) پر ختم ہو جاتی ہیں (تراجم احسان لکھنوی و احسن حیدرآبادی و مرزا احمد بیگ قزلباش)"

مرتب نے صفحہ۱۰ میں دتاسی کے اس قول کو کہ سرور نے تذکرۂ قاسم سے استفادہ کیا ہے، "محل نظر" قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ معاملہ برعکس ہے۔

اس سلسلے میں میری گزارش حسب ذیل ہے:

(۱) مصنف نے مصحفی کے فارسی تذکرے کا ذکر کیا ہے صفحہ۵۸۹ اور ترجمۂ پیام میں لکھا ہے: "احوالش در تذکرہ ہای ۔۔ آرزو و والہ مفصل مندرج ہست" صفحہ۱۵۵ مصنف نے تراجم عشق میرٹھی و قدرت اللہ قدرت (مشہور تخلص شوق) میں ان کے تذکرۂ شعرائے ریختہ کا ذکر کیا ہے، مرتب کو ظاہراً ان امور کی اطلاع نہیں، ورنہ متقدمین میں میر وغیرہ کے تذکروں کے ساتھ ان کا نام بھی آتا۔

(۲) تذکرۂ سرور میں تذکرۂ میر کے حوالے سے کوئی بات مندرج نہیں؛ اور اس میں کوئی بات ایسی نہیں جو اس سے استفادے پر دلالت کرتی ہو۔ موخرالذکر کے متعدد شعرا مثلاً سعدی، پاکباز، بسمل، گرامی پسر قبول۔ س سے غیر حاضر۔ راقم کے ہم شعر جو تذکرۂ میر میں ہیں؛ تذکرۂ سرور میں رغبت کے نام سے درج ہیں، اور اس کا ایک قطعہ "مژگاں سے گہر بحر دل ابر کرے ہے گڑی الخ" (نکات الشعرا صفحہ۱۴۳) سرور نے ایک مجہول الاحوال شاعر کامل بیگ، کامل کی طرف منسوب کیا ہے۔ میر کے یہاں صباؔ احمد آبادی ہے، سرور کے یہاں ضیا احمد آبادی اور ایک شعر جو میر نے میر ضیا دہلوی کے نام سے لکھا ہے:

گریاں و خاک اڑاتا جوں ابر جوں بگولا ۔۔۔ صحرا میں تو نے مجنوں وحشی ضیا بھی دیکھا

---

[1] "گمان بیقین" چہ معنی دارد؟

(تذکرۂ سرور میں "بگولا" کی جگہ "بولا") ضیا احمد آبادی کی ملک قرار دیا گیا ہے۔ مرتب نے ان امور میں سے صرف راقم کے اشعار رغبت کی طرف منسوب ہونے کی طرف حاشیہ میں اشارہ کیا ہے۔ سرور و میر کے تذکروں میں اور اختلافات بھی ہیں۔

(۳) سرور نے ترجمۂ میر حسن میں میر حسن کے تذکرے کا ذکر نہیں کیا لیکن دو جگہ اس کے حوالے سے اشعار درج ہیں: آشنا کے دو شعر اور شعر ذیل جو سرور کے یہاں مرزا علی متخلص بہ علی، شاگرد دیوانہ کے نام سے ہے، لیکن میر حسن نے اس شاعر کا نام و تخلص مرزا علی رضا، رضا لکھا ہے:

دنیا میں کوئی تجھ سا ستمگار نہیں ہے　　　بیرحم و جفا پیشہ و خونخوار نہیں ہے

تذکرۂ میر حسن کے متعدد شعرا اسعدی، پاکباز، محمد عابد دل، سلیم، رام نرائن موزوں، منعم برادر قائم، صبر وغیرہ تذکرۂ سرور سے غیر حاضر ہیں۔ ممتاز کا نام سرور کو معلوم نہیں، انھوں نے اسے باشندۂ فیض آباد (ص۱۲۳) لکھا ہے۔ تذکرۂ میر حسن میں اس کا نام فضل علی مرقوم ہے۔ حسن کے قول کے بموجب وہ دہلی کا شہزادہ تھا، اور ان کی سماعت کے مطابق وقت تحریر سے پیشتر دکن جا چکا تھا۔ تذکرۂ میر حسن کے مطابق بیچارہ دکنی تھا، احمد علی جوہر اصلاً ایرانی تھے، مگر ان کی ولادت دہلی کی تھی، اکثر فارسی کہتے تھے، ایک خانہ جنگی میں مقتول ہوئے (اس کی تفاصیل)۔ جان عالم برادر زادۂ روشن الدولہ و پسر منفتخر (؟) الدولہ سوز کے شاگرد تھے، مگر غزل میں تخلص نہیں لاتے تھے۔ تذکرۂ سرور میں بیچارہ "ساکن ضلع (کذا) پنجاب" مرقوم ہے۔ جوہر مجہول الاحوال ہیں۔ جان عالم خاں کا نام خان عالم اور تخلص جان درج ہے۔ سرور نے انھیں سوز کا شاگرد قرار دیا ہے اور ان کے وطن کے بارے میں لاعلمی ظاہر کی ہے۔ تذکرۂ میر حسن میں محسن برادر زادۂ میر کے دو شعر کے بعد دیگرے ہیں، پہلے کا قافیہ 'دلبا' اور ردیف 'کوں'، دوسرے میں بھی یہی ردیف ہے:

حرف تیرے عقیق لب کا شوخ　　　زندہ کرتا ہے نام عیسیٰ کوں

Marfat.com

تذکرۂ سرور میں پہلا شعر نہیں ہی، دوسری کی ردیف 'کوں' کی جگہ 'کا' ہی۔ دونوں تذکروں میں اور بھی اختلافات ملتی ہیں۔ اس بحث کا بہت بڑا حصہ مرتب کی مقدمہ یا حواشی میں نہیں، انھوں نی مقدمی میں ترجمۂ علی کا حوالہ دیا ہی اور بس۔ میری رای ہی کہ سرور نی کسی زمانی میں دیکھا ہوگا، وقت تالیف شاید ہی پیش نظر رہا ہو۔

(۴) سرور نی مصحفی کی تذکرۂ ہندی کا حوالہ دی کر صرف دو باتیں لکھی ہیں ص۲۳۶، اور مرتب کو نظر بظاہر اس سی واقفیت نہیں۔ اس تذکری کی مرد شعرا میں شاید ہی کوئی ہو جو تذکرۂ سرور سی غیر حاضر ہو۔ شاعرات[۲] کو انھوں نی اپنی یہاں جگہ نہیں دی، صرف وہی نہیں جو تذکرۂ ہندی میں ہیں، خالہ بیگم بھی جو تذکرۂ میر حسن میں ہیں، سرور کی تذکری سی غائب ہیں۔ انتخابی اشعار دونوں تذکروں میں بکثرت مشترک ہیں، بہت سی شعرا کی نام و تخلص و حالات زندگی سرور کی یہاں تذکرۂ ہندی کی مطابق ہیں۔ مگر دونوں میں اختلاف بھی پایا جاتا ہی۔ محمد عابد دل اور محمد روشن جوشش پسران جسونت رای ناگر میں سی مصحفی نی ایک کا نام اور دوسری کا تخلص لی کر بنا بر غلط فہمی ایک نیا شاعر محمد عابد جوشش[۳] پیش کیا ہی اور جو دو شعر اس کی نام سی دی ہیں ان میں سی ایک (ردیف 'پکڑی') دل کا اور دوسرا (قوافی 'رسیدہ، دویدہ' بدون ردیف) جوشش کا ہی۔ سرور کی یہاں بھی اسی طرح ہی، اور یقین ہی کہ یہ تذکرۂ ہندی سی لیا ہی، اس لیی کہ مصحفی سی پہلی کسی نی محمد عابد جوشش کا ذکر نہیں کیا۔ سرور نی ایک تیسرا شعر بھی درج کیا ہی جو نہ معلوم کس کا ہی۔ تذکرہ نگار قدرت اللہ کا تخلص مصحفی نی شوق کی جگہ قدرت[۴]

---

۱ حاشیہ مرتب میں عبارت مجموعۂ نغز جو اس پر ہی: تخلص جاں اور نام جان عالم خاں۔

۲ دناسی نی تذکرۂ سرور کی حوالی سی ایک شاعرہ حیا کا ذکر کیا ہی۔ یہ نسخۂ مطبوعہ میں نہیں۔

اس میں دو حیا، ایک (ص۲۲۶) مرد کا ہی گمراہ دوسری کا نام درج نہیں، مگر قرینہ ہے کہ یہ بھی مرد ہو۔

۳ اس میں جوشش عظیم آبادی کا الگ سی بھی ذکر، مگر نام ندارد، محمد عابد دل اس سی غیر حاضر۔

حاشیۂ مرتب میں یہ نہیں کہ اشعار منسوب بہ محمد عابد جوشش کس کی ہیں۔ ۴ شوق کی کلام میں حیا کا تخلص بھی آیا ہی۔ اور مصحفی نی ریاض الفصحا میں ان کا ذکر اسی تخلص کی تحت کیا ہی۔

Marfat.com

لکھا ہے، سرور کے یہاں بھی یہی ہے لیکن انھوں نے قدرت اللہ شوق کا ذکر ایک مختلف شاعر کی حیثیت سے بھی کیا ہے۔

(۵) مرتب کے اس خیال سے مجھے اتفاق نہیں کہ سرور نے تذکرۂ لطف سے فائدہ اٹھایا تھا۔

(۶) مرتب کو ذکا و سرور کے تذکروں کا تقابلی مطالعہ کرکے اس کے نتائج پیش کرنے تھے، مگر باوجود اس کے کہ اس کا عکس دانشگاہ دہلی کے کتبخانے یا شعبۂ اردو میں موجود ہے، انھوں نے اس کے بالاستیعاب مطالعے کی زحمت گوارا نہ کی۔ کمال یہ کہ جو اہم باتیں مقدمے میں تذکرۂ ذکا سے متعلق ہیں، وہ سب کی سب غلط ہیں۔ اس کے دیباچے سے واضح ہے کہ اس کا آغاز ماہ دوازدہم کے اواخر میں ہوا تھا اور ۱۲۱۶ھ میں اس نے کتابی شکل اختیار کر لی تھی، چنانچہ اس کی تاریخ یہ ہے:

"آفریں کہہ کہ کیا نام سخنوں کا مشہور" یہ بھی صحیح نہیں کہ آخری سنہ جو تذکرۂ ذکا میں ملتا ہے ۱۲۲۷ھ ہے۔ میری یادداشت متعلق تذکرۂ ذکا میں سعید الدین خاں سعید کاکوروی کی آمد دہلی کا سنہ ۱۲۴۸ھ ہے۔ مرتب نے جن امور کی بنا پہ سرور کے ذکا سے استفادے کا دعویٰ کیا ہے، وہ اس کے اثبات کیلئے کافی ہے محض تقدم زمانی اور تذکرے کے نام سے آگاہی اس کی دلیل نہیں کہ سرور نے تذکرۂ ذکا سے فائدہ اٹھایا تھا۔ یہ بات کہ تین شاعروں سے متعلق جو معلومات دونوں تذکروں میں ہیں وہ ایک نقطے پر پہنچ کر ختم ہو جاتی ہیں، چنداں اہمیت نہیں رکھتی۔ لطف یہ کہ اس سلسلے میں مرتب نے جن شعرا کے نام لیے ہیں، ان میں سے ایک، حسن حیدر آبادی، دونوں تذکروں سے غیر حاضر ہے۔ ذیل میں کچھ مشترک کچھ غیر مشترک اور کچھ متفاوت امور کا ذکر کیا جاتا ہے، آخر میں یہ دکھایا جائیگا کہ ان سے کیا نتائج نکل سکتے ہیں۔

۱ معروف کا شعر، توبہ ردیف 'نباہی' 'ذ الہی' قوافی تذکرۂ سرور میں اس کے اصلی مصنف کے نام سے ہے لیکن تذکرۂ ذکا میں انشا کی طرف منسوب ۲ "کچھ ہم تو نہ سمجھے کہ شب وصل کدھر گئی الخ" اس جرأت۔ ذ انشا۔ قول سرور صحیح ۳ س میں بقا اللہ خاں انجام، ذ میں

---

۱ صرف ایک مصرع بجائے مکمل شعر اس طرح اور جگہ بھی ہے۔ ۲ ذ = تذکرۂ ذکا، س = تذکرۂ سرور

Marfat.com

اس پر اضافہ کہ بقول بعض تخلص عمدۃ الملک ۴ س س میں شاہ ہمزہ، ذکا میں شاہ ہمزا، اول تو حمزہ چاہیے، شاعر کا نام حمزہ علی تھا، دوسرے اس کا تخلص رند تھا حمزہ نہیں ۵ محمد صلاح "آگاہ" کے نام سے ایک ہی زمین کے دو شعر (ردیف کا، قوافی پری، تشکری، گذری) دونوں میں ہیں۔ پہلا کہیں اور میری نظر سے نہیں گزرا ۶ "ہماری خاک پر بلبل یہ کہتی بیقرار آئی الخ" دراصل شاہ قدرت کا ہے لیکن س س میں بنام قدرت (اشوق) صاحب تذکرہ اور ذ میں بنام قرباں ۷ لائق، شاگرد ناسخ وارد دہلی ۱۲۳۸ھ ذ میں ہیں، لیکن س س میں نہیں ۸ ماہر پسر فغاں س س و ذ، یہ غلط ماہر اشرف علی خاں صاحب تذکرہ کے بیٹے تھے ۹ سیتارام عمدہ، شاگرد یقین س س و ذ۔ قدیم تذکروں میں متبع یقین، جولاں کا شاگرد نہیں ۱۰ امین ساکن مرشدآباد س س و ذ، یہ دراصل عظیم آبادی ہیں لیکن مرشدآباد میں بہت دن رہے ۱۱ نیاز، میر عبداللہ شاگرد میر صاحب شعر "کیا ہوا ہم ہی جو دنیا میں یہ ناشاد رہے الخ" س س و ذ۔ عبداللہ نیاز مصحف عبدالرسول، نثار شعر نثار کا ہے ۱۲ اکرو صرف ایک گزرا ہے اور س س میں ایک ہی، ذ میں دو ۱۳ پریم کشور، فراقی کے بارے میں ذ میں ہے کہ اردو شعر نہیں کہتے ذکا کی فرمائش سے ایک شعر کہا "ہوئیں آنکھیں گلابی، دتی رو دالخ" یہ شعر س میں بھی ہے لیکن فرمائش ذکا اور صرف ایک شعر کہنے کا ذکر نہیں ۱۴ "زلف کو کہنا پریشاں عقل کی دوری ہے یہ الخ" بنام میر س س و ذ۔ یہ میر کا ہرگز نہیں کسی اور شاعر کا ہے ۱۵ سیوک رام بیتاب س س و ذ، صحیح نام سنتوکھ رائے ۱۶ نیاز لکھنوی شاگرد مصحفی س س میں نہیں، ذ میں ہے ۱۷ "نہ اندیشہ کرو پیارے کہ شب ہے وصل کی تھوڑی الخ" س س و ذ بنام برکت، شعر مجذوب کا ہے ۱۸ س س میں قاضی نورالحق کا تخلص مکبر کی سیاہی زدہ ہونے کے باعث درج نہیں، مگر مجھے علم ہے کہ یہ منعم ہے۔ س س میں ہے کہ "طلب اشعار ریختہ .. شدہ بود، انکار بحث نمود کہ من گاہی در مدت العمر شعر ریختہ نگفتہ ام .. دو دن تمہ منت .. بعد جد و کد بسیار بپاس خاطر راقم یک مطلع موزوں نمودہ" مطلع: " دہ

Marfat.com

نوک مژہ جب سے مرے دل میں اڑی ہے ارلیغ یہ شعر ذیل میں بھی ہے ۱۹ ترجمۂ ذکا ذ میں حرف ذال اور سس میں حرف زا کے ساتھ ہے۔ بہت سے اغلاط کا مشترک ہونا ان کا کسی قریب‌تر تذکرے میں نہ ملنا اور بعض امور کا جو پہلی پہل ذیل میں درج ہوئے تھے سس میں بھی پایا جانا اس پر شاہد ہے کہ ذ سرور کی نظر سے گزرا تھا، اور سرور نے کچھ باتیں اس سے لی تھیں کچھ باتوں کا سس میں نہ ہونا (مثلاً لائق کا حال) اس وجہ سے بھی ہو سکتا ہے کہ ذ کی روایت اول سرور نے دیکھی ہوگی اور اس میں یہ نہ ہوگی، بعد کی روایتیں ضروری نہیں کہ ان کی نگاہ سے گزری ہوں۔

میرا خیال ہے کہ ذکا نے بھی سس سے فائدہ اٹھایا ہے، یہ نہیں تو منعم کا شعر اسے کہاں ملا؟ یہ وہی معاملہ ہے جو فرہنگ سروری اور فرہنگ جہانگیری کے مولفوں میں گزرا تھا، پہلی مقدم الذکر تیار ہوئی اور موخر الذکر کے مولف نے اس سے استفادہ اور اس کا اعتراف کیا۔ یہ جب منظر عام پر آگئی تو سروری نے بھی اسے دیکھا اور اس سے کام لیا۔ روایت ثانی میں اس کا اقرار موجود ہے۔

(۴) قبل اس کے کہ سس کی روایت اولیٰ اتمام کو پہنچے، تذکرۂ قاسم ۱۲۲۱ھ میں مکمل ہو چکا تھا، عجب نہیں اگر سرور نے اس کا مطالعہ اور اس سے استفادہ کیا ہو۔ مرتب کو ان دونوں کا تقابلی مطالعہ کرنا اور اس کے نتائج سے ناظرین کو مطلع کرنا تھا

(۱۵) مقدمے میں ایک جگہ دتاسی کے عبارات ہیں جن میں کریم الدین کی طرف یہ قول منسوب کیا گیا ہے کہ "عمدۂ منتخبہ۔ بڑی احتیاط سے لکھا گیا ہے" اس موقع پر تو مرتب نے اپنی کوئی رائے اس امر کے متعلق کہ احتیاط مرعی رہی ہے یا نہیں، ظاہر نہیں کی۔ لیکن دوسرے مقام میں لکھتے ہیں: "تذکرۂ سرور مکررات اور اغلاط سے خالی نہیں، جہاں تک ممکن ہو سکا ان کی نشاندہی حاشیوں میں کی گئی ہے۔ حواشی میں جن اغلاط یا مکررات کی طرف اشارہ ہے وہ اتنے کم ہیں کہ ان کی بنا پر کریم الدین کی رائے سے اگر اختلاف کیا جا سکتا ہے تو اسی حد تک کہ لفظ بڑی حذف کر دیا جائے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ سرور بڑے غیر محتاط واقع ہوئے ہیں۔ اس کا حال کچھ تو بحث مآخذ سے معلوم ہوا ہے، کچھ متن سے متعلق مباحث سے جو آگے آئیں گے، ظاہر ہوگا۔ اس موقع پر ان کی بے احتیاطی کی دو

مثالوں پر اکتفا کیا جاتا ہے، حواشی میں ان کی طرف اشارہ نہیں:

(۱) میر محمد باقر حزیں عظیم آباد سے دہلی گئے، اور وہاں مظہر[1] کے شاگرد ہوئے، نادر گردی کے بعد ہیبت جنگ کی نیابت کے زمانے میں عظیم آباد واپس آئے؛ پھر ڈھاکے اور پرنیہ گئے اور موخرالذکر مقام میں وفات پائی؛ یہ باتیں اور کچھ اور حزیں کے شاگرد سورش[2] نے تذکرے ان سے متعلق لکھی ہیں، جس میں پہلے محمد علی، حزیں تلمیذ مظہر ص ۲۱۶، پھر میر باقر حزیں دہلوی شاگرد مظہر ("از چندے بہ عظیم آباد بود و باش اختیار نمودہ") ص ۲۲۰، اور بالآخر مجہول الاسم حزیں معاصر محمد شاہ ص ۲۲۳ کا ذکر ہے۔ حزین اول کے اشعار کے متعلق حاشیے میں قاسم کا قول مندرج ہے کہ جس میں محمد علی حزیں کے نام سے جو اشعار ہیں، وہ میر باقر حزیں کے ہیں، (مرتب نے اس سے اتفاق یا اختلاف نہیں کیا، اور خود قاسم یا مرتب نے یہ نہیں لکھا کہ محمد علی حزیں وجود خارجی سے محروم ہیں)۔

حزیں دوم و سوم کے اشعار جو اس میں ہیں، قطعاً میر محمد باقر حزیں کے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس تخلص کا دور میر و مرزا میں صرف ایک شاعر گزرا ہے، جس کا حال میں نے ابتدائی بحث میں سورش کے حوالے سے تحریر کیا ہے۔ انھیں صرف میر باقر لکھنا مقتضائے احتیاط کے خلاف ہے، اور "از چندے۔ نمودہ" کا سرور کے قلم سے نکلنا اس شاعر کے صحیح حالات سے انتہائی بے خبری پر دلالت کرتا ہے۔ ان الفاظ سے مترشح ہوتا ہے کہ شاعر کو عظیم آباد گئے بہت زیادہ دن نہیں ہوئے اور وہ تحریر ترجمہ کے وقت زندہ تھا۔ میر محمد باقر حزیں عہد احمد شاہ (۱۱۶۱ھ تا ۱۱۶۷ھ) ہی میں راہی عدم ہو چکے تھے۔

میر ضیاء الدین حسین (دیباچہ کلیات میر حسن) ضیا دہلوی[3] کچھ دن اودھ میں رہ کر عظیم آباد جا کر مستقل طور سے اقامت پذیر ہو گئے اور وہیں مرے۔ جس میں پہلے میر ضیاء الدین ضیا دہلوی کا ذکر ہے جو عظیم آباد میں فوت ہوئے۔ اور اس کے معاً بعد "ضیا

---

[1] یہ میرا قیاس ہے کہ دہلی جانے سے قبل شاگرد نہ تھے۔ [2] مخلص کی بحث فصل د ۲ میں دیکھیے [3] ضیا احمد آبادی کی بحث فصل ۱۴ میں دیکھیے۔

شاعر آشفتہ مزاج و وارستہ طبع" کا ترجمہ بصیغۂ ماضی ہے۔ ص۲۱۳ و ص۲۱۴ سرور نے اسی پر بس نہیں کیا، اس سے قبل اس نے صبا (نام نہیں) عظیم آبادی شاگرد میر ضیا کو اپنی بزم میں شامل کیا ہے ص۲۱۲۔

ضیائے اول کے ایک شعر کو چھوڑ کر کل ضیائے دوم کا شعر واحد اور صبا کے کل اشعار (۶) جو سب میں ہیں سب کے سب میر ضیا دہلوی، استاذ میر حسن کے ہیں، اشعار منسوب بہ صبا میں تخلص بدلا ہوا ہے۔

ضیائے اول و دوم دونوں ایک ہیں، اور صبا ضیا کا مصحف ہے۔ کوئی عظیم آبادی تذکرہ نگار یا وہ تذکرہ لکھنے والے جو شعرائے عظیم آباد کے حالات سے واقفیت کے خاص ذرائع رکھتے تھے، اس سے نا آشنا ہیں۔ اس کا ذکر ذکا و قاسم کے تذکروں میں البتہ ہے لیکن ان دونوں کے یہاں بھی جو اشعار اس کے نام سے ہیں، وہ قطعاً ضیا کے ہیں۔

۱۶) "تذکرۂ سرور اپنے عہد کے عمومی رجحانات کا پابند ہے۔ سرور کے مذاق شعر میں بھی ان کے ذاتی رجحانات کے علاوہ اس دور کے اثرات کا پرتو دکھائی دیتا ہے۔ انھوں نے صحت محاورہ پر زور دیا ہے؛ "غزلہائے طولانی" کی مذمت کی ہے اور لکھا ہے کہ ایہام گوئی کا دور ختم ہو چکا ہے۔ مراختوں اور مشاعروں کی اہمیت کو واضح کیا ہے، جہاں نقادان فن جمع ہوتے تھے اور شعر کے حسن و قبح پر بحث کرتے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ مشاعرے ہماری معاشرت کا جزو بن گئے تھے۔ سرور نے بعض ایسے تنقیدی اشارے بھی کیے ہیں جو دلچسپی اور فائدے سے خالی نہیں مثلاً .. "ریختہ در محاورات فارسی موزوں میکند" (دربارۂ طرز بیدل مرغوبۂ غالب)۔ "از جرگۂ متقدمین.. زبانش مانا بعہد پیشینا نست" (دربارۂ آزاد).. "در ایہام گوئی بسیار راغب والحق کہ دراں زماں ہماں رائج بود" (دربارۂ احسن).. "سخنش درد آلود و عاشقانہ است" (دربارۂ ترقی) مقدمہ۔

مرتب نے صراحتہً یہ بتانے کی ضرورت محسوس نہیں کی کہ عہد سرور کے عمومی رجحانات اور

Marfat.com

خود سرور کے ذاتی میلانات کیا تھے۔ "دکھائی دیتا ہے" کے بعد "واضح کیا ہے" تک جو کچھ ان کے قلم سے نکلا ہے، اسے عمومی رجحانات اور ذاتی میلانات کا بیان قرار دیا جائے تو امر دیگر ہے۔ سرور نے کسی جگہ یہ نہیں کہا کہ اچھے شعر کے لیے صحت محاورہ ضروری ہے، انھوں نے مختلف شعرا کے کلام سے بحث کرتے ہوئے اس قبیل کے فقرے البتہ تحریر کیے ہیں "بصحت محاورہ میگفت" ص۹ "بصحت محاورہ بکلاش مندرجت" ص۵۷۔ ایک جگہ "صحت محاورہ" کے ساتھ "درستی روزمرہ" بھی ہے ص۱۹۲ بعض شعرا کی "ناخوش محاورگی" کا بھی ذکر ہے (ترجمہ سودا) بعض مقامات پر ایسے فقرے بھی ہیں "در کمال فصاحت گفتہ" ص۲۵ مظہر کے بارے میں رائے دی ہے کہ "مثلش در فصاحت و محاورہ دانی بالفعل پیدا نیست" مرتب نے انتخاب الفاظ میں احتیاط سے کام نہیں لیا۔ ورنہ میں خود بھی یہ سمجھتا ہوں کہ سرور صحت محاورہ کو غیر ضروری نہ جانتے ہوں گے۔ طولانی غزل کی مذمت اس میں کہیں نہیں۔ جرأت (اس میں اس شاعر کی بہت تعریف) کے "بیشتر غزلیات غزل در غزل" کہنے کا ذکر کیا ہے (یہ اور طویل غزل کہنا گویا ایک ہی ہے)، "غزلہای طولانی" ص۹۶ اور "غزلیات طولانی" ص۲۳۳ میں آیا ہے، مگر بدون اظہار رائے۔ اس میں کہیں یہ ہے کہ ایہام گوئی کا خاتمہ ہو گیا، تو واقعی بڑی قیمتی اطلاع ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ سنہ ۱۹۶۱ء میں کوئی یہ کہے کہ پہلی عالمگیر جنگ میں المانیہ کو شکست ہوئی تھی۔ لفظ "مراختہ" تو تذکرہ سرور میں ڈھونڈھے سے نہیں ملے گا۔ شاعروں کا کہیں کہیں ذکر البتہ ہے لیکن ان کی طرف سے ان کی اہمیت کو واضح کرنے کی کوئی کوشش نہیں ہوئی۔ سرور کے بعض تنقیدی اشارے ڈاکٹر فاروقی کو دلچسپ اور مفید نظر آئے ہیں، اس سے انکار کی کوئی وجہ نہیں لیکن جہاں تک میرا تعلق ہے میں ان کے اس اقرار کو زیادہ دلچسپ پاتا ہوں۔ غالب کے جو اشعار اس میں ہیں، ان میں فارسیت ہے لیکن اس نوع کی نہیں کہ اس پر سرور کا قول صادق آسکے۔ آزاد کا صرف ایک شعر اس میں ہے، اور اس سے زیادہ ملتا بھی نہیں۔

سب صنعتیں جہاں کی آزاد ہم کو آئیں
پر جس سے یار ملتا ایسا ہنر نہ آیا

یہ شعر ہرگز متقدمین کی مخصوص طرز یا زبان میں نہیں۔ سرور کے زمانے میں بلکہ ان کے بعد بھی

Marfat.com

بے تکلف کہا جاسکتا تھا۔ حسن اللہ کے متعلق[1] یہ کہنا کہ وہ ایہام گوئی پر راغب تھے اور ان کے عہد میں صنعت ایہام رائج تھی، بڑی پیش پا افتادہ بات ہے۔ ترقی کے بارے میں یہ کہنا کہ ان کے اشعار میں درد ہے، دس پانچ اشعار کے متعلق صحیح ہو سکتا ہے، کل کلام یا اس کے معتد بہ حصے کے بارے میں درست نہیں۔

میرے قیاس کے مطابق سرور کی شاعری کا آغاز جس زمانے میں ہوا اس وقت ایہام گوئی ایک ادبی تحریک کی حیثیت سے ختم ہو چکی تھی، مگر بعض قدیم ایہام گو سجاد و عارف وغیرہ زندہ تھے۔ تازہ گویوں میں مظہر، حاتم، میر، ہدایت، فراق، مصحفی، نصیر و رنگین دہلی میں موجود تھے۔ سودا و سوز و حسرت و حسن و جرأت و انشا وغیرہ اودھ میں تھے۔ ان میں سے جرأت کو معاملہ بندی کا مروج اور رنگین کو ریختی[2] کا موجد سمجھنا چاہیے۔ نصیر سنگلاخ زمینوں کا بہت شوق رکھتے تھے۔ ممنون و احسان سرور سے عمر میں کم ہوں گے۔ مقدم الذکر میں یک گونہ معنی بندی اور فارسیت ہے، موخر الذکر میں ہندیت اور صنائع کا غلبہ ہے۔ انشا ۱۲۱۹ھ (غالباً) میں دہلی آگئے تھے اور وہاں چند سال ان کا قیام رہا تھا۔ ناسخ سرور سے کم و بیش ۱۰ سال عمر میں کم تھے، انھوں نے لکھنؤ میں ایک خاص قسم کی معنی بندی شروع کی تھی جو بہت مقبول ہوئی اور جس سے شعرائے دہلی بھی متاثر ہوئے تھے۔ ذوق و غالب و مومن ان سے عمر میں بہت کم تھے اور انھیں درجۂ استادی ۱۲۴۲ھ کے بعد حاصل ہوا تھا۔ ذوق پر ناسخ کا نمایاں اثر تھا، غالب و مومن بھی ان سے متاثر ہوئے تھے، لیکن ان دونوں نے اپنی ایک طرز خاص نکالی تھی۔

سرور نے صرف ان امور کا ذکر نہیں کیا جن کی طرف مقدمے میں اشارہ ہے، مشاقی ص۱۴۵، دربستگی مضامین ص۴، سنجیدگی و پختگی عبارات ص۴، تازگی مضمون، اتحاد بندی الفاظ ص۳۴، طرز بندی و ارتباط الفاظ ص۱۹۲، مہارت فن ص۳۵۹، تلاش ص۲۵، علو مضامین ص۳۴، نزاکت خیال و معنی بندی ص۵۲، سنگلاخی غزلیات ص۵۲ کا ذکر ہے۔

---

[1] عارف ایہام گو کے بارے میں مرقوم ہے "روئیہ شعر گوئی بآئین پسندیدہ داشت"۔
[2] قدرت اللہ شوق کا قول ہے کہ انجام موجد ریختی تھے، اس کی تصدیق کوئی اور نہیں کرتا۔

سرور کی بعض رائیں ملاحظہ ہوں: "میر۔ پایۂ او درین فن کم از سودا نیست، بلکہ در غزل۔۔ رجحان دارد" "قائم۔۔ دوش بدوش استاد خود شد۔۔ در (اس مطبوعہ میں نقطی) الفاظ و مضامین دلکش و طرز بندی ترجیح بر دیگراں دارد" "مرزا معز الدین بہادر، ثابت۔۔ در بیشعر گوئی بینظیر" "شاہ قدرت اللہ۔۔ طرز شعر گوئیش با ہیچ یک شاعری نمیماند برَوِشِ خود بوضع معقول علیحدہ چاشنی دارد" "ناسخ۔ بسلیقۂ شعر گوئی بطرز خوب بدستش افتادہ است لہذا اشعارش دلکشِ سامعانست" ثابت کو "بینظیر" کہنا غیر ذمہ داری کی انتہا ہے۔ قدرت کی طرز کو دوسروں سے بالکل علیحدہ کہا ہے لیکن، یہ نہیں بتایا کہ کس طرح؛ ان میں اور دوسرے شعرا میں اتنا نمایاں فرق نہیں کہ سرور کے قول کی تصدیق کی جاسکے۔ یہ سخت تعجب کی بات ہے کہ سرور نے ناسخ کی معنی بندی کا ذکر نہیں کیا۔

اشعار ذیل ظاہرا خود سرور کے انتخاب کردہ ہیں، ان سے اور اس قبیل کے اور اشعار سے ان کے ذوق کا اندازہ ہو سکتا ہے:

چھری پر آپ کے بے وجہ نہیں داد ہوا　　داد دے دو میری کہ یہ باعث بیداد ہوا　۱۲

سدا آنکھوں میں پھرتا ہے خیال خط سبز آب بقا　　مری قسمت سے گھر بیٹھے ملی مجھ کو خضر دیکھو　۱۷

ہم نہیں ڈرتے کہ ان باتوں سے بیمار کے شوق کے　　اور غل کر اور چلا اور تو بہ دھاڑ کر　۲۸

گھومیں افلاک و عقول اور نظر بیسیوں ایک　　مدرکات اور معقولات بشر بیسیوں ایک　۲۸

ادب آموز ہو مانند ارسطا طالیس　　تا جبلت پہ تری ہو دے سکندر عاشق　۳۴

منہ سے میری کہیں نکلا تھا دہن یار کا ہے　　اس سبب سے مجھے سب ہیچداں کہتے ہیں　۷۲

خواب میں بھی دل خیال زلف سے خالی نہیں　　جب سے دیکھی بال تیری فارغ البالی نہیں　۷۲

خال دُرِ رخ پر نشستہ ہوں اک طفل کبوتر باز کے　　گھر میں میرے جو کبوتر ہے کبھی یا خال ہے　۷۹

شمشیر صاف یار جو زہر آب دادہ ہو　　وہ خط سبز ہے کہ بر خسارِ سادہ ہو　۱۱۶

شب کیا یہ چیکے چیکے وہ شوخ دشنگ بولا　　دیکھو نہ بولنے گی ہم گر کچھ پلنگ بولا　۱۹۵

Marfat.com

پر کترنے کو جو صیاد نے چاہی مقراض   ہاتھ ملتی ہے مری حال پہ کیا ہی مقراض ۲۷۶

۱۷) "سرور تاریخی شعور سے بیگانہ نہیں ہیں۔ بعض جگہ انھوں نے سنہ لکھ دیا ہے اور کہیں ایسے اشارے کر دیے ہیں، جن سے زمانہ اور عہد کا کچھ اندازہ ہو جاتا ہے" (مقدمہ) پہلے ان اشاروں کو دیکھیے جن کا اس جگہ مرتب نے خاص طور پر ذکر کیا ہے: (۱) دربارۂ "انتظار" "ہمعصر فغان و آبرو شاعر عہد احمد شاہ" فغاں نے آبرو (متوفی سنہ ۱۱۳۶ھ) کا زمانہ پایا تھا، لیکن دونوں کی عمروں میں بہت تفاوت اور انھیں اصطلاحی معنی میں ہمعصر آبرو نہیں کہنا چاہیے۔ مزید یہ کہ عہد احمد شاہ سنہ ۱۱۶۱ھ سے شروع ہوتا ہے۔ ایسے اشارے سے کچھ نہ لکھنا بہتر ہوتا۔ (۲) دربارۂ "آزاد" "از جرگۂ متقدمین و معاصر ولی" چونکہ سرور نے ولی کا زمانہ متعین نہیں کیا، اس لیے اگر کسی کا مدار صرف اسی پر ہو تو وہ آزاد کے زمانے کی تعیین نہ کر سکیگا۔ ایک اور اشارہ جس پر مرتب کی نظر نہیں پڑی، ورنہ وہ اس کا ذکر ضرور کرتے یہ ہے: مرزا تخلص . . . در عہد فردوس آرامگاہ شخصی بود . . . در سنہ یک ہزار و یکصد و دو در گذشت" ص ۹۸۲ زمانۂ فردوس آرام گاہ یعنی محمد شاہ ۱۱۳۱ھ تا ۱۱۶۱ھ کا ذکر آ چکا ہے۔ ۱۱۰۲ھ میں اس کا پردادا عالمگیر سلطنت کرتا تھا، اور محمد شاہ پیدا بھی نہ ہوا تھا۔

سرور نے شعرا کے زمانۂ ولادت سے مطلقاً بحث نہیں کی، متعدد تذکرہ نگاروں کی یہ روش ہے کہ وہ شعرا کی عمر بتاتے ہیں، سرور نے یہ بھی نہیں کیا۔ دو چار شعرا کے سنین وفات اس کے یہاں ملتے ہیں، جن میں سے دو قطعاً غلط ہیں: سال وفات میرزا، سال وفات مظہر۔ بعض امور کے متعلق انھوں نے لکھا ہے کہ اسی اتنے برس گزرے، (ان کی تعداد اس قدر کم ہے کہ نہ ہونے کے برابر ہے) لیکن چونکہ تذکرہ کم و بیش ۳۰ سال کی مدت میں لکھا گیا ہے، ان امور کے زمانۂ وقوع کی تعیین میں اس سے کچھ زیادہ مدد نہیں مل سکتی۔ بس میں ہے کہ شکوہ علی شکوہ ۵ سال قبل فوت ہوئے سنہ ۱۲۴۶ھ۔ کب سے ۵ سال قبل؟ بس سے اس کا پتا نہیں ملتا۔ سرور تاریخی شعور سے بیگانہ نہیں، تو پھر شاید ہی دنیا کا کوئی شخص ہو جو اس سے بیگانہ قرار دیا جا سکے۔

---

۱ یہ سنہ کسی طرح صحیح نہیں، اس کا امکان ہے کہ دوسرے نسخوں میں کچھ اور ہو۔

Marfat.com

۱۸) مرتب کا قول ہے کہ اس میں ۹۹۶ شاعروں کا ذکر ہے۔ صحیح تعداد ۱۰۰۵ ہے جس میں وہ شعرا جن کا ترجمہ ایک سے زیادہ مرتبہ کسی نہ کسی وجہ سے شامل ہوا ہے، داخل ہیں۔ مرتب نے یہ نہیں بتایا کہ نظم و نثر کا تناسب کیا ہے۔ تذکرے میں کم و بیش ۸۴۰۰ اشعار ہیں، جن میں سے تھوڑے کسی نہ کسی وجہ سے ایک سے زیادہ مقامات میں ملتے ہیں۔ ایسے شعرا جن کا صرف ایک شعر تذکرے میں ہے، بہت ہیں۔ سب سے زیادہ اشعار مصحفی (۷۱۹) کے ہیں، ان کے بعد میر کے (۴۷۹)۔ چند شعرا کے اشعار کی تعداد ذیل میں دی جاتی ہے: احسان دہلوی ۳۸۷ (ان میں وہ اشعار بھی شامل ہیں، جو کاتب یا جلد ساز کی غلطی سے احسان حیدرآبادی کے نام سے درج تذکرہ ہیں)، معروف ۲۹۸، انشا ۲۱۷، سودا ۱۹۱، جرأت ۱۷۵، قائم ۱۶۲، نصیر ۱۴۶، ناسخ ۱۳۷، فراق ۱۳۶، کوثر لکھنوی ۱۰۷، ذوق ۹۰، موزوں (استاد سرور) ۸۸، عظیم ۸۲، ممنوں ۷۵، درد ۵۷، غالب علی خاں سید ۷۰، قاسم ۶۶، مصنف ۶۴، ہدایت ۵۹، بقا ۶۲، ذکا صاحب تذکرہ ۵۷، سوز ۵۴، جعفر علی، حسرت ۵۲، نامی ۴۷، شاہ قدرت ۴۶، دلسوز ۴۵، اسد (غالب) ۴۵، سلیمان شکوہ ۴۳، ولی اللہ محب ۴۲، ظفر ۴۰، طپش ۴۰، حسین ۳۹، عزت اللہ عشق ۳۹، رنگین ۳۷، جوشش ۳۷، سرود کاکوری ۳۶، رضا دہلوی ۳۶، حاتم و فغاں ۳۵، یقین و برکت ۳۴، بیدار و نثار ۳۲، خیال ۲۹، ولی ۲۸، کلیم و مول چند منشی ۲۳، اکبر و نظیر اکبرآبادی ۲۲، میر حسن ۲۰، ثابت دہلوی ۱۹، تجلی ۱۸، تاباں ۱۶، بیاں ۱۵، آفتاب (شاہ عالم) ۱۴، افسوس ۱۳، آتش ۱۲، مومن ۹، اثر ۸۔ تذکرے میں ان تمام اصناف سخن کے جو عام طور پر رائج ہیں، نمونے موجود ہیں، مگر غزلوں کے مقابلے میں دوسری اصناف کی تعداد بہت کم ہے۔ عربی فارسی کے اشعار بھی ہیں، مگر برائے نام۔ ہزل و ہجو بھی غیر عام نہیں۔[1]

---

[1] مقدمہ "عمدۂ منتخبہ کا زمانہ وہ ہے جب ... غالب سند شہرت پر فائز ہو رہے تھے" اوائل سنہ ۱۲۲۴ھ میں جب بقول مقدمہ نگار اس کا اختتام ہوا، غالب جن کی پیدائش رجب ۱۲۱۲ھ کی ہے، پورے ۱۲ برس کے بھی نہ تھے۔ یہ دیکھ کر سرور کے متعلق جو کچھ لکھا ہے اس پر تعجب نہیں ہو سکتا۔

Marfat.com

صاحبقران کے ۶ شعر مرتب نے نکال دیے ہیں جس میں نثر کی کم و بیش ۲۴۳ سطریں ہیں۔ سب سے طویل ترجمہ انشا کا ہے جو ۲۹ سطروں میں ہے۔

۱۹) مقدمے میں سرور کے جو حالات ہیں، ان کا خلاصہ یہ ہے: میر محمد خاں نام اعظم الدولہ بہادر معظم جنگ خطاب، ابتدائے شباب سے ذوق ریختہ گوئی (تذکرۂ سرور) خلف اعظم الدولہ ابوالقاسم بہادر مظفر جنگ۔ کتب متداولہ فارسی مرزا جان بیگ سامی سے پڑھے، اور ابتدا میں مشق سخن موزوں سے کی، صاحب دیوان، مرید شاہ محمد عظیم (تذکرۂ قاسم) "اعاظم امرائے" دہلی سے ہیں اور ہر "بزم مشاعرہ" میں شریک ہوتے ہیں۔ موت شوال ۱۲۵۱ھ (تذکرۂ شیفتہ)۔ کریم الدین نے مرید ہونا، تذکرے کا دہلی میں بہت مشہور ہونا اور ۱۲۵۱ھ میں مرنا لکھا ہے۔ ناسخ نے ان کے باپ کا نام نواب ابوالقاسم خاں بتایا ہے، دیوان و تذکرہ کا ذکر کیا ہے۔ سال وفات وہی لکھا ہے جو شیفتہ کے یہاں ہے اور فارسی اشعار کی تعریف کی ہے۔ ہماری زبان میں "بخلاف صراحت شیفتہ، کریم الدین، ناسخ اور رکنا) صفا۔ سال وفات ۱۲۶۰ھ بربنائے شعر آزردہ جو بدون حوالہ اور "محل نظر" ہے: "نواب محمد میر[1] خاں بہادر کہ در ماہ صفر فوت شدند" اس سے ۱۲۶۰ نکلتا بھی نہیں۔ دتاسی، بیل اور اسٹوری کے یہاں ۱۲۵۱ھ۔ اشپرنگر نے A'ezamuldowlah خطاب لکھا ہے[2]۔ تاریخ دتاسی طبع ۱۸۳۹ء میں تخلص سرور لیا ہے۔ معروف خطبات دتاسی کے مطابق شاگرد ساقی معروف بہ سامی و موزون وتحمل۔ سرور کا بیٹا محمد خاں شاعر تھا اور بقول دتاسی ان کے قدم بقدم چلا۔ اس بیان میں بعض ضروری امور نہیں ہیں، کچھ غیر ضروری موجود ہیں۔ کچھ غلطیاں مرتب کی اور کچھ دوسروں کی ہیں۔ بعض امور جو کسی اور شخص کے حوالے سے لکھے گئے ہیں، تذکرۂ سرور میں ہیں۔

---

۱ یہ شعر نہیں، نثر ہے۔ تاریخ ۱۲۶۲ نواب محمد میر خاں سے مستخرج ۲ فہرست اشپرنگر دیکھنے والے جانتے ہیں کہ اس کے تابع ہو کر قاعدے کے مطابق اسی طرح لکھنا تھا۔

سرور کے دادا ابوالبرکات خاں صوفی رؤسائے کشمیر سے تھے، اور خود اکثر بڑی خدمات پر مامور رہے۔ "طالب علم منشی" تھے اور نثار خوب۔ خط شکستہ طرز کفایت خاں میں اچھا لکھتے تھے۔ ان کے بھائی، عبدالمجید خاں[1] عہد فرخ سیر میں دیوان محالات صرف خاص اور عہد محمد شاہ میں دیوان تن تھے، اور اس کے بعد بھی ان کی ریاست باقی تھی۔ ابوالبرکات خاں کا تخلص صوفی تھا اور یہ ساطع کے شاگرد تھے۔ موت دہلی میں ہوئی ۱۱۴۰ھ (سفینۂ خوشگو)۔ مردم دیدہ میں ضمناً ان کا ذکر آیا ہے، حاکم نے ان کی سخاوت، درویش دوستی اور اصابت رائے کا ذکر کیا ہے۔ گل رعنا میں ان کا ترجمہ ہے، انھیں صوبہ دار کشمیر اور مجد الدولہ عبدالمجید خاں کو عہد محمد شاہ میں دیوان خالصہ و تن لکھا ہے۔ ذکر میر میں بھی صوبہ دار کشمیر ہے۔

سرور کے والد ابوالقاسم خاں نے کچھ زمانہ احمد شاہ درانی کے ساتھ بسر کیا (عقد ثریا میں ان کے خطاب اعظم الدولہ کا ذکر)۔ ان کے بھائی نورالدین محمد خاں چندے کشمیر میں درانی کے نائب رہے تھے۔ ابوالقاسم خاں بھی شاعر تھے اور ان کا تخلص صفائی تھا (گل رعنا)۔ ذکر میر میں ہے کہ ابوالقاسم خاں نے میر کے ساتھ سلوک نیک کیا تھا۔ مردم دیدہ میں بھی ان کا ترجمہ ہے۔ تاریخ شاہ عالم مصنفہ منا لال سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ محرم ۱۱۸۹ھ میں ضابطہ خاں کی لڑائی میں مقتول ہوئے۔ یہی ماہ و سنہ ملحقات تاریخ محمدی میں بھی ہے۔ سرور نے اس میں عمو صاحب۔ مجد الدولہ عبدالاحد خاں بہرام جنگ" (پسر عبدالمجید خاں، امیر با اقتدار عہد شاہ عالم) کا ذکر کیا ہے ص ۲۲۶۔

سرور کا زمانۂ ولادت میرا قیاس ہے کہ ۱۱۶۰ و ۱۱۷۰ھ کے درمیان ہے۔ سامی (ساقی غلط محض) نے "ابتدائے سن تمیز تک" تحصیل کتب فارسی کا اقرار خود سرور نے ترجمہ سامی میں کیا ہے، اور یہی حال "اوائل حال" میں موزوں کی اصلاح لینے کا ہے۔ تجمل سے کسی قسم کا سروکار ثابت نہیں۔ ان کی فارسی گوئی خلاف قیاس نہیں لیکن نساخ کے سوا کسی اور نے اس کی طرف اشارہ کیا میرے علم میں نہیں۔ فارسی میں ان کا تخلص سرور (بواو معروف) اپنی تاریخ کی اشاعت اول میں لکھا ہوگا، مگر اشاعت

۱؎ عبدالمجید خاں کے حالات کی تحقیق اس جگہ مدنظر نہیں۔

Marfat.com

ثانی میں سہو بہ نتیجہ وادہی۔ یہ سمجھ میں نہیں آیا کہ ڈاکٹر فاروقی نے اشاعت اول کو اشاعت ثانی پر کیوں ترجیح دی۔ شیفتہ نے ان کے بڑے بیٹے میر احمد خاں، فراغ "تربیت یافتۂ نظر اعظم الدولہ" کا ذکر کیا ہے۔

۲۰) مقدمے کے مطالب کی ترتیب ٹھیک نہیں، اس میں بعض غیر ضروری باتیں موجود ہیں اور بہت سی ضروری باتیں چھوٹ گئی ہیں۔ دوسروں سے جو کچھ نقل کیا ہے، اس میں غلطیاں ہیں تو لازماً ان کی تصحیح نہیں ہوئی، خود مرتب سے بھی مختلف اقسام کی غلطیاں سرزد ہوئی ہیں۔

۲۱) "اس تذکرے کے بعض صفحات کے عکس اتنے سیاہی زدہ تھے کہ عبارت کا صحیح پڑھنا دشوار تھا اس خرابی کی وجہ سے بعض الفاظ باوجود کوشش۔ پڑھنے میں نہیں آئے۔ ایسے مقامات پر نقطے لگا دیے ہیں۔ مخطوطے میں جس جگہ عبارت موجود ہی نہیں ہے وہاں لمبا ڈیش ——— لگا دیا گیا ہے" (مقدمہ)

نسخۂ لندن کی مائکرو فلم حاصل کی گئی تھی، ہندوستان میں اس کا عکس بنوایا گیا، مگر متن کی درستی کے لیے یہ بھی ضروری نہیں سمجھا گیا کہ مائکرو فلم کی طرف رجوع کیا جائے جس کے پڑھنے کا آلہ دہلی میں موجود ہے۔ ایسے مقامات جہاں نقطے ہیں ان کی تعداد کم و بیش ۳۳۰ ہے۔ ۱۷ شعر جن میں سودا، ذوق، انشا کے اشعار شامل ہیں، بالکل ضائع ہو گئے ہیں، ایسے مکمل مصرعوں کی تعداد ۱۸ ہے (ان میں میر و ناسخ کے مصرع شامل) ان کے ساتھ کا مصرع مکمل یا نامکمل موجود ہے۔ ۲۰ شاعروں کا تخلص ضائع ہو گیا ہے، ان میں قاضی نورالحق (منعم، ص ۱۶۵)، حکیم ماشاء اللہ خاں (مصدر، ص ۲۳۳)، صغر علی (کذا) (مروت، ص ۲۳۴)، میر جواد علی خاں (ہادی، ص ۸۱۵) شامل ہیں۔ مائکرو فلم پڑھی جاتی تو دو چار مقامات کو چھوڑ کر کہیں نقطے دینے کی ضرورت نہ ہوتی۔ مائکرو فلم اگر اچھی نہ تھی تو نسخۂ لندن مستعار منگوایا جا سکتا تھا۔ نسخۂ پیرس و کراچی سے مدد لی جا سکتی تھی، سودا و میر و ذوق و ناسخ وغیرہ کے دواوین مطبوعہ میں بعض کو چھوڑ کر کل ضائع شدہ اشعار و مصرعے مل سکتے تھے، یہ ممکن ہے کہ مرتب کی دہلی میں یہ دواوین نہ ہوں، اس صورت میں گلدستۂ نشاط[۱] کی طرح یہ بھی لندن سے عاریتاً مل سکتے تھے۔

۱؎ مرتب نے اس کا اس طرح ذکر کیا ہے کہ گویا وہ بھی کمیاب کتاب ہے۔ ناظرین کی اطلاع کے لیے لکھا جاتا ہے کہ اس کے بہت سے نسخے ہندوستان میں موجود ہیں، جن میں سے ایک پٹنے کے کتب خانۂ خدا بخش میں بھی ہے۔ ڈاکٹر ضیاء الدین احمد مجھ سے کہتے تھے کہ علیگڑھ میں اس کے دو نسخے ہیں۔

Marfat.com

۲۲) مرتب نے حسب ضرورت متن میں الفاظ کا اضافہ کیا ہے، کسی غلط یا مشتبہ لفظ کا بدل ذہن میں آیا ہے تو اسے پیش کیا ہے اور ان امور کو ظاہر کیا ہے۔ اگر وہ چھوٹے ہوئے لفظ کو بڑھا نہ سکے ہیں، یا غلط اور مشتبہ الفاظ کا بدل انھیں نہیں سوجھا ہے، تو انھوں نے علامت استفہام یا کذا سے کام لیا ہے۔ یہ کوشش مستحسن ہے، مگر چونکہ اس سے مرتب کی معلومات اور صلاحیت ذہنی کا حال کھل جاتا ہے، بہت سے لوگ اس سے گریز کرتے ہیں۔ مرتب کا ذہن ان معاملات میں کس طرح کام کرتا ہے اس کی چند مثالیں درج ذیل ہیں:

مصرعہائے ذیل مرتب کے نزدیک غلط یا مشتبہ ہیں، حالانکہ یہ بالکل صحیح ہیں: اشک خونی[1] سے مژگاں پہ مرے طوسی ہے ص۱۹۹۔ دیوانہ ترا وادی پر اپنی اگر آوے ص۵۲۵، اتمام عبارت کے لیے کرتے ہیں جوں مینس ص۱۹۰۔ رباعی ذیل کے دوسرے اور چوتھے مصرعوں کے بعد علامت استفہام ہے؛ اس کے مصرع ۱ میں جانا مصدر، دوسرے میں جان، باضافۂ الف ندا اور چوتھے میں ماضی ہے۔ اس طرح کی رباعیاں اور بھی ہیں۔

"بکھرے ہوئے جو منہ پہ (اے؟) بال دیکھے" مرتب کا اندازہ درست نہیں، بکھرائے ہوتا، تو اسے ٹھیک ہوتا، "بکھرے" کے ساتھ "تے" چاہیے۔

'پنجہ پرتاب خوارج ہے وہ یار چار میں روز و شب ہفت آسمال ہے جس کو ششدر دیکھ کر (پر اور تاب، چار اور میں: الگ الگ) ص۱۶ اس میں 'چار میں' کی رعایت سے 'پنجہ' وغیرہ آئے ہیں۔ مصرع اس طرح صحیح ہے: "پنجہ پرتاب خوارج ہے وہ یار چار میں" سو طرح کی ہیں قضا سے لگے ہیں انسا کے ساتھ مطامیں اسی طرح مگر مصرع — فی الواقع اس طرح جیسے اشتر و سوزن میں چھپا ہے، اس فرق کے ساتھ کہ قضا سے کی جگہ قضائے چاہیے "جمع قضایا پہلے بطور واحد بھی مستعمل تھا، مصرع ولی اللہ محب "یہ بھی کوئی دانش ہے کہ بھیجے یہ قضایا۔" (ترجمۂ انشا، تذکرہ قاسم)

شب تا عجب تھی تاب اس چلکنی کی جس کے سامنے؟ ماہ عالمتاب بھی اک کرمک شبتاب تھا ص۱۶، مصرع الیوں ہوگا "شب عجب تھی تاب اس جگنی کی الخ"

---

[1] "خونیں" بہتر ہے۔ مرتب کو یہ لفظ غلط یا مشتبہ نظر نہیں آیا، 'طوسی' ان کا محل نظر۔

Marfat.com

'دوش بدوش تھا مجھ سے بت کرشمہ کوش' = دوش بدوش دوش تھا مجھ سے بت کرشمہ کوش۔ صحرای عشق دہ بلاخیز جس جگہ ص۲۲ "صحرای عشق" یا "صحرای عشق کا" ہے یا "صحرای عشق ہے" ہے۔ جو کھولوں بند قبا تو کہہ کیا ہے تیری زباں ص۲۱ "قبا" کے بعد "تو کھاوے تیری زباں" میں ہے دوستی سے کیا دشمنوں کو دوست" ص۴۷ میں ہے۔ یہیں ہے نے۔ گل ز الماس ز شبنم سے تو کھایا لیکن" ص۳۲۳ = گل ز شبنم سے الماس کو الخ۔ جس کا ہے؟ ہر مصرع آہ دل پر درد کے (؟) ص۳۲۵ ہے "اضافہ مرتب، مگر اس کے بعد بھی مصرع ناموزوں رہا اور علامت استفہام کی ضرورت رہی۔ کلیات مطبوعہ سودا میں یوں ہے: "جس شعر کا ہر مصرع الخ" "ہے میں ز لولاک کا پر تو اس پر" ص۳۱۹ میں ز = معنی (بکسرہ یا) "نزدیک اپنے آپ کو کتنا ہی سمجھو زور" ص۳۲۱ زور = دور۔ "آج آ تو بہتر وعدہ غلط ہے کل کا" ص۳۵۲ آج ہی ملو تو بہتر الخ! "کیا ہی کیفیت ہو کر پھر قصاص دخت رز" ص۳۷۹ کیا ہی = کیا ہی ہو کر = ہو گر۔ "اے دل بچ کے جائیو ہر راہ با پیچ" مصرع اول میں قافیہ "بزار" = با پیچ = مار پیچ۔ "دیکھیں رہے گل تو اس پھر گلا کو منہ دکھلائیں کیا" ص۵۵ "پھر" کے نکال دینے سے مصرع ٹھیک ہو جائے گا۔ "گھر آئیے ہونا ہی چاہیے" مگر اس بنا پر کہ مط میں اس کی جگہ "آئے ہے" اس جگہ یوں ہی لکھ کر اس کی تصحیح کرنی تھی۔ "کر میرے تو کچھ دور نہیں ہے" ص۵۵ کر = گر۔ اشعار میر میں کم و بیش ۱۶ جگہ علامت استفہام ہے، ان میں سے شاید ہی کوئی شعر ہو جو کلیات مطبوعہ میں نہ ہو، بعض کی تصحیح کی جاتی ہے، "ہے کو کنار ان کی جگہ اب سو بدوش" ص۵۴۱ سو بدوش = سبو بدوش "بنایا ہے شجر کیا جانے کس سو پریشاں کو" ص۵۴۲ جانے = جانیے۔ "ہم حلق بریدہ ہی تقریر کرینگے" ص۵۸۱ ہی = ہی سے۔

"یہ سخن پہ ترے ہم کوئی لا سکتے ہیں" ص۶۳۴ پہ = منہ پہ۔ "تھی اس حسن مطلق سے ہے کب آئینہ اعیاں کا" یہ ٹھیک ہے، لیکن تبصرہ نگار کے ملک کے مطابق آئینہ درکار ہے۔ مط میں "آئینہ عیاں کا" ص۶۴۵ تھی = یہی، آیینہ = آئینہ۔ "دجلوں کا بھی" یہ ٹھیک، مگر مط میں اس کی جگہ "یہی" کیا کیجیے گا ص۶۵۵ کیا = کہا۔ "کیا کہوں میں تجھ سے دل زار کی ہوس" ص۶۷۰ کیا = کیا کیا "مرے دل سے پوچھے شوق ہر رخ سبزہ رنگ کی دید کا" ص۶۹۲ پوچھ = پوچھے۔ "جائے ہم نے کیا سبز پری کو تسخیر"

Marfat.com

ص۶۹۵ جائی = جانے۔

"مریض جسم کو تیرے سحر سے شام تک تولا ضعیف اتنا تھا جب تولا تو دو بادام سے تولا" ص۷۰۱ مصرع ۲ جو صحیح ہے اس سے واضح کہ ردیف "سے تولا" ہے۔ مصرع ایوں ہے: "مریض چشم کو تیرے سحر تک شام سے تولا" مطمیں یوں "جب تلک بزم میں زنجیر اٹھائیں آنکھیں" ص۷۰۳ اٹھائے بیٹھا "ہائے کسی وحشی کی زنجیر سبحان اللہ" ص۷۴۹ کسی = کس "زنجیر = زنجیر ہے" "بوسے سے لعل لب کے محرم ہی رہا دل" ص۸۰۵ محرم = محروم۔ "مرے مزار پہ اک برگ سبز کا ٹکڑا" ص۸۵۷ کا ٹکڑا، ردیف، آہ وغیرہ قوافی ہیں سبز = کاہ۔ "وعدہ کرتے ہیں آنے پہ رات کی بات" ص۵۲۶ کرتے = کرتے ہیں۔ "خم دل بس کہ ہا ان کے چشموں میں" ص۸۰۱ خم = خون۔ "کہ دل سے تاب جی کے صبر دل کے ہوش آ جاوے" ص۳۰۸ دل سے ہوش آ جاوے = سر سے ہوش لے جاوے۔ "دن جو گزرا مجھے تو روزِ قیامت" ص۸۱۷ قیامت = قیامت سے دراز۔ "گلی کی کھل گئیں گلوں کے کان ہوئے" ص۸۱۵ گئیں = گئیں آنکھیں۔ "اس نگر میں چاندنی راتوں میں بھی پڑتے ہیں چور" ص۸۲۷ کو = کو بھی۔ "کہتا ہے چین گیسوے ابرو میں دل مرا" ص۸۴۴ "ابرو" کی جگہ "دلبر" ہوگا، گر مطبوعہ دیوان ناسخ میں "شکیں"۔ "رہ گئی ضعف سے اکثر سرِ مژگاں پہ نگاہ" ص۸۶۰ اکثر = آکر،

"اگر حنا ترے ہاتھوں سے خوں بہا دیگا   تو تو رنگا دشت نگاریں کے خوں بہا دے کا" ص۲۲۲ کذا صرف مصرع آخر کے ساتھ، لیکن مصرع اول بھی غلط ہے، اس کے آخری الفاظ "خوں ہوا دل کا" ہیں، دل کا ردیف ہے، مصرع آخر میں دشت = دست ہے، اور آخری الفاظ "خونبہا دل کا" "سادہ لوحی میں جو رکھتا تھا خیال" ص۳۴۴ = سادہ لوحی میں جو کچھ کہتا تھا تو سنتے تھے ہم" (مخزن نکات) آج کیا جانے مری کون نظر سے گزرا   آہ کا تیر جو یک بار جگر سے گزرا ص۶۲۱ مشاعر متقدمین ص۸۴۸ سرور نے متقدمین بطور واحد استعمال کیا ہے۔ فقط۔ مارہرہ ص۱۵۳ یہ وہ قصبہ ہے جو آجکل مارہرہ کہا جاتا ہے، ممکن ہے زمانہ سابق میں اس نام کی اور شکلیں بھی ہوں۔ "از زبانش یک مطلع بہ اد مصرع (اشد)" ص۱۲ "شد" جو اضافہ

Marfat.com

مرتب ہے۔ صحیح ہے مگر "ہ" کو حذف کرنا ضروری ہے۔ (مطا میں "پاؤ" جیسے "پاو" لکھنا چاہیئے شدمی میں نہیں۔ جو۔۔ ضروری ہے جف)۔ غلام حسین کروڑے کرورا، ایک قسم کا سرکاری محصل۔ قاصر میرزا میر علی بیگ صفحہ ۵۲۴ میرزا ببر علی بیگ۔ "از متصدیان دفتریں" صفحہ ۵۲۷ غالباً دفتر تن۔ مرزا مدت اللہ صفحہ ۶۹۸ مددالله (تذکرۂ میر حسن) صغر علی صفحہ ۲۳ صغیر علی (تذکرۂ ہندی، ترجمۂ مروت) صوبۂ مرشد آباد بود صفحہ ۲۳ صوبہ "صوبدار" کیلئے آتا تھا، ولی الحسن کی دہلی کا صوبہ ہے محمد یار خاں "شیر در برنج" مثنوی انشا صفحہ ۲۴ = شیر دبرنج۔

۲۳) ایسے اشعار جن میں کسی نہ کسی قسم کا سقم ہو اور ان کے ساتھ علامت استفہام یا کذا نہیں، بکثرت ہیں۔ پڑھنے والے یہ سمجھنے میں بالکل حق بجانب ہونگے کہ مرتب کے نزدیک ان میں کچھ خرابی نہیں۔ ایسی عبارات نثر بھی ہیں۔ چند مثالیں:

گر نافہ لیلی کو چرانے کی ہے خواہش — مجنوں تجھے لازم ہے لباس سبزی رنگ

صفحہ ۲۱ سبزی = شتری۔ قد قلت قبلت فی الصدیق المعلوم صفحہ ۲۴ الصدیق = الصداقت

پٹیا سنجی کی کیا کروں تعریف — پیچ کھاتا ہے دل بتانے میں صفحہ ۱۴

پٹیا سنجی = پھپٹیا سنجی۔ جوا ہل تسنن پہ آواز کسے ناحق' صفحہ ۷ آواز = آوازہ

مجھ میں اور ان میں سبب کیا کہ لڑائی ہوگی — یہ اوائی کسی دشمن نے اڑائی ہوگی

صفحہ ۵۷ اوائی (بالدال) = اوائی (بالواو جھوٹی خبر)، یہی غلطی اس مصرع میں "نہ ماہی ڈالیگی اک دن یہ ادائی مجھ کو" صفحہ ۱۹۔ بن گئی رو کھنے کی گھات مری صفحہ ۲۱۸ روکھنے = دوکھنے

اے عشق مجھ کو روز تماشا بنا دیا صفحہ ۲۲ روز = زور

طالب کے خون چشم سے آلودہ کب گرے — وہ پاؤں جو حنا سے رہے سرگراں سدا صفحہ ۲۰۹

شعر طالب معاصر ولی کا ہے، اور مخزن نکات میں جو اس کا اولیں ماخذ ہے، یوں ہے "حنا کے خون چشم سے آلودہ کب کرے وہ پگ جسے گرانی ہے رنگ حنا سے تھی"۔ ہے کل کی بات جن کا سبق دال دال تھا صفحہ ۸ دال دال = دال ذال۔ عزیز، اد مرا، نازک ہمزاء جا صفحہ ۹۔ میں نے پڑھا ہے اس سے مطلب یہ ہے کہ اس کے اور لفظ مابعد کے درمیان فاصلہ ہے، یہ مصرع دراصل یوں ہے

Marfat.com

"عزیزاد لبرا نازکر آجا" ایمن نہ ہو جو اس کے شب خوں سے دوستو ص۶۷ شب خوں = شبخوں ہمیں کشتہ اس کے خط سبز کا ہوں کہ دنیا" مرکز مزار پہ اک برگ کاہ کا تنکا ص۵۶ کے = رکھ۔ آئی (یائے مجہول) ہی (یائے معروف) بس سنائی (یائے مجہول) جائے گی تجھ کو خبر مری کرہانے کی ص۵۶ مطلع میں مصرع یوں ہے" آئی ہی بس سنائی جائے گی۔ آج نرگس کے قلم کر کے سخن لکھتا ہوں ص۲۱ سخن = سخن۔ بیڑیاں (ب ی ڑ) یاقوت کی ہیں موتیوں کے ہار ہیں ص۱۹۷ بیڑیاں = پیڑیاں (پ ٹ ر)۔ شعر ذیل میں ابروئے سیاہ = ابروئے سیاہ:

زاہد جو نہیں ہے مرے دل سے آگاہ　　　کہتا ہے کہ کافر ہے تو ابروئے سیاہ ص۲۲

قفس میں رہائی کے لیے کیا کیا نہیں کرتا ص۱۲۵ میں = ہیں ہیں۔ اگر اس طرح سے ہمیشہ کہ مری چشم غم سے تری رہی ص۲۷ غم = نم۔ جو پڑا اس سے اسے چھٹ منصب و تقدیر ہو ص۲۹ چھٹ = چھٹ۔ بتاں کو کیا مزاحمت نئی سے ص۳۹ نئی = پیر۔ جا کر جو آج دن کو دیکھا تھا کہ تفحص ص۴۰ تھا کہ = میں کہ۔ جان و ایمان و محبت کو دعا کرتی ہیں ص۵۶ ایمان و = ایمان۔ اک نظر کل دیکھنے کی بھی ہمیں لائی پڑی ص۵۷ کل = گل۔ دو دو سخن کے کرنے میں اک بات ہو گئی ص۵۸ سخن = سخن۔ جاک جاک ہوا جوں جوں سلایا ہم نے ص۵۵ جاک جاک = جاک پر جاک۔ تیشہ کی دل نے یہاں تک کہ درد شانہ ہوا ص۵۶ دل نے یہاں تک = یاں تئیں دل نے نیکنامی و تقاوت کو دعا

جلد کہو ص۱۵۲ تفاوت = تقاوت (ق کے ساتھ)۔ الله الله رے طبیعت کی روانی اس کی ص۵۷ الله الله رے = الله الله ری۔ کیسر وہ استخوان شکستہ سے چور تھا ص۵۵ شکستہ = شکستوں۔ "دل مرا قفل ہے بنا سے کا" ص۱۳ بنا سے = بنا سے۔ دیوان آبرو میں قوافی تراشے وغیرہ۔

"جو تھرا ہے چرخ چار میں کا وہ ایک ذرہ ہے اس تبیں کا" ص۲۴ تھرا = مہر۔ سبزہ رنگوں میں جو کیجیے کسی کو تسخیر ص۱۹۵ جو = اگر۔ ہم نے جانا تھا کہ نکلے گا آج جاناں پہ نگاہ ص۲۰۶ آج = رخ۔ باندھو باندھ کے کچھ اور نہ بہتاں کر کرد ص۲۳۱ بہتاں کو = بہتان۔

Marfat.com

چمکا ہے رنگ یاں سے جو ہر تیرے لبوں کا صـ۲۷ مصرع آخر تذکرۂ قائم میں' لباں' جو ظاہر ہے کہ قافیہ ہوگا۔ منہ سے دیکھے کی آشنائی ہے صـ۳۵۴ سے = ہے۔ اس بیت کو اب بھی خدا خدا کر دیکھا صـ۳۹۲ اس طرح ناموزوں، اس کو نکالنے سے مصرع ٹھیک ہو جاتا ہے۔

دل سا جگر جو رکھے سو اس کے روبرو ہو   منہ دیکھو آئنے کا جو اس کے روبرو ہو

صـ۴۱۶ مصرع اول میں روبرو = دوبدو۔ اپنی ہم بندگی پہ پھولی تھی صـ۴۷۲ پھولے = پھولے۔ "کس قدر نسخہ افلاک ہے غلط" آبرو صـ۱۲ ح میں حوالۂ نکات سے اس قدر الخ مگر یہ ضروری اطلاع قلم انداز ہوئی ہے کہ آبرو نے "اس ہی لکھا تھا 'کس' اصلاح میر ہے۔" "کہ دیکھو یاں تبسم غنچے کو یہ یاد کرتا ہے" فراق صـ۲۵۹ کہ دیکھو یاں = کہ یاں یک لب (مخزن نکات)۔ "قد ظلت قیلت بالصدیق المعلوم صـ۲۴۲ بالصدیق = بالصداق۔

"صحت محاورہ بکلاش مندرج است" صـ۵۷ مندرج اس طرح اور بھی آیا ہے، اور اس کا مصدر اندراج بھی۔ مندمج اور اندماج چاہیے۔ کیھر = کیٹھر صـ۲۴ آزردہ تخلص دو جگہ صـ۱۰۶ میں اور یہی فہرست میں بہ سر درفی آزادہ لکھا تھا اور یہی صحیح " عہد ذو الفقار میر بخشی صـ۱۴۱" = در عہد ذو الفقار الدولہ میر بخشی۔ مسیح، مرزا شیخ اللہ بیگ صـ۶۷ مسیح اللہ بیگ چاہیے۔ مائل میر مہدی صـ۱۶۷ میر محمدی چاہیے۔ قتل تخلص (صـ۵۲ میں دو جگہ) اور فہرست میں بھی۔ مراد مرزا قتیل سے ہے؛ جس بے احتیاطی سے اس تذکرے کا متن تیار ہوا ہے اس کی اس سے بدتر مثال شاید ہی مل سکے۔

۲۴) حواشی متن کی ضخامت کو دیکھتے ہوئے بہت کم ہیں، ان میں بہت سی نہایت ضروری باتیں نظر انداز ہوئی ہیں، اور بہت سی بالکل فضول باتیں موجود ہیں۔ حواشی میں اگر ایسے اقوال پیش کیے گئے ہیں جو متن کے مخالف پڑتے ہیں، اور اس کا امکان بھی

Marfat.com

ہے کہ فیصلہ کن بات کہی جا سکتی، تو اس سے عموماً احتراز کیا ہے۔ حاشیے میں کوئی غلط قول درج ہے اور اس کا غلط ہونا قلم انداز ہوا ہے، تو یہ مفید ہونے کے بجائے مضر ہو سکتا ہے۔ بیانِ ذیل سے جو ۴ فصلوں پر مشتمل ہے اور کسی طرح مکمل نہیں، حواشی سے متعلق میرے دعاوی کی تصدیق ہو سکیگی۔

۲۵) اس میں بہت سے ایسے شعرا کا ذکر ہے جو وجود خارجی نہیں رکھتے اور بعض کا کسی نہ کسی وجہ سے مکرر ذکر آ گیا ہے۔ حواشی ان کے متعلق خاموش ہیں، یا کچھ کہتے ہیں تو وہ ناکافی ہے۔

۱ انجام بقاء اللہ خاں برادر زادۂ عمدۃ الملک ص۲۳ حاشیے میں شفیق و لطف کی عبارات جو اس پر مشعر کہ انجام خود ان کے چچا کا تخلص تھا بہتر شہادت دینی تھی اور فیصلہ کن طور پر کہنا تھا کہ سرور غلطی پر ہیں ۲ آزاد میر فقیر اللہ ص۱۰۳ آزاد "معاصر دلی" ص۱۱۱ دراصل جس زمانے کی بحث ہے اس میں صرف ایک ہی آزاد تھا ۳ بیتاب شاگرد قائم ص۱۴۶ بیتاب سیوک رام (صحیح سنتوکھ رای) مجہول الاحوال، دونوں ایک ہیں ۴ بہادر، راجہ بینی بہادر ساز ماجگان صوبۂ بہار" ص۷۰ ح میں ایک تذکرے کے حوالے سے انھیں لکھنوی اور مدار المہام شجاع الدولہ قرار دیا ہے، لیکن، نہ بہار میں اس نام و تخلص کا کوئی شاعر گزرا ہے، نہ مدار المہام شجاع الدولہ شاعر تھے ۵ تحسین حسین عطا خاں ساکن اٹاوہ ص۱۶۱ تحسین میر محمد حسین خاں مرصع رقم ص۱۶۲ میرے خیال میں دونوں ایک ۶ ثاقب میر غالب الدین ص۱۷۵ ثاقب شاہ شمس الدین شاگرد آبرو ص۱۷۶ ثاقب شہاب الدین معاصر دلی ص۱۷۱ یہ تینوں ایک، صحیح یہ کہ شہاب الدین، ثاقب آبرو و آرزو سے تلمذ رکھتے تھے ۷ جعفر جعفر علی خاں معاصر محمد شاہ "چمکتے دانت دیکھے شوخ کے مسی لگائی میں" ص۱۸۱ ذکی، جعفر علی خاں ص۲۷۹ دونوں ایک، جعفر تخلص ثابت نہیں ۸ رسا میرزا تقی خاں امیر زادۂ لکھنؤ قرابت قریبہ وزیر الممالک سے، صاحب قصۂ

Marfat.com

لیلی مجنوں ص۲۸۳ اس نام و تخلص کا کوئی شاعر نہیں گزرا، نام و احوال ہوس کا ہی جس کا ذکر ص۲۴۳ میں ہی۔ ہاں، علی نقی، رسا ایک شاعر تھا، لیکن اس پر وہ باتیں صادق نہیں جو رسا میں ہیں ۹ سبحان، عبدالسبحان شاگرد آبرو ص۲۵۳ سجاد ص۱۵۲ کا ذکر الگ ہی، دونوں ایک، شعر منسوب بہ سبحان "جان و دل سب قبول ہو جاتا" نکات الشعرا وغیرہ میں بنام سجاد ۱۰ شوق حسن خاں ص۳۶۶ شوق حسن علی خاں ص۳۷۷ دونوں ایک ۱۱ شائق نظیرالدین ص۳۰۲ شائق محمد نذیرالدین حسن ص۳۹۲ دونوں غالباً ایک ۱۲ اشرف حیدرآبادی "خبر تحیر عشق سن نہ جنوں رہا نہ پری رہی" اس زمین کے دو اور شعر ص۳۸۳۔ اشعار سراج اورنگ آبادی کے ہیں، میرا خیال ہی کہ یہ شرف وجود خارجی نہیں رکھتا۔ ۱۳ کلو شاعر، میر کلو قرابت قریبہ با خواجہ میر درد، ص۳۹۱ کلو تخلص میر کلو از اقربای درد ص۵۳۵ دونوں ایک ہیں ۱۴ ظہور، ظہوراللہ معاصر محمد شاہ "چشم گریاں حسن سے معمور ہی" ص۴۱۵ ظہور حزیں کا دوسرا تخلص تھا، شعر انھیں کا ہی (تذکرۂ عشقی) ظہوراللہ، ظہور عہد محمد شاہ میں نہیں تھا ۱۵ عبد عبدالرحیم دکنی "دل بلبل ماری۔ گلستاں دوڑیو" ص۴۲۷ عبدالرحیم کا ذکر نکات الشعرا میں دوسرے شعرای دکن کے ساتھ ہی، لیکن اس کا تخلص عبد نہیں، شعر عاجز کا ہی ص۱۶ علی، ناصر علی، ص۴۳۱ کا کوئی ثبوت موجود نہیں کہ یہ ریختہ گو تھا، ولی کے شعر کا جواب کسی اور شاعر نے دیا تھا۔ "پنجاب میں اردو" والی غزل علی تخلص کے شاعر کی ہی، مگر اس سے یہ نتیجہ لازماً نہیں نکلتا کہ وہ ناصر علی تھا ۱۷ عاکف تلمیذ سودا، ایک شعر جو دیا ہی اس کا مصرع ۱ "کہہ باغباں قسم ہے تجھے کیا چلی بہار" ص۴۲۶ سودا کے مخمس کا ہی۔ اسی مخمس کے آخری بند میں 'عاکفاں' آیا ہی، اسی کی بنا پر عاکف ایک شاعر قرار دیا گیا، اس کی کچھ اصل نہیں ۱۸ عشرت عبدالواسع "بجز رفاقت تنہائی آسرا نہ رہا" ص۴۳۳ اس نام و تخلص کا کوئی شاعر نہیں گزرا، شعر عبدالولی عزلت کا ہی جو تذکرہ سرور میں دوسری جگہ ص۴۴۱ موجود ہی ۱۹ میر عبدالولی غریب ص۴۴۵ میرا خیال ہی کہ غریب

Marfat.com

عزلت کا مصحف ہے، اور کوئی "قدیم" شاعر عبدالولی عزیب نہ تھا ۲۰ فرخ، میر فرخ علی باشندۂ دہلی ص۴۷۷، سید فرخ علی، فرخ ساکن اٹاوہ ص۴۸۱ دونوں ایک ہیں ۲۱ میر محمد حسین فدوی متولد لاہور شاگرد آبرو ص۴۸۷، میر محمد محسن، فدوی شاگرد ناجی ص۴۸۸ دونوں ایک ہیں ۲۲ قدرت، شاہ قدرت اللہ ص۴۹۳ قدرت اللہ، قدرت شاگرد عارف ص۵۲۶ دونوں ایک ہیں مگر تلمذ عارف صحیح نہیں ۲۳ گویا لکھنوی مجہول الاسم:

روشنی جو رخ میں ہے ماہ منور میں نہیں ۔ اور چمک دانتوں میں ایسی ہے کہ اختر میں نہیں

(اس زمین کا ایک اور شعر) ص۵۳۳، یہ اور فقیر محمد خاں گویا ص۵۴۸ ایک ہیں۔ یہ اشعار مطبوعہ دیوان فقیر محمد خاں میں موجود ہیں ۲۴ گماں نظر علی خاں ساکن نواح اکبرآباد ص۵۳۴ کمال مجہول الاسم شاگرد فغاں ص۵۴۷ میرا خیال ہے کہ گمان وہی ہیں جن کا نام تذکرۂ میر حسن میں نذر علی خاں درج ہے، گو وہ واحد شعر جو تذکرۂ سرور میں ان کے نام سے ہے تذکرۂ میر حسن میں نہیں ہے۔ نذر علی خاں کو میر حسن نے شاگرد فغاں لکھا ہے اور اس میں شک نہیں کہ کمال مصحف گماں ہے۔ "واسطے جس کے سبھی مجھ کو برا کہتے ہیں" جو سرور کے یہاں کمال کے نام سے ہے میر حسن کے یہاں گمان کی طرف منسوب ہے ۲۵ میرزا علی لطف صاحب تذکرہ ص۵۵۰ میرزا علی لطف شاگرد دلیل ص۵۵۱ پہلا شاعر اصلی دوسرا فرضی ہے۔ مصحفی کے تذکرے میں کل اشعار جو تذکرۂ سرور میں فرضی لطف کے نام سے ہیں، اصلی کے نام سے مندرج ہیں ۲۶ میرزا، صادق علی خاں دہلوی ماہر موسیقی مصرع آخر "اے وائے مصیبت کوئی کس کس کو نبھائے" ص۶۴۴ میرزا، مرت اللہ؟ مغل معاصر محمد شاہ ص۶۵۱ ان کے نام سے بھی وہی شعر ہے جو میرزا اول کے نام سے ہے، بدیں اختلاف کہ نبھائے کی جگہ ان کے یہاں "سنبھالے" ہے اور صحیح یہی ہے (تذکرۂ میر حسن) مرداللہ حمزہ علی زند کے والد تھے، انھیں کو غلط یا صحیح صادق علی خاں بھی لکھا ہے ۲۷ مضطر، کنور سین شاگرد مصحفی ص۶۰۹، مضطر کنور سین شاگرد مصحفی ص۶۲۵، تذکرۂ سرور مطبوعہ میں دو مختلف شاعروں کی حیثیت سے پیش ہوئے ہیں۔ یقیناً دونوں ایک ہیں۔ ممکن ہے سرور

Marfat.com

نے دو طرح پر ان کا ترجمہ لکھا ہو، کاتب نے دونوں کو دو مختلف مقامات میں داخل کر دیا۔

۲۸ ہاشمی دہلوی مجہول الاحوال ص۲۸ دو شعر جو ان کے نام سے درج ہیں، عاصی کے ہیں، جس میں یہ ہاشمی اس تخلص کے شاگرد سودا ص۱۳۳ سے مختلف شاعر کی حیثیت سے پیش ہوئے ہیں، یہ فرضی شاعر ہیں ۲۹ محب، میر محمد علی، مرثیہ گو، چند سال ہوئے دکن گئے ص۲۳۷ نیاز، میر محمد علی دہلوی، "از چندے طرف دکن رفتہ" ص۲۹۷ جو اشعار ایک کی طرف منسوب ہیں دوسرے کے نام سے بھی ہیں، دونوں ایک معلوم ہوتے ہیں، صحیح کیا ہے، اس وقت کہنے سے قاصر ہوں ۳۰ مخلص، میر باقر اکبر آبادی معاصر محمد شاہ، وہ شعر جو ان کی طرف منسوب ہے، میر محمد باقر حزیں کا ہے، جنھیں بعض نے اکبر آبادی لکھا ہے، یہ شاعر میرے خیال میں فرضی ہے ۳۱ ملول، شاہ شرف الدین، درویش ص۲۳۰ الہام شرف الدین عرف شاہ ملول، ملول بھی ان کا تخلص تھا، میرا خیال ہے کہ دونوں ایک ہیں ۳۲ خادم باشندہ کیتھل ص۲۵ اور خادم علی، خادم متوطن کیتھل ص۲۵۳ میری رائے میں ایک ہیں۔

۲۶) بعض اشعار تذکرۂ مطبوعہ میں ایک ہی شاعر کے نام سے دو جگہ ملتے ہیں، اور بکثرت اشعار بجنسہٖ یا خفیف اختلاف کے ساتھ دو شاعروں کی طرف منسوب ہیں، حواشی میں اس کی نشاندہی نہیں کی گئی:

۱۔ "کھول کر بند قبا کو ملک دل غارت کیا" آبرو اور احسن اللہ، یہ دو شاعروں کے نام سے بھی دوسرے تذکروں میں مندرج ہے، یہ فیصلہ کرنا کہ کس کا ہے آسان نہیں ۲۔ "کون جائیگا ... خانہ خراب کی سی طرح" آبرو و احسن اللہ، آبرو کے دیوان میں غزل موجود ہے، شعر انھیں کا ہے ۳۔ "نہ پوچھ بت کو برہمن تو اس صدا کو مان" آبرو و سودا، موخر الذکر کا شعر ہے ۴۔ "میں جو مے پیچ پہ آؤں تو سبو پی جاؤں" مکرر بنام احسان، ذکا کے نام ص۳۰۵ میں، مصرع ۲ یکساں، مصرع ۱ میں کچھ فرق ۵۔ لام نستعلیق۔ ۱۰ اس کام کے" احسن اللہ و

۱۔ ان میں وہ بھی شامل جو در اصل ایک ہیں لیکن سرور نے انھیں مختلف شاعروں کی حیثیت سے پیش کیا ہے:

Marfat.com

وپیام۔ دوسرے تذکروں میں اوروں کے نام بھی، فیصلہ مشکل ہے۔ ۶ "ہوا ہے مانگ میں گم دل مرا میں ڈھونڈوں کدھر" اصغر و سکندر۔ یہ دوسرے تذکروں میں اوروں سے بھی منسوب، فیصلہ مشکل ہے۔ ۷ "چین اس دل کو نہ اک آن ترے بن آیا" جرأت ص۱۹۴، شائق ص۳۹۲، کلیات جرأت نسخہ خدابخش سے غیر حاضر، غالباً شائق کا ہے ۸ اس بیوفا کے عشق میں کچھ ہم کو جس نہیں" محمد علی حشمت ص۲۱۶، حزیں ص۲۳۳۔ حزیں کا ہے ۹ "خوبی اعجاز حسن یار اگر انشا کروں" جعفر علی، حسرت دہلی، دیوان ولی میں ہے مگر قائم کا بیان جس کی کسی اور ذریعے سے تصدیق نہیں ہوتی یہ ہے کہ شاہ گلشن کا ہے، انھوں نے ولی کے حوالے کر دیا تھا ۱۰ "تھا آتش غم میں دل بیتاب کیا جانے" کرم اللہ خاں درد و فغاں۔ مقدم الذکر کا شعر ہے ۱۱ "یہ زخم دل ہمارے مرہم تلک نہ پہنچے" راجہ و عاشق۔ دونوں ایک ہیں ۱۲ "جانیں مشتاقوں کی لب پر آئیاں" شیداد بیدار، شعر بیدار کا ہے ۱۳ "دنیا کی فکر دل کو اگر سو لگی رہی" آصف الدولہ و وہم، غالباً وہم کا ہے ۱۴ "جدائی سے تری ہم کیا کہیں کس طرح جلتے ہیں" مرزا علی قلی، علی و مرزا علی قلی، ندیم: دونوں دراصل ایک۔ ۱۵ "سیاہی ہو گئی دل کی آرزو نہ گئی" بہادر ص۱۱۷، نظام یہ شعر دراصل شورش کا ہے ۱۶ "ہر صورت خدا کو دیکھنا عنوان ہے میرا" دانا و ہمرنگ شعر دانا کا ہے ۱۷ "چل ساتھ کہ حسرت دل مرحوم سے نکلے" فدوی و عشق۔ فدوی کا شعر ہے ۱۸ "رفتہ رفتہ بت خود سر قدر آفت ہوگا" فغاں و قاسم۔ فغاں کا شعر ہے ۱۹ و ۲۰ "شاید کوئی ان آنکھوں سے کم ہے" "آفت جان و دل تو یاں وہ بت خود فروش ہے" ص۲۵۶ و ص۲۵۷ میں مکرر بنام درد ۲۱ "دل کی طلب ہے اور تمنا ہے جان کی" جبار علی بسمل ص۱۳۸، رسا ص۲۸۳۔ رسا کا اس شعر سے کچھ تعلق نہیں۔

۲۲ سرشک و آہ ہے جوش جنوں ہے وحشت ہے عجب شکوہ سے جاتا ہے قافلہ دل کا

شاہ قدرت ص۴۹۶، واقف ص۸۰۳۔ ان دونوں کا نہیں، کسی اور شاعر کا ہے ۲۳ "دل پر داغ ہے اور حسرت پابوسی ہے" ص۴۹۴ و ص۴۹۶ دونوں میں بنام قدرت ض

۲۷) اس میں بہت سے اشعار غلط منسوب ہو گئے ہیں یا ان کا انتساب مشتبہ ہے۔ بعض

Marfat.com

اشعار تضمین ہوئے ہیں، یہ خبر نہیں کہ سرور کے نزدیک یہ کس کے طبعزاد ہیں۔ حواشی میں ان امور کی طرف یا تو بالکل توجہ نہیں یا ہے تو ناکافی ——— مثالیں:

۱ـ خواجہ اثر کے، شعر بنام عبداللہ، آزاد حاشیے میں تذکروں کے حوالے سے منسوب بہ اثر لیکن نہ یہ بتایا ہے کہ دیوان اثر میں ہے یا نہیں' اور نہ یہ فیصلہ کیا ہے کہ کس کا ہے ۲ـ 'دیار گھر جاتا ہے یار رو کیا کروں' امید، لیکن صنعت کا شعر (تذکرہ گردیزی) ۳ـ "میں اپنے ہاتھ کے گل کی کہوں کیا اک کہانی" انشا، رنگین کا شعر ہے' آخر میں اضافہ' ہے' ضروری۔ ۴ـ 'نہیں حاجت ہے زیور کی جسے خوبی خدا دیوے' احسن اللہ، مگر شعر آبرو ۵ـ "نازک بدن پہ بار کرتی ہو تم جو غزہ" احسن اللہ، غالباً شعر آبرو ۶ـ مصرع ۲ "کتاری آبدار اس شوخ کی منصور رخانی ہے" احسن اللہ، تذکرہ ذکا میں بنام کاشی ناتھ۔ خدا جانے کس کا ہے۔ ۷ـ کئی سو اشعار ص۶ تا ص۸ میں بنام میر غلام علی حیدرآبادی۔ حاشیہ "شبہے سے خالی نہیں'.. بعض.. حافظ عبدالرحمن احسان کے نام (تذکروں میں)۔۔ بعض اشعار میں کچھ ایسے اشارات ہیں، جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ شعر حافظ.. احسان کے ہیں۔ نظر میں میر۔ احسان کا صرف مندرجہ ذیل شعر" آگے چل کر حواشی میں صرف ۸ اشعار کے متعلق دوسرے تذکروں کے حوالے سے انتساب بہ حافظ احسان' لیکن ان کے بارے میں بھی فیصلہ نہیں۔ احسان کا دیوان ہندوستان میں جا بجا ملتا ہے اور لندن میں بھی ہے، سوال حافظ کے دو چار اشعار نہیں کئی سو اشعار کا تھا' دیوان کی طرف رجوع لازم تھا، مگر مرتب اس سے قاصر رہے۔ کمال یہ کہ اشارات کیا ہیں، یہ بتانے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ اشعار ذیل میں جو اشارے ہیں وہ شاعر کے دہلوی ہونے پر مشعر ہیں:

ہوں شہ ہند کا استاد یہ ہے فخر مجھے　　شہرہ میرا تو شہا تا شہ ایران گیا

۱ـ ذیل میں مصرع یوں "انا الحق بولنے لگی جو اس کے زخم کا بسمل" ہے۔ مسی میں انا الحق.. لکھتا ہے اس کے ہاتھ کا زخمی"۔

Marfat.com

عالم میں ہے رسم عید جب تک یارب ۔۔۔ شاہِ عالم ہی رہے شاہِ عالم
میرزا نیلی مقصودِ سپہر نیلی ۔۔۔ تجھ کو سرسبز رکھے خالق علام مدام
صبا تو کیجیو آہنگِ خدمتِ معروف ۔۔۔ ادب سے کہیو کہ اے عندلیبِ خوش آہنگ
تو پیچ شورشِ زاغاں سے اس گلستاں میں ۔۔۔ نہ کیجو ترک ترنم کا ایک شب آہنگ

کل اشعار جو صفحات مذکورہ میں ہیں حافظ احسان کے ہیں ۵ ۔ شعر ۹۵ میں بنام آشفتہ۔ حواشی میں بدون فیصلہ انتساب بہ خواجہ امین۔ ایسا مواد موجود ہے جس سے قطعی طور پر کہا جا سکتا ہے کہ یہ میر امین کے ہیں مگر ان میں سے ایک شعر ”مرتے ہیں ہم تو اس کے لب آبدار پر“ کے متعلق مجھے شبہہ ہے کہ امین کا ہے یا رضا عظیم آبادی کا ۹ ’صورت تجھے حق نے دی پری سی‘ حسرت، مگر شعر افسوس ۱۰ ’بینوا ہوں‘ ۔ مالدار کی صورت‘ بینوا۔ یہ پیام کی طرف بھی منسوب، فیصلہ مشکل ۱۱ ’خدا کسی کو گرفتار زلف کا نہ کرے‘ محمد اسمٰعیل بیتاب، لیکن شعر سنتو کھ رائے بیتاب کا ہے ۱۲ ”جب رات تھی دراز ملاقات کم ہوئی“ تاباں، تجلی کا شعر ہے ۱۳ ”کیا خاک ہے صفائی بھلا ہم میں یار میں“ ترساں ص۱۲۷۔ یہ شعر اوروں کی طرف بھی منسوب ہے، ترساں کا نہیں ۱۴ ”ترے عتاب سے کس دن یہ رنگ رو نہ اڑا“ (اس زمین کا ایک اور شعر) شمس الدین ثاقب۔ دونوں شعر میر گھاسی کے ہیں (تذکرۂ میر حسن) ۱۵ ’روشن ہے اس طرح دل ویراں کا داغ ایک‘ جرات، کلیات جرات میں نہیں ملتا، اس کی بحث نیاز ستان میں ہے ۱۶ ”ہوئے ہم بت کی بندی برہمن سے راہ کرتی ہیں“ جرات۔ شعر ان کے استاد کا ہے ۱۷ ”باسایہ ترا نمی پسندم عشق است و ہزار بدگمانی“ جرات کے ایک قطعۂ اردو کے آخر میں۔ چونکہ حاشیے میں اس کے متعلق کچھ مرقوم نہیں، پڑھنے والا اسے جرات کا شعر سمجھ سکتا ہے، حالانکہ یہ والہ داغستانی کا ہے ۱۸ ”بشکند دستے کہ خم در گردن یارے نشد“ سکندر کی ایک نظم میں زیب النساء کے اس شعر کی تضمین۔ حاشیہ اس باب میں ساکت۔ یہ غلط فہمی کا باعث ہو سکتا ہے ۲۰ ”وہ صورتیں الٰہی کس

Marfat.com

ملک بستیاں ہیں" خواجہ ہینگا شیدا شعر فتح علی شیدا کا ہے ۲۱ "نہیں مطلب
.. رنگ و بو کا یکدل ص۸۲۹، شعر بیرنگ کا ہے ۲۲ خط مرا اس نگار نے نہ پڑھا ص۸۲۹
مثل ا۱۶ ۔ ۲۳ طور دیں اس بت کے ہاتھوں ہائے ابتر ہو گیا ص۸۲ جواد علی خاں (ہادی)
یہ شعر دیوان یقیں میں بھی ہے، تو اور ہو سکتا ہے ۲۴ 'بعد رنجش کے مزا ملنے کے کچھ حاصل
نہیں' خواجہ وزیر ص۸۱۱ لیکن وزیر علی خاں کا شعر ہے ۲۵ 'آپ کچھ غیروں کو چھپ
چھپ کر رقم کرتی ہیں' محبت ص۶۶ غالباً تذکرۂ شوق میں بنام محمد یار خاں امیر،
یہ ٹھیک ہے اور دیوان محبت میں نہیں، تو بلاشبہہ امیر کا ہے ۲۶ "کہاں ہے شیشۂ
.. آبلۂ دل کا" واقف ص۸۰۲ (اس زمین کے دو اور شعر) یہ اشعار واقف کے نہیں،
کسی اور شاعر کے ہیں ۲۷ "بگولے کا بھی صدمہ کبھی صرصر کی زحمت ہے" ناسخ ص۷۹۳
یہ شعر ثابت عظیم آبادی کا ہے ۲۸ 'عشق میں راحت ہو یا آزار ہونا ہو سو ہو' اس
زمین کا ایک اور شعر بنام وجہہ۔ میر حسن نے کھیچن (عورت) کے نام سے لکھا ہے، یہ مرجح۔ ۲۹
تا ایک نظر دیکھے تجھ اے مہ تاباں رہتا ہے سدا مہر درخشاں ہمہ تن چشم نظیر بنارسی
نظیر اکبر آبادی کا ہے (تذکرۂ باطن) ۳۰ نیاز، شاہ نیاز علی دہلوی کے نام سے 'عشق میں
تیرے کوہ غم سر پہ لیا جو ہو سو ہو (اسی زمین کا ایک اور شعر) مجھے یاد آتا ہے کہ شاہ
نیاز احمد، نیاز کے دیوان میں یہ اشعار موجود ہیں ۳۱ 'اس کے عارض یوں عرق
سے تھی سحر بھیگی ہوئی' (اس زمین کا ایک اور شعر) محمد علی محب اور محمد علی
نیاز کے نام (رجوع بفصل ۲۵)، لیکن یہ دونوں تذکرۂ میر حسن میں بنام ولی اللہ
محب، یہ مرجح۔ ۳۲ 'میں تو بندہ .. دل سودائی کا' بنام میر باقر مخلص اکبر
آبادی۔ یہ حزیں کا شعر ہے ۳۳ اپنی ہم بندگی پہ بھولے (بھولے جا ہیں) لیکن پھر
جو دیکھا تو واں خدائی ہے ص۶۷۲ عبداللہ خاں مشتاق، لیکن تذکرۂ میر حسن میں
اس تخلص کے ایک دوسرے شاعر کے نام، یہ مرجح ۳۴ "ان تینوں کو ہم فقیروں

Marfat.com

سے بھلا کیا کام ہے" ص۵۵۴ تذکرۂ قائم میں بنام مضمون، مضمون کا ہو یا نہ ہو، میر کا قطعاً نہیں ۳۵ "جو کوئی کہ آفت نہانی مانگے" لطف ص۵۵۳ سرور مصحفی سے قبل گلزار میں بنام اولیا منسوب، یہ مرجح۔ ۳۶ اس کو بھولا.. صبح کا بھٹکا پھر آوے شام کو ص۱۹۱ میر فضل علی فدوی، مگر شعر محمد علی فدوی (دیوان ص۲۵۱) ۳۷ یاری ہے لطف نے کا آہ یہ ہو وہ نہ ہو ص۱۹۴ مثل ۳۹ ۳۸ ہوئے صحرا نشیں تشریف لائے جس کا جی چاہے عشق، جوشش کا مطلع ہے ۳۹ پھینے کو ادھر ادھر گئے ہم عسکری، عشق کا مطلع ہے ۴۰ دکل شیخ بن کے مجتہد عصر سا قیا دکھلا کے باغ سبز عذاب و ثواب کا، یہ حسن قطعی کی بیت ہے اور وہ قاضی محمد صادق خاں، اختر کے نام سے مشہور چلا آتا ہے، اور بیاضوں میں دوسرے شعرا کے نام سے بھی درج ہے، اس میں بنام شوق شاگرد مصحفی، سرور اس انتساب میں منفرد ہیں۔ میں اسے غلط سمجھتا ہوں ۴۱ نزع میں ہم نے عجب طور سے دل شاد کیا، جرأت بمطلع ہوس کا ہے۔ ۴۲ تجھ بن اب تو غم سے فرصت ایک ذرا بیہات نہیں، حیران ص۲۱۸ دراصل ملک افسوس۔ ۴۳ دے آنکھوں میں چھپا رہا ہے از بسکہ نور تیرا، شیدا شاگرد بیدار ص۳۶۹ بیدار کا شعر ہے۔

۲۸) ان میں بہت سی باتیں غلط یا غیر واضح ہیں، بہت سے شاعروں کے نام تک نہیں۔ ضمنی طور پر جن لوگوں کے نام آئے ہیں، یہ نہیں بتایا گیا کہ وہ کون ہیں؛ یا اور ایسے دوسرے امور حواشی میں قابل توجہ تھے، لیکن یا تو مرتب نے انھیں مطلقاً شایستۂ التفات متصور نہیں کیا، یا ان کی طرف توجہ کی تو وہ کافی نہیں۔ مثالیں:

۱ آصف الدولہ کے نام سے قبل آصفجاہ ص۸ اس طرح ہے کہ خطاب سمجھا جائے، حالانکہ یہ خطاب نہ تھا ۲ اسے ہر فن میں ید طولیٰ حاصل تھا ص۸ اس میں بہت مبالغہ ہے ۳ وفات بعمر ۴۹ سال ص۸ صحیح ۵۱ (عماد السعادت) ۴ امیر میرزا میڈھو ابن الملک

ص۶ یہ صحیح، ح میں امیرالدولہ بحوالۂ سخن شعرا ۵ عہد فردوس آرامگاہ ص۷
بتانا تھا کہ عہد محمد شاہ ۱۱۳۱ھ تا ۱۱۶۱ھ مراد ہے ۶ اخ، سید محمد میر ص۹ صحیح، اس کا
مصدق قولِ درد (علم الکتاب) ح میں "میر محمد" بحوالۂ مصحفی و علی ابراہیم خان ۷ الم،
صاحب میر فرزند درد ص۱۰۔ یہ صحیح جس کی تصدیق ح میں قول قاسم سے۔ ح میں یادگار
شعرا کی یہ عبارت بھی "ولد خواجہ محمد میر۔ درد کے قریبی رشتہ دار" جس میں فرزند
پسر تھا، یادگار شعرا کی عبارت غلط فہمی کا باعث ہو سکتی ہے، اس سے مترشح کہ خواجہ میر اور درد
دو مختلف شخص تھے۔ ۸ دربارۂ مثنوی انشا "اگر۔ ابو اسحٰق اطعمہ زندہ میبود، بسیار
پسند میکرد" ص۲۴ انشا کی کوئی مثنوی اس شاعر کے رنگ میں نہیں ۹ ح متعلق انسان
ص۵۵ اسدیار خاں عرف جگنو بحوالۂ عشقی۔ یہ دوسرے اسدیار خاں کا عرف ہے۔
۱۰ اکرم، سید اکبر علی خاں ص۹۸ ح خواجہ اکرم (میر حسن) خواجہ محمد اکرم (گلزار)، ماخذ
اولیں مخزن نکات جس میں مطابق تذکرۂ میر حسن۔ ح میں یہ نظرانداز ہوا ۱۱ صوبۂ
سرہند ص۹۸ یہ صوبہ نہیں، ایک قصبہ ہے ۱۲ ح بحوالۂ مصحفی "حضرت انسان
بالصد سنی" ص۹۸، صحیح "حضرت ایشاں الخ" جو تذکرۂ مصحفی کے متعدد خطی نسخوں
میں ہے، اور نسخۂ مطبوعہ کے حاشیے میں بھی بطور بدل درج ہے ۱۳ ح بیدل از قبیلۂ
ارسلاں (عشقی) ص۱۲۰ یہ کاتب تذکرۂ عشقی کی غلطی معلوم ہوتی ہے، محشی نے تغلیط سے گریز
کیا ہے ۱۴ ح ص۱۲۱ وفات بیدل ۴ صفر ۱۱۳۰ھ (عشقی)، ۳ صفر ۱۱۳۳ھ (شفیق) ۱۱۳۴ھ
کریم الدین، محشی نے اپنا فیصلہ نہیں دیا، اور نہ اس کی طرف توجہ کی قول عشقی میں ۱۱۳۰ھ
غلط کاتب ہے، اس میں ساتھ ہی یہ بھی مرقوم ہے کہ موت عہد محمد شاہ میں ہوئی جس کا
آغاز اس سنہ کے بعد ہے۔ صحیح تاریخ ۴ صفر ۱۱۳۳ھ (سفینۂ خوشگو) ۱۵ ح مولد بیدل
بخارا (قاسم) ص۱۲۱۔ اس کی کوئی قابل قبول سند موجود نہیں ۱۶ شیخ محمدی، بیدار
ص۱۲۱، ح میں محمد علی، میاں محمدی، شاہ محمدی، میر محمدی، محشی نے فیصلہ نہیں کیا کہ

Marfat.com

صحیح کیا ہے۔ فیصلہ کن بات یہ ہے کہ محمد علی نام اور میر محمدی عرف تھا، تصوف سے علاقے کے باعث لوگ
شاہ بھی کہتے ہوں گے ۱۷ از اکبرآباد ص۱۲۲ یہ مدفن تھا، دراصل بدایوں کے تھے (تکملۃ الشعرا قدرت اللہ شوق)
۱۸ بقا، محمد بقاء اللہ ص۱۲۷ ح میں محمد بقا بھی۔ صحیح وہی جو سس میں ۱۹ ح ص۱۲۷ میں بہار کے ایران
جانے کا ذکر۔ اس کی کوئی قابل قبول سند موجود نہیں ۲۰ فردوس منزل ص۱۲۲ بتاتا تھا کہ شاہ عالم
(۱۱۷۳ تا ۱۲۲۱) مراد ہیں ۲۱ بیان، خواجہ احسن الدین خاں ص۱۲۲ صحیح یہی، ح میں اور نام بھی
۲۲ ح میں مثنوی بیاں کے کئی نام، صحیح چیک نامہ جو ح میں بھی ہے۔ یہ مثنوی غلطی سے کلیات مطبوعہ
سودا میں شامل ۲۳ "از چندے بطرف حیدرآباد رفتہ" ص۱۲۲۔ اس سے غلط فہمی ہو سکتی ہے۔ آغاز
سس سے قبل ہی مر چکے تھے۔ ۲۴ ح میں بحوالہ کریم الدین ص۱۴۹۲ میں حیدرآباد جانا ہوا۔ اس سے
برسوں قبل گئے تھے۔ ۲۵ سرب سنگھ دیوانہ ص۱۵۱ ح یہ غلط، صحیح سرب سکھ جیسا سس ص۲۶۲ میں ہے
۲۶ "تاباں بدر عہد فردوس آرامگاہ بود" ص۱۵۶۔ ان کی موت عہد احمد شاہ میں ہوئی ۲۷ میر محمد
حسین، عرف میاں حاجی، تجلی ص۱۵۹، غلام حسن تجلی ص۲۲۲، حاشیہ ص۱۵۹، میر محمد محسن و میر حسن علی و میر حسن
عرف میر حاجی۔ صحیح میر حسن علی عرف میر حاجی، ص۵۲۷ میں میر محمد حسن ۲۸ میر محمد حسن، کلیم ص۱۵۹ صحیح میر محمد حسین جو سس
ص۵۲۷ میں ہے ۲۹ میر محمد علی حشمت ص۲۱۶ انھیں میر کوئی نہیں لکھتا، اور نہ اس کی کوئی وجہ ہے ۳۰ میر
حیدر علی حیران "ضلع بہار" میں مقتول ص۲۱۷ مقتول ہونا ٹھیک، لیکن اس کا بہار سے کچھ تعلق نہیں۔
۳۱ ضمناً سید کرمانی کا نام ص۲۴۵ بتاتا تھا کہ کون ہیں ۳۲ سرب سکھ دیوانہ باشندۂ لکھنؤ
ص۲۶۳ اصلاً لاہوری، مولد دہلی، قیام برسوں لکھنؤ میں رہا ۳۳ رنگین نے "مجالس رنگین" میں جمیع
شعرائے وقت پر اعتراض کیے ص۲۸۰ اس میں مبالغہ ۳۴ ح سال وفات بحوالہ سخن شعرا۔ قدیم تر
تذکروں سے سند پیش کرنی تھی۔ جو رنگین نے بھی اپنی وفات سے قبل مادۂ تاریخ نکالا تھا ۳۵ رضا
میر محمد مشہور بہ میر ٹھینوی، ص۳۰۲ ح میر محمد علی مشہور بہ میر ٹھینوی (قاسم)۔ صحیح میر محمد رضا عرف میر
محمدی۔ ممکن ہے کہ وطن سے کسی دوسری جگہ گئے ہوں تو میر ٹھینوی کہے جاتے ہوں ۳۶ باشندۂ لکھنؤ
ص۳۰۲۔ وطن ٹھینہ ممکن ہے لکھنؤ میں کچھ دن رہے ہوں ۳۷ محمد میر، سوز ص۳۲۲ صحیح، ح

Marfat.com

بحوالہ گلزار ۳۵ سید میر ص۳۶ میر محمد سوز ص۲۵ ۳۷ یہ غلط ۳۸ خورم (خرم) خاں صوبہ دار کشمیر ص۴۴۳
صوبہ داری کے زمانے کی تعیین کرنی تھی ص۳۹ سپاہی شاہ قلی خاں ص۵۳ ۴۰ صحیح تخلص شاہی ص۴۱
سراج اورنگ آبادی ہمعصر آبرو ص۲۵ ۴۲ سراج آبرو سے عمر میں بہت کم تھے، انھیں سودا وغیرہ کا
ہمعصر کہنا ٹھیک ہوگا ص۴۳ نواب شرف الدین علی خاں پیام ص۴۴ یہ نواب نہ تھے ۴۵ شرف میر
محمدی پسر سید جعفر خاں کہ صوبہ مرشد آباد بود ص۴۶ مرشد آباد بنگالہ کا دارالحکومت تھا، اور
شرف کے والد کبھی وہاں کے صوبہ دار نہ تھے ۴۷ شیدا، شاگرد سودا، مولد قصبہ مئو ص۴۲ بتاتا تھا
کہ مئو شمس آباد تھا، ایک مئو ضلع اعظم گڑھ میں بھی ہے ۴۸ صاحب، ظفریاب خاں پسر سمرو کی ماں
زیب النساء ص۴۹ ۴۹ یہ اس کی سوتیلی ماں تھی ۵۰ صانع، نظام الدین ص۲۹۹ . پورا نام نظام الدین
احمد جس سے سنہ ولادت معلوم ہوتا ہے ۴۶ بلگرام ص۳۹۹ ح میں ہے کہ نسخ میں بالگرام، تصحیح کی ضرورت
نہ تھی، بتا دینا تھا کہ نام کی ایک شکل بالگرام بھی ہے ۴۷ صاحبقران کا سارا کلام فحش ص۴۰ دیوان
اور ریاض الفصحا میں ایسا کلام بھی جس پر کسی طرح فحش کا اطلاق نہیں ہو سکتا ۴۸ شاہ
گھسیٹا عشق ص۱۴۵ بتاتا تھا کہ یہ عرف ہے، اصلی نام رکن الدین تھا ۴۹ ساکن عظیم آباد
ص۱۴۵ دہلی میں پیدا ہوئے تھے عظیم آباد مدفن ۵۰ صوبہ نرور ص۲۲۳ ۔ اس نام کا کوئی صوبہ
کبھی نہ تھا ۵۱ شیخ علی قلی خاں، ندیم ص۴۰ شیخ غلط ۵۲ فدوی، مرزا پچھو
ص۱۴۵ یہ عرف اصلی نام محمد علی ص۵۳ عہد احمد شاہ میں سوانح نگار ص۱۴۵ یہ حد درجہ
خلاف قیاس ۵۴ فقیر اللہ، فقیر متوطن قصبہ برہانپور ص۴۸ ہانا چاہیے، برہانپور کو
قصبہ کہنا بھی درست نہیں ۵۵ قیس امجد علی بیگ عرف دارا بیگ ص۱۵ ، صحیح احمد علی
بیگ عرف دارا بیگ (مصحفی) ۵۶ کمترین، امیر خاں ص۵۳۱ صحیح پیر خاں ۵۷ ناجی،
شاکر علی ص۵۳۱ صحیح محمد شاکر ۵۸ کثرت مائل ہور ص۵۳۱ صحیح کرد امانک پور ۵۹ کبیر، حکیم کبیر
خاں علی ص۵۳۳ صحیح حکیم کبیر علی ۶۰ قسمت پسر بارگاہ علی خاں ص۵۲۰ صحیح بارگاہ قلی خاں
۶۱ گرامی، میر گھاسی ص۵۳۶ یہ تخلص نہ تھا، ''تخلص از راہ اظہار قصور فہم درغل

Marfat.com

نمی آرد" (نکات الشعرا) ۶۲ گریاں، میرامجد علی ص۵۳۶ صحیح میرعلی امجد (میرحسن) ۶۳
دربارۂ موتمن الدولہ اسحٰق خاں "اصلش از خواجہ زادہائی تورانی از اقربائی وزیرالممالک
..قمرالدین خاں" ص۵۳۸ ۶۴ لطف، میرشمس الدین ص۵۴۸ صحیح لطیف (مصحفی) ۶۵
"در عہد.. ذوالفقارالدولہ.. از دست چند بیباکان اکثر سکنۂ شہر کشتہ شدند" ص۵۵۲
"اکثر" قابل اعتراض ۶۶ اس میں قتل مظہر کا غلط سنہ، ص۵۵۲، ح میں ۱۱۹۴ھ جو غلط
ہے بحوالہ گلزار ادر ۱۱۹۵ھ جو صحیح ہے۔ بحوالہ سخن شعرا عقد ثریا وغیرہ کی سند دینی تھی ۶۷
میرزا حکیم فضل اللہ از اولاد بیدل ص۶۴۳، بیدل نے اولاد نہیں چھوڑی ۶۸ مخلص، نندرام
ص۶۴۶ صحیح آنندرام ۶۹ شاگرد بیدل ص۶۷۶ یہ برائے نام، اصلی شاگرد آرزو۔ ۷۰
معین، معین الدین خاں، شاگرد سودا ص۶۸۰ "خاں" غلط ۷۱ معین باشندۂ الہ آباد
ص۶۸۰، الہ آباد میں کچھ دن رہے تھے، وطن بداؤں ۷۲ عارف خاں یہ، معروف ص۶۸۲
صحیح عارف جان ۷۳ قاسم خاں ص۶۸۲ صحیح قاسم جان دہلی میں گلی قاسم جان معروف
ہے ۷۴ نالاں، شاگرد یکرنگ ص۶۷۶ غلط محض ۷۵ نجف، شاہ محمد علی ص۶۸۷ صحیح
محمد اعلیٰ (تذکرۂ ابن طوفان) ۷۶ شاہ علیم اللہ، بیتاب ص۶۸۱ صحیح شاہ محمد علیم جو دوسری
جگہ اس میں بھی ہے ۷۷ دہم نبیرۂ خیال ص۷۰۰ صحیح پسر ۷۹ ہم رنگ برادر یکرنگ ص۸۲۱ مشہور تر
تخلص بیرنگ ۸۰ دلاور علی خاں ص۸۲۱ صحیح دلاور خاں ۸۱ یکرنگ، مصطفیٰ خاں ص۸۲۸
صحیح غلام مصطفیٰ خاں ۸۲ تلمیذ مظہر ص۸۲۸ تلمیذ آرزو صحیح ۸۳ نواب رحیم علی خاں موزوں
ص۸۳۰ صحیح خواجہ رحیم قلی خاں ۸۴ ناظم برہانپور ص۸۳۰ خود ناظم نہ تھے، ممکن ہے آصفجاہ کے نائب
رہے ہوں ۸۵ ہفت ہزاری ص۸۳۱ یہ صحیح نہیں ۸۶ اسد (مرزا غالب) کے متعدد اشعار جو
اس میں ہیں، غالب کے قدیم مطبوعہ دیوان اور نسخۂ حمیدیہ میں غیر حاضر ہیں، اور جوع بہ معیار
ص۹۳۶ محشی کو یہ بتانا تھا کہ ایسے اشعار کون کون ہیں ۸۷ اس میں بنام سودا،
لیکن کلیات مطبوعۂ سودا میں نہیں:

Marfat.com

"نہ آتشی ہوں نہ بادی نہ نقش آبی ہوں ازل سے مٹی کا پتلا ہوں بو ترابی ہوں"

ص ۳۲۳ ۸۸ سلیمان مجہول الاحوال ص ۲۵۵ بتاتا تھا کہ یہ معشوق تاباں تھا ۸۹ فارغ ؛ فارغ شاہ بریلوی ص ۲۸۶ صحیح فارغ شاہ ۹۰ ذکا شاگرد ناسخ ص ۳۰۹ لیکن ص ۶۶۰ میں ذکا بالذال، صحیح یہی جو ریاض الفصحی اور ناصر محسن کے تذکروں میں ہے ۹۱ نام مرزا محمد مخدوم بخش بیگ ص ۳۰۹، ص ۶۶۰ میں مرزا محمد مخدوم بخش، مرجح مرزا محمد بخش جو ریاض الفصحا اور ناصر و محسن کے تذکروں میں ہے ۹۲ شاگرد ناسخ ص ۳۰۹ تینوں تذکروں میں شاگرد نوازش لیکن ریاض الفصحا میں یہ اضافہ کہ "در ایام مہاجرت استاد خود چندی بیشش .. ناسخ ہم کلام خود بردہ" ۹۳ اس میں جو مومن کے اشعار ہیں، وہ سب یا ان میں سے بیشتر دیوان مطبوعہ کے مختلف طور پر ہیں، ح اس باب میں ساکت ۹۴ ح جنرل اختر لونی ص ۱۳۶ بتاتا تھا کہ یہ اوکٹر لونی تھا جو فلاں سنہ سے فلاں سنہ تک دہلی میں رہا ۹۵ نظام الدین علی خاں، ممنون ص ۲۵۵ مگر خود ممنون کے ترجمے ص ۴۶۲ اور متعدد دوسرے مقامات میں بدون "علی خاں" کل دوسرے تذکروں میں نظام الدین، اور یہی مرجح ۹۶ ذوق و ناسخ کے ایسے اشعار اس میں ہیں جو ان کے دیوان مطبوعہ میں نہیں، ح میں اس کا ذکر نہیں ۹۷ نامی، نثار احمد اصل سرا ہند (سرہند ہو گا) صوفی مشرب، مسکن بریلی ص ۶۷ میرا خیال ہے کہ یہ شاہ نیاز احمد نیاز ہیں اس میں ان کے ۳ شعر ہیں جن میں سے دو مجھے یاد آتا ہے کہ دیوان نیاز مطبوعہ میں موجود ہیں: "ہمیں اپنا جلوہ دکھا کے جو نقاب منہ سے ہٹا دیا" "وہ جو نقش .. زمیں سے مٹا دیا" ۹۸ زادہ بوم" (کذا) قتیل پنجاب ص ۵۲ اصلاً پنجابی، ولادت دہلی ۹۹ دردمند کا ذکر دو جگہ: ص ۲۵۸ بدون اسم، ص ۲۷ بنام میر محمد فقیہ۔ دو جگہ ہونے کا ذمہ دار میری رائے میں کاتب ہے، مصنف نہیں۔ حواشی دونوں جگہ ہیں، لیکن یہ کہیں نہیں کہ اصلی نام محمد فقیہ صاحب تھا، صاحب جزو اسم ہے۔ محشی نے یہ البتہ بدون تردید گلزار کے حوالے سے لکھا ہے کہ نام فقیر صاحب، یہ بلاشبہ کاتب کی غلطی ہے — مری چشم میں کیوں نہ خوشاب اثر ص ۱۲۹، فرایا یا نہ

Marfat.com

میں ذجم گیا خون ناب ناخن پر ص۲۲۴ ۔ خون ناب اسی طرح صفحات ۲۴۸، ۵۰۲، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۴۷ میں بھی اور خوں نابہ ص۱۱۹ وغیرہ میں۔ خونِ ناب بروزنِ دردیا ہے، خون موصوف اور ناب صفت - خوناب خون و آب ہے، اور خونابہ میں اضافہ ہائے مختفی ب پر، خوناب بروزن رومال اور خونابہ بروزن سردابہ ہے۔ یہ ممکن ہی نہیں کہ جس مصرع میں خوناب آسکتا ہے، خونِ ناب آسکے - مگر اردو والے بکثرت خوناب کی جگہ خون ناب لکھتے ہیں، یہ فاحش غلطی ہے۔ اس میں اختلاف کی گنجائش ہی نہیں ص۱۰۰ سکندر کا ایک بند مدس ص۳۵۱ میں ہے جس میں قطعہ کہا گیا ہے[1] اور حاشیے میں اس کے متعلق کچھ مرقوم نہیں - عہد سرور میں "قطعہ" کے جو اصطلاحی معنی رائج تھے، ان کے بموجب اسے قطعہ نہیں کہہ سکتے -

(۲۹) املا، اوقاف گذاری وغیرہ ۔۔ مقدمے میں ہے "تذکرہ سرور کا متن تیار کرنے میں ہم نے ایسے الفاظ کا قدیم املا برقرار رکھا ہے جیسے ترروار - یا کایت . . لیکن "عام الفاظ کو موجودہ املا کے مطابق رکھا ہے، جیسے جہاڑ کے بجائے جہاز، اوس کے بجائے اس نے یائے معروف اور[2] مجہول میں بھی فرق کیا ہے - نیز مرکب الفاظ کو موجودہ الفاظ کے مطابق علاحدہ علاحدہ (کذا) لکھا ہے"

تلوار کو ترروار اور کالستھ کو کایت لکھنا اختلاف املا نہیں، یہ لفظ کی دو شکلیں ہیں جس جس زمانے میں وجود میں آیا ہے، تلوار زیادہ مروج تھا چنانچہ انشا

---

[1] شاید یہ دکھانے کے لیے کہ بہترین قاعدہ یہ ہے کہ کسی قاعدے کی پابندی نہ کی جائے، اسی مطبوعہ میں ایک جگہ "تلوار" بھی آیا ہے ص۲۹۵ ۔ عہد سرور میں تڑپنا کو ترپھنا اور ٹھہرنا کو ٹہرنا بھی لکھا کرتے تھے، بلکہ ٹھہرنا تو شاید ہی کوئی لکھتا ہو، اس کی کیا وجہ ہے کہ ترروار اور کایت پر انشا اللغات اور ان دونوں سے اس قسم کی اعتنائی برتی گئی ؟

[2] 'اور' کی جگہ 'و' ہونا چاہیے۔

زدریای لطافت میں تر وار پر اعتراض کیا ہے۔

دانشگاہ دہلی کو چاہیے تھا کہ اشاعت مخطوطات کے انتظام کے ساتھ املا وغیرہ کے قواعد مقرر کرتی۔ بیرونی لوگ ممکن ہے کہ کلاً انھیں نہ مانتے، لیکن مط (نسخہ مطبوعہ) میں یہ شتر گربگی تو نظر نہ آتی کہ ایک ہی لفظ یا ایک قبیل کے الفاظ مختلف طور پر ملیں۔ غلط لکھے ہوئے الفاظ کا احاطہ بہت دشوار ہے، محض چند اغلاط بطور نمونہ پیش ہوئے ہیں۔ التزاماً نہ صفحے کا حوالہ دیا گیا ہے اور نہ یہ بتایا گیا ہے کہ مط میں دو طرح درج ہے۔ املائے فارسی سے دلچسپی رکھنے والے فرہنگستان ایران کے رسالے میں جو بسیط مقالہ اس موضوع پر چھپا تھا دیکھیں۔

مط میں رہ (ف = ماقبل و مابعد کے درمیان فاصلہ) دے ۷۶، لے (ف) دیں ۴۸، ناپای (ق) دار ۳۶۱ غ، نار (ف) است ۳۶۱ لے (ف) زار ۴۰۸، لے (ف) گانہ ۴۹۵ ملتے ہیں، یہ سب بہت بدنما ہیں۔ نہ (ف) رسیدہ ۴۴۷، نہ (ف) شدہ ۳۸۱ کی جگہ نرسیدہ، نشدہ چاہیے۔ بسر ۷۹، بہم ۱۴۷، بجا ۱۰۱ غ (لیکن بہ ف جا بھی ۶۴۴) ملتے ہیں، اور یہ ٹھیک ہے، مگر بہ (ف) رنگ ۲۲۲، بہ (ف) طور ا، بہ (ف) تنگ ۱۷ وغیرہ کی کوئی وجہ جواز نہیں۔ کھل کھلانا ۲۹۰ بھی ٹھیک نہیں۔

مرکبات مزجی کے مختلف اجزا اس طرح لکھنے چاہئیں کہ ایک لفظ دکھائی دے، مط میں بے (ف) دل ۷۷۹، بے (ف) چارہ ۴۳، بے (ف) جا ۴۷، چنان (ف) چہ ۲۸۶، ہم (ف) سر ۴۱۶ وغیرہ نظر آتے ہیں۔

عربی میں اشیاء ۲ قضاء ۲۳۲ درست ہیں، لیکن فارسی و اردو میں بدون ہمزہ لکھنے چاہئیں۔ اگر یہ یا اس قبیل کے دوسرے الفاظ مضاف و موصوف ہوں تو ہمزہ ی سے بدل جاتا ہے۔ ی اور ہ پر ختم ہونے والا کوئی فارسی لفظ

Marfat.com

کسی حال میں ہمزہ کے ساتھ نہیں چاہیے۔ اور یہی کیفیت ہائے مختفی پر ختم ہونے والے ان الفاظ کی ہے جن کے بعد واو عطف آتا ہے۔ گاؤ ۳۴، سبزۂ وگل ۱۴۲ ع، کوچۂ و بازار ۱۷۱، آبائے اجداد ۱۹۰، ہائے ۸۴، غزلہائے طولانی ۹۷، برائے یک ۸۴، ابروئے خمدار ۱۱۴، بوئے زلف ۱۱۱، یہ سب غلط ہیں۔ فرمائش ۲۰۱، زیبائش (ہندی فارسی) ۴۴ میں ی بجائے ہمزہ چاہیے۔ افعال مثل جائے ۳، دکھلائے وغیرہ کو بدون ہمزہ نہیں لکھنا چاہیے، مط میں اس طرح بکثرت۔ لیے ۲۹۵ میں ہمزہ نہیں، یائے آخر سے قبل ایک اور ی درکار ہے۔ الجھاؤ ۸۰۔۷ بدوں ہمزہ ٹھیک نہیں۔

جرارت = جرأت ۱۰۷، ۱۹۲، بزلہ = بذلہ ۲۶۶، تعذیر = تعزیر ۲۶۲، صحیح نہیں۔ سرگذشت، پذیرا وغیرہ ذال سے ہونے چاہییں، مط میں زے سے، ممکن ہے کہیں ذ سے بھی ہوں۔ گزرنا درست ہے لیکن اسے گذرنا ۲۷ بھی لکھا ہے۔

طوبی، رحمن، الہی، مصطفی، مرتضی وغیرہ میں ی پر چھوٹا الف چاہیے، یہ بیشتر محذوف ہے۔ پسینا ہائے مختفی سے ہے، نقشہ، جبہ اور پردہ الف سے۔ اردو میں آخر کا الف یا ہائے مختفی خاص صورتوں میں ی سے بدل جاتی ہے، مط میں کبھی اس قاعدے پر عمل ہوا ہے کبھی نہیں۔ فصل ۲۸ کی بحث خوناب و خونابہ کا تعلق اس فصل سے ہے۔

اشعار میں اوقاف گذاری بہت کم ہوئی ہے، اس جھگڑے میں یا تو پڑنا نہ تھا، یا اس کا التزام کرنا تھا۔ اوقاف گذاری کا نمونہ ذیل میں ملاحظہ ہو، یہ صحیح طور پر ہوتی تو وضعداری میں فرق آجاتا۔

"رجب تخلص — مرزا رجب علی بیگ — مولدش دارالخلافہ مسکنش فرخ آباد — زنی۔۔ را۔ سخنی بظرافت گفتہ بود — و آن مفتن شمشیر۔۔ بہ چہرہ اش زد — چنانچہ الیوم نشانش باقی ست (کذا) "۲۹۱" درانشا۔۔

Marfat.com

مہارت دارد۔ چنانچہ۔۔ کتاب۔۔ کہ تصنیف اوست پیشکش نمودہ ۳۸۵، پیر و مرشد! واہ یہ بدعت خدا کی گھر کی پاس ۱۸، لیکن یہ بھی "ساقی تو ذرا ہاتھ تو لی تھام ہمارا" ۳۰۔

تراجم سی قبل جو تخلص بطور عنوان ہیں، وہ ایک الگ سطر میں نہیں، اس لیے انھوں نے زیادہ جگہ نہیں لی! لیکن متعدد مقامات میں صرف یہ اطلاع کہ اشعار مابعد قطعہ یا رباعی ہیں، دو دو تین تین سطروں میں دی گئی ہی۔ کتاب معقول طور پر چھپوائی جاتی تو یقین ہی کہ ضخامت بقدر ایک ربع کم ہو جاتی۔

تصحیح و اضافہ

مخففات س = تذکرہ سرور، مط = نسخہ مطبوعہ ص، ح = حاشیہ مط ذ = تذکرہ ذکا، ف = فاصلہ۔

صفحہ ۱۶۹ سطر ۱۰ الٹی = معلوم ہوتی۔ صفحہ ۱۷۷ سطر ۵ ط ۴۳۶ = ص ۴۳۶، ض... صفحہ ۱۸۷ سطر ۱۶ اثر ۸ = اثر ۸، منظر ۹، ناجی ۱۶، فدوی ۲۳، محب ۳۴، یکرنگ ۱۰، روشن ۲۹۔ صفحہ ۱۸۸ سطر ۱۸ اسکتی تھی = گئی ہیں۔ صفحہ ۱۹۱ سطر ۱۰، اضافہ بعد ماضی ہی:

جانا یہ غم عشق بہت مشکل ہی ‎ ‎ جانا یہ غم عشق بہت مشکل ہی ص ۲۶۱
آگے ہنستی تھی سن کی لیکن اب ہم ‎ ‎ جانا یہ غم عشق بہت مشکل ہی

صفحہ ۱۹۲ سطر ۱۸ واضح رہی کہ اشعار میر کی بحث اسی سطر میں ختم ہو گئی ہی۔ صفحہ ۱۹۳ جگر = نظر، مط میں دونوں مصرعوں کا قافیہ نظر، جگر قیاسی تصحیح ہی۔ صفحہ ۲۰۵ سطر ۱ ص ۵۵۴ = ص ۵۵۴۔ منسوب بہ میر صفحہ ۲۰۶ سطر ۶ کی ۓ کی عبارت صفحہ ۲۰۹ سطر ۳ ص ۵۳۸ = ص ۵۳۸ اسحٰق خاں نزورانی

Marfat.com

تھو نہ قمر الدین خاں کے رشتہ دار۔ سطر ۵ سنہ = سنہ زمانہ ۱۱۹۲ھ بتایا ہے۔ صفحہ ۲۱۰ سطر ۱۰ اضافہ پر بند سر نہیں، یہ چھوٹ گیا تھا۔ اس وقت تلاش سے ملا کا مطلوبہ مقام نہ ملا، لیکن مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ اس میں ایک جگہ نظام الدین علیخاں سے حق صفحہ ۵۳ سطر دو صفحہ ۲۱۱ سطر ۱ تا ۶ بحث خوناب و خونابہ فصل ۲۹ سے متعلق ہے۔ نسخہ لندن کی نقل اس وقت سامنے نہیں۔ اس سے متعلق یادداشت (= ی) پیش نظر ہے۔ اس کے کچھ الفاظ اچھی طرح پڑھے نہیں جاتے، ممکن ہے نقل ہی میں اس طور پر ہوں، یا یہ میری بے احتیاطی کی بدولت صحیح نقل نہ ہوئی ہوں۔ بہر حال، اشعار ذیل جو ی میں ہیں، مط میں نہیں۔ وقت تحریر شعرا کے دواوین کی طرف رجوع نہ کر سکا:

۱۔ از بہر محمد و علی و زہرا و حسین — صدقہ سجاد و باقر و جعفر کا ہو زینت و زین ۴۷
بہر کاظم و رضا بہر تقی از نقی — بہر حسن و مہدی دیں یا مولیٰ دے مجھ کو چین

۲۔ بعد فنائے عشق تھا جو درس مکتب خانہ تھا — کاف کن کا ماسبق کیا جانے کیا تھا کیا نہ تھا ۴۷

۳۔ خنک دلوں کی اگر مشت خاک دوزخ میں — پڑے تو واقعی یک بار آگ داب تو دے ۲۷۸

۴۔ دولاب کی ہے حق بطرف سے بھی فریاد — پیمانہ کسی کے گلے کا ہار نہ ہووے ۳۲۵

۵۔ سو ملک معانی کی تسخیر جو میں نے — انگشت کا دن تامہ بے رنگ پہ کھینچا ۳۴۰

۶۔ میں نخل حنا ہوں یہ مرا سب ہی مرگ جائے — خوں دست بدست اپنا حسینوں بیچ بٹ جائے ۴۴۲

۷۔ دلا پر درد کھا دی مانگ اس رشک مسیحا کی — مجھے یاکوٹ دی ہیرا کھرل میں سنگ موسیٰ کی ۴۶۷

۸۔ کشتۂ چشم مفتن ایک عاشق ہی نہیں — دیکھ کر نرگس کو بھی یرقاں کی بیماری ہوئی ۹۱۱

۱ انشا کی رباعی مستزاد ہے — وحسین = وز بہر حسین ؟، از نقی = از بہر نقی ؟ ۲ مطلع ذوق ۳ شعر ذوق ۴ شعر سودا، سنی = سینے یا سنی ربط بین المصرعین ؟ ۵ شعر غالب علی خاں، سید مصرع ۲ ؟ ۶ منسوب

Marfat.com

بہ عاشی، مجھے یاد آتا ہے کہ تذکرۂ طوفان میں یہ شعر کسی اور شاعر کے نام سے ہے، اور مصحفی کے کسی دیوان میں بھی ہے، مصرع اغالباً یوں ہے: وہ نخل حنا ہوں کہ جو سر بھی مرا کٹ جائے۔ شعر منیر پہ نصیر۔ شعر عبدالعلی، وفا۔ مط کے بعض اہم اغلاط یا چھوٹی ہوئی لفظوں کا جن کی جگہ اس میں نقطے ہیں اضافہ کی مدد سے کیا جاتا ہے، نثر و نظم الگ الگ ہے:

تلمذ ۹۹ = التزار، آتش .. جیدر علی خاں ۱۰۴ = 'خاں' ہی میں کٹا ہوا، نصیر الدولہ .. خان بہادر ۱۳۸ = نصیر الدولہ نواد ار خان بہادر، دلیت سنگھ .. ۲۱۷ = دلیت سنگھ بدری والہ متعلق ذوق ... ۲۷۲ = رسا افتادہ، غرضکہ مغتنم وقت است۔ شیدا تخلص ص۳۶۷ = شہدا لیکن مقطع میں بھی شیدا اور ہی میں اس کی جگہ شہدا نہیں۔ ظہور = ظہورالدین ۵۳۷، ابن .. علیخاں ۵۳۸ = ابن آقا علیخاں، .. خانہ ۵۳۸ = متصل خانہ، سنۂ یک ہزار و یک صد ۶۸۲ = سنۂ یک ہزار و دو صد (اس کی بحث اوپر آچکی ہے) واصل ۱۲۰۰ = واصل مان، .. جنگ ... = مبادر (مبارز؟) جنگ رای نندرام ۶۷۶ = رای انندرام۔ قصبۂ .. ۵۸۹ = بکیٹ

ا پھرتی ہیں اور جو دیں وہ کیف ۲۲ پھرتی ہیں نفیسی (یہ طب کی کتاب)۔ باقی مصرع ہی میں مثل مط مگر یوں ہے "اور جو دیں وہ کثیف" ۲ یاد آتا ہے مجھے اس کی .. = یاد آتا ہے مجھے اس کے سوا بیم نہیں تاب تسلیم نہیں قوت تعظیم نہیں۔ یاد کی جگہ یار چاہیے ۳ .. دم بدم جاتی ہے اب ۱۶۰ = چل تجلی آئی پیری دمبدم الخ ۴ آہ .. صبح سحر کا اندیشہ تھا ۱۷۲ = آہ پروانوں کو صبح الخ ۵ چشم میں آنسو .. تیشہ تھا ۱۷۲ = چشم میں آنسو تھے

Marfat.com

حسرت دل میں سر پہ تیشہ تھا لے ... ٣٠٠٥٤٣ = شوق دیوانگی گر
زلف معنبر اپنا ے یہ پڑھتا ہی یہ اگر دانۂ انگور کی تسبیح (٩) ٢ ٧٤٢ = یہ
پڑھتا ہی پھر اکر الخ ے ٠٠٢٧٦ = نازالآن کما کان ہیں دیوالی کر۔

(اشتر وسوزن)

Marfat.com

گلشن بیخار

اس مقالے میں مخففات ذیل سے کام لیا گیا ہے: ق = مخطوطۂ گلشن بیخار، کتب خانۂ مشرقیہ پٹنہ۔ م = گلشن بیخار مطبوعۂ دہلی جس کا ایک نسخہ کتب خانۂ مشرقیہ پٹنہ میں ہے۔ ن = گلشن بیخار مطبوعۂ مطبع نول کشور۔ ۱۹۱۰ء اس مقالے میں اگر اس کے خلاف صراحتہً کچھ لکھا ہوا نہیں تو اسی کے صفحات کا حوالہ دیا گیا ہے۔

---

(۱) نواب مصطفیٰ خاں متخلص بہ شیفتہ و حسرتی (۱۲۲۳ - ۱۲۸۶ھ) کی شہرت ان کے دیوان اردو اور "گلشن بیخار" کی وجہ سے ہے، لیکن انھیں اپنے متعلق یہ غلط فہمی تھی کہ ان کے ذہن کی اصلی جولاں گاہ فلسفہ ہے، حالانکہ اس کا ثبوت موجود نہیں کہ انھیں معقولات سے مناسبت بھی تھی۔ یہ بات کہ وہ شاعری کو حقیر اور اپنے مرتبے سے گری ہوئی چیز سمجھتے تھے، دیباچے کی عبارت ذیل سے ثابت ہے:

" داد از خویشتن ناشناسیہا! شایستہ قدر من آں بود کہ طلسم تازہ درین کہنہ رواق بر بستے و لوح ہیچ مدانی بر فرق افلاطوں وارسطو شکستے۔ منکہ از فرط کبر و ناز بہ تراز بونصر و بوعلی چشم التفات کم کشادم، باین ترہات چگونہ سروکارم افتاد؟۔

من مرغ خوش ترانۂ باغ فضیلتم، طبع مرا بزمزمۂ شاعری چہ کار (ص۲)"

ان خیالات کا آدمی شاعروں کی تذکرہ نگاری پر کس طرح اتر آیا۔ اس کا جواب شیفتہ نے دیا ہے، کہ یہ ایک یار عزیز کی فرمائش کا نتیجہ ہے۔ اس سلسلے میں دونوں کی جو گفتگو ہوئی ہے، دیدنی ہے۔ شیفتہ ان الفاظ میں تذکرہ لکھنے سے گریز کرتے ہیں:

" طائر سدرہ نشیں را بر چوب مغیل آشیاں بند و شناور قلزم را افتادہ ور دحل پسند

Marfat.com

سرت گردم، من و سودائے شعر، وآں گاہ ریختہ!" ص ۵

دوست کا جواب یہ ہے:

"نہ اگر دانش ہائے پیشینت محیط دلم بودے، منسوب بجنونت می کردم۔ ایں حرف نہ اگر از ہذیانست از چیست؟ بنگر کہ ہادی ایں فن کیست ۔ ۔ ۔:

مداں رتبۂ شعر را سرسری   بود شاعری بعد پیغمبری

واما ریختہ را کہ محقر تر شمردی وایں زباں را دوں گماں بردی ندانی کہ غرض از معانیست؟ پس معانی تازہ بہر لفظ طلاقت فزا کہ بستہ شود، ستودہ نیست ۔ ۔ ۔ لاسیّما دریں زباں کہ گرامی نتیجۂ سرلغت فصیح است وہر زباں آور را باعث شوق و تفریح۔" ص ۵

شیفتہ کہتے ہیں کہ یہ بات میری "دل نشیں" ہوئی اور میں نے دواوین وغیرہ سے انتخاب اشعار شروع کیا، مگر یہ سوال باقی رہ جاتا ہے کہ اگر دوست کے سمجھانے سے وہ یہ تسلیم کر چکے تھے کہ پیغمبر کے بعد شاعری کا مرتبہ ہے، تو وہ عبارت جو صفحہ ۴ سے نقل ہوئی ہے، ان کے قلم سے کیوں نکلی، اور اپنے ترجمے میں (ص ۱۱۶) انھوں نے شاعری میں جو وقت صرف کیا اسے تضیع اوقات کیوں کہا۔ ترجمے کی عبارت یہ ہے:

"فقیر از آوان صبا بایں شغل منوط بودہ، اکثرے عمر گرامی را رایگاں داد۔ چوں ربط بایں فن از دیگر اشغال عالیہ وفنون شریفہ باز مے دارد، اکنوں دیر گاہیست کہ سروکارم نیست مگر بہ تحریک محفلیاں گاہے از واردات جدیدہ اتفاق می افتد وآنہم بعد سالے نہ کہ ماہے۔"

(۲) تذکرہ نگار کی حیثیت سے "اپنے مطمح نظر" کی توضیح شیفتہ نے یوں کی ہے کہ "مقصود اصلی وباعث کلی" "اشعار دل آرا" کا یکجا کرنا ہے۔ "اسامی شعرا" کا "شمار" کرنا نہیں۔ اس لئے اگر کسی شاعر کا کوئی "سامعہ فریب" شعر نہ ملا تو خواہ وہ زندوں میں ہو یا مردوں میں، مشاہیر میں یا "مجاہیل" میں اس کا نام اس تذکرے میں نہ ملے گا۔ شیفتہ کہتے ہیں کہ اگر "اکثر مدعیان کاذب" کے ذکر سے یہ تذکرہ خالی ہو تو اسے میری ناواقفیت پر محمول نہ کیا جائے، اور کوئی ایسا شاعر جس کے یہاں "نمکین" و "شیریں" اشعار موجود ہیں، اس میں نہ ملے، تو یہ سمجھنا چاہیئے کہ یہ اشعار میری نظر سے نہیں گذرے ہیں۔ شیفتہ کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ یہ تذکرہ غیر جانبداری کے ساتھ لکھا گیا ہے: "از مہر وکین احباب واعدا ۔ ۔ ۔ اثرے نیابی۔" ص ۶

Marfat.com

(۳) گلشن میں ۶۷۶[1] شعرا کا ذکر اور ان کے اشعار ہیں، مظہری جس کا صرف ترجمہ نسخۂ کتب خانہ مشرقیہ پٹنہ کے حاشیے میں مرزا مظہر کے ترجمے کے مقابل ملتا ہے، اس تعداد میں شامل نہیں، مگر نعمی، نعیم نعمت، نکہت دو نوا ہیں۔

(۴) انتخاب اشعار کے بارے میں شیفتہ کا قول ہے کہ "غیر از اشعار غزل از دیگر اصناف اعراض رفت" ص ۶ لیکن، اس میں بعض، قطعات بھی (مثلاً "صبح اٹھ جام سے گزرتی ہے الخ") موجود ہیں، جن کے متعلق ہرگز یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ کسی غزل کا جزو ہیں۔ تعداد اشعار ۴۰۳۴ ہے، اور اس میں وہ اشعار بھی شامل ہیں جو پٹنہ کے قلمی نسخے میں ہیں لیکن ان مطبوعہ نسخوں میں نہیں جو میری نظر سے گذرے ہیں۔

(۵) زمانۂ تصنیف کے بارے میں شیفتہ کا بیان ہے کہ اس کا آغاز اوائل ۱۲۴۸ھ اور انجام اواخر ۱۲۵۰ھ میں ہوا۔ سال آغاز و انجام "علی الترتیب بسملہ منتخب بیب" اور "الحمد للہ علی حصول المقاصد والشکر لہ" سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس میں کچھ اضافہ ۱۲۵۱ھ کے بعد ہوا ہے، چنانچہ ترجمہ سعادت یار خاں رنگین کی عبارت ذیل سے ظاہر ہے: "بعد بپایان آمدن ایں تذکرہ عمرش بسر آمد و کان ذالک فی شہر جمادی الثانی سنہ ہزار و دو صد و پنجاہ و یک" ص ۸۸۔ ناسخ سے متعلق عبارت ذیل بھی صریحاً ۱۲۵۰ھ کے بعد کی ہے۔ "بعد مدت از ترتیب و تبییض ایں رسالہ پدید آمد کہ دیوانے دیگر۔۔ فراہم آمدہ و ہم در شہر رسید ۔۔۔ مع ہذا کتاب شہرت گرفتہ ۔۔۔ دخل، و تصرف نا ملائم افتاد ۔۔۔ یک دو سہ شعر (ق = صرف یک دو) از غزلہائے جدید ہم کہ بعض احباب از لکھنؤ ارمغاں کردہ بودند نگارش یافتہ" (ن = ص ۲۲۲)۔ یہ عبارت ق کے حاشیے میں ہے۔ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ غالب کا قطعہ تاریخ اس پر مشعر ہے کہ تاریخ اتمام ۱۲۵۱ھ ہے۔ (ن ص ۲۵۹ ق و م)۔

(۶) گلشن بے خار کی تصنیف میں جن تذکروں سے کام لیا گیا ہے وہ یہ ہیں :۔

۱۔ تذکرۂ اعظم الدولہ، سرور کے نظر سے گزرنے کا ذکر ترجمۂ سرور ص ۹۷ میں اور اس کا حوالہ ترجمۂ مرزا احسن، احسن (ص ۶۰) اور ترجمہ دوست (ص ۲۷) وغیرہ میں ہے۔

۲۔ "تذکرۂ آزردہ" کی ایک عبارت ترجمۂ سودا میں نقل کی ہے۔ شیفتہ لکھتے ہیں: "آزردہ در تذکرۂ خود ۔۔۔ تحت ترجمۂ میر تقی میر در شرح کلام وے حیث قال پستش اگرچہ اندک پست است، اما بلندش بسیار بلند" ص ۱۰۰۔ یہ عبارت عموماً غلط نقل کی جاتی ہے، خدا جانے کس طرح لوگ "اندک" کو "بہ غایت" لکھ دیتے ہیں۔

۳۔ ترجمۂ لطف ص ۱۶۷، میں مرقوم ہے کہ اس کا تذکرہ میں نے دیکھا ہے، مگر اس کا حوالہ کہیں نہیں

---

[1] اشپرنگر جو صرف ایک مطبوعہ نسخے کا ذکر کرتا ہے۔ لکھتا ہے کہ "گلشن میں تقریباً ۶۰۰ شاعروں کا ذکر ہے" (فہرست ص ۱۸۹)۔ یہی بات فہرست کتب خانہ مشرقیہ ص ۱۵۹، میں ہے اور بظاہر فہرست اشپرنگر سے ماخوذ۔ لیکن دتاسی (جلد ۳ ص ۱۲۳) اور جناب عرشی نے (دیباچۂ دستور الفصاحت ص ۴۴ بہ حوالہ فہرست پٹنہ) "تقریباً" کو حذف کر کے صرف "۶۰۰" لکھ دیا ہے۔ یہ تو قطعاً غلط ہے ہی، اشپرنگر کو بھی "تقریباً ۶۰۰" کی جگہ "تقریباً ۷۰۰" لکھنا چاہیے تھا۔

Marfat.com

۴ - شرف الدین احمد مسرور کے ترجمے میں اس کے تذکرے کا ذکر ہے ص ۱۷۶، اور اس کا حوالہ عالم شاہ محزون کے ترجمے میں دیا ہے۔ (ص ۱۰۰)

شیفتہ نے مصحفی کے ترجمے میں ان کے تذکروں کا ذکر کیا ہے، اور عالم شاہ محزون کے ترجمے میں ان کے متعلق مصحفی کے ایک قول کی تردید بھی کی ہے، لیکن، قریب بہ یقین ہے کہ یہ تذکرے "گلشن بے خار" کی تصنیف کے وقت پیش نظر نہ تھے اشپرنگر اور دتاسی نے لکھا ہے کہ شیفتہ نے خاص طور پر تذکرۂ قاسم سے کام لیا ہے، لیکن یہ صحیح نہیں خود شیفتہ نے ترجمۂ قاسم میں (ص ۱۵۰) بہ صراحت لکھا ہے کہ: "قاسم کا تذکرہ میں نے نہیں دیکھا" قاسم کے تذکرے کے بارے میں گلشن میں صرف اسی قدر ہے: "نسبت تالیف تذکرہ بہ قاسم ہم کردہ اند" مردان علی خاں 'مبتلا' کے ترجمہ ص ۱۶۹ میں انکے تذکرے کا ذکر ہے، مگر یہ صراحت نہیں کہ نظر سے گزرا تھا یا نہیں۔ فارسی تذکروں میں نشتر عشق کا ذکر ہے۔ (ترجمہ عاشقی ص ۱۳۲) مگر نام غلطی سے نشۂ عشق لکھا ہے۔

(۷) اشپرنگر نے لکھا ہے کہ اشاعت ثانی ۲۸۲ صفحوں پر ۱۲۵۳ھ مطابق ۱۸۲۷ء میں چھپی تھی (ص ۱۸۹) دتاسی کا بیان ہے کہ "گلشن" مولوی محمد باقر کے مطبع میں جو دہلی میں ہے ۱۸۴۵ء میں طبع ہوا تھا اور اس کتاب کی متعدد اشاعتیں ہیں (صفحہ ۱۲۴) جناب عرشی دیباچۂ دستور الفصاحت میں رقمطراز ہیں کہ "پہلی بار "مطبع لیتھو گرافک دہلی اخبار آفس میں مولوی محمد باقر، والد . . . آزاد کے اہتمام سے ۱۲۵۳ھ (۱۸۳۷ء) میں چھپ کر شائع ہوا۔ دوبارہ دلی اردو اخبار پریس میں ۱۲۵۹ھ (۱۸۴۳ء) میں طبع ہوا" (ص ۹۴) کتب خانہ مشرقیہ پٹنہ میں چھوٹی تقطیع کے ۴۰۱ صفحوں پر ایک نسخہ ہے۔ اس کے سرورق سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ طبع دوم ("مرتبۂ دوم") ہے۔ جسے دہلی اردو اخبار نے "پنڈت موتی لال کے اہتمام سے ۱۲۵۹ھ مطابق ۴-۱۸ (۴ کے بعد کا ہندسہ اب موجود نہیں) میں چھاپا تھا۔ خاتمے کی عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ ۲ شوال ۱۲۵۲ھ مصنف کی تصحیح کی تاریخ ہے۔ اشپرنگر کے نزدیک جو اشاعت ۲ ہے۔ اس کو جناب عرشی نے اشاعت ا لکھا ہے ظاہراً مؤخر الذکر کا قول صحیح ہے۔ ذیل میں "م" اور مروجہ مطبوعہ نسخے اور ایک قلمی نسخے کے اختلافات کی طرف ناظرین کی توجہ منعطف کرائی جاتی ہے۔

۱- م کی ابتدا میں شعرا کی فہرست ہے جو نولکشوری نسخے = ن میں نہیں، لیکن کتب خانۂ مشرقیہ کے قلمی نسخے = ق میں ہے۔ اس میں شعرائے ذیل کے نام ہیں، مگر ان کے تراجم اصل کتاب سے غائب ہیں: منظہری، نعمی، نعیم، نکہت، نوا۔ ن بھی ان شعرا کے تراجم سے خالی ہے، لیکن، یہ ق میں موجود ہیں، اور اس سے ذیل میں نقل کیے جاتے ہیں۔

○

منظہری تخلص، سید محبوب علی از سکنائے کوتانہ و بنتائے برکت اللہ خاں، برکت ابتدا اًاستصلاح سخن از د کردہ، آخر صحبت مومن خاں ہم دریافتہ۔ چندروزاست کہ سرک کردہ (کذا)۔ از وست: (ق کی فہرست میں منظہری

Marfat.com

ہیں، لیکن ق میں ان کا ترجمہ حاشیے میں ہے، اور ان کا کلام مندرج نہیں)۔

نعمی تخلص نعمت اللہ غلام محی الدین، عشق و مبتلا را پدر می شود۔ بہ نظم فارسی میلان خاطر داشت۔ گاہے فکر ریختہ می کرد از وست:

زخم کی صورت جداؤں ہوں میں پانی تیغ سے | تشنہ رہتا ہوں سدا سے اس دم شمشیر کا
دل کو اس زلف سیہ سے کب ہو آزادی نصیب | چھوٹنا مشکل ہے دیوانے سے گھر زنجیر کا

نعیم تخلص، نعیم اللہ خاں از جہانگیر بادیان است مشورہ سخن بادشاہ حاتم می کرد۔ از زادہائے طبع اوست:

کوچۂ یار سے دل ہم سے اٹھایا نہ گیا | مل گیا خاک میں اس طرح کہ پایا نہ گیا
آفت کی نشانی ہی ہے ہم تو زمیں پر | جو سنگ جفا چرخ سے ٹوٹا سو ہمیں پر
خیال کر کے تری مو کمر کو روتا ہوں | وہ کیوں نہ روئے پڑے جسکے بال آنکھوں میں

نعمت تخلص، حکیم عبدالحق شخصے ست در نہایت شکستگی و انکسار، رفیقیست دردمند و غمگسار از برہمنان سکندر آباد است، بر سہائے نام داشتہ، نظر بہ اصل فطرت از بدو سن تمیز از رسوم کفر کارہ و محبت اسلام جانشین دل داشتہ چندے آرزوئے دل برزبان آوردہ نتوانستہ، یاد صنم بر لب و ذکر خدا در دلش بود، عاقبت پردہ برافگند و بے پردہ طریق خدا پرستی از قدوۂ علمائے زمانی مولانا عبدالعزیز طاب ثراہ جعل الجنۃ مثواہ آموخت۔ مانند ظاہر بہ درستی باطن نیز پرداخت و نعمت ہائے فراواں از مولانا ربودہ۔ با فقیر ہم در مقام اخلاص بودہ۔ سالے چند است کہ ازیں دار المحن بدار العیش نقل فرمودہ۔ خدایش بیامرزاد از وست:

پوچھ مت ایام ہجراں میں تھا کیا اسباب زیست | اپنا خوں پیتا رہا اور تیرا غم کھاتا رہا
ظالم نہ پوچھ مجھ سے مری سرگذشت تو | اب کیا تجھی سے تیری ہی جور و جفا کہوں
تڑپے ہے پڑا (یہ) دل غمگیں بغل میں | اب آ کہیں لے باعث تسکین بغل میں
زلفوں کا اب تصور آٹھوں پہر رہے ہے | سودا کہیں نہ ہوئے یہ مجھ کو ڈر رہے ہے
ہر چند ضبط گریہ ہم نے کیا ہے تو بھی | یہ آستین (و) دامن ہر وقت تر رہے ہے

(اشپرنگر نے نعمت، نکہت و نوا کے لیے "گلشن" کا حوالہ دیا ہے)

نکہت تخلص، نیاز علی بیگ از ارشد تلامذۂ شاہ نصیر و از مدحت طرازان شاہ است سکندر نامہ بر دبرّی، زبان (رہ زبان) ریختہ ترجمہ کردہ است، نوبتے داستانے برمن خواندہ بود۔ از وست:

آج ایک پردہ نشیں کو ہے مرے گھر آنا | آئے تو اے ملک الموت تو کہہ کر آنا
دل نہ جا شب گرد زلف یار کے | صبح ہو جائے گی مارے مار کے

نوا تخلص، ظہور اللہ خاں بداؤنی زانوے ادب بخدمت بقا راللہ خاں، ——— بقا تہ کردہ از پیش گاہ مرشد زادۂ عالم، جہاندار شاہ خوش فکر خاں لقب یافتہ بہ لکھنؤ شتافتہ و باجرأت جہاجات واقع شدہ، و بعلت کبر بے معنیٰ از زبان مردم آزار ہا کشیدہ، مصلحت در ترک شہر دیدہ، نظر بکسب دری زبان بہ ایران شتافتہ برگشتہ باز بہ لکھنؤ آمدہ۔ امروز وفات اوراد و سہ سال رفتہ عمر طویل یافتہ۔ این ابیات از و بدست افتادہ:

تیر پہ تیر ناز کا دل پہ مرے گذار تھا | رخنۂ زخم ہر خدنگ دیدۂ انتظار تھا
اس اوج تک تو سیل سرشک اپنا جا پھرا | جس میں کہ ابر جوں کف دریا بہا پھرا
سانس بھی سینے میں اب کھٹکے ہے مرکے پھانس سے | کیا ہی زوروں پر چڑھی ہے ناتوانی ان دنوں
اس پائے حنائی پہ رکھتا ہوں جو میں سر کو | کس ناز سے وہ ہنس کر کہتا ہے کہ بس سر کو
تھکا ہے منزلوں کا یا پیام یاس لاتا ہے | الٰہی خیر کیجیو نامہ بر کچھ سست آتا ہے
حاجت تیر و کماں ہے سخت جانوں کیلئے | قتل کو میری ذرا ابرو پہ بل درکار ہے
ہے گرفتاری سے میری ایک عالم کو نجات | شور نالہ سے مرے ہر شخص شب بیدار ہے
اٹھانے کو کسی نے پھر نہ میری آستیں پکڑی | بہ رنگ نقش پا اس در پہ جب میں نے زمیں پکڑی

یہ آٹھوں شعر نوا کے نام سے ق میں درج ہیں مگر م میں غلام علی خاں، وحشت کی طرف دو جگہ منسوب ہیں۔ ص ۲۴۲ و ص ۳۰ اور ن بھی وحشت ہی کے نام سے ہیں۔

۲۔ صفحہ ۲۴۲ سے صفحہ ۲۵۰ تک "نظام" کے ترجمے کے بعد سے "وحدت" کے ترجمے سے قبل تک م کا نظام بگڑا ہوا ہے۔ نظام کے نام سے جو دو شعر دیئے ہیں یہ نظام (عمادالملک) کے نہیں بلکہ والہ فیض آبادی کے ہیں اور صفحہ ۲۴۶ میں اس کے نام سے بھی درج ہیں:

اعجاز لب اس کا دم عیسیٰ سے نہیں کم | وہ پنجۂ سیمیں ید بیضا سے نہیں کم
معدوم کو کیونکر کوئی ثابت کرے والہ | مضمون کمر یار کا عنقا سے نہیں کم

ن میں یہ اشعار نظام (صفحہ ۲۴۲) و والہ (صفحہ ۲۴۴) دونوں کے نام ہیں، نظام کی طرف شیفتہ نے یہ تین شعر منسوب کئے تھے، جو ق میں ہیں لیکن، م و ن سے غائب ہیں:

Marfat.com

زلف کا کھولنا بہانہ تھا — مدعا ہم سے منھ چھپانا تھا

چھپایا مانگ میں دل اب اسے میں ڈھونڈوں کدھر — کہ آدھی رات ادھر ہے اور آدھی رات ادھر

آیا نہ کبھی خواب میں بھی وصل میسّر — کیا جانیے کس وقت مری آنکھ لگی تھی

م میں نظام کے بعد حالانکہ باب نون ابھی ختم نہیں ہوا، واله (مرحمت خاں)، واصف، واصل، وجیہ، وحشت، وحشت، وحشت، (غلام علی خاں)، کا ذکر آ گیا ہے، مگر مؤخرالذکر کے ترجمے کے اختتام کے بعد ترجمۂ نوا کے یہ فقرے " امروز ... افتادہ " آ گئے ہیں اور ان کے بعد نوا کے ۸ شعر ہیں جو اوپر نقل کئے جا چکے ہیں۔ وحشت مذکور کے بعد پھر حرف نون کے شاعر نوازش، نیاز اور نیاز (میر محمد) ہیں اور نیاز ثانی کے بعد باب واو واقف سے شروع ہوتا ہے اور اس کے بعد علی الترتیب واله فیض آبادی واله (مرحمت خاں، مکرر) اور غلام علی خاں وحشت (مکرر) ہیں، اس بار وحشت کے اصلی اشعار اور ان کے بعد نوا کے وہ اشعار جن کا ذکر آ چکا ہے دیے ہیں۔ وحشت کے بعد وحدت کا ذکر آتا ہے۔ ن میں کسی شاعر کا ذکر مکرر نہیں، اور نہ باب نون میں باب واو کے شاعروں کا ذکر ہے۔ ن میں غلام علی خاں وحشت کے حال میں وہ فقرے بھی جن کا سروکار نوا سے ہے، نہیں ہیں۔

۳۔ شیفتہ نے ذوق کے صرف ۱۴ شعر انتخاب کئے تھے، م میں ان کے علاوہ ۱۶۱ شعر اور ہیں جن کے بارے میں حاشیہ ص ۱۱۲ میں یہ عبارت ہے: "یہاں تک اشعار تذکرۂ سابق میں سے نقل کئے ہیں اور باقی مہتمم مطبع نے بہت کوشش سے بہم پہنچا کر لکھے ہیں۔" ن میں یہ زاید اشعار موجود ہیں، لیکن عبارت بالا غائب ہے۔ ان ۱۶۱ اشعار میں سے پہلا یہ ہے:

اے غم مجھے تمام شب ہجر میں نہ کھا — رہنے دے کچھ کہ صبح کا بھی ناشتا چلے

(۸) نول کشور نے پہلی بار اس کتاب کو ۱۸۷۴ء میں چھاپا۔ خاتمے میں لکھا ہے کہ مصنف کے عہد میں پہلی بار طبع ہوا تھا، لیکن بہت کم یاب ہو گیا تھا، ایک نسخہ ("یکتا نسخۂ پارینہ اش کہ از جا با وقف کرم دگست و از فرط پریشانی شیرازۂ اوراقش گستہ نفس بود") بڑی تلاش سے ملا اور نول کشور کے نسخے کی بنا اسی پر ٹھہری۔ عدم صراحت کے باوجود یقین ہے کہ یہ مطبوعہ نسخہ ہی تھا جو دستیاب ہوا تھا۔ نسخۂ نولکشور کے و م میں جو اختلافات ہیں، ان کا ذکر ہو چکا ہے، اور یہ خوبی ممکن ہے کہ اس مطبع کے اہل کاران کے ذمہ دار ہوں، دونوں میں مشترک اغلاط طباعت بہ کثرت ہیں۔ مطبع مذکور میں دوسری بار ۱۹۱۰ء میں طبع ہوا مگر اس کے بعد پھر چھپا یا نہیں اس کے متعلق میں کچھ کہنے سے قاصر ہوں۔

Marfat.com

(۹) کم از کم ۳ قلمی نسخوں کا مجھے علم ہے۔ ق کے بارے میں مجھے اتنا اور کہنا ہے کہ یہ ۱۲۵۵ھ کا مکتوبہ ہے اور بحر دن صفحہ اس کا ذکر ۳، میں نہیں، گو اس کی فہرست میں یہ تخلّص ہے۔ ظاہراً یہ سہو کاتب ہے۔ ایک نسخہ دتاسی کے پاس تھا، اور ایک ایک نسخہ انڈیا آفس لندن اور مسلم یونیورسٹی علی گڈھ کے کتب خانوں میں ہے۔

(۱۰) شیفتہ کا "مقصود کلّی" جیسا کہ خود انھوں نے لکھا ہے، شعرا کی اسم شماری نہیں، "اشعار دل آرا" کی فراہمی ہے، لیکن بعض اوقات ان کی روش اس کے خلاف معلوم ہوتی ہے، مثلاً احسن معاصر آبرو کا صرف ایک شعر:

نازک بدن پر اپنے کرتے ہو جو غرہ　　موسیٰ کرنے تم کو فرعون سا بنایا

دیا ہے اور اس کے متعلق یہ لکھا ہے: "مضمون ایں بیت کہ مرقوم شد بعینہٖ دون الاثر در کلام... آبرو یافتہ شد، اما چوں از صاحب ترجمہ شعرے، آخر کہ لیاقت داشتہ باشد، در نظر نہ بود، ناچار ثبت گشتہ" ظاہر ہے کہ یہ شعر جو نہ "نمکین" ہے نہ "شیریں" صرف اس لئے درج ہوا ہے کہ احسن بزم شیفتہ میں بار پا سکیں۔

(۱۱) شیفتہ کا دعویٰ ہے کہ کسی شاعر کے یہاں اچھے اشعار ہیں، اور اس کا ذکر اس تذکرے میں نہیں، تو اس کی تنہا وجہ یہ ہے کہ یہ اشعار مجھے نہیں ملے، لیکن اس کا کیا سبب تھا کہ آزردہ جن کے وہ بڑے مداح ہیں اور جن سے ان کے ذاتی تعلقات ہیں (گلشن ص ۱۰ و ص ۱۱) ابتدا میں اس قابل نہ سمجھے گئے تھے کہ تذکرے میں شامل کیے جائیں، اور غالب کی تحریک پر (کلّیات نثر ص ۱۰۶) اس میں انھیں جگہ دی گئی؟ میرا خیال ہے کہ شعرا کے عدم شمول کی ہمیشہ وہ وجہ نہیں جو شیفتہ نے بیان کی ہے، بہرحال سبب کچھ بھی کیوں نہ ہو، سابقین و معاصرین میں انسان، اشتیاق، سیتا رام، عمدہ، ٹیک چند بہار، نول رائے وفا، بے تاب و فرقت الہٰ آبادی، سلیم و حضور عظیم آبادی، اشرف گجراتی، غفلت، بیمار، قاضی محمد صادق خان اختر، برشتہ، حکیم آغا جان، عیش، حیاد ہلوی، امیر پسر نظیر، اسیر و غافل و شور و ضمیر تلامذۂ مصحفی، رند، شاگرد آتش، برق (ان کا نام طور کے ترجمے میں آیا ہے)۔ درخشک تلامذۂ ناسخ، عرش پسر میر، نسیم شاگرد مومن وغیرہ کے تراجم و اشعار کا "گلشن بے خار" میں نہ پایا جانا ایسی بات نہیں جو گلشن بے خار کا ناقد نظر انداز کر سکے۔

اشپرنگر نے لکھا ہے کہ گلشن بے خار بیشتر دوسرے تذکروں سے زیادہ صحیح ہے (ص ۱۸۹)، اور دتاسی اس پر اتنا اضافہ کرتا ہے کہ یہ تذکرہ قاسم سے بھی صحیح تر ہے (ص ۱۲۳)، اس کے متعلق اظہار رائے سے قبل چند باتیں بہ طور تمہید لکھنی ضروری ہیں:

ھ شعرا سے متعلق جو عبارات نثر گلشن میں ہیں، اگر ایک شعر ایک سطر نثر کے برابر سمجھا جائے تو وہ منتخب

Marfat.com

اشعار کے ایک ثلث سے بھی کچھ کم ہیں اور یہ نثر اگر کل شعرا میں مساویانہ تقسیم کی جائے تو کبھی ایک شاعر کے حصے میں ڈھائی سطریں بھی نہ پڑیں گی، مگر جیسا کہ چاہیے تھا، شیفتہ نے سب کے ساتھ برابری کا سلوک نہیں کیا، ایسے شعرا بھی ہیں جو نصف سطر سے زیادہ کے مستحق نہیں ٹھہرے اور ایسے بھی، جن کے حصے میں ۲۰ سطریں آئی ہیں۔

ع۲ "گلشن بیخار" میں جہاں تک حالات کا تعلق ہے، سب کے ساتھ یکساں رویہ نہیں۔ ایسے شعرا بھی ہیں جن کے صرف تخلص پر قناعت کی گئی ہے، (مثلاً معقول ص۱۸۲) اور ایسے بھی جن کا نام، تخلص، وطن سب دیا گیا ہے؛ لیکن ایسا شاعر ایک بھی نہیں جس کا مفصل حال درج کیا گیا ہو۔ مومن استاد شیفتہ جن سے متعلق ۲۰ سطریں ہیں۔ ان کے بارے میں جو معلومات اس تذکرے سے حاصل ہوتے ہیں، وہ پانچ چھ سطروں میں آسکتے تھے۔ حکیم محمد مومن خاں، مومن تخلص، جب تک کوئی محرک نہ ہو شعر نہیں کہتے، اکثر کلام شیفتہ کی خواہش پر موزوں ہوا اور اس کی تدوین و دیباچہ نگاری انھیں نے کی ہے۔ آجکل ریختے کی طرف کم توجہ ہے۔ کبھی کبھی کچھ کہتے ہیں تو فارسی۔ مومن اس وقت تک "موالفت" دہلی کی وجہ سے یہاں سے باہر نہیں گئے اور "شاہان شیریں" کے وصال میں عمر اچھی طرح گذارتے ہیں۔ دیوان "اصناف سخن" سے مملو ہے اور ان کی متعدد مثنویاں ہیں۔ جب استاد کے متعلق اس سے زیادہ نہیں لکھا تو دوسروں کا کیا سوال ہے۔ ناسخ کے اشعار کا جو انھوں نے فراق لکھنؤ میں کہے تھے ذکر کرتے ہوئے شیفتہ لکھتے ہیں: "خلاف عنوانست کہ بہ نقل و بیان حکایت، آمدہ قصد متعلق نہ گشتہ الا ماشاء اللہ" اس سے ان کی روش کا صاف پتا چلتا ہے۔

ع۳ تراجم تذکرۂ قاسم کے مقابلے میں عموماً بہت مختصر ہیں، اور سرور وذکا کے تذکروں میں شعرا کی تعداد "گلشن بے خار" سے بہت زیادہ ہے۔ تذکرۂ قاسم میں بھی بہ قول اشپرنگر ۸۰۰ تراجم ہیں (میں اس بیان کی صحت کا ضامن نہیں۔)

شیفتہ کا مطمح نظر تحقیق نہیں اور نہ اس کا کوئی ثبوت موجود ہے کہ ان میں اس کی صلاحیت قاسم، سرور وغیرہ سے زیادہ تھی۔ انھوں نے نسبتاً کم شعرا کو اپنے تذکرے میں جگہ دی ہے، اور حالات بہت اختصار سے لکھے ہیں، اس لئے اگر ان کے یہاں اغلاط کی تعداد کم ہو تو تعجب کی جگہ نہیں۔ جہاں تک سابقین کا تعلق ہے ان کے متعلق تحقیقات میں اس سے بہت کم مدد مل سکتی ہے؛ معاصرین اور علی الخصوص شعرائے دہلی کے بارے میں البتہ کچھ ضروری باتیں اس میں موجود ہیں، مگر ان کے بارے میں بھی ظاہراً ان کا یہ حال ہے کہ جو کچھ پہلے سے معلوم تھا، حوالۂ قلم کر دیا ہے، بہت کم امور ہوں گے جن کے متعلق تذکرے کی تصنیف کے دوران میں انھوں نے

Marfat.com

خاص طور پر تحقیقات کی ہو۔ ان کی بے پروائی کی ایک مثال یہ ہے کہ انھوں نے آشوب کا نام جو سید تھے امداد علی بیگ لکھ دیا تھا، غالب نے مسودہ دیکھا تو انھیں اس کی طرف متوجہ کیا۔ (کلیاتِ نثر ص ۱۰۶) اور انھوں نے اپنی غلطی کی تصحیح کی۔

(۱۳) ذیل میں گلشنِ بے خار کے اغلاط کا ذکر کیا جاتا ہے، مگر یہ واضح رہے کہ استقصا کی کوشش نہیں کی گئی:

ع۱ شیفتہ کا بیان ہے کہ انشا کی وفات کو بیس برس ہوئے، حالاں کہ مصحفی کا ایک قطعہ اس پر مشعر ہے کہ ان کا سالِ وفات ۱۲۳۲ھ ہے (مصحفی وانشا از راقم اردو ادب جنوری اپریل ۱۹۵۵ء ص ۴۲۸)۔

ع۲ سالِ وفات میر امانی، امانی ۱۱۷۷ھ، مگر گلزارِ ابراہیم (نسخۂ کتب خانہ پٹنہ یونیورسٹی و کلکتہ) اور "گلشنِ ہند" میں ۱۱۸۷ھ ہے۔

ع۳ کس کے یہ خارِ مژگاں دل میں کھٹک رہے ہیں ۔۔۔ جو چشم سے لہو کے قطرے ٹپک رہے ہیں

منسوب بہ مجہول الاسم امانی دہلوی، لیکن گلزارِ ابراہیم و گلشنِ ہند میں بہ نام میر امانی، امانی دہلوی،

ع۴ اس شکار انداز سے لگ کر کوئی پھوٹے آنکھ ۔۔۔ کیوں نہ ہو صید افگنی وقتِ رم نخچیر کا

بس میں آیا جو تمھارے اسے چاہو سو کرو ۔۔۔ کیا ستم آدمی سہتا نہیں لاچاری ہے

تیرے گھر جانے سے بس میرا تو گھر جاتا ہے ۔۔۔ اے مری جان کے دشمن تو کدھر جاتا ہے

ہائے سرخی ترے رخسار کی ہنگامِ عتاب ۔۔۔ جتنا بگڑے ہے تو اتنا ہی سنور جاتا ہے

بہ نام علی محمد خاں، امیر (پدر فیض اللہ خاں، بانی ریاست رامپور) لیکن، ان کا شاعر ہونا ثابت نہیں۔ شوق، حسن، مصحفی وغیرہ (مصحفی امیر کے نوکر بھی رہے تھے) کہتے ہیں کہ امیر تخلص علی محمد خاں کے بیٹے محمد یار خاں کا تھا۔ اور یہ چاروں شعر مصحفی نے ان کے نام سے درج کیے ہیں۔

ع۵ بے تاب بھی کیا جواں تھا اے ولے ۔۔۔ ہو خانہ خراب اس اجل کا

بہ نام بے تاب شاگرد حاتم، لیکن اس تخلص کا کوئی شاگرد حاتم کا نہیں۔ مصحفی قائم کی زبانی لکھتے ہیں کہ یہ شعر میرے شاگرد بے تاب کا ہے اور یہ تذکرۂ شوق میں بہ نام سنتوکھ رائے بے تاب، شاگرد قائم مرقوم ہے۔

ع۶ بے تاب سیوک رام کے حالات نہیں دیے، صرف ایک شعر سہ:

"محبت کی بھی کچھ ہوتی ہیں کیا اے ہم نشیں راہیں" الخ

اسی کے نام سے لکھا ہے؛ یہ دراصل سنتوکھ رائے ہے۔ (معاصر حصہ ۲ ص ۲۶ تا ۲۸)

Marfat.com

ے سیاہی موئی گئی دل کی آرزو نہ گئی　　　ہمارے جامۂ کہنہ سے مے کی بو نہ گئی

یہ نام راجہ بینی بہادر۔" از راجگان صوبہ بہار" پدر پروانہ، متخلص بہ بہادر، لیکن علی محمد خاں کی طرح ان کا شاعر ہونا بھی ثابت نہیں۔ یہ صوبۂ بہار کے بھی نہ تھے، بیسواڑہ کے رہنے والے تھے۔ (عماد السعادت ص ۸۰) "سیاہی الخ" قاسم نے عماد الملک، نظام تخلص کے نام سے لکھا ہے، مگر میں یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا کہ انتساب صحیح ہے۔ عماد الملک کے شاعر ہونے میں البتہ کچھ شک نہیں۔

ے۸ تاباں کو ظاہرا بہ تقلید لطف سودا کا شاگرد لکھا ہے۔ یہ بالکل ثابت نہیں۔ حشمت سے تلمذ مسلم ہے اور تذکروں میں انھیں حاتم کا شاگرد بھی بتایا گیا ہے۔ مجھے اس کے متعلق باوجود اس کے کہ خود تاباں کے اشعار اس کے ثبوت میں پیش کیے جاتے ہیں، شبہ ہے۔

ے۹ ترجمۂ تجلی میں ان کا نام میر محمد حسین اور ترجمۂ عاشق میں غلام حسن لکھا ہے۔ پہلا کسی طرح صحیح نہیں، اس لیے کہ یہ ان کے والد کلیم کا نام ہے۔

ے۱۰ اصالت خاں، ثابت (گلزار ابراہیم و تذکرۂ عشق) کا نام اجابت خاں لکھا ہے۔

ے۱۱ مرے ادب نے رکھا مجھ کو یاں تلک محروم　　　کہ بعد قتل بھی دامن تلک لہو نہ اڑا

یہ نام شاہ شمس الدین، ثاقب شاگرد آبرو، لیکن ثاقب شاگرد آرزو کا نام شمس الدین تھا اور ان کے نام سے پہلے لفظ شاہ نہیں لکھا جاتا۔ (نکات الشعرا و مخزن نکات وغیرہ) یہ شعر بھی ثاقب کا نہیں، میر تقی عرف میر گھاسی کا ہے۔ (تذکرۂ میر حسن)

ے۱۲ "جانی تخلص بیگم جان المشتہر بہ بہو بیگم بنت نواب قمر الدین خاں... کہ نسبت زوجیت با نواب آصف الدولہ... داشت" بہو بیگم آصف الدولہ کی ماں ہیں، اور ایک تاریخی شخصیت۔ آصف الدولہ کی بیاہتا بی بی کا نام شمس النسا تھا اور یہ قمر الدین خاں کی بیٹی نہیں، پوتی تھیں (عماد السعادت ص ۱۰۲) قاسم نے ان کا ترجمہ دلہن بیگم کے تحت دیا ہے اور لکھا ہے کہ مشہور بہ نواب بہو تھیں۔ شیفتہ نے جو دو شعر دیے ہیں ان میں سے ایک " کیا پوچھتے ہو ہم دم اس جسم ناتواں کی الخ" تذکرۂ قاسم (مخطوطۂ پٹنہ) میں دلہن بیگم کے نام سے درج ہے اور دوسرا جس کا قافیہ "راس" اور ردیف "نہیں ہے" ہے قاسم نے گنا بیگم کی طرف منسوب کیا ہے۔ شیفتہ نے دلہن بیگم کا الگ ذکر کیا ہے، مگر یہ نہیں بتایا کہ یہ کون ہیں۔ میرا خیال ہے کہ شاعرہ دلہن بیگم ایک ہی ہیں۔ جانی ان کا تخلص ہے یا نہیں، فی الحال میں اس کے بارے میں کچھ کہنے سے قاصر ہوں۔ ان کا

Marfat.com

نام بیگم جان میں نے کہیں نہیں دیکھا۔

۱۳ محمد عابد، جوشش کے نام سے یہ دو شعر دیئے ہیں: "چوں آئینہ بہ ستم رسیدہ الخ" اور "تمہارے در پہ جو درباں نے آستیں پکڑی الخ" اور ان سے الگ محمد روشن، جوشش کا ترجمہ لکھا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ محمد عابد، دل اور محمد روشن، جوشش دو بھائی تھے، محمد عابد، جوشش کا وجود نہیں، پہلا شعر جوشش اور دوسرا دل کا ہے (مقدمہ دیوان جوشش مرتبہ راقم)

۱۴ "حزیں از حالش ایں قدر معلوم است کہ ... شخصے بودہ در آواں ... محمد شاہ" اور ان کے نام سے جو ایک شعر دیا ہے اس کا قافیہ "حسن" اور ردیف "نہیں" ہے۔ یہ محمد باقر، حزیں ہیں جن کی وفات عہد محمد شاہ کے بعد ہوئی ہے۔ (تذکرۂ شورش نسخۂ آکسفرڈ)۔ شعر انھیں کے نام سے تذکرۂ حسن میں ہے۔

۱۵ یہ رنگ آبلہ لے وائے یہ کیا زندگانی ہے کہ جس کے پاؤں پڑتا ہوں اسی کو سرگرانی ہے

ذوقی رام، حسرت کی طرف منسوب کرنے کے بعد یہ اضافہ کیا ہے: "بنام جعفر علی حسرت ہم نگاشتہ اند" یہ شعر تذکرۂ حسن، گلزار ابراہیم، گلشن ہند وغیرہ میں صرف مؤخر الذکر کے نام سے ہے اور ان کے دیوان کے نسخۂ رامپور میں بھی ہے۔

۱۶ خواجہ حسن کے بارے میں لکھا ہے: "بایکے از نسوان السوق بخشی نامہ علاقہ خاطرے پیدا کردہ نامش بطریق التزام در مقاطع غزلیات می آرد۔" دیوان کے نسخۂ کلکتہ سے اس کی تصدیق نہیں ہوتی کہ مقطعوں میں التزاماً بخشی کا نام آتا ہے۔ بخشی و حسن کے تعلقات کی نسبت جو کچھ لکھا ہے۔ اس سے صورتحال کا ملاً ظاہر نہیں ہوتی۔ حسن نے بخشی سے نکاح کر لیا تھا، اور ان دونوں کی محبت کی کہانی جرات نے ایک مثنوی میں نظم کی ہے، جو کلیات جرأت کے کئی نسخوں میں میری نظر سے گذری ہے، (از آں جملہ نسخۂ پٹنہ)

۱۷ دربارۂ خاکسار: "در ریعان جوانی با مار و سرے داشت، ... و ہر کہ مد نظر او مے بود تعلقات دنیوی می گذاشت" اس کرامت کا ذکر کسی ہم عصر نے نہیں کیا، میر و قائم نے ان کے باب میں جو کچھ تحریر کیا ہے۔ وہ ان کے برخود غلط اور احمق ہونے پر مشعر ہے۔

۱۸ دیوانہ کا نام سرب سنگھ لکھا ہے (تراجم دیوانہ و حیران و پروانہ) لیکن یہ سرب سکھ ہے جیسا کہ مصحفی کے اس مصرع سے ثابت ہے: ع

"وہی ہوں میں جسے دیوانہ سرب سکھ نام" (دیوان قصائد)

Marfat.com

یہی نام ان تذکروں میں ہے جن کے مصنف ان سے ذاتی واقفیت رکھتے ہیں (سفینۂ عشرت، نقش معانی، مخزن الغرائب، سفینۂ ہندی، انیس الاحبا نسخہ ہائے پٹنہ)

ع۱۹ غلام علی راسخ کا سال وفات ۱۲۴۰ھ بتایا ہے، لیکن یہ ۱۲۳۸ھ ہے۔ جیساکہ دیوان یاس شاگرد راسخ سے ثابت ہے۔ نساخ نے بھی یہی سنہ لکھا ہے۔

ع۲۰ راجہ بہادر خلف شتاب رائے کا تخلص راجہ لکھا ہے، ان کے دو دواوین فارسی میں جو جناب سید حسن عسکری استاذ تاریخ پٹنہ کالج کی مہربانی سے میرے مطالعے میں آئے ہیں، یہ تخلص کہیں نہیں آیا، عبرتی نے معراج الخیال (نسخۂ کلکتہ) میں عاشق تخلص لکھا ہے اور غالباً تذکرہ شورش میں بھی یہی ہے۔ واضح رہے کہ راجہ بہادر کا نام کلیان سنگھ ہے مگر یہ "گلشن بے خار" میں نہیں۔

ع۲۱ رفاقت شاگرد جرأت نام مرزا مکین لکھا ہے، یہ مرزا مکھن ہے (تذکرۂ ہندی مصحفی)

ع۲۲ میر محمد رضا، رضا عظیم آبادی شاگرد ضیا اور میر محمدی، رضا لکھنوی، شاگرد ضیا کا ترجمہ الگ الگ دیا ہے۔ یہ دونوں ایک ہیں، میر محمدی میر محمد رضا کا عرف تھا، لکھنؤ کا کوئی شاعر جس کا تخلص رضا ہو ضیا کا شاگرد نہ تھا۔ لکھنوی کہنے کی وجہ مقدمۂ دیوان رضا نوشتۂ راقم میں ملے گی۔

ع۲۳ ایک دن پہلے ہی دنیا سے اٹھانا ہم کو یاالٰہی شب فرقت نہ دکھانا ہم کو

لے جاؤ گے تم اس کی گلی سے جو یاں مجھے آرام جو یہاں ہے نہ ہوگا وہاں مجھے

بہ نام میر جنوں، (قلمی نسخہ جیون اور یہی صحیح) زار، لیکن یہ دونوں شعر میر مظہر علی زار کے ہیں۔ (تذکرۂ حسن)

ع۲۴ جان و دل سب قبول ہے جانا پر گلی میں تری مجھے آنا

بہ نام عبدالسبحان، سبحان شاگرد آبرو، لیکن "نکات الشعرا" میں بہ نام محمد سجاد، سجاد شاگرد آبرو۔ عبدالسبحان، سبحان محمد سجاد، سجاد کی تصحیف ہے اس نام اور تخلص کا کوئی شاعر آبرو کا شاگرد نہ تھا۔ یہ بھی واضح ہے کہ کسی نے اس شعر کے علاوہ کوئی شعر سبحان کے نام سے نہیں لکھا۔

ع۲۵ درباره سراج الدین علی، سراج: "آوردہ اند کہ روئے ... سراج پروانۂ شمع روئے از ... ہنود گشت ... آخر تاثیر عشق ... در دل مرشد پدر آں ماہوش انداخت کہ برائے وصلت آں ہر دو پدرش را ہدایت ساخت، وے ... در دم شمع را بہ پروانہ داد یعنی دخترش را بہ سراج ... سراج پروانہ وار گرد آں چراغ محفل حسن گردیدہ جان بہ جان آفریں سپرد"۔ اس کے بعد لکھا ہے کہ اس غزل کے سوا جو شہرت تمام رکھتی ہے

Marfat.com

اور جس کا ایک شعر (قافیہ "ہری" بہ ردیف "رہی") نقل ہوتا ہے، اس کا کچھ کلام مسموع نہیں۔ نام جیسا کہ چمنستان شعرا وغیرہ میں ہے، سراج الدین ہے، سراج علی نہیں۔ ان کا مکمل دیوان اور انتخاب دیوان الگ الگ چھپ چکا ہے اور غزل مذکور دونوں میں موجود ہے۔ سراج کے عشق کا جو واقعہ بیان کیا ہے وہ اس طرح نہیں اور نہ اس کا نتیجہ سراج کی موت ہوا ہے۔ اصل حکایت خود سراج نے بوستان خیال کے نام سے بہ طور مثنوی نظم کی ہے، جو غالباً دیوان مطبوعہ میں شامل ہے۔ انتخاب دیوان میں اس کے منتخب اشعار ہیں مگر انتخاب اس طرح کیا ہے کہ قصہ معلوم ہو جاتا ہے۔

ع۲۵ سراج اورنگ آبادی مجہول الاسم کا ترجمہ الگ دیا ہے۔ یہ وہی سراج ہیں جن کا (۲۴) میں ذکر ہے۔ شیفتہ نے انھیں معاصر آبرو لکھا ہے، سراج نے آبرو کا زمانہ ضرور پایا ہے مگر وہ ان کے ہمعصر نہیں۔ آبرو کا سالِ وفات ۱۱۴۶ھ ہے اور ایک شعر کے مطابق جو انتخاب دیوان میں درج ہے۔ سراج ۱۱۵۲ھ میں ۴۸ برس کے تھے۔

ع۲۶ سرور شاگرد دلنواز حسین کا ذکر بہ صیغۂ ماضی کیا ہے، لیکن ان کا سال وفات ۱۱۸۵ھ ہے۔

ع۲۷ دربارۂ سودا: "بسن شباب بہ لکھنؤ رفت": سودا کا سال ولادت ۱۱۱۸ھ کے لگ بھگ ہے یہ غالباً حملۂ درانی کے بعد فرخ آباد گئے ہیں، وہاں ۱۱۸۳ھ تک ان کے قیام کا ثبوت موجود ہے (گل رعنا نسخۂ پٹنہ) وہاں سے وہ فیض آباد پہنچے ہیں اور لکھنؤ میں قیام ۱۱۸۸ھ کے بعد کی بات ہے۔ فیض آباد و لکھنؤ ایک قرار دیئے جائیں، جب بھی اودھ پہنچنے کے وقت ان کی عمر ۶۰ سے کئی برس زیادہ تھی۔ اسے "سن" "شباب" کسی طرح نہیں کہہ سکتے۔

ع۲۸ شورش عظیم آبادی کا سال وفات ۱۱۹۰ھ لکھا ہے، مگر یہ ۱۱۹۵ھ ہے جیسا کہ گلزار ابراہیم و گلشن ہند میں ہے۔

ع۲۹ جمع کر کے درد سارے تو نے پیدا دل کیا — کہہ تو اے دست قضا پھر اس کیا حاصل کیا
نہ رکھ محروم بوسے سے بھی قاتل کہ مرتے ہیں — جو مانگے سو اسے دیتے ہیں جس کو قتل کرتے ہیں
تربت ضیا کی دیکھی کل رات دور سے جو — آئے نظر مجھے واں شمع و چراغ کتنے
جا کر جو آج دن کو دیکھا کیا تفحص — اک دل جلے ہے اس میں حسرت کے داغ کتنے

بہ نام ضیا تخلص شخصے از تلامذۂ میر ضیا یہ کل اشعار حسن نے جو ضیا کے شاگرد ہیں، اپنے استاد کے نام سے لکھے ہیں اور ہرگز کسی دوسرے کے نہیں۔ ضیا تخلص کا کوئی شاگرد بھی ضیا کا ہو، یہ ثابت نہیں۔

ع۳۰ میر ضیاء الدین: ضیا اور ضیاء الدین حیا کا ترجمہ الگ الگ دیا ہے اور شعر ذیل مؤخر الذکر کی طرف منسوب کیا ہے:

Marfat.com

جوں چنار اس جا نہ پھولیں ہیں نہ پھل لاتے ہیں ہم   جب مراد اپنی کو پہنچیں ہیں تو جل جاتے ہیں ہم

یہ شعر حسن نے میر ضیاء الدین کے نام سے لکھا ہے۔ دونوں ضیا ایک ہی ہیں۔

۳۲ عبدالواسع حالش نہفتہ ماند او راست:

بجز رفاقت تنہائی اسرا نہ رہا   سوائے بے کسی اب کوئی آشنا نہ رہا

میر و قائم دونوں نے یہ شعر عبدالولی، عزلت کے نام سے لکھا ہے۔ مگر حسن نے غلطی سے عبدالولی کو عبدالواسع لکھ دیا ہے، اور اس طرح ایک خیالی شاعر کا تذکروں میں شمول ہو گیا۔ شیفتہ نے عبدالولی عزلت کا الگ ذکر کیا ہے۔

۳۳ کہنے کو ادھر اُدھر گئے ہم   تھے تیری طرف جدھر گئے ہم

بہ نام عسکری، لیکن میر حسن نے عشق کے نام سے لکھا ہے۔

۳۴ مرزا علی، لطف، شاگرد سودا ص ۱۲۵ (ترجمۂ عشرت) لیکن دوسری جگہ ص ۱۶۷ (ترجمۂ لطف) میر کے تلامذہ میں شامل کیا ہے اور تلمذ سودا کی طرف اشارہ بھی نہیں کیا۔

۳۵ مرزا علی قلی، دہلوی علی تخلص کے نام سے شعر ذیل لکھا ہے:

جدائی میں تری ہم کیا کہیں کس طرح جلتے ہیں   بجائے مو بدن سے آگ کے شعلے نکلتے ہیں   ص ۱۳۷

لیکن شیفتہ نے اسے مرزا علی ندیم تخلص، مرثیہ گوئے مشہور ساکن دہلی "شریک دورۂ میر و مرزا" کی طرف بھی منسوب کیا ہے۔ یہ دونوں ایک ہیں، بہ خوبی ممکن ہے کہ ندیم نے احیاناً لفظ علی کو بھی بہ طور تخلص استعمال کیا ہو۔ اگر یہ دونوں واقعی دو ہیں، یا پہلے شاعر کا وجود نہیں تو شعر قطعاً ندیم کا ہے، جو فغاں کے استاد تھے اور جنھیں قائم نے دور میر و مرزا نہیں، بلکہ دور آبرو و مضمون میں شامل کیا ہے۔ مطبوعہ مخزن نکات میں "مراد علی قلی ندیم" چھپا ہے۔ "مراد" مرزا کی تصحیف ہے اور حسن نے اس کی جگہ "مرزا" ہی لکھا ہے۔ "مرزا علی" جو شیفتہ نے لکھا ہے غلط ہے، اور شعر مذکور قائم و حسن دونوں کے یہاں ندیم کے نام سے ہے۔

۳۶ عیشی کو اردو میں مصحفی کا شاگرد لکھا ہے، یہ صحیح ہو تا تو مصحفی ممکن نہ تھا کہ اس کا ذکر نہ کرتے۔ وہ ان کے بارے میں یہ لکھ کر کہ انشا و قتیل سے استفادہ کیا تھا، یہ اضافہ کرتے ہیں کہ اب اپنے وقت کے خود استاد ہیں، کسی کی شاگردی کے مقر نہیں (ریاض الفصحا) مگر دیوان عیشی (نسخۂ کلکتہ) میں ایک قصیدہ انشا کی مدح میں ہے جس میں ان سے تلمذ کا اعتراف کیا ہے۔

۳۷ مجهول الاحوال فارغ، مکند سنگھ فارغ اور فارغ شاہ فارغ بریلوی کا ذکر الگ الگ کیا ہے

Marfat.com

شیفتہ نے پہلے فارغ کا جو شعر دیا ہے وہ تذکرۂ حسن میں مجہول الاسم فارغ کے نام سے ہے جو ہندو بچہ، وکالت پیشہ، شاگرد حاتم و مرید شاہ فخر الدین، حال مقام دہلی تھا۔ مریدی سے لازماً یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ باقاعدہ تبدیل مذہب کی ہو۔ آخری فقرہ اس پر مشعر ہے کہ اصلاً دہلوی نہ تھا۔ یہ اور مکند سنگھ فارغ بے شبہ ایک ہیں۔ انھیں قاسم نے شاگرد حاتم، "مطیع الاسلام" اور حال مقیم بریلی لکھا ہے۔ "گلشن بے خار" میں فارغ ۲ کا شعر قاسم کے یہاں بھی ہے۔ فارغ شاہ، فارغ بریلوی بھی ان سے الگ نہیں۔ مگر اس وقت میں اس سے مفصل بحث کرنی نہیں چاہتا۔

ع۳۸ فدوی نام محمد حسن؛ قائم، حسن، مصحفی اور قاسم محسن۔

ع۳۹ فدوی مشہور بہ مرزا ہجو؛ وقائع نگار احمد شاہ۔ حسن وغیرہ نے ہجو لکھا ہے۔ عہد احمد شاہ میں وقائع نگار ہونا دور از قیاس ہے اور نہ حسن، شورش، ابوالحسن، امیر اللہ، اور عشقی نے اس کا ذکر کیا ہے۔ قرین قیاس یہ بات ہے جو قاسم نے لکھی ہے:

"نیاگانش بخدمت سوانح نگاری عز امتیاز داشتند"

ع۴۰ فغاں کے ترجمے میں ان کا نام اشرف خاں، اور گماں و ماہر کے ترجموں میں اشرف علی خاں لکھا ہے۔ دوسری بات صحیح ہے۔ (نکات الشعرا، مخزن نکات، گل رعنا، تذکرۂ شورش وغیرہ)۔

ع۴۱ سال وفات فغاں ۱۱۹۶ھ؛ لیکن "گلزار ابراہیم" و "گلشن ہند" میں ۱۱۸۶ھ۔ عشقی نے "سرور دلہا رفت" مادۂ تاریخ دیا ہے۔ یہ مفتوں (علی بخش، شاگرد تائید) کا نکالا ہوا ہے (اس کے متعلق کچھ باتیں "معاصر نمبر ۲" میں ملیں گی)۔

ع۴۲ درباره فقیر: "در ۱۱۷۰ھ بعد کسب سعادت زیارت حرمین ... ہنگام بازگشت، زورق حیاتش طوفانی شد۔" یہ ۱۱ ـــــھ میں عتبات عالیات کی زیارت کے لئے گئے تھے۔ اواخر ۱۱۸۳ھ میں واپس آرہے تھے کہ ان کی کشتی ڈوب گئی۔ (گل رعنا نسخۂ پٹنہ)۔

ع۴۳ وفات قائم ۱۲۱۰ھ۔ اس سنہ کی اکیلی سند لطف کا بیان ہے اور اس نے اس کے ساتھ لفظ شاید لکھا ہے، جس کے معنی یہ کہ خود اسے اس پر یقین نہیں، شیفتہ نے اسے حذف کر دیا۔ یہ محققین کی روش نہیں۔ سنہ صحیح بھی نہیں، مصحفی کے تذکرۂ ہندی میں جو ۱۲۰۹ھ میں مکمل ہوا ہے قائم کی وفات کا ذکر ہے۔

ع۴۴ غنی بیگ قبول مشہور فارسی گو کا اردو شعر دیا ہے۔ یہ بارہویں صدی کے عشرۂ چہارم میں مرے ہیں۔

Marfat.com

اور اس کی کوئی قابل قبول سند نہیں کہ انھوں نے اردو میں شعر کہے تھے۔

۴۵ شاہ قدرت اللہ قدرت وفات ۱۲۰۵ھ۔ اس سنہ کی واحد سند لطف کا قول ہے اس موقع پر بھی شیفتہ نے لفظ شاید حذف کر دیا ہے۔

۴۶ "قمر، مرزا قمر الدین عرف مرزا حاجی پسر بزرگ مرزا تقی ہوس۔" ان کا ترجمہ ریاض الفصحا میں ہے اور ان کے جستہ جستہ حالات تاریخ اودھ کی کتابوں میں ملتے ہیں۔ یہ مرزا فخر الدین احمد عرف مرزا جعفر کے بیٹے ہیں۔

۴۷ مژگاں سے گریبچے دل ابر کرے ہے ٹکڑے　　یہ بات میں نے کہکر جب اس سے داد چاہی
کہنے لگا کہ ترکش جس وقت ہووے خالی　　تلوار گر نہ کھینچے تو کیا کرے سپاہی

ایک مجہول الاحوال شاعر کامل بیگ، کامل کے نام، لیکن یہ قطعہ بندرابن، راقم کا ہے (نکات الشعرا و مخزن نکات)

۴۸ "گریاں تخلص میر محمد علی از لکھنؤ" (ایک شعر قافیہ سلامت کا ردیف)۔ حسن نے گریاں کا نام میر علی امجد اور ان کا وطن دہلی لکھا ہے۔ شعر مذکور بھی ان کے یہاں ملتا ہے۔

۴۹ "ترجمۂ کلیم" میں ان کا نام محمد حسین لکھا ہے، اور یہ صحیح ہے (نکات الشعرا، مخزن نکات)، لیکن تجلی کے ترجمے میں ان کا نام محمد حسن اور خود تجلی کا نام محمد حسین لکھا ہے۔ ص ۴۰

۵۰ کلیم کے بارے میں لکھا ہے: "ترجمۂ فصوص الحکم ... در ریختہ کردہ" اس سے غلط فہمی پیدا ہوتی ہے۔ قائم نے لکھا ہے کہ "ترجمہ شروع کیا تھا، مگر "بسبب بعضے عوارض دست از آں باز داشت۔"

۵۱ فخر الدین خاں، ماہر خلف اشرف علی خاں، فغاں، شاگرد سودا و ساکن لکھنؤ۔ یہ سید ہیں اور حسن نے ان کا نام میر فخر الدین (تحت تخلص فخر) لکھا ہے، ان کے والد کا نام اشرف علی خاں ضرور تھا، لیکن یہ فغاں نہیں جو قبیلۂ زنکنہ سے تھے (گلزار ابراہیم قلمی) یہ وہ بزرگ ہیں، جنھوں نے تذکرہ لکھا تھا اور جن کی وجہ سے سودا سے مکین میں نزاع ہوئی تھی (ملاحظہ ہو راقم کا مقالہ سودا و مکین معاصر حصہ ۱)۔

۵۲ میں تو بندہ ہوں تری جور و جفا کا لیکن　　سخت دھڑکا ہے مجھے اس دل سودائی کا

بہ نام میر باقر، مخلص، لیکن شعر میر باقر حزیں کا ہے۔ (مخزن نکات)

۵۳ مستمند، یار علی خاں" از اہالی عظیم آباد، لیکن یہ دہلوی تھے (تذکرۂ میر حسن)

۵۴ اپنی ہم بندگی پہ بھولے تھے　　پر جو دیکھا وہاں خدائی ہے

بہ نام مشتاق علی خاں، مشتاق، لیکن شعر میر حسن، مشتاق مقیم فیض آباد کا ہے، (تذکرۂ میر حسن)

Marfat.com

۵۵؎ ہمارے کام یہ ہر چند آسمان پھرے ۔ مجھے قسم ہے جو تو اس طرف کو آن پھرے

بہ نام محمد واصل، مشتاق، لیکن جعفر علی حسرت کا شعر ہے اور گلشن ہند میں اس زمین کے ایک اور شعر کے ساتھ موجود ہے۔ جہاں تک مجھے یاد ہے حسرت موہانی نے جو انتخاب اس شاعر کے دیوان کا شائع کیا ہے اس میں بھی یہ شعر ملتا ہے۔

۵۶؎ شیفتہ نے مصحفی کے ۶ دواوین اردو کا ذکر کیا ہے، لیکن ۸ دیوان تھے، مجموعۂ قصائد اردو مزید برآں۔ آٹھوں دیوان پٹنہ میں ہیں، اسیر شاگرد مصحفی کا مقطع اس کے دیوان اول ۲ میں ہے:

ہندی میں آٹھ دیوان لکھے اسیر اس نے
کیا روضۂ مثمن ہے خوب مصحفی کا

۵۷؎ مضمون کا وطن جاجمو "از متعلقات اکبر آباد" لکھا ہے، جاجمو متعلقات اکبر آباد سے ہرگز نہیں مضمون کا وطن بھی جاجمو نہیں، جاجو ہے جس کے بارے میں میر حسن نے لکھا ہے: "قصبہ ایست متصل اکبر آباد"۔ یہ وہی تاریخی مقام ہے جہاں معظم و اعظم میں فیصلہ کن لڑائی ہوئی تھی۔

۵۸؎ ۔ سال وفات مظہر ۱۱۹۲ھ، یہ ظاہر تقلید سرور ہے۔ (فہرست اشپرنگر ص ۲۵۶) مگر تعجب کی بات یہ ہے کہ منت کا مادۂ تاریخ "عاش حمید اً مات شہیداً" بھی دیا ہے جس سے ۱۱۹۵ نکلتا ہے۔ یہ متعین ہے کہ شیفتہ نے یہ دیکھنے کی زحمت گوارا نہیں کی کہ اس کے اعداد کیا ہیں۔ صحیح ۱۱۹۵ھ ہے (عقد ثریا مصحفی وغیرہ)

۵۹؎ منت عمر ۹ ۴ سال وفات ۱۲۰۸ھ۔ سال وفات صحیح، عمر غلط، علی ابراہیم خاں نے خلاصۃ الکلام (نسخۂ پٹنہ) میں خود منت کے قول کے مطابق سال ولادت ۱۱۵۶ھ لکھا ہے۔

۶۰؎ خدا بخش، موج اکبر آبادی لکھنؤ میں وفات، لیکن باطن اکبر آبادی اپنے تذکرے میں اس کی تردید کرتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ وفات وطن میں ہوئی۔

۶۱؎ میر "خواہر زادۂ" آرزو۔ یہ صحیح نہیں، آرزو میر کی سوتیلی ماں کے بھائی تھے۔ (ذکر میر)۔

۶۲؎ میر... از اہل اکبر آباد... دسبد و حال بہ شاہجہاں آباد آمد و تمتع نیافتہ ناکام برگشتہ در لکھنؤ گذرانید" یہ بڑی غلط فہمی پیدا کرنے والی جسارت ہے۔ میر "بد و حال" میں ضرور دہلی گئے (سال ولادت ۱۱۲۵ھ دیباچۂ کلیات مرتبۂ آسی)، لیکن ان کا قیام دہلی میں یا اہل دہلی کے ساتھ کہیں قریب ہی ۱۱۹۶ھ تک رہا ہے۔ اس سال وہ لکھنؤ گئے ہیں (میر تقی میر از راقم، معیار ۱۹۳۶ء) اور ۱۲۲۵ھ ان کا سال وفات ہے۔ نود سالہ عمر میں زندگی کے زیادہ سے زیادہ ۳۰ سال لکھنؤ میں بسر ہوئے ہیں۔

۶۳؎ عرض غصے میں کبھی اہل وفا کی نہ سنے
ہٹ پر آجائے وہ کافر تو خدا کی نہ سنے

Marfat.com

یہ نام ناجی۔ یہ شعر مطبوعہ مخزن نکات میں نہیں ہے، لیکن اس کے قلمی نسخۂ لندن میں منعم برادر قائم کے نام سے درج ہے، جن کا ذکر ناجی کے ترجمے میں ضمناً آگیا ہے۔

۶۴ تشنے نے مے کشوں کے کیا فلک سر پہ اٹھایا ہے — کہ مست ابر سیہ ہو کر چمن میں جھوم آیا ہے

مجھے تھا دھیان زلفوں کا جو وہ خورشید رو آیا — خدا نے غم کی راتوں میں خوشی کا دن دکھایا ہے

یہ نام ہاشمی دہلوی مجہول الاحوال، لیکن تذکرۂ حسن میں یہ نام میر آتی پدر میر امانی دا ٹمی کو تذکروں میں عاصمی بھی لکھا ہے۔)

۶۵ " یکرنگ... مصطفیٰ خاں" یہ ٹھیک ہے کہ میر و قائم نے یہی نام لکھا ہے، لیکن یہ لوگ یکرنگ کے ہم عصر نہیں۔ صحیح نام غلام مصطفیٰ ہے جو حاتم نے اپنے دیباچے میں تحریر کیا ہے۔ اور میرا حافظہ غلطی نہیں کرتا تو "تنبیہ الغافلین" آرزو میں بھی یہی ہے۔ (لفظ خاں پر میرا اعتراض نہیں)۔

۶۶ یکرنگ کو شاگرد مظہر لکھا ہے، لیکن قائم کا قول ہے کہ آرزو سے تلمذ رکھتے تھے۔ خود آرزو نے تنبیہ الغافلین میں انھیں اپنا شاگرد بتایا ہے۔ (قول فیصل صہبائی جس میں تقریباً پوری تنبیہ الغافلین نقل کی گئی ہے)۔

۶۷ درباره یکرنگ: "گویند در صفت یک رنگی ہمچو من یگانہ و از ریو و رنگ بیگانہ بود۔ آرے ایں اسم مبارک (یعنی مصطفیٰ) را... ہمیں تاثیر است... و بہ ہمیں تقریب ایں تخلص اختیار کردہ بود۔"

یہ بات کسی نے نہیں لکھی، خود شیفتہ کی اپج ہے۔

●● (نقوش ادب، اپریل ۱۹۵۲ء)

لہ وتاسی جو غلط فہموں کا بادشاہ ہے لکھتا ہے کہ شیفتہ نے اپنے تذکرے میں اپنا ذکر بڑے انکسار سے کیا ہے۔ ص ۱۲۳، یہ بھی دیکھ لیجیے کہ اپنے ترجمے میں کیا لکھا ہے: "راقم آثم از کمونہ نہانی خواست کہ بزمرۂ موزوناں بشمار آید، اما بامید کرم ارباب کرم کہ عیب را ہنر پندارند... لختے از گفتار خویشتن کہ ناخو بترچوں کردار است سامع خراشی میکند... در مراتب سخن اگرچہ ادائے خاص بامن است، اما طبع با ہر روشی چناں مناسب افتادہ کہ بہر شیوہ سخن میکنم کہ جاناطرز خاص منت واین سخن را اگر مجموعۂ نظم و نثر من بینی مسلم میداری۔

Marfat.com

خلاصۂ تذکرۃ الاکابر

(۱) <u>حاجی احمد علی، قیامت:</u> آداب شرع و طریقت و تولائے اہل بیت، عصمت و طہارت بمرتبۂ داشتند کہ بجز مضامین حقائق و معارف۔ حرفے خلاف طریق شرع۔ بستہ نمی شود و آنچہ در قصائد و ... مخمس و ہفت بندگوہر نعت ... بہفتہ و از منقبت ... گفتہ ... علاوۂ آں در غزلہا نیز بخلاف طریق دیگر شعرا کہ در جناب پیغمبران سلف ... عہدۂ رعایت ادب از دست ہیگذارند مرعیست کہ کلمۂ ازیں قبیل بر زبان خامہ نتراود۔ در اثنائے سفر زیارت چوں قریب بغداد رسیدند، سکنۂ آنجا از غایت تعصب اکتفا محض بظاہر حال و صورت اعمال نمی کردند، بلکہ سعی در استفسار عقیدہ و اقرار خلافت خلفائے ثلثہ از حد می بردند، باخود اندیشیدند گاہی در مدت العمر اقرار بعقاید فاسدہ از زبان سرنزدہ و لب بجز ردّ از ولائے خلفائے جور وانشدہ، پس چارہ جویم کہ نجات ازیں بلا حاصل آید، چراکہ اگر عنان تقیہ از دست گذارم بہ نافرمانی اہل بیت ... گنہگارم و اصلاح کار بدون اقرار صورت نمیپذیرد و در مبادرت ہم بدین امر خاطر آرام نمی گیرد۔ اگر تمارض کنم گویا دروغ گفتہ ام۔ پس آنجناب سہ روز بیش از آنکہ بغداد رسند ترک آب و دانہ کردند، از آنجا کہ ضعف پیرانہ سالی و از تصادم سفر پریشان حالی از سابق لاحق حال بود بسبب فقدان غذا طاقت گفتگو و مجال تک و پو بالمرہ طاق شد۔ چوں اتفاق بغداد افتاد، آں ملعوناں بعادت معہود در باب تحقیق مذہب با اہل قافلہ مبالغہ از حد بردند چوں متوجہ ایشاں گشتند دیدند کہ بر بستر ناتواں افتادہ اند اصلا از مذہب مواخذہ نکردند ... آنجناب ... اصلا سخن نگفتند و ... اشارہ فرمودند کہ از سہ روز بے آب و دانہ ام .. و چند تومان ... بآنہا عطا کردند ... بہر حال تا دوازدہ سال حج و زیارات روضات ائمہ ... عمر گرامی را صرف .. فرمودند و ہفت بار حج مشرف شدند و بعد مراجعت ... بنائے مجلس عزا ... بستم ہر ماہ در امامباڑہ متصل چوک و در عشرۂ محرم بمحلۂ دیوان نہادند و نیز مجلس نہم تکیۂ شاہ باقر و بیست و یکم در امام باڑۂ حاجی عبداللطیف کہ ہمسفر زیارت بودند مقرر کردۂ آنجناب است دران زمان مجلس تعزیت رار واج بشہر عظیم آباد نبود" وفات جمعہ ۲۴ ربیع الاول ۱۱۹۲ھ، مدفن امام باڑہ متصل چوک۔ بیت آخر قطعۂ تاریخ دو بیتی:

Marfat.com

ہاتفے از روے دانش زد رقم   حاجی الحرمین قدوۂ راہستان

میرزین الدین، عشق کے قطعے (۷ ابیات، کے ابیات اول و آخر یہ ہیں)

چہ گویم از کمال حاجی احمد کہ   اودر اہل دل بودی سرآمد

مضاعف حب پاک پنجتن داشت   بیزم ساقی کوثر درآمد

دیوان قیامت کی نقل "اصل نسخہ" سے پیش کی گئی ہے۔ اس میں کئی اشعار نامکمل ہیں۔ ایک (یہ شمار میں نہیں آیا) کے تو صرف آخر کے دو لفظ موجود ہیں۔ دیوان کے کل اشعار کی تعداد (مخمسے کے ۱۲ بندوں کے ۶۰ مصرعوں کو ۳۰ شعر قرار دیتے ہوئے) ۱۵۱۶ ہے۔

ابتدا قصیدۂ نعتیہ سے ہوتی ہے (۴۵ ابیات) جس کی بیت اوّل یہ ہے۔

خوشا نظارۂ گل طلعتان بے پروا   خوشا بحال پریشان بلبل شیدا

پینتیس پینتیس ۳۵ ۳۵ شعر کے دو قصیدے اور ہیں، جو حضرت علی کی مدح میں ہیں، ۶۰ مصرعوں کا خمسہ (مصرع " اے بفرقت تاج اسم رب علی یا علی") اور ۹۰ اشعار کے ہفت بند (ترکیب بند) کا بھی یہی حال ہے، مصرع ابتدا: " السلام اے روح احمد خاص رب العالمین" قصائد وغیرہ کے ابیات کی مجموعی تعداد ۲۲۵ ہے، مکمل و نامکمل غزلیں اور رفردیات کے اشعار ۱۲۹۱ ہیں۔ پہلی غزل کا پہلا شعر یہ ہے:

اے نام تو افسر سخنہا   از شکر تو پر شکن دہنہا

مختلف اصناف سخن کے کچھ اشعار درج ذیل ہیں:

فشار خاک سیاہ زمیں بہند مدہ   بکربلا برسان این تن ضعیف مرا

سلطان تخت و تاج ولایت امیر من   مولائے شیعیان و امام ستودہ کار

درہند پر جفائے سیہ خاک بیصفا   بنگر سفید گشت مرا دیدہ ز انتظار

نیاز ذرہ زخورشید نیست پوشیدہ   بدرگہ تو چہ حاجت زحال دل ارقام

وقت فرش مسندت بر عرش فراشان تو   میشمارند اطلس سبز فلک را مندرس

بارگاہت را بحشر میتوان تشبیہ داد   صور اسرافیل ہست از کار دولت یک جرس

الہٰی درطریق حمد قائم دار پایم را   درخشاں کن بنور معرفت خورشید رایم را

چوں توانند بود باایں جہل در دین خرد   کرد خوش بہلول دانا مذہب دیوانہ را

Marfat.com

جہاں پرست زگلبانگ شاہ مستی ما　　رسیدہ است بگردوں علی پرستی ما
بمومناں دہد ایں مژدہ حق کہ بخشیدم　　برائے دل خوشی شبر و شبیر شما
سرمۂ چشم امید ہر دو عالم یک قلم　　گرد راہ شبر و شبیر میدانیم ما
دو عالم شد خراب از سیل اشکم　　مگر او خشک سازد چشم نم را
کم از نام علی نبود قیامت شاعر حیدر　　کنم بر پشت دیوان درج بیت انتخابش
ز درگاہ خدا در حشر نظم و نثر مداحاں　　لقب کردند حیدر نامہ دیوان قیامت را
دہان چرخ ز انجم کہ پر ز دندانست　　بروی زشتی اعمال بندہ خندانست
رہانیدۂ موسیٰ از شر فرعون　　نمایندۂ راہ عیسیٰ علیست
منکر شاہ نجف در مذہب من مشرک است　　ہیچکس جز خصم حیدر بندۂ بیداد نیست
از سر گرفت شور قیامت دل حزین　　ایں عشق دیرگاہ مرا یار آمد است
نور چراغ دیدہ جمال تو روشن است　　چشم جہاں ز سرمۂ نور تو روشن است
عدوئے خاندان مصطفیٰ الحق بود اکفر　　قیامت ہر کہ در ایماں مسلم شد مسلمانست
مشکل کشاست کفو محمد خدا یکیست　　در چار رکن دین وصی مصطفیٰ یکیست
بچشم پوشی او جملہ طرز عیاریست　　کہ در نگاہ تغافل بلا جفا کاریست
خدا نکردہ ز من چشم یار برگردد　　مباد آنکہ ز کس روزگار برگردد
تا قیامت شفقیست ہر کہ در دو　　حب اثنا عشر نصیب باشد
بچشم دید تماشا گہیست عرصۂ ہند　　کہ در بہار و خزانست ایں گلستاں سبز
تعالیٰ اللہ ز قد اللہ اکبر　　کہ تنہا عالم بالا گرفت است

(۲) خادم حسین خاں، خادم پسر کلاں قیامت:

"صاحب خلق و مروت عاجز نواز و والا ہمت بودند و اوقات گرامی خود را صرف دلداری درماندگان.. می فرمودند و ہموارہ بطاعت و عبادت خالق و رضا جوئی مخلوق بسری بردند۔" شعر کبھی کبھی کہتے، حکیم سلامت علی خاں نے جلاب دیا۔ موت آ گئی۔ ("از سعی تدبیر... سلامت علی خاں کہ مسہل جلابہ دادہ بودند") قطعہ مشعر بر ۱۲۰۱ھ مصرع آخر "کز سر جہاں گذشت خادم شاہ کربلا" "تذکرہ شیخ محمد وجیہ عشق" میں دو شعر ملے:

رات دل فرقت میں اس کی اس قدر ناشاد تھا — آسماں نالے سے اس کے آسیائے باد تھا

بے پری جب تھی مجھے تب فکر آزادی نہ تھی — خوب تھا آرام جب بیرحم وہ صیاد تھا

یہ غزل فارسی اردو کے لیستے میں نکلی، خادم سے "منسوب" ہے۔

چوں نہال قامتت در باغ یک شمشاد نیست — سرو ہم او را بصد جاں بندہ است آزاد نیست

سینہ شد از داغ لبریز و دلم در شیونست — موسم گل بلبل پرسوز بے فریاد نیست

در قفس افتادہ ام دور از عزیزان چمن — آنکہ مینالم من از بیرحمی صیاد نیست

ہم چوں آں مینا کہ میریزند درد او بجام — خندہ بر لب دارم اما خاطرم ناشاد نیست

گر ہمہ اعجاز دارد لیک خادم در سخن — ہر کہ شاگرد حقیقی، ما نشد استاد نیست

(۲) ہدایت حسین خاں، مومن، پسر خرد قیامت:

"سلسلۂ تلمذ با عارف خفی و جلی حضرت شاہ کمال علی ساکن اساس و ہورہ (کذا) کہ علم و کمال شان کالشمس فی وسط السماء روشن... است داشتند و جمیع... معاصرین آں جناب را صاحب علم و مستعد میشمردند، بالجملہ حسن ظاہری.. نیز داشتند و عمر عزیز را ہموارہ بعیش و طرب بسر میفرمودند" وفات بتاریخ ۴ ذی الحجہ ۱۲۰۷ھ بیت آخر قطعہ تاریخ:

حوری برہنہ سر شدہ از انتقال او — تاریخ گفت ہائے ہدایت حسین خاں

کلام بہت تھا جو ضائع ہو گیا، بڑی تلاش سے یہ غزل ملی۔

ای بر رخ زیبایت دل گشتہ تماشائی — بر طرۂ مشکینت عالم شدہ سودائی

قربان جمال تو صد یوسف کنعانی — بر لعل شکر خایت شیریں شدہ شیدائی

ہر سنگ و درخت طور از عشق تو در وجد است — ہر ذرہ ازیں وادی گویا شدہ موسائی

عالم ہمہ یک عکس است از جلوۂ زیبایت — بیمار نگاہ تست با فر مسیحائی

از شعشعۂ حسنت آتش کدہ شد عالم — در کعبہ توئی مسلم در دیر تو ترسائی

در پردہ کہ می بینم غیر تو نمی یابم — در کعبہ توئی مومن در دیر تو ترسائی

مقطع ذیل ان سے منسوب ہے:

پالکی پر چڑھا تو کیا مومن — جیبی خانہ بدوشی زیبا ہے

Marfat.com

(۴) **محمد علی خاں عم مصنف:**

"منبع احسان وجود محض خیر وحسنات... بود"۔۔ ۱۲۲۹ھ کی ۲۷ ذیقعدہ کو قصد حج و زیارات عتبات ائمہ کے ارادے سے روانہ ہوئے اور ۱۲۳۰ھ کی ۱۵ جمادی الاخری کو بعارضہ تپ شہر بحرین کے قریب جہاز میں فوت ہوئے۔ اس کی خبر آئی تو سید یوسف علی خاں مرحوم نے جو ان کے احباب میں سے تھے قرآن میں فال دیکھی یہ آیت نکلی: "ادخلوا الجنۃ لاخوف علیھم ولاھم یحزنون" زمانۂ طالب علمی کے دو شعر:

ایسا حسین یار دمرا گلعذار ہے — دیکھے سے جس کے ایک جہاں بیقرار ہے
جس گھڑی یار گھر کو جاتا ہے — صدمہ کیا کیا یہ دل اٹھاتا ہے

(۵) **محمد حسن رشکی پدر مصنف:**

"اوقات... آنجناب بنماز پنجگانہ وتلاوت قرآن وغور رسی متعلقات... منظم بود، اما در زمان تحصیل علم کتابہائے درسیہ فارسی واکثر دیوانہا بمطالعہ درآوردہ ... ودر آخر از... عشق... کر اشعار متین ایشاں از غایت صفا ہمسلک نظم ثریا گشتہ وعبارت سلیس ورنگیں در لطافت وروانی آبروے ریختہ، شورۂ سخن داشتند، چنانچہ شیخ موصوف نیز در تذکرۂ خود ایمائے فیضان تعلیم خویش می نماید۔" پٹنہ میں بیمار پڑے علالت نے طول کھینچا تو شیخ پورہ گئے اور وہاں پہنچنے کے ۴ دن بعد فوت ہوئے۔ تاریخ وفات ۲۴ ربیع الاول ۱۲۳۷ھ، مدفن امامباڑہ حسین آباد، قریب شیخ پورہ۔

جسے ہائے پیارے تری یاد ہو — وہ کب یاد گلشن سے دلشاد ہو
یوں غیروں کو دیوے تو داد سخن — اور ہم پر سدا ہائے بیداد ہو
غضب ہے رہیں غیر نزدیک یوں — اسے دور رہو ہم کو ارشاد ہو
اگر ایک دن آوے وہ میرے گھر — تو ویران گھر میرا آباد ہو
ہے رشکی جو ناشاد عاشق ترا — بھلا کیونکے تجھ بن وہ دلشاد ہو

کیا کہیے تری نگاہ کیا ہے — آفت ہے غضب ہے بدبلا ہے
ہے دل سے قریب یار میرا — نظروں سے اگرچہ وہ جدا ہے
ناحق جو خفا ہوئے ہو ہم سے — تو خیر ہمارا بھی خدا ہے
نت ہم سے رکھے ہے بے ادائی — اس یار کی یہ بھی اک ادا ہے

Marfat.com

رشکی جو ترا ہے عاشق زار
جی جان سے تجھ پہ نت فدا ہے

صبا اتنا پیغام کہہ یار سے
نہ محروم رکھ مجھ کو دیدار سے

نہ بلبل سے مطلب نہ گل سے غرض
ہمیں ہے فقط کام دلدار سے

ہمیں زلف و رخ چاہیئے یار کا
نہ مصحف سے خوش ہوں نہ زنار سے

کہا تھا کہ آئیں گے آئے نہیں
عیاں کیوں پھرے اپنے اقرار سے

ترے غم سے رشکی ہوا جاں بلب
یہ کہہ دینا اس میرے غمخوار سے

آہ کیسی امیدواری ہے
کہ مرے دل کو بیقراری ہے

غیر جوں صبح ہر نفس خنداں
ہم کو دن رات اشکباری ہے

یاد میں تیری اے مرے دلدار
ہر گھڑی، ہر دم آہ و زاری ہے

ایک تیر نگاہ سے رشکی
زخم اس دل میں سخت کاری ہے

مر گیا میں درد و غم سے پر نہ آیا یار ہائے
کس قدر بیرحم ہے یارو مرا دلدار ہائے

سب سے ملتے جلتے ہو تم اور ہم سے رہتے ہو جدا
غیر کو گل جانتے ہو اور ہم کو خار ہائے

سب کو عزت ہو جہاں میں ہائے کیسا ہے ستم
تیرا عاشق ہو ذلیل و بیوقار و خوار ہائے

غیر کی چھاتی سے لگ جاتے ہو میرے سامنے
بولنا بھی ہم سے رکھتے ہو پیارے عار ہائے

مر گیا وہ شخص جس سے تم کو ملنا عار تھا
کون تھا وہ تیرا رشکی عاشق سرشار ہائے

ایک دن ان سے یوں کہا میں نے
آج کی رات میرے یاں رہیئے

وہیں منہ پھیر کر لگا کہنے
جائیے اور کسی سے یہ کہیئے

بیٹھو مجلس میں غیر کی تم ہائے
اور نہ ہو ہم سے ہمکنار افسوس

باغ میں آج یار ہیں سب کے
ہم کو بے تیرے گل ہے خار افسوس

مری جان غیروں سے تو آشنائی
اور ہم سے سدا ہائے یوں کج ادائی

مرے حال پر ہو کبھو مہربانی
مرے مہربان ایسی کیا بے وفائی

کب وہ سنتا ہے کسی کی بات کو
کیا کوئی جانے ہے اس کی گھات کو

اک نگہ سے جو تری دل کا مرے کام ہوا
عاشقوں میں ترے میرا بھی بڑا نام ہوا

Marfat.com

صورت کو دیکھتے ہی ترا ہائے مر گیا
کوئی نہ کر سکے تھا سو میں کار کر گیا

الٰہی یہ قسمت میں کیا ہو گیا
مرا یار ناحق خفا ہو گیا

دل میرا آج پینے سے جس کے کباب ہے
ساقی تو سچ بتا کہ یہ کیسی شراب ہے

اس قدر ظلم اس قدر جور و جفا
ہے کسی مذہب میں بھی ظالم روا

جب سے پہلو میں میرا یار نہیں
آہ دل کو مرے قرار نہیں

مرے اوپر سدا ظلم و جفا ہے
خدا کے واسطے ظالم یہ کیا ہے

مجھے خواہش نہیں گلزار کی اب
ہوئی ہے یار کے دیدار کی اب

غیروں سے راہ و رسم وفا والے آشنا
ہم پر سدا یہ ظلم و ستم بارے آشنا

دل مرا اب یار بن ناشاد ہے
یا الٰہی کیا کروں فریاد ہے

جان و دل کو بیقراری ہے کمال
جان تجھ بن زندگانی ہے محال

جس گھڑی میرا یار آتا ہے
دل کو میرے قرار آتا ہے

جان تیرا خیال ہے اس وقت
دل کو وحشت کمال ہے اس وقت

اس ناز و ادا کے تیری صدقے
اس ظلم و جفا کے تیری صدقے

کیوں تجھ کو جان مفت ہماری ضرور ہے
ظالم یہ سچ بتا کہ مرا کیا قصور ہے

کس پریرو کے لیے روتا ہوں میں
یا الٰہی مفت جی کھوتا ہوں میں

(۶) نور الحسن خاں معروف بنوابجان پسر محمد علی خاں:

"طبع امیرانہ و عشرت دوست میداشتند ... : و از انجا کہ نواب علی عظیم خاں ... کہ از امرائے ذی مرتبت ... عظیم آباد بودند، و باوجود بودن برادر دیگر و خواہر آں مرحوم را وارث معاش و املاک خود گردانیدہ بودند کہ ... شریکی دران نبود، ہمہ اسباب عیش امیرانہ مہیا ... بود، چنانچہ بتقریب سیر و تفریح در وقت ... غازی الدین حیدر ... مع برادر خرد خود یعنی ... جعفر حسن خاں ... نہضت فرمائے ... لکھنؤ گشتہ ہم بزم امرائے آنجا ... بودند تا دو سال دران شہر ... اوقات ... را صرف ... ساختہ مراجعت نمودند ... از حداثت سن راقم را شرف مجالست ... آں مغفور کمتر بود مگر ... خیلے جواد ... و غربا پرور میدیدم واز ... شجاعت ... بہرۂ کامل حاصل ... بود ... استعداد معقول داشتند ... نستعلیق و نسخ پاکیزہ مینوشتند

Marfat.com

وفات ۱۵ رمضان ۱۲۴۷ھ مدفن مقبرۂ علی عظیم خاں عقب مکان گلزار باغ۔ اشعار باوجود تلاش بسیار نہ ملے۔ مصنف نے صرف ایک پر "اکتفا" کیا ہے:

جدا ہم سے ہوتا ہے وہ یار جانی — کٹے گی بھلا کس طرح زندگانی

(۷) جعفر حسن خاں فیض:

"فنے از فنون... و علمی از علوم... نیست کہ حاصل وجود باکمال آنجناب نشد... تقدس و ورع باطینیت... بمناسبت شرع آمیختہ... و باوجود کمال باطن حسن تقریر و خلق دلپذیر بمرتبہ ایست کہ ہر صغیر و کبیر... فراخور خود متلذذ... می گردد در خطوط پاکیزہ... ارقام می فرمایند خصوصاً... نستعلیق و شفیعا و رقاع خیلی مطبوع طرح دادہ آند کہ تا آں زمان احدی از استادان سلف خطی بآن خوبی ایجاد نساختہ اند و عبارت متین و اشعار بلیغ پروردہ فصحائی ریختہ گویان حال از خاصہ... آنجناب جلوۂ ظہور می یابد... مضمون خلاف طریق لیکن در شان مرسلان سلف بستہ نشود و با این ہمہ اعتنائی و توجہی خاص باین جانب نیست چنانچہ میفرمایند۔

شعر کہنا ہی کچھ نہیں ہے فخر — آدمی کا کمال ہے کچھ اور

. بالفعل عربی بصفت شجری... زینت بخش گلستان زبان ریختہ گردیدہ است، و تا این زمان از احدی بظہور نیامدہ و خود آنرا... بخط شفیعا خیلی پاکیزہ و مطبوع... مرقوم ساختہ... چنانچہ در آخر غزل و ابیات بخط آنجناب تسوید خواہد یافت۔ و در تمثال کشی و علم موسیقی و ریاضی نیز مہارت رسا داشتند، چنانچہ شبیہ دست خاص بنظر راقم در آمدہ... در فن سواری اسب و تعمیر مکان و شناوری و پختن طعام دخل تمام دارند، اما بعضی را از فرط پاس شرع و لحاظ ورع و برخی را از قلت فرصت باکتساب اعمال خیر مشمول دیگر لہو و لعب ایام جوانی یکقلم ترک فرمودہ، الحال اوقات... خود را بمطالعۂ کتب فقہہ و احادیث و تفسیر و بتہذیب ردح و تزکیۂ نفس بریاضت حقہ میپردازند، چنانچہ محض از برائے تحصیل علوم دینیہ بکمال سعی بے سروسامان امارت در سنہ یکہزار و دوصد و پنجاہ و شش ہجری بار دیگر روانۂ لکھنؤ شدہ در... خدمت... مجتہد العصر... جناب سید حسین... رسیدہ مستفید تحصیل علوم گشتند و بعد چندے مراجعت نمودند۔ الحاصل از عرصۂ چند سال در محلۂ سنگی دالان در عین شارع راہ... عقب امام باڑہ... حاجی صاحب... بغایت حسن سلیقہ دولتخانۂ عالی ساختہ۔ استقامت دارند۔ تاریخ مکان "قصر اقبال مشید شد از یں۔" (۱۲۵۰) و در امام باڑہ مذکور بسر خود و تعزیہ داری میپردازند و با مولف بمرتبہ شفقت و عنایت مربی دارند کہ دے بار راقم تسکین نمی پذیرند۔ چنانچہ مولف نیز رہنمائی

Marfat.com

سعادت اندوز ملازمت گشتہ ... جرعہ نوش تحصیل می گردد و الحال باصلاح حروف شفیعا و نستعلیق و بمطالعہ کتاب حق الیقین و مسالک البہیہ فی القواعد النحویہ مے پردازد ...

دل کروں خالی تو یہ مینائے اخضر ٹوٹ جائے
آہ میں اپنی اثر وہ ہے کہ پتھر ٹوٹ جائے

بخت برگشتہ وہ ہوں گر آرزو ہو مرگ کی
ہاتھ میں قاتل کے وقت ذبح خنجر ٹوٹ جائے

یاں کی ہر تعمیر کو دیکھو خرابی ساتھ ہے
کچھ بنے بھی گر حباب آسا تو بن کر ٹوٹ جائے

رشتۂ تسبیح اپنا ہو گیا تار نفس
ذکر ہو موقوف تیرا گر یہ دم بھر ٹوٹ جائے

لطف ہو گر دست ساقی سے صراحی گر پڑے
لغزش مستانہ ہو ایسی کہ ساغر ٹوٹ جائے

تاب کس کو ہے کہ یہ بیتابیاں دیکھے مری
دل ہمارا قصۂ جانکاہ سن کر ٹوٹ جائے

کیسی پابندی ہمیں زنداں کی اور زنجیر کی
وہ جنوں کا زور ہے سدِّ سکندر ٹوٹ جائے

باغ میں دیکھے ترے گیسو اگر صد چاک ہو
آرزوئے شانہ میں شاخ صنوبر ٹوٹ جائے

قبر شق ہو زندہ ہو نکلیں جو تو تربت پہ آئے
لوح مرقد کا ہماری سنگ مرمر ٹوٹ جائے

ہم پر پروانہ پر مکتوب کیا باندھینگے فیضؔ
بام تک جس کے کبوتر کا بھی شہپر ٹوٹ جائے

تم کھل کے تو کچھ بات مری جاں نہیں کہتے
چپ رہتے ہو شرما کے مگر ہاں نہیں کہتے

دجلہ کہیں یا یم کہیں یا اس کو سمندر
اس چشم کو ہم دیدۂ گریاں نہیں کہتے

گہ چاک ہے گہ پارہ گہے تار پریشاں
عاشق کے گریباں کو گریباں نہیں کہتے

کب سنگ میں ہے رنگ ترے لب کے برابر
ہونٹوں کو ترے لعل بدخشاں نہیں کہتے

رہ کر دہن آبلہ میں مثل زباں حیف
کچھ صدمۂ پا خار بیاباں نہیں کہتے

کالے ہمیں راتوں کو دکھاتی ہے تری زلف
اس خوف سے ہم خواب پریشاں نہیں کہتے

شکوہ بھی اسیری کا اگر ہے تو دلوں میں
صیاد سے کچھ مرغ گلستاں نہیں کہتے

داغوں سے ہوا ہے یہ تماشا گہ عالم
یہ دل ہے اسے سر و چراغاں نہیں کہتے

ظاہر ہے کہ ہیں فیضؔ محبت میں گرفتار
لیکن وہ کسی سے غم پنہاں نہیں کہتے

سیل پہ چشموں کے اپنے کیونکے حیراں ہوں نہیں
کچھ سمندر یہ نہیں دجلہ نہیں جیحوں نہیں

میں ہی دیوان فقط تیری ادا کا ہوں نہیں
کون سا دل ہے کہ اس انداز کا مفتوں نہیں

Marfat.com

کیا ہی طوفاں زا ہیں یہ آنکھیں کہ خجالت سے مدام
ابر کہتا ہے کہ ان کے سامنے برسوں نہیں

پس گئے لیکن نہیں اب تک تجھے ہرگز قرار
کیا سکوں اس آسیا میں تیری اے گردوں نہیں

دل میں آتا ہے قدم پر اس کے لوٹوں وقت ذبح
پر ادب کا پاس تو یہ ہے کہ بس تڑپوں نہیں

نشۂ زلف اس کا دیکھیں کیا ہمیں لہریں دکھائے
زہر ہے کالے کا کچھ یہ نشۂ افیوں نہیں

دل ہوا خوں پہلے پھر خوں ہو کے پانی ہو گیا
اس لیئے ہے اشک اپنی چشم کا گلگوں نہیں

چشم کے غرفے تلک پہنچاؤں تم کو طفل اشک
پر یہ کہدو آگے جانے کیلئے مچلوں نہیں

نوش لب سے اس کے ہونگا کامیاب زندگی
نوشدارو سے تو پر بولیں بھی اچھا ہوں نہیں

یار کے قامت سے ہم کب سرو کو تشبیہ دیں
گو سہی ہے سرو لیکن قامت موزوں نہیں

مانگتے بوسہ تھے جب ہم منہ لگاتا وہ نہ تھا
اب غرض پر اپنی دے بوسہ تو ہرگز لوں نہیں

طفل ناداں ہے اسے بہلا کے اپنا کام لوں
مرغ دل دکھلاؤں لیکر ہاتھ میں پر دوں نہیں

صفحۂ عالم پہ ہیں کیا کیا بنے نقش و نگار
کون سا ہے نقش جس میں رنگ گوناگوں نہیں

نرگس ساقی کو جو ہے دلبری مد نظر
چشم میں نرگس کی دل لینے کا وہ افسوں نہیں

ہر شجر کے برگ کی جنبش سے شیوں ہے عیاں
دشت میں موقوف اب تک ماتم مجنوں نہیں

کیا جدائی آگئی قاتل سے ہم سے درمیاں
تیغ تک کہتی ہے گردن پر کبھی ٹھہروں نہیں

شاد کس کا دل نہیں تیرے خیال وصل میں
کس کی خاطر غم سے تیرے ہجر کے محزوں نہیں

آ گئے کب ہم کو سفر سے آپ خط بھیجا کیے
بھولے گر آپ کے کبھی تو کچھ یہ نیا مضموں نہیں

ہوں حباب آسا نفس کھینچے ہوئے دنیا میں فیض
زندگی بھر چاہیے مجھ کو کہ دم ماروں نہیں

ہوتے ہو خفا تم تو پکارا نہ کریں گے
آنکھوں سے بھی اب بلکہ اشارہ نہ کریں گے

نالہ جو کریں باغ میں ہو دیں بھی خاموش
کیا مرغ چمن پاس ہمارا نہ کریں گے

اب تیر نگہ سے ترے ڈرتے نہیں ہرگز
سوراخ جگر میں یہ دوبارہ نہ کریں گے

نالوں سے یہ کہدے کوئی اس گرم روی سے
اب سینے سے زنہار گذارہ نہ کریں گے

صدقے کے لیے مرغ دل اس پاس تو لیجائیں
گو ہم کو یقیں ہے وہ گوارہ نہ کریں گے

انساں سے تو کیا دخل ہے ہم سے کرو اقرار
نرگس سے کبھی آنکھ بھی چارا نہ کریں گے

Marfat.com

اس گیسوؤں والے کے نہ لیجائیں گے ہم پاس
رسوا تجھے اے عنبر سارا نہ کریں گے

درویش تلطف کے لیے تیرے بنیں گے
کہا آپ فقیروں سے مدارا نہ کریں گے

جب تک کہ ہم آغوش میں لیتے نہیں تجھ کو
اس خواہش بیجا سے کنارہ نہ کریں گے

تڑپیں گے قفس میں کہ یہ ٹوٹے قفس تن
صیاد کو گھبرا کے پکارا نہ کریں گے

تدبیر مرض بھی ہے مرض سے نہیں کچھ کم
ہم فیض کسی درد کا چارہ نہ کریں گے

اشک خونیں دل کا گر داغ کہن ہو جائے گا
ہونگے گل قطرے ہر اک دامن چمن ہو جائے گا

گر یہی ہے جوشش گریہ کوئی دن میں دیکھیو
مردمک کا چشم کے دریا وطن ہو جائے گا

چشم صنعت بیں سے یہ گلزار عالم دیکھ پھر
نخل گل آنکھوں میں ہر خار چمن ہو جائے گا

کوچہ و بازار میں ہے ذکر اپنے عشق کا
شہر میں مشہور اب دیوانہ پن ہو جائے گا

یہ روش تیرے ستم کی دیکھ کر اب چرخ کی
کجروی چھٹ جائے گی سیدھا چلن ہو جائے گا

زلف کی اس کی درازی کا بیان دشوار ہے
مو بمو گر ہم کہیں طول سخن ہو جائے گا

آسماں پر اشک کو لے جائے گی تحریک آہ
بس ہوا اٹھتے ہی دریا موجزن ہو جائے گا

کھل گئے اگر گیسوئے مشکیں کہیں دلدار کے
دامن باد صبا دشت ختن ہو جائے گا

دامن مژگاں کی جنبش اور بھڑکاتی ہے آگ
آتشیں رخسار تیرا شعلہ زن ہو جائے گا

مو برابر اب نہیں عالم میں قدر شعر فیض
کوئی دن میں اور یہ متروک فن ہو جائے گا

آمد یار کی گلشن میں خبر پائی ہے
کاش آجائے تو گل کی بڑی رسوائی ہے

جون سے عضو کو دیکھوں وہ ہے حیرت کا مقام
پوچھتے قد کو ہو یہ حسن تو بالائی ہے

خود نمائی پہ تری محو ہے عالم پیارے
آئینہ بھی اسی عالم کا تماشائی ہے

سادگی نے تری ہم کو تو کیا ہے بیخود
اس قدر کس لیے تو محو خود آرائی ہے

زیب تن کرتے سدا جامۂ عریانی ہم
کیا کریں اپنے گلے تو پڑی مرزائی ہے

رات احسان جو گل کے ہوئے بلبل پہ نسیم
صبح کچھ ہم نے بھی اڑتی سی خبر پائی ہے

ایک سے ہیں نہیں مفتوں رخ و کاکل کے ترے
کوئی ہشیار ہے اس میں کوئی سودائی ہے

ہم گرفتار بھی ہو کر نہیں سمجھے افسوس
کون سی بات کا صیاد تمنائی ہے

Marfat.com

یاں تلک ہے یہ زمیں لطف سخن سے معمور
آگے بس فیضؔ فقط بادیہ پیمائی ہے

قابو میں تو ہم دیکھتے اب دل نہیں افسوس
اور یار کسی طرح سے مائل نہیں افسوس

تب دیکھتے خنجر کی روانی ترے قاتل
تڑپا کوئی اس طرح سے بسمل نہیں افسوس

گو ناقۂ لیلیٰ سے لگی قیس کی تھی آنکھ
سرکا بھی ذرا پردۂ محمل نہیں افسوس

دریائے محبت میں شناور جو ہیں ان کی
راتوں کو صدا آتی ہے ساحل نہیں افسوس

دیکھی تو وفا تو نے دم باز پسیں تک
اس پر بھی ہمارا ہوا قائل نہیں افسوس

خوباں سے جہاں آج بھی معمور ہے سارا
دل دینے کو لیکن کوئی بیدل نہیں افسوس

ہم فیضؔ غزل کہہ کے پڑھیں سامنے کس کے
صحبت نہیں مجمع نہیں محفل نہیں افسوس

اسے منظور در سے ہر طرح میرا اٹھانا تھا
ہمیں بھی اس کے کوچے سے نہ جانا تھا نہ جانا تھا

بیان عشق اپنا باغباں سے ہم نہ کرتے تھے
فقط منظور بلبل کو یہ افسانہ سنانا تھا

ثمر اک بار آنے کا ترے جز داغ کیا پایا
تجھے نخل تمنا بس یہی اک بار لانا تھا

دم رخصت کہا تھا جاں سے دم لو پر نہیں مانا
ہوا معلوم یہ ہم کو کہیں دور اس کو جانا تھا

بہت گو عمر ہو پر تجربہ حاصل نہیں ہوتا
جو دیکھا غور کر کے نت نیا یاں کارخانہ تھا

یہ ہے کس طرح یہ ٹکڑے جگر کے اشک میں باقی
تری آنکھوں نے رو رو سات پہ میں اسکو چھانا تھا

چمن صرف خزاں ہونے نہ پایا تھا کہ بلبل کو
وہاں اڑتے تھے مشت پر پرانا آشیانہ تھا

نہیں معلوم زندانی ہوئے یا قید سے چھوٹے
کھلا در تھا پڑا سنسان اس دم قید خانہ تھا

رقیبوں کو کسی ڈھب سے تو ہم نے شب کو ٹالا تھا
بگاڑا اضطراب دل نے یہ دشمن پرانا تھا

مرے ہم آرزو میں فیضؔ اس گل کی مگر اسکو
نہ آنا تھا نہ آنا تھا نہ آنا تھا نہ آنا تھا

وعدہ تو بہت کرتے ہیں پر آ نہیں جاتے
اور کہیئے تو یہ لطف کہ شرما نہیں جاتے

صبر و خرد و ہوش و تواں تاب و تحمل
آنے پہ ترے شوخ ہیں کیا کیا نہیں جاتے

بے ہوشی نے ہم کو وہ مزا یاد دلایا
بھولے سے کبھی آپ میں ہم آ نہیں جاتے

کہتے تو ہو ہم درد کو سمجھے ترے لیکن
تدبیر مرض کی کوئی بتلا نہیں جاتے

بھوکے ترے دیدار کے دن کاٹتے ہیں ہائے
تھوڑا ہے کہ ہم رات کو کچھ کھا نہیں جاتے

Marfat.com

برسوں ہی تو نظروں سے ہے ٹھہرتے ہوئے صاحب
خاطر سے اگر کہیے تو اصلا نہیں جاتے

بے داغ ترایاں سے نہ جاتا تھا ولیکن
دستور سفر کا ہے کہ تنہا نہیں جاتے

دو دن نہ اٹھیں جو رتبوں کے کبھی ہم سے
شاباش تمہیں فیض کہ گھر انہیں جاتے

پھر رہا نظروں میں میری جو سماں رات کا ہے
دن پہ بھی جوش تصور سے گماں رات کا ہے

آتشیں آہ نے شب کی تو دیا پھونک جہاں
تیرگی ہے جو سحر کی یہ دھواں رات کا ہے

روز و شب ایک سا عالم ہے جدائی میں تری
دل کا آرام کہاں اور کہاں رات کا ہے

چھلکیوں کے یہ تری داغ نہ مٹ جائیں کہیں
ایک ہے دن کا نشاں ایک نشاں رات کا ہے

دن کو پہلو میں رہو رات کو ہو زیب کنار
وہ تو ہے دن کا مکاں اور یہ مکاں رات کا ہے

ہمنشیں کوئی نہیں روز و شب اپنا کوئی
دن کا ناصح ہے سدا پیر مغاں رات کا ہے

دن کو بھی اب نہیں گلشن میں ملے گا آرام
بلبلوں کا وہی انداز فغاں رات کا ہے

جس کا مذکور تھا لے فیض وہ جاتا ہے ابھی
نوجواں سرو رواں غنچہ دہاں رات کا ہے

رہا برسوں ہی ناقہ راہ پیما دشت غربت کا
نشاں پایا نہ کچھ لیلیٰ نے پر مجنوں کی تربت کا

ہمارے جیتے جی اندوہ و غم ہیں شاد شاد اتنے
موئے پر چاک ہو جا گا گریباں یاس و حسرت کا

جنوں نے تو بھی گلشن چھڑا زنداں ہی دکھلایا
یہاں دیکھیے ہوتا ہے کیا ساماں رخصت کا

کہیں تیغ آزمائی پر مزاج اس کا جو آجائے
تماشا ایک دم میں ہم بھی دکھلائیں گے جرأت کا

خرد تاب و تواں سب ٹل گئے لے آرزو اس دم
نکل جا تو بھی میری جاں یہی ہے وقت فرصت کا

بہت سے لطف صحبت سادگی کچھ اس کی کھوئی ہے
نہ وہ مشتاق لذت کا نہ یاں یارا ہے سبقت کا

تماشائی در و دیوار ہے گلشن میں اس رو کا
جدھر دیکھوں بسان آئینہ عالم ہے حیرت کا

ابھی تو ابتدائے عشق ہے بس فیض گھبرائے
سدا کہتے تھے ہم مشفق کہ ہے یہ کام محنت کا

دن ہوا ہجر کا جس طرح بسر دیکھ چکے
رات بھی ایسی ہی ہو گی تو سحر دیکھ چکے

تیر سے تیز ان آہوں کا گذر دیکھ چکے
دل تو کیا چیز ہے پتھر میں اثر دیکھ چکے

تیر سے سینے میں روزن جو کیا خوب کیا
دل تمہیں دیکھ چکا تم بھی جگر دیکھ چکے

بات میں تیری تو مطلق نہیں پاتے ہیں ثبات
تیری باتوں کو بھی بس اب بات نہ کر دیکھ چکے

Marfat.com

دن پہ موقوف نہیں شوق میں راتوں کو سدا
تجھ کو اٹھ اٹھ کے ہم اے رشک قمر دیکھ چکے

بیٹھنا پاس ہمارا اسے منظور نہ تھا
رات صحبت میں ہم انداز نظر دیکھ چکے

دامدار اب نہیں دریا میں لگاتے ہیں دام
تیری زلفوں کے کھلے بال مگر دیکھ چکے

منعکس ہوتے ہیں جس طرح سے دریا میں سحاب
سیل میں اشک کے یوں دیدۂ تر دیکھ چکے

اس تمنا میں کہ ہاتھ آئے نزاکت شاید
شاخ نرگس کو ترا دست نگر دیکھ چکے

بعد مرنے کی بھی بلبل سے محبت نہ گئی
سایۂ گل میں ہم اڑتے ہوئے پر دیکھ چکے

آستیں جل گئی دامن سے دھواں اٹھتا ہے
قطرۂ اشک میں تاثیر شرر دیکھ چکے

ساتھ اک سوختہ جاں تھا وہی مجنوں ہو گا
دشت میں ناقۂ لیلیٰ کا گذر دیکھ چکے

جب رگ جاں نہیں آتی ہے نظر فیض تمہیں
تو ان آنکھوں سے تم اس بت کی کمر دیکھ چکے

پیری کو صرف کرتے ہیں عشق نگار میں
لاتے ہیں کھینچ فصل خزاں کو بہار میں

مژگاں ہی ایک بس تھی خلش کو نئی اک اور
نکلی ہے نوک سرمۂ دنبالہ دار میں

ہر لحظہ فکر وصف کمر درمیاں ہے یاں
اپنا تو جی لگا اسی باریک کار میں

پاتے نہیں گلوں میں تو اس کی سی ایک بات
ہم بیٹھ کے یہ بات کہیں گے ہزار میں

ٹھوکر لگی تو اوج پہ جاتی ہے اپنی خاک
ہے سرکشی بہت ابھی اپنے غبار میں

خوشبو دماغ مرغ چمن ہے شمیم سے
پھولوں کی بو بھری ہے نسیم بہار میں

ہے گرد رہ جو خط پہ تو دل کچھ اماں میں ہے
فوج ستم نظر نہیں آتی غبار میں

ہے فوج فوج اشک رواں عاشقوں کی فیض
قطرہ ہمارے اشک کا ہے کس قطار میں

خاک پر گرم آنسوؤں کا ہم اثر پاتے نہیں
ڈھونڈتے بھی ہیں تو کچھ مثل شرر پاتے نہیں

طاقت پرواز جانے دو تڑپ کے مر تو جائیں
اس قدر بھی ہم قفس میں بال و پر پاتے نہیں

دل میں اب یہ ہے کہ اپنے گھر میں چپکے بیٹھیے
جائیں کس کے گھر کسی کے دل میں گھر پاتے نہیں

کیا نزاکت ہے کمر کی بال سر کے شوق میں
پاؤں تک پہنچے ہیں اس بت کے کمر پاتے نہیں

گردش گردوں گرداں کے جو دکھ سہتے نہیں
مہر و مہ کاسوں میں بھر کے سیم و زر پاتے نہیں

حاصل گریہ بھی اپنا مل گیا سب خاک میں
اشک کے دانے بھی مرغ نامہ بر پاتے نہیں

Marfat.com

زندگی باقی تھی جو تم آ گئے ورنہ ہمیں
پھر نہ تم پاتے جو تم کو اک پہر پاتے نہیں

دن تلک تسکیں تھی کچھ زنداں کے در کو دیکھ کر
رات ہے تاریک اب زنداں کا در ملتے نہیں

گر ملیں گے فیض تو پوچھیں گے ان سے کیا سبب
آپ کو ہم آپ میں اب بیشتر پاتے نہیں

گلشن میں کل جو مائل نظارہ یار تھا
جلوہ گلوں کا دیدۂ بلبل میں خار تھا

دوری سے فرط گریہ سے عین وصال میں
گو سامنے تھا یار پہ دریا کے پار تھا

مر کر ہوا جو دامن زیں کا یہ تیرے زیب
اے ترک صید بند وہ کیسا شکار تھا

بلبل کی آنکھ لگ گئی گلشن میں پائے گل
جھونکا نسیم صبح کا کیا خوشگوار تھا

دامن تلک بھی تیرے نہ پہنچی ہماری خاک
ہم سے صبا کے دل میں بھی کیسا غبار تھا

سودائے زلف یار میں جب تک تھی گفتگو
جو سلسلہ سخن کا تھا وہ پیچدار تھا

دل بستگی خزاں سے جو اپنی ہوئی ہے فیض
اب یاد بھی نہیں ہے کہ ذوق بہار تھا

بال اس کے الجھ کان کے بالوں میں رہے رات
سلجھاؤ کے ہم لاکھ خیالوں میں رہے رات

آنکھوں کی پھڑک نے تری وحشی جو کیا دل
صحرا کی طرف جا کے غزالوں میں رہے رات

عالم ہی کھڑا دیکھ رہا تھا ترا عالم
اک ہم بھی کھڑے دیکھنے والوں میں رہے رات

کچھ کم نہیں ہے کیف تری چشم میں مے سے
بیہوش ہم ان دو ہی پیالوں میں رہے رات

کیا زلف کی خوشبو ہے کہ بس بس گئے سارے
شے پھول جو اس شوخ کے بالوں میں رہے رات

ایسی بھی نزاکت نہیں دیکھی کہ سحر تک
بوسے کا نشاں یار کے گالوں میں رہے رات

ہم بزم رہے فیض حسینوں میں سحر تک
طالع تھے کہ خورشید مثالوں میں رہے رات

جلوہ دیا چمن کو جو گل حسن یار نے
کھینچی عجب طرح کی خجالت بہار نے

خاطر فلک کی ہم سے مکدر نہ ہوتی آج
کی سرکشی بہت مرے مشت غبار نے

پھر پھر کے صیدگاہ میں دیکھا نہ پیار سے
او ترک صید بند تجھے کس شکار نے

آزاد عشق ہوئے سرو سے قد اس کا دیکھ
قمری چلی ہے طوق گلے سے اتار نے

یہ کیا عجب ہے عشق میں لیلیٰ لگی مدام
زلفوں سے خاک تربت مجنوں بہار نے

سب خاک میں ملے در غلطان اشک آہ
کچھ بھی مساعدت نہ کی جیب و کنار نے

Marfat.com

یہ داغ عشق کی رہی مرقد پہ روشنی — پایا فروغ کچھ نہ چراغ مزار سے
اس آنکھ سے تھی چشم کسے ضبط اشک کی — پوشیدہ غم کیا تو اسی پردہ دار نے
سو بار آب آب رگ ابر کو کیا — اپنے اس ایک ایک گریباں کے تار نے
اس رو و زلف یار کے قصے نے ہم کو آہ — کیا کیا دکھائیں گردش لیل و نہار نے
کم اعتبار اہل بقا میں بہت کیا — اس تن کے فیض پیرہن مستعار نے

اس چشم سے ہے دل کو سروکار محبت — ہوں نرگس بیمار کا بیمار محبت
یہ درد نہاں اب نہیں جاتا نظر آتا — چبھتا ہے رگ جاں میں سوفار محبت
آزاد محبت ہیں گرفتار تعلق — آزاد تعلق میں گرفتار محبت
ہے ضبط میں تاثیر سخن باعث اظہار — انکار محبت ہے اب اقرار محبت
ہر چاک پہ سینے کے خیاباں کا ہے عالم — کس جوش سے پھولا ہے یہ گلزار محبت
کوچے سے ترے اٹھ کے بتا تو ہی ستمگر — دل لے کے کہاں جائیں گے ہم زار محبت

غم کے آزار نے ہمیں مارا — اس دل زار نے ہمیں مارا
زخم شمشیر کا بہانہ تھا — ابروے یار نے ہمیں مارا
روز کے تو غرور و ناز نے اور — شب کی تکرار نے ہمیں مارا
کیا عجب خاک سے اُگے نرگس — شوق دیدار نے ہمیں مارا
زور سے نکلا تیر کا نیکاں — کس دل آزار نے ہمیں مارا
شب کسی گوشے سے صدا ہے بلند — دوری یار نے ہمیں مارا
صبر مرحوم تک تھے زندہ بس — مرگ غمخوار نے ہمیں مارا
یاد دلوا کے مے پرستی آج — ابر کہسار نے ہمیں مارا
بیدلی بیکسی و تنہائی — انھیں دو چار نے ہمیں مارا

اس کے رخ زیبا سے گل تر نہیں ملتا — اور قامت رعنا سے صنوبر نہیں ملتا
آزردہ دلی یار کی کس درجہ بتاؤں — ہم ملتے ہیں گر اس کو تو خنجر نہیں ملتا
آباد قفس کر دیے صیاد نے سارے — بلبل کا تو گلشن میں کہیں پر نہیں ملتا

Marfat.com

خورشید کی گرمی کا بھلا کون سا مذکور
اٹھتے ہیں یہاں ....

خنجر ترا گردن پہ جو چل جائے تو اچھا
دنیا سے یہ مشتاق اجل جائے تو اچھا

اس اشک کا گرنا تو زمیں پر نہیں کچھ خوب
دامن ہی میں یہ طفل مچل جائے تو اچھا

پروانے کو ہے شوق کہ آغوش میں لوں شمع
اور شمع ہے سرگرم کہ جل جائے تو اچھا

ہو جائے گی سپہر گرم ہوا سوز جگر سے
دم تن سے نکل آج ہی کل جائے تو اچھا

○

نہ وہ چتون کا عالم ہے نہ وہ انداز تیور کا
زبس آشفتہ ہے چہرہ بھی اس خورشید انور کا

عجب کیا مدعا حاصل ہو چرخ کینہ پرور کا
مزاج اب ہے جفائے تازہ پر کچھ اس ستمگر کا

نیا انداز ہے دیکھو کمر میں آج خنجر کا

مناسب جو نہیں ہرگز زباں پر ہم وہ لاتے ہیں
دل نازک کو اس کے لطف کی خاطر دکھاتے ہیں

خفا ہوتا ہے وہ جس بات سے وہ ہی سناتے ہیں
بڑھاتے اس لیے تکرار ہیں اس سے کہ پاتے ہیں

جواب تلخ میں اس کے مزا قند مکرر کا

محبت میں تری ہم کو عجب تھا قتل کا اپنے
گماں دلبر تری جانب سے کب تھا قتل کا اپنے

یہ سمجھے اب سبب سوء ادب تھا قتل کا اپنے
تری کاکل کا چھوٹا ہے سبب تھا قتل کا اپنے

خریداری میں ان زلفوں کی بس سودا ہوا سر کا

یہ آتش عشق کی وہ ہے کہ مجھے ہرگز نہ سمجھوں میں
جلا کر خاک کر ڈالے پڑے گر کوہ و ہاموں میں

خیال آتا ہے ہر ساعت یہ اپنی طبع محزوں میں
بھری ہے آگ دل کی اپنے سب نامے کے مضموں میں

عجب کیا ہے جلا دیوے کہیں یہ پر کبوتر کا

سماجت میں گزرتی ہے کبھی تو ہر زماں تیری
و لے خاطر کبھی پاتے نہیں ہیں مہرباں تیری

طبیعت کچھ نہیں معلوم کیوں ہے بدگماں تیری
عبث ہم پر جو ہر دم تیز ہے تیغ زباں تیری

اسی سے جانتے ہیں ہم کہ تیرا دل ہے پتھر کا

فقط اک سادہ روئی تیری دشمن اپنی جاں کی تھی
خلش طرز نگہ کی دل میں سب نوک سناں کی تھی

کبھی ابرو تری صورت بلائے ناگہاں کی تھی
صف آرائی یہ مژگاں کی تو نوبت الاماں کی تھی

نمود خط پہ تیری سامنا ہے اب تو لشکر کا

Marfat.com

فزوں ہوتا جو یہ خلط بجا تھا فیض لے اسکو | یہ رکتا لیے سبب کا کب سدا تھا فیض لے اسکو
تکلف کچھ نہیں اب تو رہا تھا فیض سے اسکو | یہاں تک بے حجابی کا مزا تھا فیض سے اسکو
جو پردہ بھی ہوا شب کو کبھی تو مہ کی چادر کا

دل ہاتھ میں رکھا نہیں اک آن کسی کا | پورا نہ کیا آپ نے ارمان کسی کا
تھاما نہ کبھی پیار سے دامان کسی کا | دل خوش نہ کیا تم نے مری جان کسی کا
کھینچا نہ کبھو ہنس کے گریبان کسی کا

ہم چاہنے والے کی بھی کچھ بات سنا کر | عشاق کو تم محو کرو گھر میں بلا کر
اس رنگ سے پھرتے نہیں بازار میں جاکر | یوں پان چبا گلیوں میں ناحق نہ پھرا کر
خوں مفت میں ہو جائے گا نادان کسی کا

بکھرائی جو زلف اس نے تو بو پہنچی ختن میں | عشاق کے دل پھنس گئے ہر ایک شکن میں
تڑپے ہے فقط روح نہ انساں کے تن میں | برہم ہیں جو اس اس لیے سنبل کے چمن میں
جوڑا کبھی دیکھا تھا پریشان کسی کا

ہم نے تیرا سا کبھی یار نہ دیکھا نہ سنا | اس طرح کا کوئی عیار نہ دیکھا نہ سنا
ہے نشے میں بھی وہی آن وہی اس کا غرور | مست ایسا کوئی ہشیار نہ دیکھا نہ سنا
کیا صفائے رخ محبوب ہے سبحان اللہ | اس طرح کا گل بیخار نہ دیکھا نہ سنا
چیز موہوم کا کیا کوئی نشاں بتلاوے | ہم نے اب تک دہن یار نہ دیکھا نہ سنا
صبر اب تیری جفا پر نہیں انساں کا کام | سچ یہ ہے تجھ سا دل آزار نہ دیکھا نہ سنا
جانتے عشق کو ایسا تو نہ پھرتے اس راہ | ہو گئے یوں ہی گرفتار نہ دیکھا نہ سنا
خضر رہ شوق ہے بے پوچھے ہی جائیں چلے | ہم نے گو خانۂ دلدار نہ دیکھا نہ سنا
مرگ ہو جس میں شفا درد ہو بس اس کی دوا | عشق کا سا کوئی آزار نہ دیکھا نہ سنا
آہ و زاری کا بھی اک وقت ہے بس قیس نہ رو | ہم نے تیرا سا دل آزار نہ دیکھا نہ سنا

اس دل میں دل آرا کا جلوہ نظر آتا ہے | مانند محیط اب یہ قطرہ نظر آتا ہے
ہر ریگ کی نظروں میں صحرا کی ہے کیفیت | ہر موج میں اب ہم کو دریا نظر آتا ہے

Marfat.com

یاں نغمۂ نالہ اور رقص تن بسمل ہے — اس بزم میں خوبیٔ دل مینا نظر آتا ہے
دیدار کے وعدے کا ہو دل کو یقیں لیکن — آنے میں قیامت کو عرصہ نظر آتا ہے
تھے اشک حنائی تو مدت سے بہے جاتے — پلکوں پہ جگر کا اب ٹکڑا نظر آتا ہے
ہے چال میں اب تیری کچھ اور ہی (؟) — فتنہ کوئی اب تازہ برپا نظر آتا ہے
مسی تو اسے تہمت دے سکتے نہیں لیکن — آنکھوں میں گلابی سا ڈورا نظر آتا ہے
کچھ بادلے افشاں کے ہیں زلف میں جو اٹکے — مقیش کا چہرے پر سہرا نظر آتا ہے
تعویذ طلائی تو ہے سر پہ ادھر لٹکا — چوٹی میں کوئی دل بھی اٹکا نظر آتا ہے
دنیا کے کرشمے تو ہیں فیض بہت دیکھے — اب دیکھیے مرتے پر کیا کیا نظر آتا ہے

چپکے جل جانے سے پروانے کا اتنا نام ہے — شمع کو آغوش میں لے کیا کسی کا کام ہے
ہجر میں ہم کھو کے بیٹھے سب متاع ہوش و صبر — دل میں اپنے خوب جو ڈھونڈا خدا کا نام ہے
تیر کہتا ہے کوئی کوئی بلا جادو کوئی — مختصر یہ ہے نگہ وہ موت کا پیغام ہے
زلف تیری آنکھ کے ڈورے ترے تار نگاہ — حسن نے کیا جال پھیلایا یہ اک اک دام ہے
قد کی آنکھوں کی دہن کی زلف کی تشبیہ کیا — اک الف اک عین ہے اک میم ہے اک لام ہے
چشم بسمل کو ہماری دیکھ کر وہ ڈر گیا — دیکھنا لازم نہ تھا قاتل کا یہ الزام ہے
آئینہ اس کا اٹھا کر دیکھتے ہیں عکس رو — کیا جنوں کی بات ہے کیسا خیال خام ہے
روئے تاباں اک طرف گیسوئے مشکیں اک سمت — ایک سو صبح وطن غربت کی اک سو شام ہے
اس کی طفلی کی ادا نے زندگی سے کھو دیا — حسن کا آغاز واں یاں عشق کا انجام ہے
مرغ دل انساں کا گر زلفوں کا قیدی ہو تو ہو — کان کی مچھلی تڑپتی ہے یہ کیسا دام ہے
کیا صفا ساغر میں ہے اور کیا ہے روئے یار میں — کچھ نظر کرتی نہیں ان دو صفا میں کام ہے
آئینہ خورشید میں آئینے میں خورشید ہے — جام میں ہے عکس رو اور رو میں عکس جام ہے
تنگ ہے میدان بیان سیر دل کا اپنی فیض — دونوں عالم یہ عرصہ ایک اس کا گام ہے

طور میں دل کو بچانے کا تو ہر چند کیا — اک نگہ میں مگر اس مہ نے نظر بند کیا
جان کو کس کی محبت نے دیا ہے آرام — کون سے دل کو بھلا عشق نے خرسند کیا

Marfat.com

تو نے لب اپنے جو آلودۂ دشنام کیے — قند کو زہر کیا زہر کو ہے قند کیا
گوہر اشک پرونے کا سلیقہ ہے کمال — کیا خدا نے مری مژگاں کو ہنرمند کیا
اس زمانے میں سخن کا نہ ٹھکانا تھا کہیں — ہمت طبع نے میری اسے فرزند کیا
دیر تک رات کو شیون کی صدا آیا کی — اے فلک تو نے کسے خاک کا پیوند کیا
قادر اندازی ہے کتنی تری کیا زور کماں — کون سا تیر تھا جس کو نہ جگر بند کیا
پاس کیا چیز تھی جو رخ پہ ترے کرتے نثار — خال چہرہ پہ دل سوختہ اسپند کیا
فیضؔ اب اس کو ندامت ہے نمکپاشی کی — تیرے زخموں نے عبث اس پہ شکرخند کیا

○

لطف گلشن نہیں جب ہم سے گرفتاروں کو — توڑ کے پھینک دو گل پھونک دو گلزاروں کو
تاب آتی نہیں نالوں کی مرے یاروں کو — وحشتیں ہو گئیں غم دیکھ کے غمخواروں کو
نکہت گل کو لیے دوش پہ پھرتی ہے صبا — رشک آتا ہے ہمیں دیکھ سبکباروں کو
غازہ چہرے پہ اگر اس کے ملا تو کیا لطف — لال بوسوں سے کریں یار کے رخساروں کو
تو نے مشتاق سخن سے کبھی کچھ بات نہ کی — منہ لگایا نہیں بوسے کے طلبگاروں کو
آب سمجھو نہ اسے اشک ہیں چشموں سے رواں — غم فرہاد تو بھولا نہیں کہساروں کو
کس ادا کو کہیں کس ناز کو کس چھل بل کو — بے طرح دلبری آتی ہے طرحداروں کو
روئے گل زرد کیا زخم نے سینے کے مرے — سرخرو آبلہ پائی نے کیا خاروں کو
دیکھا زنداں میں جو آ کہنہ اسیروں کا حال — زندگی موت ہوئی تازہ گرفتاروں کو
جان بھی بیچ کے ہاتھ آئے تو ارزاں سمجھیں — ہے یہ سودا ترے لینے کا خریداروں کو
فیضؔ اب بیٹھ کے پچھتانے سے کیا ہے حاصل — دل نہ دینا تھا کبھی ایسے دل آزاروں کو

○

ہے سینہ پر داغ ہمارا چمن اپنا — اور رشک گل تازہ ہے زخم کہن اپنا
رفتار تری کبک نے چاہا کہ اٹھائے — ایسا ہوا خود رفتہ کہ بھولا چلن اپنا
آ جائے ذقن تک جو تری زلف تو ہے خوب — دل چاہ سے نکلے گا نہیں بے رسن اپنا
مژگاں نے تری مار لیا چشم زدن میں — ہر چند بہادر تھا دل صف شکن اپنا
لکھتا ہوں سدا وصف حنائے کف جاناں — رنگیں نہ ہو کس طرح بھلا پھر سخن اپنا

Marfat.com

کچھ اصل بھی ہے یا ہے سراپا یہ فسانہ ۔۔۔ دکھلا دو کمر اپنی ہمیں اور دہن اپنا
جو یار ہے اپنا ہے دل آزار ۔۔۔ دلدار جو اپنا ہے وہی دلشکن اپنا
گل چاک گریباں ہے تری تنگ قبا پر ۔۔۔ غنچے نے کیا دیکھ کے تہ پیرہن اپنا
کچھ لطف ہم آغوشی کا پایا تھا اس نے ۔۔۔ بازو سے جو شب کھول دیا نورتن اپنا
ساون کے سے بادل ہیں ترے دیدۂ تر فیض ۔۔۔ ہے رعد کے مانند دل نعرہ زن اپنا

مہ اور ترے رخ کی ضیا اور ہی کچھ ہے ۔۔۔ مشک اور تری زلف رسا اور ہی کچھ ہے
ہے گل میں نہ مرجاں میں یہ سرخی نہ شفق میں ۔۔۔ ہاتھوں کا ترے رنگ حنا اور ہی کچھ ہے
ٹوٹے ہوئے دل کے بھی سنو نالۂ جاں سوز ۔۔۔ اس ساز شکستہ کی صدا اور ہی کچھ ہے
واشد دل دیوانہ کو گلگشت سے کیا ہو ۔۔۔ باغ اور ہے صحرا کی فضا اور ہی کچھ ہے
گلشن کی نسیم سحری راحت جاں ہے ۔۔۔ پر کوچۂ جاناں کی ہوا اور ہی کچھ ہے
جیتا ہوا زندان محبت سے چھٹا کون ۔۔۔ اس قید کا سامان رہا اور ہی کچھ ہے
ہے وصل کا کس دل کو نہیں ذوق مگر فیض ۔۔۔ غم کھانے کا ہجراں میں مزا اور ہی کچھ ہے

رات ایک پری سامنے آ لے گئی جی کو ۔۔۔ انداز نیا ہم کو دکھا لے گئی جی کو
کیا رات ترے کوچۂ گیسو میں بسی تھی ۔۔۔ آتے ہی سحر باد صبا لے گئی جی کو
اک عمر گرفتار رہا چاہ ذقن میں ۔۔۔ اب کھینچ تری زلف رسا لے گئی جی کو
بے دیکھے ہی باتوں میں ہوا میں ہمہ تن گوش ۔۔۔ پردے ہی سے بس اس کی صدا لے گئی جی کو
وہ خاک میں یکساں ترے کوچے میں پڑا تھا ۔۔۔ ٹھوکر تری او شوخ اڑا لے گئی جی کو
دزدیدہ نگہ کر کے چرایا نہیں دل کو ۔۔۔ آنکھوں سے پری آنکھ ملا لے گئی جی کو
دل شہر میں لگتا نہیں کیا جانے ہوا کیا ۔۔۔ پھر ان دنوں صحرا کی فضا لے گئی جی کو
ہے چاک مرے بر میں گریبان تحمل ۔۔۔ کافر یہ تری تنگ قبا لے گئی جی کو
اب ہاتھ کسی رنگ سے آتا ہی نہیں ہے ۔۔۔ مہندی بھری کس کی کف پا لے گئی جی کو

۸) **عابد حسین خاں، عابد خلف محمد علی خاں:**

زمانیکہ از سن ... دہ سال گذشتہ باشد ہمراہ والد ... خود ... گام سنج طریق سفر حج و زیارت

Marfat.com

بودند... بعد رحلت عموی مغفور ہمراہ والدہ... خود تا در آن اماکن مشرفہ خود را رسانیدہ ... و بعد دو سال ... مراجعت کردہ بتحصیل علم پرداختند، و بتوجہ ... والد مرحوم مولف... کتابہائے درسیہ فارسی و عربی تا شرح ملا وغیرہ بمطالعہ در آوردند و در آخر نثر خود را بطریق استفادہ بنظر... یگانۂ وقت در نظم و انشا مرزا احمد مرحوم مشتہر بجہان پناہ و تخلص بمنشا... میگذرانیدند۔ الحال نثر پاکیزہ ... ارقام میفرمایند... گاہگاہ فکر اشعار ریختہ نیز مینمایند و با وصف قلت مشق... اشعار آنجناب کیفیت و مذاق خاص دارد... نستعلیق نہایت... نمکیں... از دست آنجناب زینت تحریر می پذیرد و علاوہ از طبع رسائے آنجناب اکثر ہنر و فنون بیشتر حسن انجام می گیرد۔ اما درینولا از عرصۂ چند سال مرغ دل را بفرط شوق جنگ خروس معرکہ آرائے ہنگامہ پالی دارند و ہم باز عزم زیارت روضۂ پیشوایان دین نقش نگین خاطر... است، لیکن درین روزہا تفکر معیشت اکثر اوقات منتشر خاطر بودہ در خانہ نشستہ باکتساب اعمال خیر... مصروف اند و اختصاص ولی ظاہر و غایب بحال بندہ یکساں دارند :-

میرے دل کو گیا جو کر کے اداس   پھر نہ آیا وہ شوخ میرے پاس
آس جینے کی اب نہیں مجھ کو   زندگی سے تو ہو چکی بس یاس
دل میں جا ہم نے خالی کر دی ہے   گھر تمہارا ہے آؤ بے وسواس
وائے قسمت کہ اس کے گلشن سے   کبھی لائی صبا نہ گل کی باس
دل لگاتے ہی مر گیا عابدؔ   عشق کرنا نہ آیا اس کو راس

آہ کیسی یہ رات آتی ہے   سنگ غم ہے و میری چھاتی ہے
کس طرح ضبط گریہ ہو ناصح   اس کی فرقت بہت رلاتی ہے
دل تو پہلے ہی دے چکے دیکھیں   آگے تقدیر کیا دکھاتی ہے
گو بھلاتا ہوں اس کو جی سے ولے   شکل نظروں میں پھر ہی جاتی ہے
اب جو آتے نہیں ہو سمجھے ہم   صحبت غیر تم کو بھاتی ہے
دیکھئے یہ بہار تازہ جنون   کوئی زنجیر اور پنھاتی ہے
جان دینے سوا مجھے عابدؔ   کچھ نہیں بات اب بن آتی ہے

مر چکے ہم اگر جفا ہے یہ   آزما دل کو باوفا ہے یہ

Marfat.com

عرق خوں میں جو لوٹتا ہے یہ — مرغ بسمل کہ دل مرا ہے یہ
یہ ادائیں مجھی سے کرتے ہو — اپنی الفت کی بس سزا ہے یہ
کسی مذہب میں کوئی کہہ تو سہی — خون عاشق کرے روا ہے یہ
نعش پامال بعد قتل کیا — عاشقوں کا تو مرتبہ ہے یہ
گر جیوں مرے پھر کبھی تیغ تلے — رکھوں سر اپنا مدعا ہے یہ
مرض عشق کیا مسیح سے جائے — عارضہ سخت لا دوا ہے یہ
اپنے عاشق پہ کچھ تو رحم کرو — جان سو جان سے فدا ہے یہ
دل دیا جاں بھی لے لے عاشق کی — تجھ سے کس بات میں جدا ہے یہ
تم سے شکوہ نہیں ہے آنے کا — اپنی تقدیر سے گلہ ہے یہ
بوسہ و لب گواہ حسن ملے — تیرے در کا تو اک گدا ہے یہ
ہاتھ آیا نہ وہ جو عابد کے — کف افسوس مل رہا ہے یہ

چمکنا خوشنماؤں ہے تری زلفوں میں گوہر کا — کہ جوں شب کو بھلا لگتا ہے روشن ہونا اختر کا
یہ مرغ روح اڑنے کا ارادہ تن سے رکھے ہے — لگا اک تیر اے ظالم کرے یہ محتاج ہو پر کا
کروں زاری ترے آگے نہ تو منہ سے کبھی بولے — صنم دل کو بنایا کیا کسی نے تیرے پتھر کا
مجھے اس خانۂ احزاں میں ہر شب آہ و نالہ ہے — پری کے گھر تو رہتا ہے اکھاڑا روز اندر کا
اگر چاہو مرض سے عشق کے عابد شفا پاوے — پلا دو اس کو لے یارو ذرا تعویذ تم سر کا

یارب اس غم سے کر مجھے آزاد — یا بھلا دل سے میرے اس کی یاد
دل تو بچتا نظر نہیں آتا — تیرا ابرو کماں کا ہے بیداد
کیا کہوں حال بے قراری میں — دل سے ہے آہ لب پہ ہے فریاد
کیوں نہ ہو واہ دل کو تو نے اسیر — دام میں زلف کے کیا صیاد
رکھ نہ امید وصل اے عابد — شاد ہوگا نہ یہ دل ناشاد

ہر لحظہ داغ سینے کا میرے جیا کیا — سمجھیں گے ہم جو آپ نے ہم سے بھلا کیا
آیا کبھی نہ ہاتھ وہ اپنے ہزار حیف — ناحق کو میں سدا کف حسرت ملا کیا

Marfat.com

رکھا بتو لے بازیوں میں تو نے مجھ کو ہائے ... غیروں سے روز جاکے تو کافر ملا کیا
جو کچھ ادائیاں کر سدا تم نے مجھ سے کیں ... وہ ظلم کب کسی نے کسی پر بھلا کیا
مرنے پہ بھی نہ رحم کیا تو نے اے صنم ... عابد کے یاں گلے پہ تو خنجر چلا کیا

اس شمع رو کو میرے بس اتنا حجاب ہے ... تصویر کو بھی شیشے کا رخ پر نقاب ہے
بلبل .... یہ باغ میں ... نرگس بھی دیکھ کر اسے چشم پر آب ہے
چھڑکا کیا نمک وہ سدا دل کے داغ پر ... سمجھا جگر کو میرے جو اس نے کباب ہے
کیونکر کے آئے خواب میں بھی وہ صنم نظر ... مدت سے خواب آنکھوں میں میری تو خواب ہے
مکھڑا وہ صاف نور سا اس ماہرو کا دیکھ ... ہر داغ رشک سے جگر ماہتاب ہے
ودر فلک سے کم نہیں اس شوخ کی نگاہ ... گردش سے جس کی چشم کی عالم خراب ہے
ہرگز نصیب وصل ہوا اور نہ ہوئے گا ... عابد کو اس کے غم میں عبث اضطراب ہے

گھایل کیا جگر تری مژگاں کے خار نے ... جوں اشک خوں بہائے مری چشم زار نے
آنے کو جو کہا تھا نہ آئے وہ رات بھی ... ایفا کیا نہ وعدہ کبھی ہم سے یار نے
سیر چمن سے سیر ہوا اب تو جی مرا ... دکھلائی کیا بہار دل داغدار نے
ہم کو تو وقت نزع بھی اس گل کی یاد ہے ... لیکن مجھے بھلایا مرے گلعذار نے
عابد مریض عشق تو مرتا ہے غم میں ہائے ... پوچھا کبھی نہ حال پر اس غمگسار نے

کر نصایح سے درگذر واعظ ... کچھ کرے گا نہ یہ اثر واعظ
خیر ہے اب کبھی وہ چھوٹے ہے ... کر چکا ہے وہ دل میں گھر واعظ
توڑنا دل کسی کا کب ہے روا ... کچھ خدا سے ڈرا بھی کر واعظ
واعظ اپنے یہ بھول جائے گر ... اس کو دیکھے جو اک نظر واعظ
پند کرتا ہے کس کو اے ناداں ... جان سے عابد گیا ہے مر واعظ

دل کو رکھتا اگر جو اپنے ضبط ... ہوشوں کو نہ دیکھ ہوتا خبط
عشق کر کے بچا ہے کون عابد ... جان دینی ہی ہے حاصل ربط

کرتا ہوں میں ہر دم آہ و زاری تجھ بن ... آنکھوں سے مری لہو ہے جاری تجھ بن

Marfat.com

اب بھی تو پیارے آکے عیادت سے دل
تجھ بن جو شب کو جاتا سینے سے آہ نکلی
اری آہ تجھ میں اثر بھی نہیں

دیکھیں کب تک یہ آہ خواری تجھ بن
ملک عدم کی پھر تو جاتے کی راہ نکلی
مرے دل کی اس کو خبر بھی نہیں

(۹) سعادت علی خاں تمکین پسر نور الحسن خاں:

ازانجا کہ والد ... ایشاں عزاز ... ایشاں چشم و چراغ امید داشتند و اسباب امارت ... مہیا بود ... از بد و طفولیت با کمال ناز و نعم پرورش یافتہ عمر عزیز را بہ لہو و لعب و عیش و طرب بسر نمود۔ الحال نیز بہمان شغل سیر و تماشا معروف اند و طبع آزاد از قیود فکر ... شان باشیائے غریبہ و اوضاع عجیبہ بسیار مائل است چنانچہ اکثر البسہ گوناگون با وضاع بوقلموں زیب جامہ خود می سازند ... و با جسم منحنی و قامتے نحیف بہرہ از شجاعت ... حاصل ذات ایشا نست و طبع رفقا پرور ایشاں بعیب پوشی ... بسیار معروف است و با اکثر اہل ہنر ارباب غنا و دیگر ہنروران بازی و تماشا نیکو سلوک دارند و با راقم ... رعایت ادب از دست نمی گذارند ... ازانجا کہ کثرت لہو و لعب ؟ ہارج اکتساب علوم است با وصف ... غایت بے توجہی بمحض فطانت ... فی الجملہ استعداد تحریر مدعا بہم رسانیدہ ... با شعر و سخن رغبتے نیست مگر حسب استدعائے راقم غزل ابدا منظوم ساختہ فرستادند از انجملہ این دو شعر مرقوم می گردد۔

گر نشہ ہے بھی نگہ میں تیری
مے کے پینے کی احتیاج نہیں
نام تمکین ہوا تو کیا ہمدم
رات دن بیقرار رہتا ہوں

... بتاریخ ہشتم ... صفر روز سہ شنبہ ۱۲۵۵ ہجری ... یک پاس روز ماندہ کہ عین شدت گرما بود ... شخصے خبر داد کہ نواب سعادت علی خاں ... بدریا رفتہ بودند، ناگاہ بقعرے افتادہ تہ نشین ورطۂ ہلاک شدند، از آن جا کہ طبع او شان خیلے چالاک و بیقید ... افتادہ بود ... تو ہم چناں شد کہ شاید از بزرگان خود لالی پیش آوردہ ... این خبر مشتہر کردہ اند ... مطمئن نشستہ بودم کہ مکرر این خبر بسمع پیوست ... مقارن این حال بچشم خود دیدم کہ جناب جعفر حسن خاں ... عم آن مرحوم با فرزند ... خود از ہمہ راہ سراسیمہ ... پیادہ میروند ... فی الحال سر اسپ سوار شدہ طرف دریا رواں شدم از در رفتانہ تا گھاٹ ہر یگانہ و بیگانہ ... را انگشت تاسف بدنداں و خار حسرت بدا ماں یافتم ... چوں قریب رسیدم رفقا و لازم آن عزیز را خاک بر سر کناں ... دیدم و عند الاستفسار چگونگی این ماجرا بذر وۂ بیان آوردند کہ در نسولا از عرصہ چندروز

Marfat.com

شخصے از سکنائے بنارس را امیدوار رفاقت ساختہ ہر روز با خذ علم شناہی پرداختند۔ امروز بعد زوال آفتاب کہ دو سہ ساعت از دو پہر گذشتہ باشد... یا دو سہ از ملازمان و یاں وارد تازہ... بے سواری اسپ و فیل پیادہ گامزن... شدند از اثنای راہ بایما ی آن غول بیابان نافہمی سبوچہ از بہر استعانت شنا از کلای خواستگار شدند... بر زبان زن کلاں جاری گشت کہ... تعجیل بغسل چیست واین از برائے کیست... اعتنا نکردہ سبوچہ را گرفتند و گھاٹ محاذی کوٹھی خادم حسین خاں مرحوم کہ متصل آن قعر عمیقے بود... با ستعانت سبوچہ و شناوری آں مرد... قائم بر آب شدند... ناگاہ نہنگ اجل پای آں مرحوم بجانب آن قعر عمیق کشید و آن سبوچہ نیز از دست رہا گردید۔ رہا شدن سبوچہ... ہمان بود و افتادن در آن قعر ہمان۔ دریں حال چندانکہ استعانت بآں شناور بحر بیوفائی کردند... بخوف جان خود را بر کنارہ کشید... افسوس کہ از سن... آں مرحوم بیش از بست و دو سال نگذشتہ بود۔

(۱۰) **مہدی علی خاں:**

"ہرچند... چنانکہ باید عہد شباب نرسیدہ طبع سلیم باکتساب آداب پسندیدہ... ممدوح خاص و عام گردیدہ چہرۂ زیبا باکمال صباحت و ضیا مابین عالی ہمتان متبسم و خندان و طبع لطیف بمزاح و ظرافت مائل... از فیضان تربیت... والد ماجد خود اکثر از کتب فارسی درسی و چندر سالہ ہائے دینیہ بمطالعہ در آوردہ... و عبارت فارسی سلیس مد عاخیز بخوبی مینگارند الحال بخوانند کتب درسیہ عربی مثل ہدایت النحو و کافیہ وغیرہ از سید فضل علی... سلمہ... کہ با راقم بسیار محبت دارند، بہمہ تن مصروف بودہ... و گاہ گاہ بمشق خط شفیعا از اخوی مکرم... می پردازند و بعد فراغ درس و تدریس پرانیدن کاغذ یا دو سواری اسپ بتفریح خاطر خود می سازند... دریں فنون ہم دخل معقول دارند۔ اما از کثرت شغل مطالعہ کتب عربی ہنوز بگفتن شعر... میلی ندارند مگر بتاکید تمام راقم غزل لہذا منظوم ساختند...

فغاں کے ساتھ لب تک دمبدم آنے سے کیا حاصل
کہو اس جان غمگین سے کہ گھبرانے سے کیا حاصل
غم اس کا کھائیے اے دل کہ جس میں غمگساری ہو
کسی بے رحم کی الفت میں غم کھانے سے کیا حاصل

Marfat.com

کدورت یار کے دل کی گئی کب اشک صافی سے
اب اس خوناب دل کے متصل آنے سے کیا حاصل

خزاں میں کیا مزہ ہے زمزمہ پرداز ہونے کا
کہو بلبل سے بس اب گل کے افسانے سے کیا حاصل

نگاہ مست ساقی سے ہے بزم مے کی کیفیت
نہیں تو ساغر و مینا و میخانے سے کیا حاصل

نکل جانا ہی اس جان حزیں کا جلد بہتر ہے
بس اب اے ناتوانی لب پہ ٹھہرانے سے کیا حاصل

نصیحت ہم سے دیوانے بھلا کب گوش کرتے ہیں
کوئی ناصح کو سمجھاوے کہ سمجھانے سے کیا حاصل

مزا کچھ جان دینے کا دل عاشق سمجھتا ہے
کوئی پروانے سے پوچھے کہ جل جانے سے کیا حاصل

سنانا جس کو تھا منظور درد دل نہ آیا وہ
پھر اب مہدیؔ غزل اس بزم میں لانے سے کیا حاصل

(معاصر حصہ ۱۸، جولائی ۱۹۶۲ء)

Marfat.com

طبقاتِ شعرائے ہند

طبقاتِ[1] شعرائے ہند (= طبقات) کے سرورق میں یہ عبارت مرقوم ہے "تاریخ شعرائے[2] اردو کا مسٹر ایف فیلن۔ اور کریم الدین نے گارسن دتاسی (کذا) کی تاریخ سے ۱۸۴۸ عیسوی میں ترجمہ کیا گیا اور ۴۶۹ شاعروں (کذا) اردو گو کے اشعار اور حال بھی دواوین مختلفہ سے منتخب کر کے اس میں مندرج کیا گیا۔ (کذا)"۔

اشپرنگر نے اپنی فہرست ص۱۹۱ میں لکھا ہے کہ طبقات دتاسی کی تاریخ ادبیات ہندی و ہندستانی کا ترجمہ ہے لیکن کچھ باتیں گھٹا اور کچھ بڑھا دی گئی ہیں۔ اشپرنگر نے مجملاً یہ رائے ظاہر کی ہے کہ اس سے کتاب کی خوبی میں شاید ہی اضافہ ہوا ہو۔ اس نے یہ اطلاع بھی دی ہے کہ اس سے متعلق ہول کے عالمانہ ملاحظات بنارس میگزین میں شائع ہوئے ہیں۔

دتاسی اپنی تاریخ کی اشاعت ثانی کے دیباچے میں رقم طراز ہے کہ "طبقات شعرا کے بارے میں اعلان ہوا ہے کہ یہ میری کتاب کی اشاعت اول کا ترجمہ ہے، لیکن یہ ایک بالکل مختلف چیز ہے۔ کریم الدین نے میری کتاب سے جو کچھ لیا ہے وہ انھیں فیلن صاحب سے حاصل ہوا ہے جو فی الحال بہار میں تعلیمات عامہ کے انسپکٹر ہیں (جلد ۱ ص۴۸)

دیباچۂ طبقات میں حمد و نعت کے بعد یہ الفاظ ملتے ہیں: "بندہ کریم الدین عرض کرتا ہے" (ص۱) اور سرورق سے قطع نظر کتاب میں فیلن کا نام کسی جگہ نہیں آیا۔ کتاب میں "ہم" کے عوض ہر جگہ "میں" ہے اور ضمیر واحد متکلم کا مرجع ہمیشہ کریم الدین ہے۔ فیلن کسی نہ کسی حد تک شریک مشورہ ضرور ہوگا، لیکن اس کے علاوہ اگر اس کا طبقات سے سروکار ہے تو وہ صرف اتنا ہے کہ اس نے دتاسی کی تاریخ کا ترجمہ[3] کریم الدین کے حوالے کیا ہے۔ کریم الدین نے طبقات ص۱۷ میں یہ بھی لکھا ہے کہ یہ ڈاکٹر (اشپرنگر) کے حکم کے موجب تالیف ہوئی ہے"۔ لیکن غالباً وہ شریک مشورہ نہ تھا۔

کتاب میں مرقوم ہے کہ ۱۸۴۷ء میں تمام ہوئی، لیکن سرورق کی عبارت کچھ اور کہتی ہے۔ ظاہرا وجہ اختلاف یہ ہے کہ (سرورق) میں سال انطباع کو سال ترجمہ کہا گیا ہے۔

۱؎ معاصر حصہ ۲ میں غلط نام درج ہے۔ ۲؎ عبارت دیباچۂ دستور فصاحت سے لی گئی ہے۔ ۳؎ فیلن نے کس حد تک صحیح ترجمہ کیا تھا، اس کے متعلق کچھ کہنا مشکل ہے۔ بدقسمتی سے دتاسی کی تاریخ اشاعت اول بھی پیش نظر نہیں۔

Marfat.com

سرورق میں شعرا کی جو تعداد بتائی گئی ہے، وہ صحیح ہے یا نہیں، میں اس باب میں کچھ کہنے سے قاصر ہوں۔ میرے پیشِ نظر جو نسخہ ہے اس میں فہرست کے صلا سے قبل کے اوراق اور آخر میں ص۸۱ کے بعد کے اوراق غائب ہیں۔ اشپرنگر نے تعداد صفحات ۵۰۴ لکھی ہے، اور یہ صراحت نہیں کہ فہرست کے صفحات اس میں شامل ہیں یا نہیں، مگر یہ معلوم ہے کہ ۵۰۴ سے یہ خارج ہیں۔

کریم الدین پانی پتی علی عید کے دن ۱۲۳۷ھ میں پیدا ہوا تھا اور تحصیل صرف و نحو عربی کے بعد دہلی آ گیا تھا۔ یہاں طرزِ قدیم کی مزید تعلیم حاصل کر کے اٹھارہ برس کی عمر میں دہلی کالج میں داخل ہوا۔ اس کی بدولت وہ نہ صرف مغربی علوم سے کسی حد تک آشنا ہوا، اسے بعض تعلیم یافتہ اہلِ مغرب (بوترو، اشپرنگر، فیلن) سے میل جول کا بھی موقع ملا۔ طبقات شعرائے اردو کا پہلا تذکرہ ہے جو کسی ایسے شخص کے قلم سے نکلا ہے جسے کسی نہ کسی حد تک مغربی اسلوب تذکرہ نگاری سے آگاہی تھی۔

کریم الدین (= کریم) نے دیباچے میں لکھا ہے کہ تذکرہ فن تاریخ کی "شاخ" ہے، لیکن کسی نے اس کا لحاظ نہیں رکھا: ہر ایک شخص کو اپنے خیال کی پختگی منظور ہوتی ہے۔۔۔ وہ مفید۔۔ ہو یا مضر ہو۔ بعضے استاد جن کو فکر رتبہ۔۔ نے خراب کیا۔ وہ حال۔۔۔ واقعی کے لکھنے کے درپے نہیں ہوئے، ان کے خیال میں جو سمایا تھوڑا سا حال خیالی لکھ کر شعر اس کے لکھ دیے جس کا حال لکھنا منظور تھا گرچہ وہ پسند خاطر مؤرخین کے نہ ہو۔ اگر کسی پر بہت مہربانی۔۔ ہوئی تو اس کے شعر بہت لکھ دیے۔۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کو صرف تشہیر اشعار اور اپنی ناموری مقصود تھی۔ علاوہ ازیں انتخاب اشعار میں بھی بہت بے پروائی کی ہے، تحفہ تریہ۔۔ کہ جس کے اشعار بہت اچھے ہوتے تھے اور وہ مسلم الثبوت استاد تھا اس کے شعر اس طرح پر انتخاب کیے ہیں کہ برا ہونا افکار اس شاعر کا ثابت ہو جاوے۔۔ جب بندہ ایک تذکرہ شعرائے عرب کا۔۔ لکھ کر چھپوا چکا۔۔ ارادہ ہوا کہ ایک تذکرہ شعرائے ہند کا بھی تاریخوار جسے (کذا) ہر ایک شاعر کے سن (کذا) زندگانی کا حال معلوم ہو جاوے۔۔ مع اور حالات صادقہ اس کے (کذا) جہاں سے پاؤں جمع کر کے چھپواؤں۔ لیکن پہلے مجھ سے چونکہ دی تاسی (کذا) نے۔۔ فرنچ میں ایک تذکرہ ان تذکروں مفصلۂ ذیل سے بہت اچھی طرح پر تالیف کر لیا تھا، اس لیے اور دو تذکروں سے جو اس کے دستیاب نہیں ہوئے اور اس کے تذکرے سے مدد لے کر یہ تذکرہ میں نے (کذا) فراہم کیا۔۔ فہرست ان تذکروں کی۔۔ جس (کذا) سے دی تاسی نے اپنے تذکرے کی تالیف کی، نکات الشعرا، تذکرہ شعرائے اردو تصنیف مصحفی، تذکرہ علی حسینی۔۔ گلزار ابراہیم۔۔ گلشن ہند۔۔ دیوان جہاں۔۔ گلدستۂ نشاط۔۔ تاسی (کذا) کہتا ہے کہ۔۔۔ یہ سب تذکرے میرے پسند نہیں۔۔ اکثر جائے (کذا) ان میں نام شعرا کا اور کچھ انتخاب اشعار کا لکھا ہے، جس کا (کذا) حال بہت۔۔ ہے ان کی پیدائش کی تاریخ نہیں۔۔ اور نہ تاریخ وفات کسی کی لکھی ہے اور خانگی ان کے بہت کم لکھے ہیں بلکہ ان کی تصنیفات کا ذکر بھی بہت کم ہے اور یہ بھی بہت کم لکھا ہے کہ اس شاعر کا دیوان بھی ہے یا نہیں۔

Marfat.com

میں نے سوا اس تذکرے کے ۔ تذکرہ حکیم قدرت اللہ خاں (قاسم) اور گلشن بیخار سے بھی مدد لی ہے"۔

کریم خود کس طور پر تذکرہ لکھنا چاہتا ہے اس کی نسبت اس کا بیان یہ ہے: "چونکہ زمانۂ قدیم میں یعنی قبل رواج پانے ۔۔ اردو کے زبان ہندی ہندستان میں رائج تھی ۔۔ ضرور ہوا کہ جو شاعر ۔۔ ہندی کا اوّل گذرا اور زمانہ بھی اس کا شعرائے اردو سے بیشتر تھا اس کا حال اوّل بیان کیا جائے ۔ ہر چند کہ میں تاریخ نویسی شعراء (و؟) مصنفین میں حتی الوسع کوشش کروں گا الّا بعض کا سن و سال دریافت نہ ہوگا، لاچار اس کو آخر قسم تذکرہ میں بطور تکملہ مندرج کروں گا ۔ اسی لحاظ سے ترتیب حروف کا خیال نہ کر کے جس شاعر کا بیان جس جائے مناسب جانا مندرج کر دیا ۔۔ ترتیب اس کی اس طور پر ہے کہ قسم اوّل میں متقدمین کا حال ۔۔ ہے اور قسم ثانی میں ۴ طبقے ہیں، طبقۂ اوّل میں ان شاعروں کا بیان ہے، جنھوں نے (کذا) اردو شعر کہنا شروع کیا اور اس زبان کی بنیاد ڈالی ۔ دوسرے طبقے میں ان شعرا کا حال جنکو بانی اردو اور مصلح اردو کہنا چاہیئے ۔ اور واقع میں انھوں نے (کذا) اس زبان کو اصلاح دے کر جاری کیا اور اس کی تزئین ۔۔ میں مصروف ہوئے ۔ طبقہ تیسرے میں ان شاعروں کا بیان ۔۔ ہے جو کہ طبقۂ ثانیہ کے شعرا کے شاگرد گزرے ہیں اور انھوں نے (کذا) اس ۔۔ کی تراش و خراش میں بہت کوشش کر کے نئے محاورات کو استعمال میں لاکر ۔۔ اردو کو رونق بخشی ۔ چوتھے طبقے میں اپنے ہمعصروں کا حال لکھوں گا جن سے میں نے ملاقات کی ہے، یا آنکہ میرے زمانے میں وہ موجود ہیں گرچہ میں ان سے نہ ملا ہوں یا گزر گئے ہوں سب کا حال حتی الوسع تاریخوار لکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں"۔

کریم نے اپنے دیباچے میں یہ بتا دیا ہے کہ تذکرۂ شعرا کیسا ہونا چاہیئے ۔ اس کے نظریے اور عمل میں کس قدر مطابقت ہے اس کا اندازہ مباحث ذیل سے ہو سکے گا ۔

(۲) کتاب کا نام طبقات شعرائے ہند ہے، جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ صرف شاعروں کا ذکر ہوگا اور وہ بھی ہندستان کے ۔ سرورق کی تشریحی عبارت اس پر مشعر ہے کہ صرف اردو کہنے والوں کو بزم کریم میں جگہ ملی ہے ۔ دیباچے سے پتا چلتا ہے کہ قسم اوّل میں صرف قدیم ہندی گو ہیں، جو زماناً اردو کے شاعروں سے مقدم ہیں ۔ طبقات کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے اس میں اصحاب ذیل کے تراجم بھی مندرج ہیں: (۱) جلال بلخی داستاں گو جو نہ کبھی ہندستان آیا اور نہ جس نے کبھی کسی ہندستانی زبان کو اظہار خیال کا ذریعہ بنایا (۲) فتح اللہ شیرازی ۔ یہ ہندستان آیا تھا، لیکن اس کا بھی وہی حال ہے جو جلال مذکور کا ہے ۔ (۳) ابو الفضل ۔ یہ فارسی کا نثار تھا اور اس زبان میں اس کی نظم بھی ہے، لیکن اردو ہندی سے اس کا تعلق نہیں ۔ مصنف نے نمونۂ کلام میں فارسی ہی کے اشعار دیئے ہیں (۴) سید قریشی جو عہد شاہجہانی کا فارسی گو شاعر ہے ۔ اس کے بھی صرف فارسی اشعار درج طبقات ہیں ۔ اس نے کسی ہندستانی زبان میں کچھ کہا ہو تو اس کی سند موجود نہیں (۵) فتح علی خان حسینی ۔ انھوں نے ریختہ گویوں کا تذکرہ لکھا ہے اور فارسی کے شاعر تھے، لیکن کسی ہندستانی زبان میں نہ ان کی نظم و نثر موجود ہے اور نہ کسی نے

Marfat.com

اس کا ذکر کیا ہے (۶) ناثران ازدو مثل اجودھیا پرشاد، ہردیو سنگھ، مملوک العلی، احمد علی، اشرف علی، رام کشن، سبحان بخش، موتی لال، کمال الدین حیدر، راجہ رام موہن رائے، حسن علی خاں، دھرم نرائن وغیرہ۔ ممکن ہے کہ ان اصحاب نے اردو میں احیاناً شعر کہے ہوں، لیکن شاعر کی حیثیت سے لوگ انھیں نہیں جانتے اور کریم نے بھی ان کا ذکر اس طرح نہیں کیا۔

جلال بلخی وغیرہ کا شمول غالباً بہ تقلید دتاسی ہے، لیکن اجودھیا[1] پرشاد وغیرہ کی شرکت کا ذمہ دار مصنف کا یہ خیال ہے کہ نثر نگاروں کو نظر انداز کرنا مناسب نہیں۔ اس صورت میں کتاب کا نام اور سرورق کی تشریحی عبارت مختلف ہونی تھی اور دیباچے میں اس کا ذکر ضروری تھا کہ نثر نگار بھی شامل تذکرہ کیے جائیں گے۔

(۳) (۱) تذکرے میں جن اصحاب کے تراجم ہیں انھیں کن اصول کی بنا پر اور کس طرح مختلف اقسام و طبقات میں تقسیم کرنا چاہیے اس کا بہت دھندلا سا تصور مصنف کے ذہن میں ہے، بعض اوقات تو یہ کھلتا ہی نہیں کہ دو طبقوں میں ما بہ الامتیاز کیا رکھا گیا ہے۔ اس کے بیان سے مترشح ہوتا ہے کہ قسم اوّل میں صرف وہی ہندی کہنے والے شامل ہیں جو زماناً ریختہ گویوں سے مقدم ہیں، مگر یہ پتا نہیں چلتا کہ اس کے نزدیک ہندی و اردو میں کیا فرق ہے۔ قسم اوّل میں خسرو، کبیر، جائسی، سعدی، ابوالفضل، سعید قریشی، ولی، فقیر اللہ آزاد اور احمد گجراتی وغیرہ موجود ہیں، لیکن اصحاب ذیل نے جو زمانے کے لحاظ سے ولی کے معاصر یا اس سے مقدم ہیں قسم دوم کے مختلف طبقات میں جگہ پائی ہے۔ طبقۂ اوّل: قلی[2] قطب شاہ، قطب شاہ صاحب مثنوی مصنفہ[3] ۱۰۱۸ھ، شوقی جوالاپوری، اشرف و رحمٰن و رحیم و غالب[4] (صحیح طالب) اور بیدل۔ طبقۂ دوم: ابراہیم عادل شاہ، ابن نشاطی۔ طبقۂ سوم: جلال بلخی، نصرتی اور صاحب کٹ کہانی۔

(۲) مصنف سے قبل بھی بعض تذکرہ نگاروں نے طبقات قائم کیے ہیں لیکن کسی نے آبرو، ناجی، احسن اللہ، یکرنگ اشتیاق اور مضمون کو مختلف طبقوں میں شامل نہیں کیا۔ یہ سب ایک زمانے کے ہیں اور ایک طرز میں کہتے ہیں، مصنف نے آبرو، ناجی اور احسن اللہ کو تو طبقۂ اوّل میں شریک کیا ہے، یکرنگ اور ان کے بعد جن شعرا کے نام ہیں[5] طبقۂ دوم میں داخل ہیں۔ حسن کے تذکرے میں سودا، میر، درد، فغاں، کلیم، تاباں، قائم، یقین، قدرت، سجاد، بیدار، بیان، ہدایت، دیوانہ متوسطین میں محسوب ہوئے ہیں، کریم کے طبقۂ اول میں پہلے ۷ شاعروں کو تو جگہ ملی ہے، باقی دوسرے یا تیسرے طبقوں میں ہیں بلطف یہ کہ اجمل، امانی، فرحت، اسد، محمد عابد، دل، غازی الدین خاں جو حسن کے یہاں متاخرین میں شامل ہیں، طبقۂ اوّل میں موجود ہیں۔ آصف الدولہ، فریاد (شاگرد سوز) امین الدولہ، الہام، جہاندار شاہ، جہاں گیر لکھنوی، شکیبا، تجلی، فقیر اللہ فقیر ہرگز

---

[1] رام موہن رائے کا شمول بہ تقلید دتاسی، [2] [3] نام و زمانہ منقول از طبقات، صحت کا میں ذمہ دار نہیں، [4] از متقدمین بقول مصنف، [5] چاروں بقول مصنف معاصر ولی۔

Marfat.com

کسی طرح اس کے مستحق نہ تھے کہ طبقۂ اوّل میں جگہ پائیں۔ یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ مصنف نے بکھاری لال (بدون تخلص) کو طبقۂ اوّل میں شامل کیا ہے، لیکن بکھاری لال، عزیز تکملے میں موجود ہیں یہ دونوں ایک ہیں۔ ماہ لقا حیدرآبادی کا طبقۂ اوّل میں شمول قابل اعتراض تو ہے ہی، مصنف نے نہ معلوم کس طرح (چندا کے تحت) طبقۂ سوم میں بھی اسے شریک کیا ہے۔

(۳) طبقۂ ۲ میں فضائل علی خاں، پاکباز، فائز، دردمند بھی ہیں اور یہ طبقۂ اول کے شعرا ہیں۔ لطف یہ کہ پاکباز طبقہ ۳ میں بھی داخل ہیں اور باوجود اس کے کہ ہدایت، دیوانہ، حسرت اور مصحفی کے شاگرد یا شاگرد کے شاگرد اس طبقے میں موجود ہیں، خود یہ لوگ طبقۂ سوم میں شرکت کے مستحق قرار دیئے گئے ہیں۔

(۴) طبقۂ ۳ میں کون کون شعرا ہیں، اس کا ایک حد تک علم ہو چکا ہے، شعرائے ذیل بھی اس میں شامل ہیں: شاہ نصیر، غلام علی احسان (۱۲۴۰ھ میں زندہ) حفیظ (وفات ۱۲۵۰ھ)، اسلام (وفات تخمیناً ۱۲۲۴ھ)، رضی (وفات ۱۲۵۰ھ)، مہدی علی ذکی، حزیں وفراسو (زندہ)۔ اس طبقے میں صرف ایسے شعرا نہیں جو پہلے یا دوسرے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں ایسے شعرا بھی اس میں موجود ہیں جنھیں طبقہ ۴ میں جگہ ملنی تھی۔

(۵) طبقۂ ۴ کے کچھ شعرا یہ ہیں: احسان (عمر ۸۰)، نجم الدین سلام (ان کا ذکر نکات الشعرا وغیرہ میں ہے اور یہ طبقۂ اوّل سے سروکار رکھتے ہیں)، قدرت اللہ شوق (سال وفات ۱۲۲۴ھ طبقات میں اس کا ذکر نہیں)، صاحبقراں (۷۰ سال کی عمر میں دوران تصنیف ریاض الفصحا میں وفات، ریاض کا سال اختتام ۱۲۳۶ھ مصنف نے وفات کا ذکر نہیں کیا)، عیشی (متوفی ۱۲۴۰ھ سال وفات طبقات میں نہیں)، میر مہدی، مائل (ان کا ذکر مخزن نکات میں ہے)، معروف (متوفی ۱۲۴۴ھ صحیح ۱۲۴۲ھ) ان میں سے کچھ تو صریحاً اس وجہ سے شامل ہیں کہ کریم کو ان کے زمانے کا صحیح علم نہیں اور اس صورت میں انھیں تکملے میں جگہ ملنی تھی۔ لیکن احسان و معروف کا شمول اس پر مشعر ہے کہ کریم کے نزدیک ہمعصری کے لیے ہمعصر یا قریب العمر ہونا ضروری نہیں۔ اس صورت میں یہ بالکل سمجھ میں نہیں آتا کہ اس نے نصیر، غلام علی احسان، ذکی، فراسو وغیرہ کو جن کا ذکر ۳ میں آیا ہے، اس طبقے میں کیوں شامل نہیں کیا۔

(۶) تکملہ مکمل پیش نظر نہیں اس کا جو ٹکڑا سامنے ہے اس میں ایسے شعرا بھی موجود ہیں جن کا زمانہ خود کریم کو معلوم ہے، مثلاً غواص (کدام) و محمد صلاح، آگاہ۔

کریم کو ترتیب میں صرف حروف تہجی کا خیال رکھنا تھا، قاعدے بنا کر شعرا کو اقسام و طبقات میں تقسیم کرنا اس کے بس کی بات نہ تھی۔ اس میں اسے سخت ناکامیابی ہوئی ہے۔

(۴) کریم کی کتاب مختلف الانواع اغلاط سے مملو ہے، از آنجملہ:

(۱) دلی کا نام شمس ولی اللہ ص۳ صحیح نہیں (۲) ٹیکچند بہار نے اشعار ظرافت آمیز بہت لکھے" ص۵۶ بہار کے

Marfat.com

بہت تھوڑے اشعار موجود ہیں نہ ان میں ظرافت پائی جاتی ہے اور نہ وہ اس کے لیے مشہور ہے (۳) شاہ غلام قطب الدین الہ آبادی کا تخلص مصیبت ص۹۲ نہیں مصیب ہے (تذکرۂ مسرت افزا = مسرت) (۴) فتح علی خاں صاحب تذکرہ کا "مولد" گردیزی ص۹۵ نہ تھا یہ ان کا آبائی وطن تھا (۵) حسین علی خاں کا خطاب قطب الملک ص۹۶ نہ تھا، یہ ان کے برادر بزرگ کا خطاب تھا۔ (۶) یہ حکایت کہ حسین علی خاں نے بیدل کو ۳ لاکھ روپے دیے اور بیدل نے قبول کر کے انھیں کے پاس رہنے دیے ص۹۶ بے اصل ہے۔ (۷) آبرو کے نام نجم الدین کے بعد "خاں" کا اضافہ ص۹۷ صحیح نہیں (۸) آرزو قاضی القضات تھے ص۹۳ یہ غلط محض ہے، عہدۂ قضا سے ان کا مطلقاً سروکار نہ تھا (۹) آرزو عہد شاہ عالم ثانی میں موجود تھے ص۹۳ ظاہراً بحوالہ نکات الشعراء لیکن نہ یہ میر نے لکھا ہے اور نہ صحیح ہے۔ آرزو ۱۱۶۹ھ میں فوت ہوئے تھے اور کریم کو اس کا علم ہے ص۹۷۔ عہد بادشاہ مذکور کا آغاز ۱۱۷۳ھ سے ہوتا ہے۔ اس کا امکان ہی نہیں کہ انھوں نے اس کا زمانہ پایا ہو (۱۰) یہ غلط محض ہے کہ آرزو نے شعرائے ہند کا تذکرہ لکھا ہے ص۹۳ مجمع النفائس فارسی گویوں کا عام تذکرہ ہے، اس کی قید نہیں کہ ان کا وطن کہاں ہے (۱۱) مرزا امید ٹھٹھوی کا تخلص امین ص۹۵ نہیں امیر تھا (ریاض الفصحا)۔ (۱۲) بیتاب الہ آبادی کا نام محمد عالم ص۹۶ نہیں محمد علیم تھا (حواشی تذکرۂ ابن طوفان) (۱۳) بیتاب مذکور کے جد بزرگ کا نام "قاضی مفتی" ص۹۶ نہ تھا (۱۴) شعر ذیل جو بیتاب الہ آبادی کے نام سے ص۹۶ میں مندرج ہے، ص۱۸۹ میں بیتاب، شاگرد حاتم کی طرف منسوب ہے۔ یہ دراصل سنتوکھ رائے، بیتاب شاگرد قائم کی ملک ہے جس کا ترجمہ کریم نے ص ۲۲۷ میں دیا ہے (تفاصیل معاصر حصۂ ۲):

بیتاب بھی کیا جواں تھا لے وائے　　　ہو خانہ خراب اس اجل کا

(۱۵) یہ غلط محض ہے کہ محمد علیم، بیتاب کو قائم سے تلمذ تھا ص۹۶ (۱۶) درد شیخ بہاء الدین نقشبند کے "نواسوں" میں تھے ص۹۷ میخانۂ درد سے معلوم ہوتا ہے کہ درد کا پدری سلسلۂ نسب ان تک پہنچا تھا۔ کریم نے بالارادہ، اردو کے رواج کے خلاف نواسہ پوتے کے معنی میں استعمال کیا ہو تو اور بات ہے، ورنہ ان کا بیان صحیح نہیں۔ صاحب میخانۂ درد درد کی اولاد سے ہیں (۱۷) سال وفات درد ۱۲۰۹ھ ص۹۸ نہیں ۱۱۹۹ھ ہے (۱۸) کلیم کو ص۸۷ میں "شیخ" ص۱۳۹ میں "میر" لکھا ہے۔ قول معتبر "میر" (۱۹) کلیم نے فصوص الحکم کا ترجمہ اردو میں کیا ص۸۷ قائم کا بیان ہے کہ شروع کیا تھا، مگر انجام نہ پا سکا (۲۰) خاکسار "شعرائے متقدمین سے شمار کیا گیا ہے، یعنی سودا اور میر حسن سے بیشتر تھا" ص۸۹ اگر واقعی یہ "متقدمین" میں تھے، تو ان کا ذکر قسم اول میں کرنا تھا، اس سے قطع نظر، یہ سودا کے معاصر ہیں، عمر میں کچھ کم ہی ہوں تو عجب نہیں۔ بہر حال ان کا سودا پر تقدم زمانی کسی طرح ثابت نہیں (۲۱) میر کی طرف یہ قول منسوب کیا ہے کہ خاکسار مشاعرے میں بلائے جاتے تھے تو جان چراتے تھے ص۸۹ میر نے ہرگز یہ بات نہیں لکھی (۲۲) گلشن بیخار میں ".. ہے کہ خاکسار لونڈے باز.. تھا" ص۸۹ شیفتہ کی عبارت یہ ہے:

Marfat.com

"گویند کہ در عیان جوانی یا امارد سرے .. داشت و ہر کہ مد نظر او میبود، تعلقات دنیوی میگذاشت" العہدۃ علی الرواۃ "ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا" (۲۳) فدوی لاہوری حریف سودا کو ایک جگہ شاگرد صابر ص۹۰ اور دوسری جگہ ص۹۱ شاگرد آبرو لکھا ہے۔ فدوی مذکور کو آبرو سے کچھ سروکار نہ تھا۔ (۲۴) فغان کا صحیح سال وفات ۱۱۸۶ھ ہے (تذکرۂ عشقی) مصنف نے ۱۱۹۶ھ بتایا ہے ص۹۱ (۲۵) ایرج خاں کو فغاں کا بھائی لکھا ہے ص۹۱، یہ چچا تھے (گلزار)۔ (۲۶) غریب کا نام میر نے محمد امین ص۹۲ نہیں محمد امان لکھا ہے (۲۷) ایران کے مشہور شاعر حزیں کے اشعار ریختہ کا ذکر کیا ہے ص۹۳، کسی اور نے بھی یہ لکھا ہوگا، لیکن غلط محض ہے (۲۸) امیر خاں انجام کو لقار اللہ خاں کا بیٹا لکھا ہے ص۹۷ بقا اللہ خاں انجام کے بھتیجے تھے غلطی کی وجہ یہ ان کے بیٹے کا نام بھی امیر خاں تھا (ریاض المنشآت)، (۲۹) جعفر علی خاں ذکی پنج ہزاری امیر ص۱۰۱، سہ ہزاری تھے (حسن و گلزار)، (۳۰) ذکی مذکور کو "امیران شاہ عالم" میں لکھا ہے ص۱۰۱ ان کا زمانۂ اقبال قتل انجام ۱۱۵۹ھ پر ختم ہوگیا، عہد شاہ عالم کے آغاز سے قبل ہی مر کھپ گئے ہوں گے۔ عہد مذکور میں اگر زندہ تھے بھی تو محض گمنامی کی حالت میں تھے۔ (۳۱) کریم نے جعفر علی خاں مذکور اور جعفر علی خاں (میر جعفر) ناظم بنگالہ کو ایک سمجھ کر دونوں کے حالات مخلوط کر دیئے ہیں۔ (۳۲) محمد علی حشمت جس لڑائی میں مقتول ہوئے ہیں اس کا زمانہ ۱۱۸۸ھ لکھا ہے ص۱۰۴ صحیح ۱۱۶۱ھ ہے جیسا کہ تاباں کے قطعہ تاریخ (دیوان) اور دوسرے ذرائع سے معلوم ہوتا ہے (۳۳) علی محمد خاں (پدر فیض اللہ بانی ریاست رام پور) کا نام کہیں صحیح اور کہیں محمد علی خاں لکھا ہے ص۱۰۴ و ص۱۰۸ (۳۴) مظہر کے مقتول ہونے کا زمانہ ۱۱۹۴ھ لکھا ہے ص۱۰۶، حالانکہ ص۱۰۷ میں جو مادۂ تاریخ دیا ہے اس سے ۱۱۹۵ھ نکلتا ہے اور یہی صحیح ہے (۳۵) سودا "سن شباب" میں لکھنؤ گئے ص۱۰۹ سودا قیاس جاتا ہے کہ ۱۱۰۷ھ کے لگ بھگ پیدا ہوئے ہوں، حسن جس نے ان کا ترجمہ ان کے ورود فیض آباد کے کچھ ہی بعد لکھا ہے، ۷۰ برس کی عمر بتائی ہے۔ سودا اواسط عشرۂ نہم میں فیض آباد گئے ہیں ان کا لکھنؤ جانا اس کے بھی چند سال بعد ہوا ہے اسے شباب کسی طرح نہیں کہہ سکتے (۳۶) سودا نے شاہ عالم کی ہجو میں ایک بہت بڑا قصیدہ کہا ہے ص۱۱۱، یہ بالکل غلط ہے۔ (۳۷) احسن اللہ ایہام گو کی نسبت لکھتا ہے کہ ۱۱۵۸ھ میں وہ "بیشک موجود تھا" ص۱۱۲ یہ محتاج ثبوت ہے۔ (۳۸) "نازک بدن پر اپنے کرتے ہو تم جو غرہ (الخ)" احسن اللہ کے نام مندرج ہے ص۱۱۳، یہ دراصل آبرو کا ہے (تذکرۂ شفیق) (۳۹) صالح بلگرامی کے نام نظام الدین احمد سے سال ولادت ۱۱۰۸ نکلتا ہے ص۱۱۳ نام تاریخی ضرور ہے، لیکن اس سے ۱۱۳۹ مستخرج ہوتا ہے (سرو آزاد) (۴۰) غالب دکنی معاصر ولی ص۱۱۴ "غالب" طالب کا مصحف ہے، صحیح مخزن نکات میں ہے (۴۱) طالب مذکور کے شعر کا متن ظاہراً گلشن بیخار سے لیا ہے، یہ غلط ہے صحیح مخزن نکات میں ہے (۴۲) میر آرزو کے بھانجے ص۱۱۵ نہ تھے، ان کی بہن کے سوتیلے بیٹے تھے (۴۳) سال وفات میر ۱۷۹۳ء ص۱۱۶، صحیح ۱۲۲۵ھ مطابق ۱۸۱۰ء (۴۴) عبد الرسول نثار کا ترجمہ

Marfat.com

دو جگہ دیا ہے ص۱۲۱ و ۲۹۲ (۴۵) ندیم کا نام مرزا علی لکھا ہے ص۱۲۱، لیکن صحیح علی قلی خاں جو ص۹۱ میں مرقوم ہے (۴۶) نظام تخلص کے تحت عماد الملک کا ترجمہ دو جگہ درج ہے ص۱۲۱ و ص۲۹۳ (طبقۂ ۱ و ۳) دوسری جگہ عالمگیر کا معاصر اور نظام کے علاوہ آصف تخلص بتلایا ہے اور اس طرح دادا اور پوتے کو مخلوط کر دیا ہے (۴۷) عماد الملک کی طرف دو شعر (ردیف "سے نہیں کم") منسوب کیے ہیں ص۱۲۱، یہ دراصل فیض آباد کے ایک ہندو شاعر کے ہیں (گلشن بیخار قلمی (۴۸) حاتم کا سال وفات ۱۱۹۱ھ ص۱۳۳، صحیح ۱۱۹۷ھ (عقد ثریا وغیرہ)۔ (۴۹) سراج کو عظیم آبادی لکھنے کے بعد یہ اضافہ کیا ہے کہ بعض کے نزدیک اورنگ آبادی ہیں ص۱۳۵ حقیقت یہ ہے کہ پرانے تذکروں میں صرف ایک سراج مذکور ہے اور وہ اورنگ آبادی تھا[1]۔ عظیم آباد میں اس تخلص کا کوئی گمنام محض شاعر بارہویں تیرہویں صدی میں گزرا ہو تو گزرا ہو، کوئی ایسا سراج یہاں نہ تھا جس کا نام تذکروں میں ملتا ہو۔

(۵۰) میر مہدی اشرف پسر سید جعفر خاں صوبہ دار مرشد آباد ص۱۳۵ صحیح نام میر محمدی (حسن) ہے اور ان کا کچھ تعلق صوبہ دار مذکور سے نہ تھا (۵۱) بیدل کا سال وفات ۱۱۲۷ھ ص۹۹، صحیح ۱۱۳۳ھ (سفینۂ خوشگو وغیرہ)، (۵۲) رند کا نام شاہ علی ص۱۳۷ نہیں حمزہ علی تھا (گلزار ابراہیم وغیرہ)، (۵۳) انتظار کا نام علی تقی خاں ص۱۳۷ و ص۱۴۶ نہیں، علی نقی خاں تھا (گلزار وغیرہ) (۵۴) تجلی کا نام ص۱۳۹ میں میر محمد محسن اور ص۲۷۰ میں غلام حسن لکھا ہے، صحیح حسن علی ہے (مقدمۂ کلیات بر میر نوشتۂ آسی ص۲)۔

(۵۵) سال جلوس شاہ عالم ۱۱۷۲ھ ص۱۴۱، صحیح ۱۱۷۳ھ (۵۶) "انسان تخلص امیر اسد اللہ یار خاں" ص۱۴۶ "امیر" زائد (۵۷) انسان مذکور کا عرف پیر (میر؟) جگنو اور ان کے والد کا نام لطف علی خاں لکھا ہے ص۱۴۶ ان امور کا دوسرے اسد یار خاں ہیں جنھوں نے عہد احمد شاہ (آغاز ۱۱۶۱ھ) میں میر کو نوکری دلوائی تھی (ذکر میر ص۷۱) ان کے باپ کا نام سیر المتاخرین میں موجود ہے میر جگنو ان کا عرف (قطع نظر از گلزار) میں نے کہیں دیکھا ہے، مگر اس وقت اس کا حوالہ دینے سے قاصر ہوں۔ انسان کی وفات ۱۱۵۸ھ میں ہو چکی تھی (معاصر حصہ ۸) اور پسر لطف علی خاں ۱۱۸۹ میں مرے ہیں (سیر المتاخرین[2])، (۵۸) سراج مذکور کی ایک "بہت مشہور غزل کا ایک شعر" چلی۔ ہری ہری" سراج الدین علی سراج کے نام لکھا ہے اور اس کے متعلق یہ بتایا ہے کہ وہ ایک ہندو عورت پر عاشق تھا ص۱۹۶۔ یہ سراج وجود خارجی نہیں رکھتا، اورنگ آبادی سراج کسی ہندو عورت پر عاشق نہیں ہوا۔

(۵۹) "پروانہ تخلص علی شاہ مراد آبادی۔۔ شاگرد قائم" ص۱۵۱ "پروانہ علی شاہ برق مراد آبادی" ص۲۰۳ دونوں ایک ہیں، تذکرۂ مصحفی میں ہے: "پروانہ علی شاہ مراد آبادی کہ پروانہ تخلص میکرد" "پروانہ علی شاہ" صریحاً لقب ہے، "علی شاہ" ان کا نام کسی نے نہیں لکھا، یہی حال برق تخلص کا ہے (۶۰) "اختر تخلص میر اکبر علی ولد عبد اللہ پوتے ہیں سعد منی کا جو کہ نواب قمر الدین خاں کا ایک بیٹا تھا" ص۱۵۲ صحیح یہ ہے: "میر اکبر علی اختر۔ ولد میر عبد اللہ ابن حضرت الیشاں پانصدمی کہ الیشاں پیرزادہ ہاے (کذا) نواب قمر الدین خاں

---

[1] شوق نے علی سے پہلی لکھا ہے مگر اس نے اورنگ آبادی کا ذکر نہیں کیا۔ [2] سیر یا سیر الانصار مصنفہ باقی علی خاں پانی پتی۔

بودند" تذکرۂ مصحفی (۶۱) میر محمد نعیم خاں (تذکرۂ مصحفی ص۲۵) کا نام ص۱۵۲ میں دو جگہ محمد قائم خاں، (۶۲) ظاہراً بحوالۂ گلزار ان کا
کا نام میر جنوں لکھا ہے ص۱۵۳، لیکن گلزار و تذکرۂ حسن میں میر جیون، (۶۳) منت کے ترجمے میں ان کا نام فخر الدین لکھا ہے
ص۱۷۸، جو صحیح نہیں، قمر الدین ص۲۸۵ میں ہے، (۶۴) شاہ ولی اللہ پدر شاہ عبد العزیز اور شاہ ولی اللہ، اشتیاق کو مخلوط کر دیا
ہے ص۱۵۴، مقدم الذکر ریختہ گو نہ تھے، (۶۵) میر فیض علی، فیض پسر میر کا ذکر ص۱۵۸ میں ہے، لیکن انھیں کو ص۱۵۹ میں میر
فائز علی فائز لکھا ہے، (۶۶) میر شمس الدین فقیر کو جو غالباً قدرت کے ماموں تھے، قدرت کا بیٹا لکھا ہے ص۱۴۳، (۶۷) قدرت
کا سال وفات ۱۲۰۵ھ ص۱۶۳ لیکن اسی مأخذ، گلشن ہند میں شاید ۱۲۰۵ھ لکھا ہے: شاید کو حذف کرنا صحیح نہیں (۶۸)
تاباں کی نسبت دتاسی کا قول نقل کیا ہے کہ ۱۷۹۶ء میں "لکھنؤ میں موجود تھا، لیکن بوڑھا ہو گیا تھا" لطف یہ کہ اس سے کچھ
ہی آگے "عین عنفوان جوانی" میں مرنا لکھ چکا ہے۔ دتاسی نے دھوکا کھایا، لطف نے سلیماں معشوق تاباں کے بارے میں جو
تحریر کیا تھا، اس نے خود تاباں پر منطبق کر دیا (۶۹) منت نے ۹۴ برس کی عمر پائی ص۱۷۹ صحیح سال ولادت ۱۱۵۶ھ (معاصر حصہ
۲ ص۹۱) اور یہ ۱۲۰۸ھ میں فوت ہوئے ہیں، اس سے صحیح عمر معلوم ہو سکتی ہے (۷۰) "میر محسن" برادر زادہ میر اور محسن میر کے
بھتیجے کا ترجمہ الگ الگ لکھا ہے ص۱۶۵ و ص۱۱۵، (۷۱) "چمکتے دانت دیکھے یار کے مسی لگانے میں الخ" ص۱۶۹ بنام جعفر علی خاں
جعفر معاصر شاہ عالم۔ یہ جعفر علی خاں، زکی کا شعر ہے (نکات ص۱۳۸) (۷۲) دردمند کا نام محمد فقیہ ص۱۷۱، صحیح فقیہ صاحب (اسرار آزاد)
(۷۳) سال وفات دردمند ۱۷۷۶ء ص۱۷۱، یہ غلط محض ہے اس سے برسوں قبل مر چکے تھے، (۷۴) "درباب داخل ہونے ...
شاہ عالم کے محل سرا کو اور مرخص کرتے .. امیر خاں ... کے" ص۱۷۲ خاں مذکور کا سال وفات ۱۱۵۹ھ ہے اور یہ کریم کو بھی معلوم ہے
ص۹۹، اس صورت میں شاہ عالم کو (سال آغاز جلوس ۱۱۷۳ھ) اس کو "مرخص" کرنے کے کیا معنی؟ "محمد شاہ" کی جگہ "شاہ عالم" لکھ دیا
ہے (۷۵) فخر الدین، فخر شاگرد سودا نے تذکرۂ شعر الکھا ص۱۷۳، فخر کے تذکرے کا حال کسی اور کو معلوم نہیں، ان کے والد نے البتہ
فارسی گویوں کا تذکرہ تصنیف کیا تھا (۷۶) فقیر کا سال وفات ۱۱۷۰ھ ص۱۷۳، صحیح ۱۱۸۱ھ (گل رعنا) (۷۷) مرزا محمد علی فدوی ۱۱۵۲ھ میں شاہ گنھوا کے
گلے کا کنٹھا و ہار بنا رہا ص۱۷۳ کریم نے یہ بات مرشد آباد کے متعلق لکھی ہے لیکن گلزار میں ہے کہ ۱۱۹۴ھ میں شاہ گھسیٹا صاحب کی خدمت میں عظیم آباد میں رہتے
ہیں۔ اگر کریم کا قول دتاسی سے ماخوذ ہے تو یہ قریب بہ یقین ہے کہ اس کے پیش نظر گلزار کی عبارت تھی جسے کچھ کا کچھ کر دیا ہے۔ فدوی ۱۱۵۲ھ میں پانی پت گئے
اور بہت کم سن۔ ان کا مشرق کی طرف جانا بہت بعد ہوا ہے، (۷۸) بہادر تخلص راجہ بینی بہادر کا جو .. راجگان .. بہار سے ہے باپ
.. پروانہ کا" ص۱۷۵ راجۂ مذکور کو راجگان بہار میں شمار کرنا غلط محض ہے، وہ شاعر بھی نہ تھا، اس لیے تخلص خارج از بحث
ہے، (۷۹) شعر ذیل جو راجۂ مذکور کی طرف منسوب کیا ہے ص۱۷۵، تذکرۂ شورش میں شورش کے نام سے مندرج ہے مگر بعض
دوسرے شعرا کے نام سے بھی تذکروں میں ملتا ہے۔ یہ متیقن ہے کہ بینی بہادر کا نہیں:

Marfat.com

سیاہی ہو گئی گئی دل کی آرزو نہ گئی　　ہمارے جامۂ کہنہ سے مے کی بو نہ گئی

(۸۰) "ابراہیم، نواب علی ابراہیم خاں" ص۱۸۲، ان کا تخلص حال وخلیل تھا (عشقی و شورش)۔ (۸۱) شعر ذیل ص۱۸۷ میں بنام خادم فرخ آبادی لیکن ص۲۰۷ بنام خادم دیگر:

مجھ کو کہتے ہو کہ چل باہر ہو　　آپ کے کہنے سے کب باہر ہوا

(۸۲) "عہد حضرت فردوس آرام گاہ محمد شاہ عالم بادشاہ" ص۱۸۸ محمد شاہ کا لقب بعد وفات فردوس آرام گاہ قرار پایا تھا مگر انھیں "محمد شاہ عالم" کوئی نہیں کہتا۔ اگر مصنف کی مراد شاہ عالم پدر اکبر ثانی سے ہے، تو اس کا لقب فردوس آرام گاہ نہ تھا (۸۳) عزلت اودھ کے ایک قصبے میں رہتے تھے ص۱۹۰ اصلاً اودھ کے تھے، مگر خود کبھی وہاں رہنے کا ثبوت نہیں ملتا، مولد سورت (۸۴) "ماہر۔ فخر الدین خاں بیٹا۔ اشرف علی خاں پٹھان" ص۱۹۱ یہ اور فخر الدین، فخر ایک ہیں؟ ان کے والد کا نام صحیح لکھا ہے، مگر وہ سید تھے (۸۵) شعر ذیل بنام نظیر بنارسی ص۱۹۳، باطن نے لکھا ہے کہ نظیر اکبر آبادی کا ہے اور یہی صحیح ہے۔

تا ایک نظر دیکھے تجھے اے مہ تاباں　　رہتا ہے سدا مہر درخشاں ہمہ تن چشم

(۸۶) "شیفتہ نے اس (یقین) کے دو دیوان دیکھے ہیں" ص۱۹۴ نہ یہ شیفتہ نے لکھا ہے، نہ یقین کے دو دیوان ہیں۔ (۸۷) ص۱۹۶ مصطفےٰ خاں، یکرنگ۔ صحیح نام غلام مصطفےٰ خاں (۸۸) انشا ۱۲۰۰ھ میں لکھنؤ میں تھے ص۲۰۲ یہ محتاج ثبوت ہے (۸۹) منتظر شاگرد مصحفی کا ترجمہ دو جگہ ہے ص۲۰۹ و ص۲۸۹ (۹۰) حیف شاگرد افسوس کا ترجمہ دو جگہ ہے ص۲۲۲ و ص۲۷۱، (۹۱) "قادر محمد قادر" معاصر محمد شاہ ص۲۴۳ "قدر تخلص شخصے است وارستہ از قید مذہب" نکات ص۱۴۷ "محمد قادر" قادر کا ذکر کہیں نہیں؟ (۹۲) راغب کو لطف اللہ خاں صادق کا بھتیجا لکھا ہے ص۲۴۶ دراصل بیٹے کے بیٹے تھے (مسرت وغیرہ)، (۹۳) شورش کا نام میر غلام حسن اور عرف میر بہنا ص۲۵۱، صحیح میر غلام حسین اور میر بھینا (مسرت وغیرہ)، (۹۴) ہیبت قلی خاں، حسرت کا سال وفات ۱۵ ۱۲ھ ص۲۵۱ گلشن ہند میں جو اصلی مأخذ ہے ۱۲۱۰ھ، (۹۵) میر حامد (نصیری) کو میر حمید لکھا ہے ص۲۵۶ (۹۶) ہدایت افغان تھے انھیں شیخ کہا ہے ص۲۵۷ (۹۷) اشعار ذیل میں سے پہلا راسخ کے ایک شاگرد کا ہے (تذکرۂ عشقی) اور دوسرا تنہا، شاگرد مصحفی کا ہے (انتخاب دیوان) کریم نے راسخ کے نام درج کیے ہیں ص۲۶۳،

دشمنی در پردہ کی اے والے تم نے کیا کیا　　آپ تو پردے میں بیٹھے اور ہمیں رسوا کیا

اب اور لگا ہونے ایجاد گلستاں میں　　راتوں کو لگا رہنے صیاد گلستاں میں

(۹۸) راسخ کا سال وفات ۱۲۴۰ھ ص۲۶۳، صحیح ۱۲۳۸ھ (دیوان یاس)۔ (۹۹) راجہ تخلص راجہ بہادر پسر شتاب رائے

لے دہلی آئے تھے تو وطن آبائی کی بھی ممکن ہے زیارت کی ہو۔ ؎ تذکرۂ عشقی اور انتخاب دیوان تنہا میں یہ شعر کسی قدر اختلاف کے ساتھ ہیں۔

Marfat.com

ص۲۶۳ راجہ بہادر کلیان سنگھ کا خطاب تھا، ان کا تخلص عاشق تھا، "راجہ" قاسم نے لکھا ہے مگر اس کا اعتبار نہیں۔ (۱۰۰) میر محمد علی رضا ص۲۶۵ اور میر محمدی رضا ص۲۶۶ ایک ہیں، محمد علی کی جگہ محمد رضا صحیح، میر محمدی عرف ہے، (۱۰۱) اشعار ذیل مظہر علی، زار کے ہیں (حسن)، کریم نے میر جیون، راج کے نام لکھے ہیں:

یا الٰہی شب فرقت نہ دکھانا ہم کو
ایک دن آ گے ہی دنیا سے اٹھانا ہم کو

آرام جو یہاں ہے نہ ہوگا وہاں مجھے
لے جاؤ گے تم اس کی گلی سے جہاں مجھے

(۱۰۲) خیال کا نام ص۲۶۹ میں غلام حسین خاں اور ص۲۰۰ میں جہاں اس کا ترجمہ دوبارہ لکھا ہے غلام حسن خاں بتایا ہے۔ اور صحیح یہی ہے۔ سیر الضار سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اسدیار خاں کے پوتے تھے (۱۰۳) "افضل کمال شاہ محمد افضل (افضل)، متوطن الٰہ آباد کا، صاحب دیوان ریختہ" و مصنف بکٹ کہانی ص۲۶۹ بکٹ کہانی والے افضل کے نام کا جز لفظ "کمال" نہیں اور نہ اس نے اردو کا دیوان چھوڑا ہے۔ الٰہ آباد سے بھی اس کا کچھ تعلق ثابت نہیں۔ (۱۰۴) محمد جان بیگ کا تخلص ساقی نہیں ص۲۷۰ سامی ہے (تذکرۂ سرور وغیرہ)، (۱۰۵) اکبر علی خاں اکبر کا سال وفات ۱۲۲۸ھ ص۲۷۹ نہیں، صحیح ۱۲۱۸ھ ہے (دیوان کمال نسخۂ رام پور) (۱۰۶) دیوانہ نام سرب سنگھ ص۲۸۱ اور سروپ سنگھ ص۱۴۷ لکھا ہے، صحیح سرب سنگھ (سفینۂ ہندی وغیرہ)، (۱۰۷) عبدالوہاب، بیکل نے عہد سراج الدولہ میں علی ابراہیم خاں سے اصلاح لی ص۲۸۱، غلط محض ہے، (۱۰۸) شمس الدین ثاقب شاگرد آبرو اور شہاب الدین، ثاقب کا ذکر الگ الگ کیا ہے ص۲۹۱ و ص۲۹۲۔ مقدم الذکر وجود خارجی نہیں رکھتا، موخر الذکر کو آبرو سے تلمذ تھا (نکات)، (۱۰۹) ثاقب مقدم الذکر کے طرف جو دو شعر منسوب کیے ہیں (ردیف الف) وہ بروایت حسن میر محمد تقی عرف گھاسی کے ہیں۔ (۱۱۰) نور خاں قصہ خواں ص۲۹۳ یہ نور خاں، آگاہ ص۱۲ سے مختلف نہیں۔ (۱۱۱) میر محمد علی ترمذی کے تذکرۂ شعرا کا علی ابراہیم (خاں) نے کیا ہے ص۲۹۳ یہ غلط محض ہے (۱۱۲) منشی منولال مصنف ایک کتاب بلاغت کا جو مشتمل اقسام سخن پر ہے۔ بڑے بڑے شاعروں، اردو گویوں اور فارسی گویوں کا ایک تذکرہ اور انتخاب دواوین لکھا ہے۔۔ اس کو گلدستۂ نشاط کہتے ہیں۔ یہ تذکرہ بہت اچھا ہے" ص۳۰۱ یہ مجموعۂ اشعار ہے، نہ اسے فن بلاغت سے سروکار ہے نہ یہ تذکرہ ہے (۱۱۳) جعفر علی، مروت ص۳۰۱ صحیح صغیر علی، مروت (تذکرۂ مصحفی)، (۱۱۴) مروت مذکور نواب فیض امیر خاں کی خدمت میں۔۔ تھا" ص۳۰۲ فیض اللہ خاں چاہیے۔ (۱۱۵) نعیم بیگ، جواں کا ترجمہ دو جگہ ہے ص۳۱۲ و ص۳۲۲ (۱۱۶) "حکیم کبیر سوولی شیخ عنصری" ص۳۱۵ یہ حکیم کبیر سنبھلی شیخ الضاری کی خرابی ہے (۱۱۷) "مصحفی نے نواب محمد امیر خاں امیر کے گھر میں اس کو دیکھا تھا" ص۳۱۵ "اس" سے کبیر مذکور مراد ہے۔ محمد امیر خاں غلط، محمد یار خاں

۱؎ آرزو کے بھی شاگرد تھے۔

Marfat.com

ہونا چاہیے۔ (١١٨) کافر "کافر پکا" کے نام سے مشہور تھا ص٣١٥ "پیکا" نہیں "پکا" صحیح (نکات الشعرا) (١١٩) محبوب سودا کا بیٹا ص٣١٨، ص٢١٧ میں مجذوب کا ذکر ہے، اور یہی صحیح ہے (حسن وغیرہ) محبوب مصحفی مجذوب ہے، اس میں اختلاف ہے کہ بیٹا ہے یا متبنیٰ (١٢٠) "جگنو میاں جگنو یہ شاعر افغان خاں بستی کا ماموں (کذا) زادہ تھا" ص٣٢١ صحیح میاں جگن خالہ زادہ شیر افگن خاں باسطی (١٢١) شیخ محمد روشن، جوشش ص٣٢٣، محمد عابد، جوشش" پسر جسونت رائے ناگر ص٣٢٢، صحیح محمد روشن محمد عابد جوشش کے بھائی متخلص بہ دل کا نام تھا (١٢٢) محمد عابد، جوشش کے نام سے جو دو شعر لکھے ہیں، ان میں سے ایک جوشش اور دوسرا دل کا ہے (مقدمۂ دیوان جوشش)، (١٢٣) اظہر میر شمس الدین فقیر کے مرید تھے ص٣٢٩ مرید نہیں، شاگرد تھے (گلزار وغیرہ) (١٢٤) شعر ذیل جو عشق ہے (گلزار وغیرہ) بنام مرزا عسکری:

کہنے کو ادھر ادھر گئے ہم — تھے تیری طرف جدھر گئے ہم ص٣٤١

(١٢٥) مرزا حاجی، قمر پسر ہوس ص٣٤٦ یہ غلط محض ہے۔ قمر مرزا جعفر کے بیٹے تھے (حواشی تذکرۂ ابن طوفان۔

(١٢٦) مستند کا نام یار علی خاں عظیم ص٣٥ اضافہ "عظیم" غلط محض۔ "یار" اور "یاد" دونوں تذکروں میں ملتا ہے۔ (١٢٧) سال وفات مصحفی ١٢٢٠ھ ص٣٥ غلط محض، صحیح ١٢٤٠ھ (١٢٨) مصحفی کے ٦ دواوین اردو تھے ص٣٥، صحیح ٨، اور آٹھوں پٹنہ میں موجود ہیں۔ (١٢٩) عیشی شاگرد مصحفی ص٣٣ مصحفی نے انھیں اپنا شاگرد نہیں لکھا، یہ خود تلمذ انشا کے مقر تھے۔ (کلیات نسخۂ کلکتہ) (١٣٠) دیوانہ کا سال وفات ١٢١٤ھ ص٢٨١ صحیح ١٢٠٣ (معاصر حصہ ٨) (١٣١) سید فضائل علی خاں کا نام سید فضل علی خاں لکھا ہے ص٢١٠۔ (١٣٢) ٹھٹھہ سندھ کا مشہور مقام ہے اسے ٹھاٹ لکھا ہے ص٢١٠ (١٣٣) سید مذکور کا تخلص بیقید بتایا ہے ص٢١٠ قدیم ترین تذکرہ جس میں ان کا ذکر ہے، تذکرۂ حسن ہے اور اس میں ان کا ترجمہ حرف ف میں ہے۔ ان کے نام کے بعد حسن نے "بیقید تخلص" ضرور لکھا ہے، مگر یقین ہے کہ جس کی اس سے مراد یہ ہے کہ ان کا تخلص نہ تھا (١٣٤) خلق ابن میر حسن صاحب سحر البیان کی عمر ١٧٩٤ء میں نوے برس کی بتائی ہے ص٢١١، اس وقت خلق کے دادا ضاحک بھی زندہ ہوتے تو ٩٠ برس کے نہ ہوتے۔ لطف یہ کہ بیٹے کی عمر ١٧٩٤ء میں نوے لکھا ہے اور باپ (متوفی ١٢٠١ھ ١٧٨٦ء) کی عمر ٥٠ سے زیادہ قرار دینے میں اسے قباحت نظر نہیں آتی (١٣٥) مثنوی سحر البیان کو مثنوی بدر منیر (یہ مثنوی نہیں ہیروئن کا نام ہے) سے علیحدہ سمجھتا ہے ص٢١٤ (١٣٦) محزوں کو محمد برکت کا مرید لکھا ہے ص٢١٦، مرید نہیں شاگرد تھے۔ (مسرت وغیرہ) (١٣٧) وطن اصلی "اغلب" ہے کہ دہلی ہو ص٢١٦ محزوں مذکور کا وطن اصلی اورنگ آباد تھا (مسرت)، (١٣٨) تحسین کے متعلق لکھا ہے کہ پہلے یہی تخلص تھا بعد کو "مرصع رقم" اختیار کیا ص٢١٨، تحسین خوش نویس بھی تھے، مرصع رقم تخلص نہیں، خوش نویسی کی حیثیت سے لقب ہے (١٣٩) آشفتہ کا نام رضا علی بیگ ص٢٣٢ "بیگ" کہیں اور نظر سے

Marfat.com

نہیں گزرا (۱۴۰) الم مرشدآباد میں ایک لونڈی دولت رام کو چاہتے تھے صـ۲۳۴، الم کے تعلقات راجہ درلب رام (گلزار) پسر راجہ جانکی رام) سے تھے، اسی کو دولت رام لکھ دیا ہے اور نہ معلوم کس طرح لونڈی بنا دیا ہے (۱۴۱) حسرت (ہیبت قلی خاں) نے طوطی نامہ لکھا صـ۲۵۴ یہ جعفر علی خاں حسرت کا ہے۔ (فہرست اشپرنگر)، (۱۴۲) جنوں تخلص شاہ غلام میر تقی الہ آبادی صـ۳۲۶ صحیح[1] غلام مرتضیٰ (گلزار وغیرہ) (۱۴۳) آصف الدولہ وفات ۱۷۵۷ غلط محض وفات ۱۲۱۲ھ (۱۴۴) بیدل بخارا میں پیدا ہوئے، غلط محض (۱۴۵) قمرالدین خاں کی بیٹی آصف الدولہ کی زوجہ تھی صـ۹۶ یہ غلط محض ہے (۱۴۶) سبحان تخلص، عبدالسبحان" شاگرد آبرو صـ۲۷۵ اس نام و تخلص کا کوئی شاگرد آبرو کا نہ تھا، سبحان سجاد کا اور عبدالسبحان محمد سجاد کا مصحف ہے۔ سجاد کا الگ ترجمہ صـ۳۲۹ میں ہے (۱۴۷) پدر لطف ۱۱۵۴ھ میں نادر شاہ کے ہمراہ ہند آیا صـ۲۱۷ نادر اس سے کئی سال قبل آیا تھا (۱۴۸) تذکرہ سرور کا نام "تذکرۃ الشعرا" ہے صـ۴۳۵، اس کا نام عمدۂ منتخبہ (فہرست اشپرنگر صـ۱۸۵) (۱۴۹) سودا نے میر حسن کی ہجو کہی ہے صـ۲۱۴ اس کا ثبوت موجود نہیں۔ (۱۵۰) حزیں، محمد باقر کا ذکر دو جگہ ہے صـ۱۷۵ و صـ۱۸۸۔

(۵) سابقین کے حالات کی تحریر میں اگر غلطیاں ہوئیں اور تذکرہ نگاری کا حق ادا نہ ہو سکا تو کریم کی طرف سے عذر کیا جا سکتا ہے کہ اس کے اصلی ذمہ دار قدیم تذکرہ نگار ہیں جن پر اس نے بھروسہ کیا ہے۔ اس سے قطع نظر کہ یہ عذر قابل سماعت ہے یا نہیں یہ دیکھنا چاہیے کہ اس نے معاصرین کے حالات کس طرح حوالۂ قلم کیے ہیں۔ اس کا دعویٰ[1] ہے کہ "جن شعرا کا حال اپنے معاصرین میں سے میں نے لکھا ہے، یقیناً اس طرح .. کسی تذکرہ نویس نے .. نہیں لکھا" صـ۹ ذیل میں چند معاصرین کے تراجم کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے:

(۱) خواجہ حیدر علی آتش نے اپنا دیوان خود صحیح کر کے اور مقابلہ خود کر کے" ۱۸۴۵ء میں چھپوایا۔ مشاہیر لکھنؤ سے تھے، "اس طرف" کے لوگ آتش و ناسخ کو برابر سمجھتے ہیں۔ وفات ۱۸۴۷ء صـ۲۵۴۔

(۲) احسان، حافظ عبدالرحمن خاں، امیران دہلی میں محسوب ہیں۔ ۱۷۴۷ء میں عمر اسی کے قریب۔ بہت مرشد زادے اور شرفازادے ان کے شاگرد ہیں۔ الفاظ کی تحقیق مدنظر رہا کرتی ہے۔ برسوں ایزد بخش بہادر کے مختار رہے صنائع کا شوق ہے۔ "دیوان ان کا بتمامہ فارسی۔ اور ریختہ دیکھنے میں آیا[2]"

(۳) نواب مصطفیٰ خاں، شیفتہ: نام پدر، تلمذ مومن، "تالیف تذکرہ وانطباع بہ مطبع محمد باقر، ۱۸۴۷ء میں دہلی میں ان کے یہاں مشاعرہ ہوا کرتا تھا" "چند ایام سے" دہلی میں نہ ہونے کی وجہ سے موقوف، دیوان بھی "سنا ہے کہ تیار ہے"

[1] اس بحث میں یا کہیں اور استقصائے کامل کا مدنظر نہیں۔ [2] کسی شاعر کا دو جگہ ترجمہ ہونا اس بنا پر ہے کہ مصنف کو دھوکا ہے وہ ایک کو دو سمجھتا ہے۔ [3] غلط نامہ شامل کتاب غالباً نہ تھا۔

Marfat.com

(۴) اسد اللہ خاں، غالب "خاندان فخیم اور رؤسائے قدیم سے ہے" پہلے آگرہ میں مقیم اب دہلی میں" ۱۲۵۰ھ کے قبل سے" رہتے ہیں۔ مہارت کتب فارسی "اکثر آدمی" دہلی کے ان کے شاگرد ضخیم دیوان فارسی باہتمام نورالدین مطبع صادق الاخبار میں ۱۲۶۳ھ=۱۸۴۷ء میں چھپ کر تیار ہوا ہے۔ مختصر اردو دیوان مطبع سید الاخبار میں ۱۸۴۳ء میں چھپا تھا۔ سنا ہے کہ یہ بھی "بہت بڑا" تھا۔ انتخاب کر کے" دو تین جز کا بنا لیا" اردو میں صرف غزلیں ہیں۔ اور قسم کے اشعار دیکھنے میں نہیں آئے" ۴۷ء میں" ایک حادثہ ان پر جانب سرکار سے بڑا پڑا جس کے سبب سے ان کو بہت رنج لاحق ہوا" اس سال ۵۰ کے قریب عمر ہو گی۔

(۵) الہٰی بخش خاں معروف برادر خود فخر الدولہ، ترک دنیا، دو دیوان، وفات ۱۲۴۴ھ۔

(۶) ممنون، سید نظام الدین پسر منت اصل سونی پت مولد و منشا دہلی، شاگرد پدر" بہت عرصے تک بادشاہی شعرا میں رہے۔ فخر الشعرا لقب پایا، ایک مدت اجمیر میں سکونت پذیر رہے پھر دہلی واپس آئے۔ دیوان میں نے دیکھا ہے، بہت بڑا ہے۔ وفات کو ۲ برس کے قریب گزرے۔

(۷) عارف نواب زین العابدین خاں منحواہر زادہ "غالب نے" ابتدا میں نصیر سے شعر کہنا سیکھا اس کے ہی طور پر ایک دیوان بھی لکھا تھا مگر بعد آنے ... اسد اللہ خاں ... کے اکبر آباد سے غیر سے اصلاح لینی چھوڑ کر ان کی خدمت میں رہنا شروع کیا" غالب نے فارسی کتابیں پڑھائیں اور کلام پر اصلاح دی" بہت دنوں کے بعد ایک دیوان مسمیٰ بہ مطلع مہر سعادت انھوں نے فراہم کیا" یہ در اصل کلیات" اصناف سخن پر حاوی "بسبب حدت ذہن اور تیزی فکر سخن۔ سوکھ کر مثل کلنٹے کے ہو گیا ہے۔ داڑھی بھر کر نہیں نکلی، ٹھوڑی (کذا) پر کچھ بال ہیں" خلیق بدیہہ گو ضرب المثلوں کے نظم کرنے کا شوق، مادۂ تاریخ اچھا نکالتے ہیں، غزل ساٹھ یا اسی اشعار کی کہتے ہیں۔ ضیاء الدین سے کمال ارتباط۔ ۱۲۶۳ھ میں عمر ۳۰ کے قریب ہے" میرے یہاں جو مشاعرہ ہوا کرتا تھا۔ اس کے" میر مشاعرہ" تھے۔ ان کا مولد و منشا دہلی، مکان" لال کوے" کے پاس ایک پرانے مدرسے میں ہے جو" بنام مدرسہ مشہور ہے" فارسی شعر بھی بہت اچھا کہتے ہیں۔ مدت سے ملاقات نہیں ہوئی۔ (مسرور کے حال میں یہ کہ عارف ان کے بیٹے ہیں)۔

(۸) مومن حکیم محمد مومن خاں، غیر معمولی ذہین عربی تعلیم شرح ملا تک فارسی خوب جانتے ہیں، کچھ طب میں بھی مہارت شاگرد نصیر، مگر اپنے استاد نصیر وغیرہ تمام اقبال پر سبقت لے گئے" شاگرد بہت ہیں" دیوان ضخیم فراہم کردہ شیفتہ میں نے ۱۸۴۶ء میں چھپوا دیا تھا۔ عمر قریب ۴۰ ہے۔ یہ اس زمانے میں ناسخ و آتش، نصیر و ذوق کے ساتھ اساتذۂ کامل" میں شمار کیے جاتے ہیں۔ رمل اور نجوم خوب آتا ہے۔ عروض اچھی طرح جانتے ہیں۔ ایک دیوان اور ۶ مثنویاں ان کی تصنیف سے ہیں۔

Marfat.com

نہایت خلیق اور حلیم ظریف آدمی" ہیں، ابتدا میں سارا وقت شعر گوئی لہو ولعب اور عیاشی میں صرف ہوتا تھا اب توبہ کر کے شعر کہنا بھی چھوڑ دیا ہے۔ اکثر شام کو شہر کی سیر کرتے ہیں اب پابند نماز و روزہ کے بھی بہ نسبت سابق۔ بہت ہیں مجھ پر کمال عنایت۔

(۹) آزردہ، مفتی صدرالدین خاں صدر الصدور دہلی" بعید دوراں، حسان ہندستان.. فاضل اجل، علوم و فنون میں سیکڑوں شاگرد عمر ۱۸۴۷ء میں پچاس کے قریب ہے۔

(۱۰) شیخ امام بخش لکھنوی، بڑا مشہور شاعر.. ہے اس کی استادی اور بلند فکری میں۔ شک نہیں" تلامذہ بکثرت" ناسخ کا ڈیل ڈول بھاری اور تیز ذہن رنگ کالا تھا کہتے ہیں کہ بہت موٹا آدمی تھا"۔ تین دو اوین مطبوعہ ۱۸۴۶ء وفات ۱۸۴۲ء،

(۱۱) شیخ محمد ابراہیم، ذوق دہلوی مخاطب بخاقانی ہند" مضامین برجستہ کی (کذا) اس کو اس قدر حاصل ہے کہ کسی شاعر کو آج تک نہیں ہوئی اس کو "شہنشاہ شعرا کہیں تو بجا ہے" غزلیں پچاس ساٹھ اشعار کی ہوتی ہیں اور بھرتی کے اشعار سے خالی اکثر شاعروں میں "شعرائے زمانہ" اس کی آتش زبانی کے سامنے شرمندہ۔ ۲۰ برس سے ملازم ظفر، اپنا شعر کسی کو نہیں دیتے۔ ۱۸۴۷ء میں عمر قریب ۵۰، بادشاہ اور بہت شاہزادے اور دوسرے لوگ ان کے شاگرد ہیں۔ مذہب شیعہ "سننے میں آیا ہے۔"

(۱۲) بہادر شاہ ظفر شاگرد ذوق، خطاط نستعلیق و نسخ، تخت نشینی کو تیرہ چودہ سال ہوئے، عمر ۱۸۴۷ء میں "شاید" ستر کے قریب"۔ تمام ہندستان میں اکثر قوال اور رنڈیاں ان کی غزلیں اور گیت اور ٹھمریاں گاتی ہیں۔ قادر الکلام' دیوان ضخیم مشتمل بر جملہ اقسام شعر مطبوعہ۔ شرح گلستاں بھی مدت ہوئی چھپی تھی۔ "شعرا ایسا کہتے ہیں ہمارے زمانے میں ان کے برابر کوئی نہیں کہہ سکتا" شاگرد ذوق۔

(۱۳) مرزا جعفر علی فصیح لکھنوی شاگرد ناسخ (۱۴) میر حسین فگار نواسۂ میر فقیر اللہ فقیر، از سادات دہلی شاگرد غالب (۱۵) مجبور، حق رسا شاگرد نصیر (۱۶) محمود، محمود خاں برادر زادۂ سرور (۱۷) قطب الدین مشیر دہلوی شاگرد نصیر، (۱۸) اکبر، اکبر خاں برادر کلاں" مؤلف گلشن بیخار کا" (۱۹) "طور ایک شخص لکھنوی شاگرد.. برق کا تھا بالفعل میر ناسخ کے شاگردوں میں شمار کیا جاتا ہے باقی حال معہ (کذا) نام پردہ' اختفا میں رہا" (۱۹) شاد، محمد میر باز (فہرست میر باز خاں) خلف طرہ باز خاں قوم افغان غوری، اصل قندھار۔ بزرگ ان کے ۸۰ برس سے مقیم میرٹھ۔ ۷ برس کی عمر سے بارہ برس تک وطن میں فارسی پڑھی، پھر ۱۸ برس کی عمر تک انگریزی سرکاری اسکول میں تحصیل کی۔ ۱۸۴۷ء میں عمر ۲۴ سال، مولد و منشا میرٹھ۔ ۱۸ برس کی عمر میں تلاش نوکری میں بریلی گیا اور رودرپور میں جو بریلی سے ۳۰ کوس اُترہے" ڈاک منشی" ہوا" چند روز" کے بعد استعفا میرٹھ میں" پلٹن دوم گورہ کلاک میں (کذا) منشی ہوا اور اس کے ہمراہ انبالہ گیا۔ پلٹن مذکور کو سندھ جانے کا حکم ہوا تو مستعفی

Marfat.com

ہو کر امبالہ کے دفتر صدر ڈاک خانہ میں ملازم ہوا" چند روز" تک محکمۂ بخشی خانہ فوج میں بھی نوکر رہا۔ تین سال سے کوہ لنڈھور (کذا) میں ہی بخش سوداگر کے پاس بتقریب روزگار موجود ہے۔" دوچار ملاقات سے بندے کو ثابت ہوا کہ یہ شخص بہت مدبر اور ذہین اور ظریف ہے"۔

(۶) (الف) مصنف کا کل معاصرین کے ساتھ ایک سا سلوک نہیں، کسی کا حال تفصیل کے ساتھ لکھا ہے، کسی کا بہت مجمل۔ (ب) خاندانی حالات بیشتر کے قلم انداز کیے ہیں، بہتوں کے باپ تک کا نام نہیں لکھا، (ج) اپنا اور اپنے دوچار غیر معروف شناساؤں کا سال ولادت دیا ہے، لیکن مشاہیر میں سے کسی ایک کو اس کا مستحق نہیں تصور کیا۔ (د) عمر بتائی ہے تو کمتر تحقیق کے بعد بیشتر تخمیناً اور تخمین میں غلطیاں بھی کی ہیں: غالب ۱۷۹۷ء میں پیدا ہوئے ہیں عمر ۶۰ کے قریب نہیں ۵۰ تھی، ذوق و آزردہ کی عمر ۵۰ کے قریب لکھی ہے، لیکن یہ دونوں غالب سے ۸ برس بڑے تھے۔ مومن کی عمر قریب ۴۰ بتائی ہے، لیکن یہ صرف تین چار برس غالب سے چھوٹے تھے (ہ) سالِ وفات میں غلطی کی ہے، معروف کا صحیح سالِ انتقال ۱۲۴۲ھ ہے، ممنون کا سال وفات نہیں لکھا یہ کہنے پر قناعت کی ہے کہ ۴ برس قبل فوت ہوئے (و) مشہور معاصرین سے متعلق فاش غلطیاں کی ہیں: کریم کے بیان سے مترشح ہے کہ غالب ۱۲۵۰ھ سے کچھ ہی قبل دہلی آئے، حالانکہ یہ کم و بیش ۲۰ برس پہلے کی بات ہے۔ عارف کی جو عمر دی ہے صحیح ہے تو وہ ۱۲۳۳ھ میں متولد ہوئے تھے اور غالب اس سے پہلے ہی دہلی آ چکے تھے، لیکن مصنف کہتا ہے کہ عارف اس سے قبل ہی صاحب دیوان تھے۔ عارف کو غالب کا خواہر زادہ لکھا ہے جو غلط فہمی پیدا کر سکتا ہے، وہ امراؤ بیگم کے بھانجے تھے۔ اکبر کو شیفتہ کا برادر بزرگ لکھا ہے، حقیقت اس کے برعکس ہے۔ ناسخ کو ایک جگہ شیخ اور دوسری جگہ میر لکھا ہے (ز) تلمذ کا ذکر کبھی کیا ہے کبھی نہیں، یہی حال صاحب دیوان ہونے یا نہ ہونے کا ہے (ح) معاصرین میں بہتوں کو یک قلم انداز کر دیا ہے نسیم دہلوی، نعیم لکھنوی، سید محمد خاں، رند، برق، بحر، عرش، عیش دہلوی، اسیر لکھنوی، امیر اکبر آبادی وغیرہ بزم کریم میں بار نہ پا سکے۔

(۷) تنقید کی طرف کریم کی توجہ کم ہے۔ جو رائیں ظاہر کی ہیں، ان سے احساس ذمہ داری ظاہر نہیں ہوتا۔ ظفر کے متعلق لکھا ہے کہ معاصرین میں کوئی شاعر ان کے برابر کا نہیں، لیکن ساتھ ساتھ ذوق کو شہنشاہ شعرا کے لقب کا مستحق قرار دیا ہے اور مومن کے بارے میں یہ فیصلہ کیا ہے کہ "وہ تمام اقران" سے بازی لے گئے ہیں۔

(۸) دتاسی کی کتاب کے ترجمے نے کریم کو یہ تو بتا دیا تھا کہ اہل مغرب تذکروں میں کون سی باتیں ڈھونڈتے ہیں، لیکن دتاسی اسے یہ نہ سکھا سکا کہ صحیح حالات کس طرح دریافت کیے جا سکتے ہیں: "او خویشتن گم است کرا رہبری کند" سابقین کے حالات کو صحیح طور پر پیش کرنا کریم کے بس کی بات نہ تھی، لیکن وہ تساہل سے کام نہ لیتا تو معاصرین کے حالات بالتفصیل قلم بند کر سکتا تھا۔ طبقات میں کچھ کام کی باتیں ضرور ہیں، لیکن بہ حیثیت مجموعی یہ ایک ناکامیاب کتاب ہے۔ ●●

(معاصر حصہ ۹)

Marfat.com

گلشن ہمیشہ بہار

۱۔ گلشن ہمیشہ بہار (= گل) پہلی بار ۱۲۷۰ھ میں کول کے مطبع فتح الاخبار میں چھپا اور دوسری بار انجمن ترقی اردو پاکستان نے اسے ۱۹۶۷ء میں شائع کیا۔ یہ نسخہ ڈاکٹر اسلم فرخی نے مرتب کیا ہے اور اس کے ساتھ ان کا مقدمہ اور حواشی ہیں۔ فہرست شعرا شامل کتاب ہے لیکن اشاریے کا شمول غیر ضروری متصور ہوا ہے۔ اشاعت اول کمیاب ہے، اس کا جو ایک نسخہ رام پور میں ہے، میری نظر سے گزرا ہے لیکن اس وقت میری دسترس سے باہر ہے۔

۲۔ مولف نے دیباچہ گل میں اپنا نام عبدالعلیم نصر اللہ خاں لکھا ہے، جس کے بعد یہ الفاظ ہیں: "اثیم احمدی[1] خستگی خوردی[2] ص ۴۵"۔ اثیم جس طرح آیا ہے، اس سے یہ نتیجہ نکل سکتا ہے یہ مولف کا تخلص ہے۔ لیکن یہ محض بطور قافیہ عبدالعلیم ہے اور مولف کا تخلص قمر ہے جیسا کہ ص ۲۶۱ سے معلوم ہوتا ہے۔ مولف نے جو اپنا ترجمہ درج تذکرہ کیا ہے (۲۶۱ ص +) اس کا خلاصہ یہ ہے:

میں دہ سالہ تھا کہ والد نے وفات پائی۔ میں خورجہ سے اپنے ماموں فتح خاں کے پاس اعظم گڑھ چلا گیا۔ بیس برس کی عمر تک تعلیم سے بے پروا رہا، اس کے بعد حصول علم کا شوق ہوا تو فارسی "سراج الملۃ[3] والدین" سے سیکھی اور ان علوم کے لیے جو زبان عربی کے ذریعے حاصل ہوتی ہیں، ماموں نے مجھے احمد[4] علی چریا کوٹی کے سپرد کیا۔ وہ بنارس جانے لگے تو مجھے بھی ساتھ لے گئے اور میں تیس برس سے زیادہ وہاں رہا۔ "منطق و حکمت و طب و فقہ و اصول و تفسیر و ہیئت و ہندسہ و جر ثقیل و حساب و آداب فصاحت و بلاغت" سے "فی الجملہ آگاہی ہوئی۔ اس کے بعد ماموں کے پاس جو سرکاری ملازم تھے پہنچا، اور خود بھی سرکاری ملازم ہوا۔ بتدریج ڈپٹی کلکٹر ہوا۔ اور فی الحال اسی عہدے پر بجنور میں ہوں۔ سماعت شعر کا شوق ماموں کی صحبت میں پیدا ہوا۔

---

[1] گل یا مقدمہ مرتب سے یہ واضح نہ ہوا کہ "احمدی" سے کیا مراد ہے۔ [2] گل میں اسی طرح مقدمہ مرتب میں "خوردگی" ہے۔ [3] ظاہر ہے کہ یہ نام نہیں، مقدمہ مرتب میں ان کے استاد اول کا نام چراغ علی بتایا ہے اور لکھا ہے کہ انھوں نے مولف کو "کتب درسیہ قواعد فارسیہ، عروض، قوافی اور عربی صرف و نحو کی تعلیم دی"۔ گل میں اس کی جگہ کتب فارسیہ صرف و نحو ہے مقدمے میں ان سے تعلیم کا آغاز بعمر ۱۱ سالہ رقوم اور گل میں جو بیس سال ہے، اس کی طرف توجہ نہیں ہوئی۔ قریب بہ یقین ہے کہ سراج الملۃ والدین ہی بزرگوار ہیں [4] مقدمے میں ہے کہ علم دین کا شوق ہوا، تو احمد علی کا تلمذ اختیار کیا۔ یہ بات گل میں نہیں

Marfat.com

مولف نے اپنا اردو فارسی کلام دیا ہے لیکن صراحۃً یہ نہیں بتایا کہ شاعری میں کس کے شاگرد تھے۔

مرتب نے مولف کے جو حالات مقدمے میں حوالۂ قلم کیے ہیں، وہ بقول مرتب گل، تاریخ دکن مصنفۂ مولف حیات النذیر مصنفۂ افتخار عالم اور بیاض جانفزا۔ (حالات مولف از فرید احمد قادری غازی پوری مرید مولف) سے ماخوذ ہیں۔ مقدمے سے ان کے متعلق جو نئی باتیں معلوم ہوتی ہیں ان میں سے بعض یہ ہیں:

مولف کے والد حکیم عمر خاں خویشگی (کذا) تھے۔ زمانۂ اقامت بجنور میں نذیر احمد اور ان کے برادر خورد علی احمد مولف کے حلقۂ درس میں آ گئے تھے۔ یہ گوڑگانوہ گئے تو یہ دونوں بھی ہمراہ تھے۔ مولف وہیں تھے کہ ہنگامۂ ۵۷ء ظہور میں آیا۔ اس کے بعد کچھ دن خانہ نشیں رہے، پھر بہ ترتیب جوتی پرشاد رئیس آگرہ اور ریاست کپورتھلہ کے ملازم رہے۔ ریاست سے مستعفی ہو کر حیدرآباد گئے اور وہاں بتدریج صدر تعلقہ دار ہوئے۔ ۱۲۹۲ھ میں حج کے لیے گئے اور دس گیارہ سال کی نوکری کے بعد وظیفہ یاب ہو کر خورجہ واپس ہوئے۔ موت بعمر ۲ ۷ سال ۱۲۹۹ھ (ص ۳۳+)

مرتب نے مقدمے میں مولف کی کتابوں کی جو فہرست دی ہے وہ خاصی طویل ہے ان میں سے بعض یہ ہیں: شرح رباعیات یوسفی، جامع فتح خانی (حالات فتح خان خال مولف) ص ۳۵+ مرتب کا بیان ہے کہ مولف نے تذکرۃ الہند مصنفہ حکیم رضا علی خاں حیدرآبادی کو ۱۲۹۰ھ میں اپنے حواشی اور خاتمے کے ساتھ شائع کیا تھا ص ۳۶۔

۲۔ دیباچۂ گل میں ہے: "بعمر سی سالہ بتقریب سیاحت وارد قصبۂ بجنور.. شدہ بود کہ بمطالعۂ این ننگ بنی آدم تذکرۂ گلشن بیخار کہ از گل تراشی، شیفتہ است، درآمد.. و سر یک گلشن را بنظر تحقیق دید.. گلی کم یافت کہ بیخار بود و روشی ندید کہ صاف از خاشاک بود۔ پس از عرق ریزی آں مسائل غیر مرحم آمد، کمر بتصفیۂ اشلستہ و بگلبنہای بیخارش و بہ نونہالان ہندی و فارسی دیگر گلستانی جدا آراستہ کہ خار را در آن دخلی نیست و خزاں را بر آن تصرفی نہ۔ لہٰذا بہ گلشن ہمیشہ بہار نام یافت ص ۴۵+۔

مولف نے اپنے ترجمے میں لکھا ہے کہ: " اگر خواستۂ الٰہی جل شانہٗ است بعد چندی پا تکملہ این بایزادی اسمائے دیگر شعرا کہ بایشاں اتفاق ملاقی افتاد برنگارد، یا تذکرۂ دیگر بایں واں تجدیداً بتحریر آرد"، ص ۲۶۴+

ان اقتباسات سے ظاہر ہے کہ تالیف تذکرہ کا محرک گلشن بے خار (یا گلشن) کا مطالعہ ہوا۔ مولف کا ارادہ تھا کہ کتاب کے مکمل ہو جانے کے بعد اس میں ان شعرا کا جن سے ملاقات ہوئی ہو، ذکر کریں، یا ایک بالکل نیا تذکرہ لکھیں، لیکن تذکرے کی صرف ایک روایت موجود ہے اور کوئی دوسرا تذکرہ ان کے قلم سے نہ نکلا۔

دیباچۂ گل کے بموجب سی سالگی میں (یعنی ۱۲۵۰ھ کے آس پاس) مطالعۂ گلشن کا اتفاق ہوا۔ مرتب کا بیان ہے کہ

---

۱ و ۲ یہ دونوں کتابیں میں نے دیکھی ہیں مگر اس وقت پیش نظر نہیں۔ ۳ مصنف مشہور ہستی تاک کذا۔ خیر و خیلی؟ پا = با؟ ملاقی = ملاقی؟

Marfat.com

اس" کی رو سے .. ۱۲۵۷ھ کی تصنیف ٹھہرتا ہے .. اس .. کی تائید بعض قرائن سے بھی ہوتی ہے۔ ممنون متوفی ۱۲۶۰ھ .. آتش متوفی ۱۲۶۲ھ اور فتح خاں اسد .. متوفی ۱۲۶۲ھ کے ترجموں سے ان کے بقید حیات ہونے کا اندازہ ہو سکتا ہے .. لیکن ایک جگہ ان (مراد از فتح خاں اسد) کے نام کے ساتھ رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ بھی ملتے ہیں، یہ اضافہ غالباً تذکرے کی اشاعت کے وقت ہوا ہے .. نگار پاکستان تذکرہ نمبر میں .. یہ جملے ملتے ہیں۔ بعض قرائن سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ یہ تذکرہ ۱۲۷۰ھ .. میں ہی مکمل ہوا اور اسی سال شائع کر دیا گیا۔ مصنف نے شیخ محمد ابراہیم (مراد از ذوق) متوفی ۱۲۷۱ھ کو بقید حیات، اور مومن متوفی ۱۲۶۸ھ کو متوفی ظاہر کیا ہے، یہ بیان صحیح نہیں، کیونکہ مومن کے ترجمے سے .. یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اس ترجمے کی تحریر کے وقت مومن بقید حیات تھے" ص ۲۷ +

اس سلسلے میں امور ذیل توجہ طلب ہیں:

(۱) مرتب نے مولف کی عمر ۷۲ سال بتائی ہے لیکن اس سے مراد سال ہفتاد و دوم ہو سکتا ہے۔ مزید یہ کہ معدے سے سال وفات معلوم ہوتا ہے، ماہ و تاریخ وفات نہیں، اور جب تک یہ باتیں ٹھیک ٹھیک ہمارے علم میں نہ ہوں، یہ کہنا درست ہوگا کہ ۱۲۲۷ھ کے لگ بھگ ولادت ہوئی۔ سال پیدائش کی جس طرح قطعی طور پر تعین نہیں ہو سکتی مولف کے اس قول کی بنا پر کہ کس سال گی میں مطالعۂ گلشن کا اتفاق ہوا۔ یہ قطعی طور پر نہیں کہا جا سکتا کہ مولف کی مراد ۱۲۵۷ھ سے ہے۔ یہاں بھی "آس پاس" کا اضافہ ضروری۔

(۲) مولف نے ہرگز یہ نہیں لکھا کہ مطالعۂ گلشن کے معاً بعد میں نے اپنا تذکرہ لکھنا شروع کر دیا، اس کا امکان البتہ ہے۔

(۳) یہ مطلقاً لازم نہیں کہ تذکرہ جس سال شروع ہوا ہو اسی سال ختم بھی ہوا ہو۔

(۴) ترجمۂ مومن کے متعلق مرتب نے جو کچھ کہا ہے، اس سے مجھے اتفاق ہے۔

(۵) ذیل میں ممنون و افسوس (متوفی ۱۲۲۴ھ) و آبرو (متوفی ۱۲۴۶ھ) کے تراجم پیش کیے جاتے ہیں، ان کے مقابلے سے واضح ہوگا کہ مولف افعال کے استعمال میں زیادہ محتاط نہیں، اگر ترجمۂ ممنون اس پر مشعر ہے کہ یہ صاحب ترجمہ کے دوران حیات میں سپرد قلم ہوا تھا، تو یہی تراجم افسوس و آبرو کی نسبت بھی کہا جا سکتا ہے۔

" از دودمان سیادت، نظام الدین نام، مہین پور قمر الدین منت، اصلش از قصبۂ سونی پت کسب فنون علمیہ و علوم عرفیہ از خدمت[1] والد بزرگوار خود اختیار (کذا) کردہ، مدتی بہ لکھنؤ بسر می بردہ، و زمانی بزمرۂ شعرائے پایۂ تخت حضور بسر بردہ (کذا) طرز گفتارش دلچسپ و دل نشیں، اشعارش نہایت عذب و شیرین" ص ۲۹۲ " میر شیر علی فرزند میر علی

[1] کسب فنون از خدمت والد .. بزرگوار خود کردہ، گلشن۔ یہ امر قابل توجہ ہے کہ مولف نے اس کی جگہ کیا لکھا ہے۔

Marfat.com

منظفر خاں داروغۂ توپخانۂ.. عالی جاہ از نار نولست. در مجلس سخن پسند است و در حلقۂ شعرا ارجمند کراز.. حیران تہذیب (کذا) پرداختہ، و آخر الامر قصد کلکتہ ساختہ، بسلک ملازمان انگریزی منسلک بودہ انجام خدمت ترجمۂ فارسی بزبان ہندی[1] نمودہ" ص ۶۷۔ "آبرو۔ نژادش از گوالیار است، از اولاد محمد غوث.. نسبت تلمذ با آرزو دارد۔ طبع متانت مائل لبسخن (کذا) در ہر ابواب قابل" ص ۵۰۔

(۶) مرتب نے یہ نہیں بتایا کہ فتح خاں اسد کے نام کے بعد کس جگہ "رحمت علیہ" مرقوم ہے۔ میں نے گل کو کئی بار از ابتدا تا انتہا دیکھا ہے[2] اور میں ان کے بیان کی تصدیق سے قاصر ہوں۔

(۷) "رنج میر محمد نصیر۔ شاید قریب است کہ جہاں گزران (کذا) را گزاشت (کذا)" ص ۱۶۲۔ "شاید" کا تعلق قریب کے لفظ سے ہے۔ موت سے نہیں۔ رنج کی تاریخ وفات غرۂ شوال ۱۲۶۱ھ ہے (گلستان سخن)۔ ظاہر ہے کہ موت کے کچھ بعد ہی مولف کو اس کی اطلاع ملی ہوگی۔ اس سے قطع نظر کہ آغاز کب ہوا۔ مولف تاریخ مذکور کے کچھ حد تک اس کی تالیف میں مصروف تھا۔

(۸) مطبع کی طرف سے جو عبارت گل ص ۲۴۳ میں ہے وہ اس پر مشعر ہے کہ کتاب کا چھاپا ۱۲۷۰ھ کی ۲۲ رجب کو تمام ہوا۔ ظاہر ہے کہ یہ کام کئی ماہ میں انجام پایا ہوگا۔

(۹) مولف نے ترجمۂ رنج کی تحریر کے بعد کتاب میں اور کیا کیا اضافہ کیا اور اس میں کب تک اضافہ ہوتا رہا اس کے متعلق اس کے سوا کہ جو کچھ ہوا، کتاب کے انطباع سے قبل ہوا، اور کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

(۱۰) مولف کو چاہیے تھا کہ کتاب کو حوالۂ مطبع کرتے وقت اسے نظر سے دیکھتے کہ کہیں کوئی ایسی بات تو نہیں کہ اس کی وجہ سے اس کے زمانۂ تحریر کے متعلق اختلاف کی گنجائش ہو، مگر وہ، دوسرے تذکرہ نگاروں کی طرح اس کی طرف سے بے پروا ہے۔

۴۔ از روے فہرست گل میں ۴۱۹ شعرا کے تراجم ہیں اور یہ صحیح ہے لیکن مقدمے میں اس کی جگہ چار سو بیس ہے۔ گلشن واحد تذکرہ ہے جو مولف کا ماخذ ہے اس میں[2] ۶۷۶ شعرا (مرتب ۴۲۴ ص ۲۰) ہیں جن میں[3] ۲۵ گل میں نہیں ہیں۔ گلشن کے ایک شاعر الفت خاں عاجز خورجوی کا نام ایک جگہ ضمناً آیا ہے اس کا مستقل ترجمہ گل میں نہیں۔ (رجوع بفصل ۵) مولف گل میں شمول و عدم شمول شعرا کے متعلق کسی قاعدے کا پابند نہیں معلوم ہوتا۔ اس نے احسن اللہ احسن، اشتیاق، عاصی یا آثمی، ماہر، ناجی، ندیم خواجہ وزیر وغیرہ کو جو گلشن میں ہیں نظر انداز کیا ہے اور اس تذکرے کے بہت سے وہ شعرا جو مقابلۃً بہت کم

---

[1] مولف عموماً "ہندی" "اردو" کی جگہ استعمال کرتا ہے۔ "اردو" گل میں بہت کم آیا ہے۔ [2] یہ تعداد خطی نسخ اور نسخۂ مطبوعۂ دہلی کی ہے۔ نولکشوری نسخے میں ۷۰۱ شعرا ہیں۔ یہ گل کے بعد چھپا تھا۔ [3] ان میں سے ایک بخشی اکبرآبادی ہے جس کا نام مولف گل کو یاد نہ تھا! اور جس کا پیشہ بزازی تھا ص ۹۰۔ گلشن میں حسین بخش متخلص بہ بزاز اکبرآبادی ہے۔ بخشی بزاز ایک ہی تھا۔ تذکرۂ سرور میں بخشی مذکور کے جو اشعار ہیں ان میں ایک گلشن میں بزاز کے نام سے ہے۔ گل میں مختلف اشعار ہیں اور مولف بخشی کو گلشن کے بزاز سے مختلف سمجھتا ہے۔

Marfat.com

اہمیت رکھتے ہیں گل میں موجود ہیں مثلاً منگل سین الفت، اُمّی جستہ، رجب علی شاداں۔ نئے شعرا میں بڑی تعداد گمناموں محض کی ہے اور رند و صبا و نسیم تلامذۂ آتش، رشک شاگرد آتش، عرش پسر میر، نسیم دہلوی اور صہبائی ناقابل شمول سمجھے گئے ہیں نئے شعرا میں ایک بڑی تعداد ان اصحاب کی ہے جن سے مولف ذاتی طور پر واقف تھا۔ کچھ شعرا ایسے بھی ہیں جن کا حال سماعت سے معلوم ہوا۔ کوئی شاعر نہیں جس کا ترجمہ کسی کتاب کی مدد سے لکھا گیا ہو۔

۵۔ مولف منطق و حکمت، ہیئت و ہندسہ اور آداب فصاحت و بلاغت سے بقول خود فی الجملہ آشنا تھا لیکن اس کے باوجود اسے اس کا مطلقاً احساس نہیں کہ ایک لفظ کی جگہ دوسرا لفظ رکھ دینے یا ایک فقرے کو مختلف طور سے لکھنے میں مطلب کس قدر بدل جاتا ہے، اور اس نے گلشن کے مطالب کو محض تغیر الفاظ سے بکثرت متفاوت کر دیا ہے اور غالباً اسے اس کا ادراک بھی نہ تھا۔ بعض جگہ تو وہ صریحاً شیفتہ کی عبارت کا مطلب نہیں سمجھ سکا ہے۔ مشاہیر کے متعلق اگر کوئی نئی بات لکھی ہے، یا کوئی بات شیفتہ سے مختلف طور پر کہی ہے، تو اتفاقیہ کوئی صحیح بات اسکے قلم سے نکلی ہو تو نکلی ہو وہ عموماً غلط لکھتا ہے۔ بعض غیر مشہور شعرا کے متعلق شیفتہ کے اقوال کی اس نے تغلیط کی ہے اور اس معاملے میں وہ عموماً راہ راست پر ہے۔ مگر اس کی تغلیط کا طریقہ کچھ اچھا نہیں، ان میں سے بعض کے حالات میں اس نے اہم اضافہ کیا ہے۔ مشہور شعرا ہوں یا غیر مشہور، ان سے متعلق بعض اوقات ضروری باتیں جو گلشن میں ہیں، گل میں قلم انداز ہوئی ہیں۔ مشاہیر کے اشعار نئے بھی ہیں اور پرانے بھی۔ بعض غیر مشہور شعرا کے بہت سے ایسے اشعار گل میں ہیں جو دوسری جگہ نہیں ملتے۔ انتساب اشعار میں مولف سے فاحش غلطیاں ہوئی ہیں، مرتب نے اپنے حواشی (م ح) میں یہ دکھانے کی کوشش کی ہے کہ گل میں کہاں کہاں گلشن سے تجاوز ہوا ہے مگر ان سے بہت سی باتیں نظر انداز ہو گئی ہیں۔ ظاہراً انھوں نے یہ التزام کرنا چاہا تھا کہ یہ بتا دیں کہ گل کے کون سے اشعار گلشن سے ماخوذ ہیں مگر یہ التزام قائم نہ رہ سکا۔ شیفتہ یا مولف کے اغلاط سے انھوں نے بہت کم بحث کی ہے۔ ذیل کا بیان بھی جو اختلاف گل و گلشن سے متعلق ہے مکمل نہیں: اگر کسی بات کے بارے میں مرتب نے کچھ لکھا ہے تو اس کا ذکر کر دیا گیا ہے۔

۱۔ اثر برادر کوچک میر درد " شنیدہ ام کہ در جوار گوالیار خوش می گزرانید" ص ۶۲۔ یہ نہ گلشن میں ہے اور نہ کسی دوسرے تذکرے میں، قریب بہ یقین ہے کہ غلط محض ہے۔ مرتب نے گل و گلشن کے اس اختلاف کی نشاندہی نہیں کی ہے۔

۲۔ احسان حافظ عبد الرحمن گل و گلشن دونوں کے مطابق "سخن طرازان" عہد شاہ عالم سے ہیں ص ۶۲۔ گل عہد بہادر شاہ کی تالیف ہے اور گلشن اواخر عہد اکبر ثانی میں لکھا گیا تھا۔ احسان نے شاہ عالم کے علاوہ ان دونوں بادشاہوں کا زمانہ بھی اچھی طرح پایا تھا، اسلیے انھیں عہد شاہ عالم کا شاعر کہنا ٹھیک نہیں۔ یہ کہنا مدنظر ہوتا کہ وہ اس عہد میں درباری شاعر تھے، اور بعد کو نہ رہے تھے، تو اور بات تھی، مولف نے نئی بات یہ لکھی ہے کہ "مشہور باستاد اعلیٰ حضرت" است۔ اس سے

Marfat.com

تینوں بادشاہوں میں سے کس کی طرف اشارہ ہے، واضح نہیں. مرتب نے اسے صاف ذکر نہیں کیا ہے۔ گل میں ان کے کچھ نئے اشعار بھی ہیں۔

۳ ارمان فرزند حسرت ۵۹ کمال نے جس کا قول اس معاملے میں نظر انداز نہیں ہو سکتا، جہاں تک مجھے یاد ہے، 'برادر بیمات حسرت لکھا ہے۔

۴ میر امانی اسد کی ایک غزل گل میں ہے جو گلشن میں نہیں۔

۵ اسلام کا جو شعر گل ص ۶۶ میں ہے وہ گلشن میں ہے، لیکن مرتب نے یہ نہیں بتایا۔

۶ اشرف آز کلامش بیتی خوش آمد" ص ۶۶ مگر یہ ماخوذ از گلشن اور اسمیں صرف یہی بیت او ابیات شاید ہی نظر سے گزرے ہوں۔

۷ کیا ہوا گر چشم نم سے خوں ٹپک کر رہ گیا — بادۂ گلگوں کا ساغر تھا چھلک کر رہ گیا

تذکرۂ شیفتہ میں بنام الفت خاں خورجوی متخلص بہ عاجز۔ مولف لکھتا ہے: افاغنۂ خورجہ میں کوئی اس نام و تخلص کا نہیں۔ یہ مطلع جو شہرت میں حکم آفتاب رکھتا ہے، میرے ماموں کا ہے ص ۴۸۔ ماموں سے مراد ارغوان مشہور بہ فتح خاں متخلص بہ اسد ہیں جو وقت تحریر زندہ تھے، مرتب نے تحریر کیا ہے: "یہ مطلع نہ .. عاجز کا ہے، نہ .. اسد کا .. بلکہ شاہ نصیر کا ہے، انتخاب دیوان شاہ نصیر میں .. حسرت موہانی نے نصیر کا یہ مطلع اور تین شعر درج کیے ہیں"۔ تذکرۂ شیفتہ کے علاوہ یہ مطلع تذکرۂ سرور میں بھی ہے اور یقین ہے کہ شیفتہ نے اسی سے لیا تھا، اس کا فیصلہ نہیں ہو سکتا کہ الفت خاں عاجز خورجوی وجود خارجی رکھتا تھا یا نہیں۔ مولف خورجوی ہے، اور خورجہ چھوٹی سی جگہ ہے۔ اسلیے مؤلف اپنے زمانے کے کل خورجوی شعرا سے واقف ہوگا، لیکن اس کا امکان باقی رہ جاتا ہے کہ یہ اصلاً خورجوی ہو اور کسی دوسری جگہ رہتا ہو۔ وطن اصلی کی بنا پر خورجوی کہا گیا۔ اس صورت میں مولف کا اسے جاننا لازم نہیں۔ بہرحال مطلع اور اس کے ساتھ کا ایک اور شعر ریاض الفصحائے مصحفی میں شاہ نصیر کے نام سے مندرج ہے۔

۸ یا تنگ نہ کر ناصح ناداں مجھے اتنا — یا چل کے دکھا دے دہن ایسا کمر ایسی

ص ۵۴، بنام آزردہ، م ح ص ۹۲ بنام تاب، مرتب نے یہ نہیں لکھا کہ گلشن میں تاب کے نام سے ہے یہی درست۔

۹ ایہام شاہ بہلول لکھنوی ص ۶۹ م ح گلشن میں ہلول ہے مگر مرتب نے یہ نہیں بتایا کہ کون صحیح ہے، ہلول لکھا ہے، بہلول غلط محض

۱۰ صورت تجھے حق نے دی پری سی — پر آدمیت نہ دی ذری سی

بنام افسوس ص ۶۸۔ جعفر علی حسرت کا مطلع اور اس کے دیوان میں اس زمین کی غزل مع مطلع ھذا موجود ہے۔ یہ غلطی شیفتہ سے بھی ہوئی ہے۔

۱۱ امیر تخلص بتقلید شیفتہ علی محمد خاں کا لکھا ہے ص ۷، لیکن یہ شاعر ہی نہ تھے۔ تخلص ان کے بیٹے محمد یار خاں کا ہے،

Marfat.com

اور جو اشعار گلشن و گل میں ہیں انھیں کے ہیں۔

۱۲ انتظار " دریں دیار مشہور نیست، شاید کہ ہمصفیر فغاں باشد" ص ۴۷۔ حاشیہ مرتب (ح م): "یہ بیان بہت مبہم ہے" شاید" .. نے اسے پایۂ اعتبار سے بھی گرا دیا۔ شیفتہ نے بصراحت لکھا ہے کہ "ناش معلوم گشتہ، از معاصرین فغاں و آبروست، اس .. کے بعد شاید کی گنجائش نہیں تھی" شیفتہ کو جس شاعر کا نام تک نامعلوم ہو اس کے زمانے کی تعیین خاص طور پر اس صورت میں کہ آبرو متوفی ۱۱۴۶ھ اور فغاں متولد نصف آخر عشرۂ چہارم مائۃ ۱۲۔ دونوں کا معاصر بتاتے ہوں اگر شبہے کی نظر سے دیکھی جائے تو اس پر تعجب بے جا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس کا نام علی نقی خاں تھا اور یہ میر و سودا و فغاں وغیرہ کا معاصر ہے۔ آبرو کا زمانہ اس نے پایا ہوگا، مگر بہت کم، قابل اعتراض لفظ، ہمصفیر' کا استعمال ہے۔

۱۳ انشا" مولد بزرگانش خطۂ کشمیر و نژادش از مرشد آباد است۔ از باریافتگان خدمت وزیر الممالک .. سعادت علی خاں بہادر بودہ .. آوازۂ عدیم المثالی اشش جہت عالم انداخت، جای در ہند نماندہ کہ اینجا غلغلۂ یگانگی او نرسیدہ .. بتلفظ اجنب زبان بحضور وزیر دوران جاں بممالک جہاں سپردہ" ص ۵۔ ح م: " آزاد نے بھی انشا اور سعادت علی کے بگاڑ کا سبب اجنب ہی قرار دیا ہے ... ڈاکٹر آمنہ خاتون نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ آزاد نے ایک لطیفہ پیدا کر لیا ہے .. آزاد شکنی کا جذبہ مسلم، مگر خوشگو کا بیان آزاد کے حق میں ہے اور یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ آزاد نے محض لطیفہ گوئی سے کام نہیں لیا" کشمیر کا 'مولد بزرگاں' ہونا نئی بات ہے، آزاد کا قول ہے۔ "بعض کہتے ہیں کہ خطۂ کشمیر کے سادات .. سے ہیں وہاں کسی زمانے میں سمرقند سے آئے تھے" تعجب ہے کہ مرتب نے اس کی طرف توجہ نہیں کی حالانکہ یہ آب حیات میں ہے اور اس بنا پر ان کے التفات کی خاص طور پر سزاوار۔ وشش جہت' میں شہرت کے ذکر کے بعد ہند کی شہرت کا ذکر لاحاصل ہے۔ "بتلفظ اجنب زبان .. سپردہ" اس عبارت کے ابتدائی الفاظ کا مطلب سمجھنا میرے بس کی بات نہیں۔ مولف یہ کہتا ہے کہ تلفظ کے ساتھ ہی وزیر کے سامنے فوت ہو گئے، آزاد اس کی بدولت محض بگاڑ کا ذکر کرتے ہیں۔ آزاد کے بیان کی تصدیق گل سے نہیں ہوتی۔ اس سے قطع نظر، عجب نہیں، اگر گل آزاد کی نظر سے گذرا ہو۔

۱۴ عشق معروف بہ میرزا گھسیٹا بیگ (یہی ص ۲۸۰ میں) از سخن پردازان عظیم آباد است .. مرید انش فی زمانا (کذا) زاہد از ستارگان فلک اند، وہ یکے از خصائل بشری گذشتہ" (کذا) ص ۲۲۹۔ صحیح مرزا گھسیٹا جو ص ۲۴۲ اور گلشن میں ہے عظیم آبادی گلشن میں ہے، مگر یہ جوانی میں دہلی سے پٹنہ پہنچے تھے" مریدانش .. گذشتہ" مبالغے کی انتہا ہے۔

۱۵ "عشق تخلص میر عزت اللہ خاں حکیم فرزند فرخ قدرت اللہ خاں قاسم دہلویست" ص ۲۳۱۔ باپ بیٹے دونوں حکیم تھے، عجیب اسلوب اختیار کیا ہے۔

Marfat.com

۱۶ فیض پنڈت کرپا کرشن "در فارسی یگانہ و ریختہ ہندی مستثنای زمانہ" ص ۲۴۷۔ یہ گلشن میں نہیں اور قطعاً ناقابل قبول ہے۔

۱۷ نگار سید حسین "مردیست طرح دار بکمال باطن صاحب انوار" ص ۲۴۶۔ یہ گلشن میں نہیں، خدا جانے کیا کہنا چاہتے ہیں طرحدار، فارسی میں مستعمل نہیں۔

۱۸ کوثر مہدی علی خاں از دودمان موتمن الدولہ اسحاق خاں ص ۲۶۹۔ ابن قطب الدین خاں بن آقا علی کوچک برادر موتمن الدولہ اسحاق خاں (گلشن) مولف کو "از دودمان موتمن الدولہ.." نہ لکھنا تھا۔

۱۹ بحر نام و نشان نامعلوم ص ۸۲۔ تین شعر دیے ہیں اور تینوں گلشن میں ہیں لیکن مرتب نے صرف ایک کے متعلق بتایا ہے کہ اس سے ماخوذ ہے۔ یہ بات تحقیق طلب ہے کہ یہ اشعار امداد علی بحر شاگرد ناسخ کے تو نہیں۔

۲۰ ذیل ترجمہ برکت: جرنیل لوئی اختر ص ۸۲۔ اوکٹر لونی کو دہلی والے اختر لونی کہا کرتے تھے اور یہی نام گلشن میں ہے، لوئی اختر، نہ جانے کس کی غلطی ہے۔

۲۱ ثاقب "آبرو یافتہ از حضرت شاہ مبارک است، شعرش بحق رقیبانش حکم شہاب ثاقب می داشت" ص ۱۰۰۔ کہنا یہ تھا کہ ثاقب شاہ مبارک متخلص بہ آبرو کے شاگرد تھے۔ "شعرش می داشت" کس اور نے نہیں لکھا۔ شوق فضول گوئی اس کا ذمہ دار ہے۔ ثاقب کی طرح جو شعر منسوب ہے وہ گلشن سے ماخوذ ہے، مگر دراصل ایک دوسرے شاعر کا ہے۔

۲۲ حسن صاحب بدر منیر "ایں کس بسر سودا زدہ کہ بنام پدرش ہجو رکیک گفتہ" ص ۱۱۲۔ مطلب؟

۲۳ شیفتہ نے لکھا تھا کہ سودا "در مثنوی فکر معقول نداشت" اس کا جواب مولف کی طرف سے یہ ہے: "مرزا در مثنوی مرتبہ داشت کہ از آں زماں تا ایں زماں بل تا بہ قیامت مثلش در انشائے مثنوی عدیم الوجود است و خواہد بود اگرچہ توجہ اش (کذا) بآں کم باشد" ص ۱۰۷۔ مرتب نے لکھا ہے کہ "محض مبالغہ" ہے۔ یہ کہنا چاہیے کہ مبالغے کی انتہا ہے۔ خود مولف کو بھی اس کا یقین نہ ہوگا کہ قیامت تک ایسا مثنوی گو پیدا نہ ہوگا۔ اس عبارت کا ذمہ دار بھی شوق فضول گوئی ہے۔

۲۴ طپاں، مرزا محمد علی بیگ شاگرد مصحفی "در نظم و نثر ہندی و فارسی ثانی نو نداشتی" ۲۱۶۔ مولف کے لیے لاثانی محض تعریف کا لفظ ہے، نہ جانے کتنوں کو بے نظیر لکھا ہے۔

۲۵ ظاہر میر محمد دہلوی "دخل کلی بشعر و سخن دارد و دریں فن بے مثل" ۲۱۸۔ محض معمولی شاعر ہیں۔

۲۶ "تاباں.. ناموزوں کردنش از سودا است" ص ۱۹۰۔ گلشن: "ناکہ موزوں می کرد بگوش سودا می رسانید و بنسبت شاگردیش چمن چمن بر خویشتن می بالید" مولف کی عبارت بے معنی ہے اس سے قطع نظر تلمذ سودا بے اصل ہے۔

Marfat.com

۲۷ جرأت مولد لکھنو، ۱۰۱ مرتب نے اس کی تغلیط کی ہے، مگر یہ نہیں لکھا کہ مولد کون سی جگہ تھی، حالانکہ ان کا دہلوی المولد ہونا مسلّم ہے۔ انھوں نے یہ بھی نہیں بتایا کہ یہ بات گلشن میں نہیں۔ مولف: "در سرکار شمس الدولہ خلف وزیر باریاب ابواز خوان احسانش زلہ میربود" م ح، شمس الدولہ کا توسل توجہ طلب ہے۔ جرأت ابتدا میں .. محبت کے متوسل تھے، پھر سلیمان شکوہ کے "یہ بات بھی گلشن میں نہیں، اور مرتب کو اس کی نشاندہی کرنی تھی۔ اس وقت میں اس بحث کے لیے آمادہ نہیں کہ جرأت کے مربی کون کون تھے۔ جہاں تک شمس الدولہ کا تعلق ہے، اگر میرا حافظہ دھوکہ نہیں دیتا، تو ان سے تعلق کا ثبوت کلیات جرأت میں ہے۔ شیفتہ نے جرأت کی تنقیص کی تھی اور اس کا تو ناتشفی بخش جواب مولف نے دیا ہے، لیکن شیفتہ نے یہ بھی لکھا تھا: "ہر آنچہ از دیوانش بطریقۂ اہل فن بود، انتخاب و دریں اوراق ثبت افتاد" مولف نے اس دعوے کی تردید نہیں کی، حالانکہ ان کا بڑے سے بڑا حامی بھی نہیں کہہ سکتا کہ جرأت کے ضخیم کلیات میں ان ۳۴ اشعار کے سوا جو گلشن میں ہیں، کوئی شعر ایسا نہیں جو اہل فن کے طریقے پر ہو۔ مولف نے یہ البتہ کیا ہے کہ جرأت کے جو ۳۳۲ اشعار دیئے ہیں وہ سب کے سب نئے ہیں۔

۲۸ حیراں شاگرد دیوانہ "باشفتہ مزاج (کذا) منسوب و بجنون مغلوب بودہ در ایام شورش جنون در ضلع بہار مرتکب گشت و خون گردید بحرب و ضرب رگ زندگانی خود برید" ص ۱۲۲ م ح عبارت گلشن بدون اظہار رائے: "گویند غرور شاعری دماغش را مختل کردہ بود و نظر بہ تخلص استاد جا دارد در ضلع بہار کشتہ شد و قاتل راہ ہمراہ برد" مولف بالکل غلط مطلب سمجھے ہیں۔ حیراں والیٔ اودھ کے نوکر تھے اور رفرالقُف منصبی کی انجام دہی میں جھگڑا ہوا جس میں مقتول ہوئے۔ ضلع بہار کا معاملہ نہیں۔

۲۹ حسن، سید غلام حسن "ایں کس پسر سودا زدہ کہ بنام پدرش ہجو رکیک گفتہ" ص ۱۱۲۔ مطلب؟

۳۰ حسرت سید جعفر علی بن سید ابوالخیر لکھنوی ص ۱۱۱ باپ بیٹے نہ سید تھے، نہ مولف کے علاوہ کسی نے یہ لکھا ہے۔

۳۱ دردمند کریم اللہ خاں زمانۂ شاہ عالم میں "بترفع" زندگی بسر کرتے تھے ص ۱۲۵، دردمند او رعہد شاہ عالم گلشن میں بھی، صحیح در دعہد شاہ عالم سے قبل ہی مقتول ہو چکے تھے۔

۳۲ ذاکر، مرزا احمد بیگ شاگرد رستم بیگ جہان آبادی۔ یہ گلشن میں ہے۔ مولف کا قول ہے کہ مرزا احمد بیگ مشہور بہ خلیفہ احمد بیگ خواجہ میرزا رستم بیگ شمع دین لکھنوی کے بیٹے ہیں ص ۱۴۲۔ م ح: خویشگی خورجوی تھے۔ یہ اطلاع فارغ شاہ خورجوی سے ملی ہوگی کہ خواجہ شمع دین کے بیٹے تھے (فارغ شاہ موخر الذکر کے مرید) جہان آباد سے مراد شاہ جہاں آباد، یہ ٹھیک نہیں، مگر اس غلطی کا ارتکاب اوروں نے بھی کیا ہے۔ شیفتہ کا ماخذ یقیناً ہے کہ تذکرۂ سرور ہو جس میں مرقوم ہے: "ذاکر .. میرزا احمد بیگ شاگرد رستم بیگ، نوجوانیست باشندۂ دارالخلافہ، غزل طرحی کہ در .. مشاعرہ خواندہ بود از آن مقطع بیادمانده" ص ۲۷۱۔ وہی مقطع جو سرور کے یہاں ہے گل و گلشن میں بھی ہے اور اس کے علاوہ ذاکر کا کوئی اور شعر ان تینوں میں

Marfat.com

نہیں۔ اگر رسم غلط کتابت نہیں تو گلشن میں بھی یہی ہونا چاہئے۔ مولف کو یہ بتانا تھا کہ دہلی سے احمد بیگ بن رستم بیگ کا تعلق رہا تھا یا نہیں جس طرح تعلیط کی ہے وہ تشفی بخش نہیں۔

۳۳ رضا میر محمد رضا عظیم آبادی ص ۱۵۶-۱۵۱ اور رضا میر مہدی (صحیح میر محمدی گلشن) لکھنوی ص ۱۵۷۔ دراصل ایک ہیں۔ شیفتہ نے بھی دونوں کا ذکر الگ الگ کیا ہے۔ میر محمدی عرف، یہ عظیم آبادی تھے، لکھنو میں اقامت رہی تھی۔

۳۴ رضی میرزا رضی خاں لکھنوی منجم، قرابت مندوالی لکھنو، صاحب مثنوی لیلیٰ و مجنوں بزبان ریختہ" ص ۱۵۸۔ ہوس قرابت مند اور صاحب مثنوی تھے مگر وہ منجم نہ تھے۔ میرا خیال ہے کہ اس نام و تخلص کا کوئی لکھنوی شاعر نہ تھا، شعر ذیل منسوب بہ رضی بھی کسی اور شاعر کا ہے۔ (رجوع بہ آوارہ گرد اشعار):

دل کی طلب ہے اور تمنا ہے جان کی ۔۔۔ یہ ہم پہ مہربانی ہے اس مہربان کی

۳۵ نشاط "عوام الناس شاگرد انشار.. دانندش" ص ۳۱۸ م ح: خود را شاگرد انشا.. می کرد" گلشن اختلافی اوضح ہے۔

۳۶ ناسخ ۱۲۵۴ھ میں الٰہ آباد پہنچا تو خبر وفات ملی۔ شاید تابوتش بسرزمین لکھنو آسود" ص ۳۱۲۔ اس سے یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ موت الٰہ آباد میں ہوئی اور تابوت لکھنو گیا: ناسخ لکھنو ہی میں فوت ہوئے اور وہیں مدفون ہوئے۔

۳۷ موزوں "بسخنوری یگانہ از تلامذہ.. فقیر است اشعار او برالسنہ برنا و پیر است" ص ۲۰۱۔ برالسنہ الخ محض بطور قافیہ ورنہ ہرگز موزوں کے اشعار زبان زد نہیں۔

۳۸ ملکو "صفحۂ خاطر مولف از نقوش حالش خالیست.. دیوانی دارد" ص ۲۹۲ م ح: صفحۂ خاطر مولف از نقوش احوالش خالیست"۔ دیوان کا ذکر گلشن میں نہیں، دو شعر جو گل میں ہیں دونوں گلشن سے ماخوذ ہیں، اگرچہ مرتب نے صرف ایک کے متعلق یہ اطلاع دی ہے۔

۳۹ ملول، شاہ شرف الدین درویش ص ۲۹۱۔ میرا خیال ہے کہ یہ اور الہام جن کا ذکر اوپر آیا ہے ایک ہیں۔ شرف الدین کا الہام و ملول دونوں تخلص تھا۔

۴۰ مضمون "از قصبۂ جاجمؤ محال اکبر آباد.. فکرش برایہام است کہ شیوۂ شعرائے عالی مقام است" ص ۲۸۴ م ح مرتب نے ٹھیک لکھا ہے کہ جاجمؤ نہیں جاجو ہے۔ مگر انھیں یہ بتانا تھا کہ گلشن میں بھی جاجمؤ ہے، مزید یہ کہ انھیں اس کی نشاندہی کرنی تھی کہ فکرش الخ کے مقابل کی عبارت گلشن میں کیا ہے۔ شیفتہ: "فکرش مقصود برایہام است کہ شیوۂ اہل زمانش بودہ" مولف نے اس کا غلط مطلب لیا ہے۔

۴۱ یقین کے تین شعر ص ۳۴۱۔ اور تینوں گل سے ماخوذ لیکن لکھتے ہیں کہ "از دیوان او درج"

Marfat.com

۴۲ ہوش غلام مرتضیٰ شعر ذیل گلشن میں بھی ان کے نام سے ہے مگر غالباً ان کا نہیں ص ۲۲۸، قابل ذکر یہ امر ہے کہ مصرع اول میں شیفتہ کے یہاں بخاطر نہیں (ن) خاطر ہے۔ اور یہی ٹھیک ہے:

زاہد کا دل بخاطر میخوار توڑیے   سو بار توبہ کیجیے سو بار توڑیے

۴۳ ہدایت "ہدایت خاں عم فراق ص ۲۲۷۔ گلشن میں یہی مگر صحیح ہدایت اللہ خاں۔

۴۴ ہادی "بطریق تجرد می پیمود" ص ۲۳۷ م ح گلشن "آخر الامر منزوی او در ۱۲۱۵ھ بگور آرمید" مولف کا بیان غلط فہمی پیدا کر سکتا ہے گوشہ نشینی اور تجرد ایک بات نہیں۔

۴۵ والہ "رحمت خاں م ح مرحمت خاں" گلشن صحیح یہی (تذکرہ سرور)

۴۶ نوا "موجد قانون این فن است۔۔ چند بار بہ ایران شتافتہ از والی آن ولایت صلہ۔۔ یافتہ۔ چہ جای کہ کلامش معنی نداشتہ باشد حسود تہمت محض برنگاشتہ کہ رشعین معنی بود تصدیق دعوایش از نوایش پیدا۔ باید شنید و شاید فہمید" ص ۲۲۶ ح م "شیفتہ نے نوا کا تذکرہ نہیں کیا ہے اسلیے یہ اعتراض شیفتہ سے متعلق نہیں" نوا کا ترجمہ اور ان کے اشعار گلشن مطبوعہ دہلی اور اس کے نسخ خطی میں ہیں۔ نولکشوری نسخے سے ترجمہ تو غائب ہے، اشعار غلطی سے وحشت کی طرف منسوب ہو گئے ہیں چنانچہ ۵ اشعار میں سے ۲ مولف نے گلشن ہی سے لیے ہیں (تیر الخ اس اوج الخ) رہا اعتراض تو اس وقت میں نہیں کہہ سکتا کہ گلشن میں ہے یا نہیں۔ گلشن کے ترجمۂ نوا کے لیے میرے مقالے متعلق گلشن شائع کردہ نوائے ادب کی طرف رجوع کیا جا سکتا ہے۔

۴۷ تجلی سید محمد حسین ابن میر محمد حسن کلیم ص ۹۳، ص ۲۲۲ میں غلام حسین تجلی اور ص ۲۶۸ جو کلیم کا نام میر محمد حسین۔

۴۸ غلام مرتضیٰ جنوں شاگرد ممنوں ص ۱۰۶۔ غلط محض۔ گلشن میں بھی تلمذ ممنون کا ذکر نہیں جنون ان سے عمر میں بہت زیادہ تھے۔

۴۹ خاکسار "از انتخاب دیوان اوست" ص ۲۲۵، مگر ۲ شعر جو گل میں ہیں ماخوذ از گلشن 'خاکسار کے دیوان کا' باستثنائے مولف کسی نے ذکر نہیں کیا۔

۵۰ عمدۃ الشعرا ممنون ص ۱۳۸۔ فخر الشعرا خطاب تھا۔

۵۱ گنگا پرشاد رند کو شیفتہ نے شاگرد جرأت لکھا تھا۔ مولف نے اس کی تردید کی ہے اور رشاگرد شائق بتایا ہے۔ مرتب نے اسے قبول کیا ہے۔

۵۲ غلام علی راسخ کا سال ولادت، گو غلط سہی گلشن میں ہے۔ گل میں ذکر موت ہے لیکن سنہ نہیں۔ دونوں

Marfat.com

شعر جو گل میں ہیں ماخوذ از گلشن، اور دونوں دوسروں کے ہیں (آوارہ گرد اشعار)

۵۳ میر کے تین شعر جو ان کے کلیات میں ہیں بنام میر سوز ص ۱۸۲، مصرع اول شعر ا" جفائیں دیکھ لیاں بے وفائیاں دیکھیں۔"

۵۴ شاکر علی شاہ ص ۱۹۰ گلشن: شاہ شاکر علی۔

۵۵ شائق میر محمد ص ۱۹۱ گلشن پیر محمد، یہی صحیح۔

۵۶ صاحبقراں کے دو اشعار کی شان نزول جو گلشن میں نہیں ص ۲۰۸۔

۵۷ ص ۲۱۳ و ص ۲۱۴ میں دو ضیاء ہیں میر ضیاء الدین (کلیات میر حسن کے دیباچے میں ضیاء الدین حسین) اور ضیاء الدین بتقلید گلشن دونوں ایک ہیں۔

۵۸ طرب جھبولال ص ۲۵۱۔ یہ قطعاً غلط، گلشن میں جھنولال۔ یہ نام بھی صحیح ہے یا نہیں اسوقت میں نہیں کہہ سکتا۔

۵۹ فارغ، فارغ شاہ کایستھ نژاد، اصلاً حسن پور ضلع مراد آباد کے ساکن، بریلی لکھنے والے نے غلطی کی ہے (م ح مراد از شیفتہ) عنفوان جوانی میں "شمع دین مرزا رستم بیگ" سے ملے اور تارک رسوم شرک ہو کر ان کے مرید ہوئے۔ بریلی میں چلے کھینچے اور ان کی موت کے بعد ۱۲ برس ان کی قبر پر بحالت جذب معتکف رہے" زاں بعد منشی عبدالرحمن رحمۃ اللہ کہ برادر خالہ زاد فارغ از وہم دگمان بودہ.. بفہمائش تام بوطن خود یعنی درخور زہ آوردہ بتجدید نکاح کنانید" اسکے بعد سے وہیں مقیم رہے۔ مولف نگینہ میں سے کہ ۱۲۵۶ھ "پنجاہ و شش "ر ہر یا شش" میں فارغ کے بیٹے نے اطلاع دی کہ ۸ محرم کو ان کی وفات ہوئی۔ مولف نے فارغ سے "اجازت طریقت" حاصل کی تھی اور ان کا دیوان مع دو مثنوی ان کے پاس تھا۔ بہت سے نئے شعر گل میں ہیں لیکن مولف نے یہ نہیں بتایا کہ "ممکن نہیں جو حرف قضا ہو جبیں سے دور الخ" جو گلشن میں ہے، دیوان میں ہے یا نہیں، واضح رہے کہ گلشن میں ۴ فارغ ہیں جن میں سے دو فارغ شاہ اور میر احمد خاں گل میں بھی ہیں باقی دو کے متعلق گلشن میں ہے: (۱) " از احوالش اطلاع دست بہم نداد مطلعے از وثبت افتاد" قطرۂ اشک جو نکلا سو وہ گوہر نکلا الخ" (۲) کمند سنگھ از سکان بریلی و شاگرد حاتم است:

دور سے دیکھ مجھے چین بجبیں ہوتا ہے
تا کہ کچھ کہہ نہ سکوں بل بے رکھائی میری

اس کا امکان ہے کہ فارغ شاہ اور یہ دونوں یا ان میں سے ایک، ایک ہوں، مولف اس گتھی کو سلجھا سکتا تھا مگر اس نے اس کی طرف توجہ نہ کی۔

۶۰ محشر نے مہلت کو قتل کر دیا تھا اور ڈر سے دہلی چلا گیا لکھنو واپس آیا تو ایک دن موقع پا کر مہلت کے وارثوں

Marfat.com

نے انتقاماً اسے مار ڈالا (تذکرۂ ہندی مصحفی) " از آنجا فرار نمودہ بہ بریلی (م ح گلشن دہلی) قرار گزید۔ نوبتی باز بہ لکھنؤ رفتہ وارثان مقتول۔ از امیرش بگر دستغیث شدند، چنانچہ باستغاثۂ ورثۂ او در مجمع عام وخاص بقصاص رسید" ص ۹۱۔
گلشن کی عبارت جس پر یہ مبنی ہو سکتا ہے اور جو مرتب نے نقل نہیں کی، یہ ہے: بہ لکھنؤ رفت چون سالی بریں گذشت ورثۂ مقتول قاتل مسطور را بقصاص کشتند" مولف کی عبارت فہمی کا یہ عالم ہے، تو نہ معلوم مقدمات کا فیصلہ کس طرح لکھتے ہوں گے۔

۶۔ اس تذکرے میں جو نئے شعرا ہیں، ان میں سے خود مولف کا ذکر فصل ا میں آچکا ہے، باقی یہ ہیں۔

ا اسد فتح خاں تحصیلدار ص ۶ ہمم ح موت اعظم گڑھ، ۱۷ ذلیقعدہ ۱۲۶۲ھ یکشنبہ۔

حیرت میں کیوں کھڑا ہے احوال دیکھ ہمدم ۔۔۔ مدت سے یہی کچھ دستور ہے ہمارا

۲ امجد، نواب امجد علی خاں از اولاد نواب عبدالاحد خاں، مولد دہلی، کلاہ و خرقہ شاہ آبادانی دہلوی سے پایا، باجازت لکھنؤ گئے اور سرکار شاہ اودھ میں میر تزک ہوئے۔ "عصرد (ہندی فارسی میں اس طرح مستعمل نہیں) شد کہ بر شعر

وقت آن آمد کہ من عریاں شوم ۔۔۔ جسم بگذارم سراسر جاں شوم

جان بجان آفرین سپردہ" ص ۵۱۔ ایک دوسرے امجد کا شعر ذیل جو تذکرۂ میر حسن میں ہے، مولف نے اس شاعر کی طرف منسوب کر دیا ہے۔

" سنتا تھا جسے کعبہ و بتخانہ میں آخر ۔۔۔ امجد میں اسے حضرت انسان میں دیکھا "

۳ امیر، امیر خاں از افاغنۂ بجنور، ملازم تاجر نجیب آباد ص ۱۷۔

۴ اخلاص جلال الدین بجنوری "کسب سخن و علوم درسیہ بہ۔۔ اخوند جہانگیر خاں رحمۃ اللہ علیہ کردہ و از تلامذۂ مولانا باب اللہ سوکھر یو ریست" و در شعر نسبت تلمذ بہ۔۔ قائم۔۔ دارد۔۔ بالفعل بسرکار مفتی محمد عبداللہ کیر تیوری بسر برد" ف ہ، لیکن نمونہ صرف ہ کا ص ۷۷۔ شاگرد قائم ظاہراً اخوند کو کہا ہے۔

۵ اخلاص "کشن چند، اصلاً کشمیری، لکھنؤ مولد تحصیل علوم از علمائے فرنگی محل، جوان مرگ ص ۸۷۔ جو دو شعر منسوب بہ اخلاص ہیں ان میں سے ایک سودا کا ہے۔

کیوں کر ہو باغ جانا اس میرزا منش کا ۔۔۔ واں سرو میں نہیں ہے آداب کورنش کا

۶ افصح، محمد سمیع الہ آبادی برادر کلاں شیخ محمد شفیع "وکیل سرکاری" چند است کہ ازیں جہان۔۔ درگذشت۔۔ در ہندی اکثر ریختہ گفتی"، ص ۷۹۔

۷ اشرف، شاہ محمد حسن پسر و سجادہ نشیں شاہ محمد زمان قادری چشتی الہ آبادی۔ عاشقانہ کلام کے علاوہ مثنوی و قصا

Marfat.com

نعتیہ۔ سنا ہے کہ ماحریفاں، بطور ماقیماں فارسی میں لکھی ہے۔ ایک دن فیض منظوم نصائح میں ہے، نہ معلوم کس سے تلمذ ہے۔ فص ۸۰

۸ احقر، ضامن از سادات لنکوڑہ ضلع بجنور ۲۔ شعر از اں جملہ:

ہم نہ کچھ یار کے دل خواہ بنے اور بگڑے — سیکڑوں زیر فلک شاہ بنے اور بگڑے ص ۸۱

۹ آشنا اکرم بیگ پدر عبد القادر۔ عمی کذا ص ۸۱ ذکر بصیغہ ماضی۔

رباعی: پاؤں پر لوں میں ترے پاؤں کی وار ڈیلیا — سر چڑھالوں میں ترے سر کی آتاری ڈیلیا

آشنا کیلیے پر یوں کے پرے سے ہمدم — پان لو کوئی کوئی پکاری ڈیلیاں

ص ۸۲ ح م "یہ قطعہ ہے رباعی نہیں" دونوں شعر ایک دوسرے سے نامربوط ہیں، اسلیے قطعہ بھی نہیں۔

۱۰ برق، میرزا محمد رضا "از فیض صحبت.. جرأت بہرہ در فن سخن حاصل کردہ" ص ۸۳ ح م "برق ناسخ کے شاگرد تھے۔ سخن شعرا" جرأت کی موت ۱۲۲۴ھ کے وقت یہ کم عمر ہوں گے۔ کسی اور نے انھیں شاگرد جرأت نہیں لکھا اور نہ غلط ہے۔

۱۱ بے ڈر، غوث محمد بجنوری ص ۸۶۔

۱۲ بہار، برسہاے، "نامش بحر بوستان خلق ارباب سخن مشہور (؟) فاما مولدش غیرما ثور" ص ۸۹۔

جنبش ابروے یار دیکھیے کب تک رہے — تیغ دو دستی کا وار دیکھیے کب تک رہے

۱۳ بے خود، اکبر علی ص ۹۰۔

۱۴ باسط، باسط علی بلگرامی ص ۹۰

۱۵ توثیق، میر نبی بخش، مولد و منشا، میمن از علاقہ نگینہ "سادات آنجا خود را از بارہہ می شمارند" طب میں تلمیذ قمر الدین خاں شاگرد حکیم شریف خاں دہلوی پیشکار بجنور ف ص ۹۸۔

۱۶ تفتہ، ہرگوپال۔ کائستھ بھٹناگر، مولد خطہ سکندر آباد محلہ قانون گویاں۔ شاگرد قتیل۔ کچھ دن عمال تحصیلداری شاگرد دوا و ضلع مراد آباد میں تھے۔ سنا ہے کہ تخفیف میں آئے۔ نہ جانے آج کل کہاں ہیں۔ ف ۵ نمونہ ف ص ۹۹۔

۱۷ حیرت، محمد تفضل حسین بن محمد اسحق کہیں برادر منشی عبد اللہ رئیس کیرتپور، شاگرد جلال الدین اخلاص ص ۱۲۳

۱۸ خادم، خادم علی از مجاذیب بنارس ابن فائق علی گوری۔ "نسبت ارادت" حاجی عبد الرشید خاں نقشبندی ہے۔ کلام در نثر مجنونانہ.. و در نظم۔ مجذوبانہ۔ خود را بقطب مشہور کند۔ (کذا) ف ص ۱۲۵

ذات تو زہر دو کون عالی — زامکان وحدث ہر دو خالی

۱۹ حید، حید شاہ مولد دہلی کایستھ، قبول اسلام۔ اعظم گڈھ میں ملاقات ص ۱۲۴

Marfat.com

۲۰ خرم، گلاب رائے مولد و منشا دہلی، متصدی دفتر تحصیل نجیب آباد۔ ف ص ۱۲۱

۲۱ خورشید، خورشید علی افضلی الہ آبادی۔ مولد بنارس "در ہر زبان دستگاہی بلند" ف ہندی میں شاگرد ناسخ۔

۲۲ خلیل، خلیل اللہ شاہ شاہجہاں پوری "شاگرد مولانا مبین" مولف جس زمانے میں ماموں کے ساتھ اعظم گڈھ میں تھے، یہ تحصیل دار عظمت گڈھ سکنڈی تھے۔ موت کو کچھ دن (چندی) گذرے ف، مگر نمونہ مرف۔

۲۳ ذرہ، میر ولایت علی، از سادات کول مقیم آگرہ، وہیں ان سے ملاقات ص ۱۴۶۔

۲۴ رتق، نجیب اللہ برادر توام مولف، شاگرد فتح خاں اسد ف، نمونہ مرف۔ حاضر جوابی میں لاثانی، مشاعرۂ اعظم گڑھ میں کسی نے یہ مصرع کہا "کیا نیا رنگ ہے کیا ڈھنگ ہے کیا چال نئی" فی البدیہہ جواب دیا "جب سے پہنی ہے مرے یار نے خلخال نئی کیا الخ" ص ۱۶۴۔

۲۵ سر کشن، کیول نین، زنار دار بجنوری ف ص ۱۸۹۔

۲۶ سلامت، شیخ سلامت علی بنارسی، مشاعرۂ مرزا طپاں میں جو نواب نصر اللہ خاں بہادر کی سعی سے ہوا تھا، ملاقات ہوئی ص ۱۸۹۔

دل ہی نہ ہو پاس تو کیا کیجیے　　　　درد ہو دل میں تو دوا کیجیے

۲۷ شیدا فتح جنگ خاں "از اولاد امیر کبیر شیخ کبیر امیٹھوی" فی الحال کوتوال نجیب آباد ص ۲۰۴

۲۸ شمس، نرائن سنگھ کھتری مراد آبادی "چند است کہ در بجنور بعہدۂ جمع و خرچ (کذا) نویسی فوجداری ممتاز بودہ" ص ۲۰۶۔

۲۹ شیدا، میر عابد حسین ساکن پیدی "حوالی" بجنور کچہری تحصیل بجنور میں متصدی۔ شاگرد شیخ مہدی (کذا) زکی" ص ۲۰۷

۳۰ شفاعت، شفاعت خاں "افضل گڑھی" از دودمان نواب افضل خاں، شاگرد کرم خاں گرم۔ فی الحال "ملازم سرکار دولتمدار صاحبان عالی شان" ص ۲۰۷۔

۳۱ صاحب، سعادت یار خاں بن حافظ رحمت خاں، نشو و نما بریلی ص ۲۱۲

۳۲ ضامن، غلام ضامن از اولاد شاہ ابو المعالی وطن انبیٹھہ۔ ایک جلد مثنوی "شمائل نبوی" میں ان کی تصنیف سے ف نمونہ ص ۲۱۴۔

۳۳ طالب، مہتاب رائے کشمیری، منشا لکھنؤ۔ ۴۰ سال سے مشق سخن شاگرد نصیر صاحب دیوان مگر نظر سے نہیں گذرا ص ۲۱۵

۳۴ طپاں، مرزا محمد علی بیگ شاگرد مصحفی نظم و نثر ہندی و فارسی میں لاثانی۔ اکثر اوقات بنارس میں گذارے موت الہ آباد ف، مولف سے ملاقات ص ۲۱۶

۳۵ عشق، ہنو لال کایستھ امروہوی "مستفید از اندہ" پروانہ نویس کلکٹری بجنور ص ۲۲۲۔

Marfat.com

۲۶ عتیق، وجیہ الدین قاضی زادۂ بجنور۔ شاگرد وزیر علی بجنوری ص ۲۲۳۔

۲۷ عاجز، کاشی ناتھ اصلاً کشمیری، ساکن دہلی "در پیری دم عشق بازی می زند و در موسیقی دعوای لیس کمنلا می کند۔ از عرصۂ دازے بجا کری سرکار نامدار سرفراز۔ درایامی کہ مشاعرہ می شد مع فرزندان نامی دعزیزان سامی خود کہ یکے خود را فقیر و دیگری عاجز بحکم آں کہ ایں خانہ تمام آفتاب است بمشاعرہ آمدہ" ص ۲۳۳۔ عبارت نادرست۔

۲۸ عاشق، احمدیار خاں "ابراہیم زمان شبلی دوراں" ایں نواب محمد امیر خاں والی ٹونک تارک دنیا۔ شاہ اللہ نور سے ارادت، اپنا نام شاہ عبدالرحمٰن قادری رکھا ہے "در مذہب شافعی بہ محبت قادریہ گوئی سبقت بر پیشینان بردہ" ص ۲۳۴۔

۲۹ عنایت، سید عنایت علی از سادات میمن، طبابت پیشہ۔ مولف سے دھام پور میں ملاقات ف ہ ص ۲۳۵۔

۳۰ غفلت، احمد اخوند زادہ رامپوری شاگرد قدرت اللہ رام پوری "در فصاحت گوئی سبقت از پیشینان ربودہ" ص ۲۳۸۔

۳۱ غمی، عبدالقادر رامپوری مغل صدر الصدور مراد آباد تھے ترک منصب کرکے سپاہی رہا ہے مقیم دہلی ہیں "اکثر طبعش بہ ہندی مائل و نیز بیشتر بفارسی قائل"، نمونہ صرف ہ ص ۲۳۹۔

۳۲ فدا، ٹیکا رام کے بزرگ دہلی سے وارد لکھنؤ مقیم مظفر نگر فارسی میں اپنے کو شاگرد پروانہ کہتے ہیں نمونہ صرف ہ ص ۲۴۱۔

۳۳ فدا، مرزا محمد بیگ، قزلباش کے دادا نادر شاہ کے ساتھ وارد دہلی اور توطن گزیں۔ ان کی موت خلیل گنج از مضافات کول" میں ہوئی۔ فدا کے والد مرزا محمد اسماعیل دہلی سے الٰہ آباد گئے، فدا نے وہیں "کسب فصاحت و بلاغت کیا۔ شاگرد قتیل ق ص ۲۵۲۔

۳۴ مظہر، شاہ مظہر اللہ "مشہورِ صوفی طینت، یگانہ آفاق" ہ ف۔ نمونہ صرف ہ ص ۲۷۸

۳۵ مظہر، ٹھاکر پرشاد کشمیری، نشوونما لکھنؤ، برادر خرد شاگرد گنگا پرشاد انند۔ پہلے نوکر سرکار انگریزی۔ فی الحال ملازم فقیر محمد خاں (مراد از گویا) ص ۲۸۵۔

۳۶ منشی، میر غلام علی ساکن سرسی" از مضافات مراد آباد" ملازم تحصیل نجیب آباد۔ ن ص ۲۹۶

حال دل خود با تو چہ گویم بتو چوں شد   مضطر شد و عاجز شد و لاد کذا) چار د زبوں شد

۳۷ مشتاق، چتر بھوج۔ قوم دھوسر کہ از اقوام تاجر است، مولد ڈیگ (۲۱۱) نقلی سے متوطن متہراف ہ ص ۲۹۷۔

۳۸ موزوں، پنڈت امر پرشاد، اصلاً لکھنوی مولد فتح آباد از نواح آگرہ برادر زادہ گنگا پرشاد انند ص ۳۰۲

۳۹ ممتاز، عبدالمالک بن شاہ غلام مرتضیٰ، شاگرد خواہر زادۂ مدبر الدین حسن شائق۔ رفیق نواب سعادت یار خاں صاحب ص ۳۰۴۔

Marfat.com

۵۰ مشتاق فرزند علی از سادات نگینہ ص ۳۰۷

۵۱ مہر آغا علی خاں بن آغا میر ص ۳۰۸

۵۲ منتظر، میر خواجہ بخش سید زادہ سنبھل، محافظ دفتر بجنور ص ۳۰۹

۵۳ مظلوم، مظلوم شاہ، "زاویہ گزین الہ آباد" وہاں مقیم تھا تو سننے میں آیا تھا کہ مظلوم نے بہار دانش کو اردو میں نظم کیا تھا۔

۵۴ ناد، مرزا کلب حسین خاں بن کلب علی خاں گورکھپوری "نسبت تلمذ خود بمرزا (کذا) حیدر علی آتش منسوب می سازد" ص ۳۲۸

۵۵ نور، شاہ اللہ نور مولد بلاسپور مرید فتاح شاہ قادری قلندری جے پوری صاحب دیوان ہندی "مثنوی سوز و گداز خوبک گفتہ"، ص ۳۳۰۔

۵۶ وفا، سید ببر علی سادات بارہ (کذا) متوطن چھورہ از نبائر سید جمال علی خاں فرخ سیری" کول میں وکیل ص ۳۳۲

۵۷ وحشت، نفیہ الدین آبا حیدر آبادی، پسر مولانا جمال الدین رامپوری "موت عنفوان جوانی ص ۳۳۵

۵۸ واثق، شیخ حیدر علی، "از مسکنش اطلاع ندارم جز اینکہ از جوار ارم ثانی لکھنو باشد" مدح شاہ اودھ میں مثنوی کہی ہے چند اشعار فارسی جن میں مدح محمد علی شاہ ظاہراً اسی مثنوی کے اشعار ص ۳۳۶۔

۵۹ ہدایت، ہدایت علی" از رؤسائے مراد آباد" پہلے وہاں ناظر فوجداری تھے ص ۲۴

۶۰ آزر، جوالا پرشاد برادر خرد و شاگرد گنگا پرشاد اند، وقت تحریر ناظر نظامت فوجداری ضلع متھرا ف نمونہ مرفوع ص ۵۴۔

۶۱ اخگر نرائن داس شاگرد آزر مولد کول "روبکار نویس عدالت متھرا ص ۵۶۔

۶۲ اخگر ظفر علی بجنور "کسب سخن بہ سبب مجلس مشاعرہ دائی آثم از عم خود مولانا وزیر علی میکند (ان کا ترجمہ گل میں نہیں) چہ عجب کہ بآخر زبان زدہ عالمی را گیر (کذا)"؟ ص ۵۶ ف ہ۔

۶۳ خالص، نصیر الدین بجنوری" اشعار او چون گل خود رو... رستہ گو خلاف طرز ناداں و محاورہ باشد بارد و زبان بستہ، کہ بر دریں فن شومست در اہل سخن مذموم" ص ۱۲۹

۶۴ وفا سید ببر علی ساکن چھورہ از نبائر سید جمال علی خاں فرخ سیری "ہفتدہ سال در محال کول بعہدہ کالکٹر زلمنہ" ص ۳۳۔

●● (معاصر، پٹنہ ۔ نومبر، دسمبر ۱۹۶۸ء)

Marfat.com

گلستانِ سخن

باب اوّل

گلستانِ سخن۔۔ ۵۰۰ صفحوں (تقطیع ۹½ × ۶¾، عموماً ۲۴ سطریں ہر صفحہ میں) کی کتاب ہے جو غالباً ۱۲۷۱ھ میں (سرورق میں نام کے ساتھ یہ سنہ صراحتہً سنہٴ انطباع کا کہیں ذکر نہیں) مطبع مرتضوی نے حافظ محمد غیاث الدین کے اہتمام سے چھاپ کر شائع کی (ص۱) سرورق میں مصنف کی حیثیت سے مرزا قادر بخش بہادر، صابر کا نام درج ہے لیکن اس کے مابعد یہ مرقوم ہے کہ اس کی عبارات "زیورِ اصلاح یکتاء عصر و یگانۂ دوراں، وحید عہد و فرید زماں، مولوی امام بخش صہبائی سے مزین ہوئے ہیں۔

ص۱ کتاب و مصنف وغیرہ کے ناموں کے لیے مخصوص ہے، ص۲ سے کتاب شروع ہوتی ہے اور اس میں بسم اللہ الخ کے بعد ۱۲، شعر ایک ساقی نامے کے ہیں جو ص۳ پر مزید ۲ اشعار کے بعد تمام ہوتا ہے، شعر اول اور بعض اور اشعار ہ

دے ساقی مجھے جام مے ناب — کہ دل سینے میں ہے جوں برق بے تاب
کہ اس مے کے لیے پیدا وہ انگور — کہ ٹپکے اس سے جوں مے خونِ انگور
اسطرح ہوئے زباں پر حمد کا ذکر — نہ ہوئے دل کو خبر تو حید کچھ فکر

حمد و نعت مدح بادشاہ و ولیعہد ص۳ تا ص۴ سطر ۱، چمن چمن حمد اور گلشن گلشن ثنا کے لائق وہ بہار پیرا ہے جس کی نسیم قدرت نے سمن رویوں کو رخسار گل سے شگفتہ کیا۔

احوال مصنف اور سبب تالیف کتاب کے عنوان سے ص۴ تا ص۹ جو کچھ مرقوم ہے اسکے کچھ ٹکڑے اور کچھ عبارتوں کا خلاصہ یہ ہے۔

قادر بخش، صابر۔۔۔ ابن صاحب عالم و عالمیان۔۔۔ و مکرم بخت بہادر رفع اللہ قدرہ و ضاعف دولتہ و اقبالہ۔۔۔ مرزا خورد (کذا) بہادر۔۔۔ ابن۔۔۔ مرزا ایزد الدین بہادر۔۔۔ مہین برادر۔۔ عالمگیر ثانی۔۔۔ بدو شعور۔۔۔ ہنوز کمال کی جستجو میں تھا اور از بسکہ فیض الہی نے۔۔۔ گوہر۔۔۔ دریافت اور جوہر۔۔۔ ادراک عطا فرما کر صغر سنی میں اشباہ و اماثل سے ممتاز کیا تھا۔۔۔ نقطے سے خط اور خط سے سطر کا مضمون سمجھ لینا دشوار نہ تھا۔۔۔ طبیعت کو مناسبت ایسی تھی کہ اگر عبارت میں الفاظ غیر متعارف۔۔۔ نہ ہوتے، وقت معنی کی مزاحمت پیش نہ جاتی۔۔۔ اوائل۔۔۔ میں ہر چند نہ شعر کی کیفیت سے آگاہ تھا

Marfat.com

اور نہ عروض وقافیہ کی حقیقت سے مطلع، اکثر اثنائے گفتگو میں شاہد سخن زیور موزونی سے آراستہ ہوتا... جب رفتہ رفتہ نہال استعداد نے نشو ونما پائی اور رشتۂ سواد خوانی نے رسائی، فہم خداداد نے خود رہبری کی کہ ایسا انتظام زیور کلام ہے اور اس قدر قیود کلام کے واسطے سایۂ انتظام... جوں جوں کتب درسی میں اصناف سخن نظر آتے (کذا) ایک پردہ اٹھتا جاتا بطور خود شعر کہنے لگا، ابتدا میں "ہمزادوں کے سوا کوئی رازدار نہ تھا لیکن رفتہ رفتہ اغیار بھی اس سودا (کذا) سے مطلع ہوے" میری کمسنی کی وجہ سے لوگ میرے اشعار کو خاطر میں نہ لاتے، لیکن کبھی کبھی کسی نہ کسی طرح لوگوں کو پسندیدگی کا پتہ مل جاتا، میں ہمہ تن اس شغل میں مصروف ہو گیا، لیکن احباب نے کہا کہ فارسی متاع غیر ہے۔[1] اس میں حصول کمال کو عمر طویل چاہیے "صاف وشستہ"، اردو کے سامنے فارسی "بے فروغ ہے" اندر زگو کی تکرار دل میں جاے گیر ہوئی ریختہ گویاں ماضی وحال کا کلام جمع کیا، "چند روز میں... کلام نے ایک آب وتاب بہم پہنچائی" لیکن اب تک کوئی استاد نہ تھا کہ نقائص سے آگاہ کرتا، رہبر کی تلاش ہوئی، خیال آیا کہ ایسے شاعر سے اصلاح لینی چاہیے جس کی "جامعیت میں کسی کو کلام نہ ہو" شعرائے وقت پر نظر جو ڈالی تو کچھ ایسے ملے جو "دقائق فن" سے تو باخبر تھے، لیکن ان کے کلام میں مزہ نہ تھا اور کچھ ایسے نکلے کہ ان کا کلام تو موثر تھا لیکن انھیں فن سے واقفیت نہ تھی۔ آخر قائد توفیق راہبر ہوا" اور "یگانۂ جہاں خلاصۂ نوع انساں حافظ عبدالرحمٰن خاں احسان... کی خدمت... میں راہ پیدا ہوئی، دل میں جو شک آیا انھوں نے اسے رفع کیا "بنائے اعتقاد" مستحکم ہوگئی، اور مدت تک افادہ واستفادہ کا ہنگامہ گرم رہا" "خوردہ گیری" (کذا) کی کسی کو مجال نہ تھی اور "رنجش وحسد" سے کوئی معترض ہوتا تو "زبان جواب لال نہ تھی"۔ "ہمنشیں میری برتری کے قائل ہوتے اور "بیشتر اوقات اصلاح تلامذہ میں مصروف ہونے لگی... اپنی تکلیف کو جناب ممدوح کے آرام کا سبب پہچانا" "استاد کا لطف خاص" ہونے لگا" "دقائق وغوامض" بتائے اور "شرائف ازمنہ، اسی عقیدت کیش کی تربیت میں تقسیم کیے، گاہ زبان ہندی وفارسی کی تصحیح... زمانی اور گاہ صنائع... اور بدائع کی تفہیم میں متوجہ ہو جاتے" "عروض وقافیہ، معانی وبیان سے بقدر استعداد" آگاہ ہوا۔ مساعدت روزگار" کاش کیونکر ادا ہو کہ ایک مدت تک استاد" ایک طرح سے "میری ہی" "اصلاح" و "تربیت" میں مصروف رہے یہاں تک کہ انھوں نے وفات پائی، میری نظر میں عالم سیاہ ہو گیا لیکن شعر گوئی کی عادت سی پڑ گئی تھی۔ دو برس بطور خود کہتا رہا، استاد کے وہ تلامذہ بھی جو میرے معتقد تھے مجھ سے اصلاح لیتے رہے اور اس خیال سے کہ جب تک نقد ہنر استادان دقیقہ رس... کی نظر سے نہ گذرے (کذا) قابل اعتبار نہیں ہوتا... اپنے کلبۂ تاریک میں بزم مشاعرہ آراستہ کی... اور علمائے محقق اور نحاریر مدقق کو اپنی ژاژ خائی اور اپنے "تلامذہ کی نغمہ پرائی پر مطلع کیا" انصاف مندوں نے تحسین کی، لیکن "عیب پسند" بشتر خاموش رہے، گو "حرف طعن وتشنیع ان کی زبان پر نہ آیا خواہ اس سبب

---

[1] صراحت یہ نہیں کہ پہلے فارسی کہتے تھے

Marfat.com

کہ یہ کلام... غایت کم رستگی ہے نہ قابل خطاب اور نہ لائق عتاب اور اس وجہ سے ان کے ضمیر اعتساف پذیر میں بھی فی الجملہ راستی کو راہ ہوگئی تھی۔ شاگردان صاف دل کا اعتقاد تو اس سے بڑھا مگر مجھے جو گمان اپنے باب میں تھا کہ بے استعدادی اور بیجدانی کا تھا کم نہ ہوا کہ رتبہ اس فن شریف کا عالی ہے پھر استاد کی تلاش ہوئی مگر استاد مرحوم کے فیض تربیت سے کسی کے نقد سرہ کو اپنے زر ناسرہ سے کامل عیار تر نہ پایا، سعی پا شکستہ ہوگئی اور ہمت دلخستہ ... ناگاہ ... خلوت ضمیر سے ندا آئی "کہ حضرت صہبائی کی خدمت میں جن سے احسان مرحوم کے زمانۂ حیات میں گاہ گاہ فارسی کلام پر اصلاح لے چکا ہے، کیوں حاضر نہیں ہوتا کہ "کمال کو یہیں سے سربلندی ... دقائق علوم ... کے عقیدے جس طرح اس ... کے ناخن فکر سے کھلتے ہیں کسی حلال مشکلات ... سے صورت نما نہیں ... فارسی میں تو بلبل نوا ایان اصفہان ہوا بھی لیاقت سخن فہمی کی حاصل نہیں ریختے میں شستگی بیان اور پاکیزگی زبان اور بلندی معنی اور متانت الفاظ ایسی مشاہدہ ہوئی کہ تلف اوقات سابق پر افسوس مجھے ہوا اور فارسی اور اردو دونوں کی اصلاح انہیں سے لینے لگا پہلے سخن بلندی سے آسمان پر تھا اب عرش سے برتر ہے۔

... سبحان اللہ کیا طرز اصلاح ہے، شعر معنی ایک لفظ کی تبدیل سے معنی غریب پیدا کرتا ہے،" کسی لفظ کو بدل دیا تو عقل دشوار پسند، قائل ہو جاتی ہے کہ " فی الواقع آس ... کی جاے (کذا) خالی تھی اور کبھی معنی میں تصرف کیا تو یہ معلوم ہوا کہ حشمت کلام کو اسی منصب عالی کی تلاش میں راز نالی تھی۔ یہ لفظ و معنی میں تغیر نہ ہو تو محض اندک تقدیم و تاخیر عبارت سے شعر میں کچھ اور لطف آجاتا ہے، واضح رہے کہ "اثنائے مشق میں" قدما کا کلام بطور بیاض جمع ہوتا رہا تھا اور معاصرین کے اشعار کی علیحدہ بیاض تیار ہوتی تھی پہلے تو یہ خیال ہوا کہ ایک کتاب بطریق کشکول مرتب ہو، لیکن بعد کو یہ رائے ٹھہری کہ یہ محض نقل نویسی ہوگی معاصرین کا تذکرہ لکھنا چاہیے مگر یہ دیکھ کر اس کار دشوار کا سرانجام بغیر امداد استاد ممکن نہیں، عرض کی کہ "کمترین تلامذہ کی تحریر خلعت اصلاح سے مشرف ہو جایا کرے" تو کام بنے۔" یہ عرض نیاز شعار کی زیور قبول سے آراستہ ہوئی ...

جب یہ لطف ... دیکھا کمر ہمت کو چست کیا ... اور ۱۲۷۰ھ میں کہ شعبان پہلی تھی کتاب کی ابتدا ہوئی اور "جزو کے جزو فراہم ہو کر اس شاگرد نواز کی نگاہ عاطفت سے کمال تدقیق نظر اور تعمق فکر کے ساتھ گزرتے رہے، اس کتاب میں" التزام "ہے کہ دلی کے کل شعرا کا ذکر ہو خواہ مشاق ہو یا نو مشق، مگر یہ دعوی نہیں کہ کوئی چھوٹنے نہیں پایا، ان کے علاوہ باہر کے شعرا میں سے جو مشاہیر کامل فن" ہیں (مثلاً ناسخ و آتش وغیرہ اور (انکے تلامذہ) انہیں ضرور شریک کیا جائے۔ لیکن اگر کوئی غیر معروف بیرونی شاعر بھی "کسی تقریب سے انجمن اطلاع میں راہ قائم کریں تو جواد قلم ان کی مہمانی میں مضائقہ نہ کرے"۔ اس کا نام آثار المعاصرین رکھا گیا تھا لیکن نظام الدین جوش نے تاریخی نام گلستان سخن ۱۲۷۱ھ تجویز کیا اور چونکہ یہ کتاب سال آئندہ سے پہلے ختم ہونے والی نہیں، یہی نام مقرر کیا۔

۱؎ انکسار و تعلی کا یہ عجیب اجتماع ہے۔ کسی زمانے میں یہ کہ اصفہانی نہیں سمجھ سکتے تھے۔ یہ فقرہ ذہانت شاعر پر دلالت کرتا ہے۔

Marfat.com

مقدمہ کتاب کا نام تبصرہ رکھا ہے (ص۱۹ تا ص۱۲۳) اور یہ ایک مقدمے اور تین مقاصد پر مشتمل ہے۔

مقدمہ زبان کے معانی اور اس امر کی تحقیق میں کہ آغاز آفرینش میں زبان ایک تھی یا متعدد اور ایک تھی تو اول کون سی زبان موجود ہوئی اور پھر کس طرح سے مختلف زبانیں بہم پہنچیں" (ص۱۹ تا ص۱۵) مقدمے کے مطالب منجملاً کل بیان کیے جائیں تو بہت جگہ لیں گے اس لیے چند امور کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے اور جا بجا سے کچھ اقتباسات پیش ہوتے ہیں۔

(۱) کتب قواعد فارسی کہ قدمائے فارس نے تصنیف کیے (کذا) قطعاً نایافت ہیں ص۲۲،

(۲) قیاس چاہتا ہے کہ جو ذال دینے سے مشابہ ہے اغلب کہ حروف فارسی سے نہ ہو ص۲۴،

(۴) عباد ابن سلیمان الضمیری کی رائے ہے کہ الفاظ اور مدلولات میں مناسبت طبیعی ہے... نہ ہو تو ترجیح بلا مرجح لازم آوے... کسی نے ایک شخص کو جو اس رائے کو مستحسن جانتا تھا پوچھا کہ ارغاغ کے کیا معنی ہے (اکذا) اس نے جواب دیا کہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ ایسی چیز کو کہتے ہیں اس میں بہت خشکی ہو اور شاید پھتر (کذا) ہو اور... ارغاغ پھٹری کو کہتے ہیں جیسے کہ جلال الدین سیوطی نے مزہر میں لکھا ہے، لیکن خان آرزو مثمر میں لکھتا ہے کہ کتب معتبرۂ فارسی میں یہ لفظ... انہیں اور بعض حواشی سے نقل کیا کہ لغت تبریزی ہے... یہ بات درست ہوتی تو ہر کوئی ہر لغت کو سمجھ لیتا اور ایک لفظ معانی متضادہ کے واسطے موزوں نہ ہوتا" ص۲۷،

(۴) کچھ ضرور نہیں کہ ہر زبان میں دوسری زبانوں کے کُل الفاظ کے قائم مقام موجود ہوں حمام کیلیے کوئی ہندی لفظ نہیں کہ "یہ اس (کذا) بلاد میں" نہ تھا۔ علیٰ ہذا تنور آرزو کا قول ہے کہ بھٹ کو تنور کہنا مجاز ہے۔ بھٹ بھاڑ ہے جس میں نخود وغیرہ بریاں کرتے ہیں شیوع اسلام کے بعد تنور کا رواج ہوا۔ مولف کی رائے میں طباخ کو بھٹیارا شاید اسی وجہ سے کہتے ہیں ص۲۶

(۵) ہنود کے اقوال در باب کیفیت آفرینش (ص۳۰ تا ص۳۴) سورج سدھانت کا حوالہ جو کئی لاکھ برس کی تالیف ہے ص۳۱

(۶) دساتیر کی بحث ص۳۵ تا ص۶۰، دساتیر میں مہ آباد کا زمانہ کم و بیش مہا سنکھ برس قبل ہوگا، اس کے ذکر کے بعد صاحب گلستان سخن لکھتا ہے کون سا عاقل تجویز کر سکتا ہے کہ ایسے خاندان موجود ہوئے ہوں کہ ان کا عہد دولت اس استعداد کو پہنچا ہو، عمر بربہا اس دریائے ذخار (کذا) کے ایک قطرے میں غرق... ہو جاتی ہے... اگر خیال کیا جاوے کہ یہ سب امور ... مالیخولیا کے نتائج سے ہیں، فرزانگان ایران... کی دانشوری... ابا کرتی ہے کہ ہرگز ایسے حکمت اندوز... لغو سخن سرا نہیں ہو سکتے... حکمائے فارس کے دانش نامے... نایاب ہیں لیکن چند رسائل مختصر کہ نامہ نگار کی نظر سے گزرے۔ ان دانشمندان خرد ور کی عظمت شان... شاہد عدل... ہیں، (رسالہ خوشتاب سے ایک حکایت جس میں فلسفیانہ مباحث ہیں نقل کرنے کے بعد)... اس قصۂ طویل... سے راقم کی غرض یہ ہے کہ اس گروہ حکمت پژوہ کا سرسری وہ امل

Marfat.com

کے حرف ا کہنا محل تردد . . . ہے اور اگر یہ کہیں کہ فی الواقع نہ مہ آباد عرصۂ امکان میں موجود ہوا اور نہ آبادی اور جی افرام وغیرہ ... آپ کا ذکر افسانۂ محض ... ہے کیا عجب ... کہ کس مصلحت سے اس قدر حرف و حکایت موضوع ہو گئی تو یہ تاویل نہ تسلی افزا ہے اور نہ تسکین بخش، مہ آباد . . . سے لے کر جی افرام وغیرہ تک ہر ایک سے . . . کتب مبسوط یادگار اور متداول ... ہیں، اگر وہ لوگ موجود اور . . . وہ نسخے ... فراہم نہ ہوتے، متاخرین کی کتابیں ان مسائل سے کیوں کر مالا مال ہوتیں اور اقوال بے شمار ان کے صحائف میں کہاں سے آتے (زردشت افشار اور زندہ رود کا ذکر) ... اب تک کوئی ... دلیل معقول بہم نہ پہنچی کہ سائل کی تسلی کی موجب اور مجیب کی تحقیق پر دال ہو، نہ انکار ... پیش جاتا ہے ... نہ اقرار صلا۴۲

(۷) دساتیر کی زبان اور موجودہ فارسی کی مشابہت (بعض اور ہیں) کے ذکر کے بعد . . . "مگر عمدہ قباحت یہ ہے کہ یہ مرقوم ہے کہ دساتیر آسمانی زبان میں ہے زمین کی کسی زبان میں نہیں" صلا۶۰

(۸) ہندی و فارسی میں جتنا توافق ہے "کم کسی زبان میں ہوگا" "ہزارہا" مثالوں میں سے چند . . . آوہ اڑا، افیون ، اپیو، دھاپلو باپو (یہ ہندی بھی) اس کورہ گورہ، یاب باپ، تال تھال، چچو چوچی، چلیدن چلنا، چندل چندن، خیش کھیس، شنا اشنان، طوطی، توتا، لنگوتہ لنگوٹ، ناف نابھہ صلا۶۳،

(۹) دہلی میں نشکر کو گنا کہتے ہیں لیکن "مردم دو ردست" اور دہاقین گانڈا صلا۶۳

مصنفوں اور کتابوں کے جو حوالے دیئے جا چکے ہیں ان کے علاوہ حوالے ... خطبہ مرقع از ابوالفضل صلا۲۵، فخر الدین رازی صلا۲۶، چار عنصر بیدل صلا۳۲، نفائس الفنون صلا۴۲، تکلم اللطائف صلا۵۲، حبیب السیر صلا۵۵، صلا۵۶، طبری صلا۵۶، مقصد اقصیٰ کمال الدین حسین خوارزمی صلا۵۸، منتخب اللغات صلا۶۲، دبستان مذاہب صلا۶۳، روضۃ الصفا صلا۶۴، تاریخ خمیس صلا۶۱، تفسیر عزیزی صلا۶۱، اخلاق جلالی صلا۱۳۶، حمزہ اصفہانی صلا۵۸، تہذیب الاسماء واللغات نووی صلا۵۶، رسالۃ الحیوان ترجمہ رسالہ ۲۱ اخوان الصفا صلا۵۵، صراح ص۔ کتاب المعارف ابوالفتح ناصر الحسینی صلا۵۶، یہ کچھ ضروری نہیں کہ ان سب سے مولف نے بلا واسطہ استفادہ کیا ہو، معہذا صلا۶۵ تا صلا۴۲، زبان اردو کی تحقیق اور وجود استعمال الفاظ صحیح اور ترک کلمات غیر فصیح " ابتدا میں باشندگان دہلی کی زبان صرف ہندی تھی جس کو بھاکا کہتے ہیں "مسلمان آئے تو اپنے ساتھ اور زبانوں کے الفاظ لائے، باشندگان قدیم ان سے مختلط ہوئے" رفتہ رفتہ زبان ہندی اپنی اصل پر نہ رہی اور السنۂ مختلفہ سے مل کر لباس نو میں جلوہ گر ہوئی جو کہ یہ لوگ اردوئے معلیٰ سلاطین کے متعلقین سے تھے، اہل ہند ان الفاظ مخلوط کو زبان اردو کہتے تھے۔ یعنی یہ الفاظ جو ہماری زبان میں مل گئے ہیں سلاطین کی اردو کی بولی کے ہیں لیکن رفتہ رفتہ یہ زبان تازہ کہ مجموع الفاظ ہندی و لغات السنۂ مختلفہ سے بہم پہنچی تھی زبان اردو کے اسم سے مسمّٰی ہو گئی پھر کثرت استعمال سے

Marfat.com

اس کا نام خود اردو ہوگیا، جیو آشنا بقرہ و آتش ایجاد کردۂ بغرا) کا نام بغرا ٹھہرا، ایسی زبان کا حال اوائل میں ایسے طعام سے مشابہ تھا کہ نا واقفان طریق اشیار مختلفہ سے تیار کریں جو کہ ہر چیز کے اندازے سے مطلع نہیں ہیں تو بے شک... اول وہ طعام بے مزہ... ہوگا لیکن جب اس کے پکانے کا بار بار اتفاق ہو اور ہر دفعہ اجزار کی کمی بیشی عمل میں آوے تو قوت ممیزہ طعم سابق اور مزۂ حال سے ایسا نتیجہ معتدل حاصل کرے کہ اس سے بہتر متصور نہ ہو اسی طرح یہ زبان بھی روز بروز تراش و خراش پیدا کرتی گئی... سابقین کلام پیش نظر ہے چشم انصاف سے دیکھیں کہ سابق و لاحق میں کس قدر تفاوت جلوہ گر ہے، روزمرہ اہل سخن ولی کے زمانے میں کیا تھا اور سودا و میر کے عہد میں کیا ہوگیا لیکن ادراک کافی... نے... اس انداز پر بسین کی... تا رفتہ رفتہ کوس فصاحت کا طنطنہ گوش ملائک تک پہنچا... اور فصحائے بالغ اس ہر طرف بساط ہستی پر خراماں ہوئے... ان سخن سنجان معنی شناس کی بلند نامی نے نام آوران عہد سابق کے آوازے کو پست کر دیا۔ لیکن رسم قدیم ہے کہ خواص و عام میں تفاوت مراتب ہوتا ہے اور دور و نزدیک میں فرق؛ اسلیے دہلی اور مقامات سے مختلف ہے، یہاں کے خاص خاص شعرائ... نمک چشش مائدہ معانی و بیان... احسان نے خوان سخن کو ایسا آراستہ کیا کہ سبزان ہند کے حسن میں وہ ملاحت اور نہ خوبان خلخ و نوشاد کے ادا و انداز میں وہ حلاوت صاحب گفتار دلپذیر شاہ نصیر نے تشابیہ و استعارہ کو... مرتبۂ اعجاز بخشا ... فخر الشعرا... ممنون کی لطافت سخن اور صنعائے کلام کے وصف سے نقش سطر سلک گوہر ہو جاتا ہے... خاقانی ہند شیخ ابراہیم ذوق کی غزل طرازی سے حسن خوباں کی شان بلند اور... قصیدہ گوئی سے ممدوح کا پایہ ارجمند معنی نواز سخن طراز مرزا... غالب کا کلام ہے یا اعجاز مسیحا اور اس سحر بیان معجز تبیان کا قلم ہے یا عصائے موسیٰ، یکہ تاز کشور فصاحت... موسیٰ نے سخن کو ایسی نزاکت دی کہ پرنیاں اس کے سامنے خار رہا ہے اور معنی کو وہ فروغ بخشی (کذا) کہ آفتاب اس کے روبرو بے نور ضیا ہے... نواب... شیفتہ ہی کی مرتبہ افزائی کا طفیل ہے کہ سخن کا سر آسمان سے ٹکراتا ہے اور پائے فکر عرش سے فرو نہیں آتا۔ کشور خدائے فضل و ہنر نواب... نیر نے... زمین سخن کو آسمان بنا دیا... ان... کے مدارج کمال پر نظر پڑتی ہے ... عرش خیال سے وحی آتی ہے کہ ہر ابتدا کے واسطے نہایت ہے... کمال... ان کے طفیل سے نہایت کو پہنچ گیا... ہیہات... یہ حرف کس قدر پوچ و پا در ہوا ہے، مبدأ فیاض پر بخل کی تہمت باندھنی کس کی تجویز ہے؟... ہنوز محیط کرم جوش میں ہے، ... چشم خرد کو باز کر... کہ رافع رایات بلند خیالی، آبیار گلشن رنگین مقال چمن زار سخن طرازی طوطی شکرستان ہنر پردازی فرزند ارجمند حضرت صہبائی... مولوی عبدالکریم ہوز... کا سخن سپہر بریں کے اوج پر جلوہ فرما ہے اور سطح عرش پر بساط آرا بلندی بھی اس سخن طراز کے عدیل کی سلم فکر کی شکر سے سبکدوش... نہیں ہو سکتی فصاحت کو اس کی... مدح سے بلاغت پر ناز ہے۔ اور بلاغت کو اس کی... رہبری سے حد کمال ہے آگے قدم بڑھانے کا انداز ہے، باوجودیکہ اس نادرہ

Marfat.com

فن کے سخن کا مرتبہ کس قدر بلند ہے، لیکن ہمت بلند ہنوز . . . اس منزل حالی کے وصول پر قانع نہ ہو کر ہر ساعت ارتقائے مدارج کی داعی ۔۔ ہے ... جب ایسے کملا . . . اور فصحا . . . جلوہ گر ہوں تو . . . جہاں آباد کو عراق اور خراساں پر کس طرح نازنہ ہو حق یہ ہے کہ فصاحت اس خطۂ لطافت بنیاد میں آسمان سے برستی ... اور زمین سے اگتی ہے ... اردو کا رواج ... پایۂ تخت شاہی سے ... ہوا تھا اور یہیں کے باشندے اس زبان میں تصرف مالکانہ کا کام کرتے رہے، بیرونی ہرگز اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے، اندیشہ اس تجسس میں تھا کہ ... ایسا بھی کوئی گلشن آرا ہے" کہ یہاں کے نخلبند" گلچینی ہنر میں اس کے محتاج ہوں اور گلدستہ بندی فصاحت میں اس کے پیرو قائدِ بخت رہبر ہوا اور اس مرجع کل کا آستانہ میسر فارسی کو اس آستانے کا ملازم پایا اور اردو کو اس دسوانے کا چاکر ... یعنی جامع علوم ... بانی بنائے کمال ... مولوی صدالدین خاں آزردہ ... کہ ہر کمال کا مرجع اس کی ذات . . . ہے اور ہر فضیلت کا منبع اس کی طبیعت" فصاحت کی بحث میں سودا کے ایک قصیدے میں پھر کنت چنکنت، ڈھینٹ اور کھہکتت کے اشتقاق بیدل کے حرام کا شتن خسرو کے از گرہ او چہ میرود تڑ کا ہو جائے کی جگہ سے ہو جائے ہاتھ پاؤں (کذا) پھولنے کی جگہ دست و پا پھولنا، حقہ پینے کی جگہ حقہ کھینچنے اور ستار بجانے کی جگہ ستار مارنے کا ذکر ہے ۔ اور غیر فصیح اردو میں بعض الفاظ ہندی ایسے مستعمل ہیں کہ حالت انفراد میں مکروہ اور ترکیب میں مقبول جیسے بھلا مانس اور بھلا چنگا، صرف مانس او رچنگا غیر فصیح، بعض فارسی لفظوں کی صرف جمع اچھی معلوم ہوتی ہے جیسے صدہا اور لکھا، صد آدمی اور لک آدمی برا معلوم ہوتا ہے، وجہ صرف یہ کہ ایک طرح مانوس ہے اور دوسری طرح نامانوس" اہل زبان کو چاہیے کہ بنائے سخن ان پر رکھیں کہ عہد حال میں مستعمل ہوں، اگرچہ قدما نے اور طرح سے استعمال کیا ہو ... مقلد ... کو اہل زبان کے محاورے کی تلاش ضرور ہے ۔ ... مقلد سے فقط اور ملک کا آدمی مراد نہیں ہے بلکہ جب اہل شاہجہاں آباد کی زبان اصل اور منشا قرار دی گئی ہے تو ہند کے اطراف کے لوگ اگرچہ اکبر آباد اور بنارس حتیٰ کہ کانپور اور لکھنؤ کے رہنے والے ہوں سب دائرۂ تقلید ... سے خارج نہیں ہو سکتے،

قدمائے دہلی کا تتبع بھی روا نہیں ۔ اگر کوئی سودا کی سند پر خلش کو مذکر استعمال کرے تو یہ درست نہ ہوگا غیر زبان کے کچھ الفاظ جن میں تصرف ہوا ہے اور کچھ کچھ عوام اور بعض خواص کی زبان پر جاری ہیں ابا اب امرانا، اطراء اجوائین جوانی اخ ستو، اخ وتف، اردوادہ، آردآبہ، افراتفری، افراط تفریط، آئے بلے اور ٹلے بالے، آبے بلے انا (کذا) ام، بانہہ گیر بارگیر بجاز (کذا)، بنا ز پچادہ بزادہ، پولیش پوش، (دورشو) بجارکس، بارکس، بھین بھینی (متوسط الحال، مثلاً آواز) بھینی بھینی یا رنگت بھینی بھینی، بین بن، بچانا اور بچنی، فانہ، تار تلا، تار طلا، ٹاٹ بالی، تاربانی تشنہ، تشنیع، تانا شاید اصل میں کی تابیا تان (مبدل تار) ہو اور شاید کہ لفظ جداگانہ ہندی ہو" تپسی غالبا تپ سے" (فارسی میں گرمی کی ہلاکت سے بے خود ہونا) اور جو کہ یہ

Marfat.com

لوہا بھاکا میں مستعمل ہے، غالب کے توافق لسانین کی قبیل سے ہو" تھوک شاید تھو باضافہ کر واختلاطات باہ، توتہ پلٹیہ توبہ شنوا، توبۃ النصوحا، تاشہ، طاس چمچی، چیلاکچی، (ترکی)، جازم جاجم، جھمک، بک بک، جق جق لق لق جکندن عجب نہیں جان کندن ہو جھاڑو، جاروب، یاجار و مخفف جاروب خیر سلا، خیر صلاح، خشخت، خشتک دم درود، دم درود والی وایہ، راج، راز، رجالہ، ندالہ، زری کونہ، زری کہنہ، زلق، زرفین، زرغل، خبرغل، (عربی) سرک، شرک (عربی) سورفاختہ، اصول فاختہ، سنبل خار اور سنبل کھار، سم الفار، سریس، سریشم، شروا، شوربا، شول، شلہ، شتا، شطلاح صدقو سلہ، صدقہ وصلہ، صلاح وصلار، طعنہ سنہ، منہ مہنت ہے بمعنی خواری، طعن تشنہ، طعن وتشنیع، طعن طروز، طعن و طنز، عرفش، عرنش، قلاچ، قلاش، فتور، قرلوبی، کھود بروزن سود، خوید، کھیسا، کیسہ، کلانچ، قلاج، کھوسہ، کوسہ، مگھم، مبہم، ممرینہ، مہمیز، میدازن، مایدر، مکھنا، مقنع، نابات، نبات، نوج غالباً نوذ ہے، ہونق بہنق، حقیقت میں ابن بہنق ہمام دستہ، ہاون دستہ، مقصد دوسرا حدشعراو رموجداشعار اور عروض قافیہ کے بعض فوائد کا ذکر" صفحہ۴۰ تا صفحہ۹۶ عروض منتخب ازسکاکی، وافی از صہبائی، تذکرہ دولت شاہی تاریخ خمیس۔

کشاف مدارک التنزیل، قاموس ... عروض سیفی معیار جمالی مرآۃ الخیال ثمر قسطاس، مختشری شمس قیس کے حوالے۔

مقصد تیسرا اقسام شعر اور ان کے بیاں میں صفحہ۹۶ تا صفحہ۱۱۳ مثالیں دو ایک کو چھوڑ کر کل اردو ترجیع بند کی مثال میں عبدالکریم سوز کے ۸۰ اشعار (فارسی شعر جو دوسرے کا ہے مزید برآن) نئی کتاب جس کا حوالہ اس مقصد میں ہے مناظر الانشا رہے، خاتمہ بہادر شاہ کے ۲۰ اور ان کے ولیعہد رمز کے ۴۴ اشعار پر ہوتا ہے۔

اصل کتاب صفحہ۱۱۳ سے شروع اور صفحہ۹۹ پر ختم ہوتی ہے۔ قاعدے کے مطابق اس کی ابتدا آباد سے ہونی تھی لیکن تیمناً آزردہ کا ترجمہ اس سے پہلے دیا گیا ہے[1]۔ آزردہ:

ملنا ترا یہ غیر سے ہو بہر مصلحت — ہم کو تو سادگی سے تری یہ گماں نہیں
کامل اس فرقۂ زہاد سے اٹھا نہ کوئی — کچھ ہوئے تو یہی رندان قدح خوار ہوئے
بگونہ گونہ نزاکت قد تو جلوہ نماست — چوں آں دقیقہ کہ در خاطر ادا بند است
صحبتے بود عجب دوش میان من و یار — صد شکایت بلب و رخصت اظہار نبود
درباغ جور تازہ کہ از باغباں رسد — اول بہ بلبلان کہن آشیاں رسد

---

[1] یعنی پہلا شاعر جس کے اشعار کی تعداد ۷ ہے آئندہ بھی اسی طور سے۔ ش = شاگرد، ہت = ہندو، قوسین کے اندر ہے تو مراد یہ ہے کہ شاعر کا صرف فارسی کلام دیا ہے اور حالات کے بعد علامت ہ تو اس کا مطلب یہ کہ فارسی اردو دونوں کلام ہو۔

Marfat.com

۲/۲ آبادٔ محمد یعقوب علی ۲/۳ آتش، خواجہ حیدر علی... زبان پاکیزہ اور عبارت شستہ... باعتبار فن کے سست باعتبار فکر کے چالاک" ؎

چھوڑتا میرے گریباں کو نہیں دست جنوں	کیا اس کو کسی معشوق کا دامن سمجھا
غرور عشق زیادہ غرور حسن سے ہے	ادھر تو آنکھ پھری دم ادھر روا نہ ہوا
کوچے سے یار کے نہ صبا دور پھینک اسے	مدت کے بعد آئی ہے خاک اپنی راہ پر

آذر، ذوالفقار علی خاں ۲/۳ آرزو، مرزا علاء الدین ش صابر ۲/۱ آزاد، مرزا اعظم شاہ ۲/۲ آشفتہ، گلاب سنگھ کھتری دہلوی کسی کا شاگرد نہ تھا، لیکن "سلامت طبع سے چاشنی طبع راست مزہ بخش اور وضع معاملہ بندی... دلچسپ" طالب علمانہ در مدرسۂ غازی الدین خاں کے مشاعرے میں صابر نے آشفتہ کو دیکھا تھا، تحریر ترجمہ سے تقریباً ۲۰ سال قبل خودکشی کر لی ؎

پوچھتے کیا ہو کہ شب آشفتہ کیوں کر مر گیا	اس میں کیا باقی رہا تھا بندہ پرور مر گیا
جان دی عاشق نے تیرے شب کو اک نالے کے ساتھ	آدمی تھا آخرش صدمہ اٹھا کر مر گیا
ہے جدائی میں ز بس آشفتہ جینے سے بتنگ	سن ہی لو گے اک نہ اک دن پھوڑ کر سر مر گیا
ترا شکوہ کبھو لب پر نہ آیا	پہ تجھ کو رحم لے کافر نہ آیا
گو دعا ہی کے لیے ہو ہے خدا کا تو خیال	کیا بنے گی گر کبھی وہ بدگماں ہو جائے گا
درد دکھ جو جہاں پر پاتے ہیں	وہ مری ایک جان پر آتے ہیں
اک نہ آنے سے ترے اے ظالم	شکوے سو سو زباں پر آتے ہیں

۳/۱۲ آشفتہ، حکیم منور علی ۹/۱۸ آشفتہ، مرزا متھرا ۲/۱۱ آشوب، میر امداد علی (۲/۱۱) آصف، میرزا محمد باقر شیرازی ۲/۱۱ آغا، آقا مرزا ۲/۱۲ آنی، نواب احمد یار خاں ۴/۱۲ آگاہ، سید محمد رضا ۵/۴ آہی، سید احمد خاں پہلے مصنف دہلی بالفعل صدر امین بجنور، "ان کے بزرگ عہد اکبر میں ہرات سے وارد ہند اور مناصب جلیلہ" پر سرفراز ہوئے، بعض کو انتظام صوبہ کشمیر اور بعض کو کار سیاسات صوبہ بدر کا تفویض ہوا" دادا امیر ہادی کو عالمگیر ثانی نے منصب ہزاری ذات و پانسو سوار اور خطاب جواد الدولہ جواد علی خاں عطا کیا اور ان کے والد "سید محمد تقی (کذا) خان بہادر پر بھی یہی منصب اور یہی خطاب مسلم رہا" والد کی وفات کے بعد خطاب نے خود ان کی طرف بازگشت کی۔ ان کے نانا دبیر الدولہ امین الملک خواجہ فرید الدین احمد خاں بہادر مصلح جنگ کو حکومت کی طرف سے پہلے سفارت ایران ملی اور اس کے بعد یہ آوا میں پولیٹیکل ایجنٹ مقرر کیے گئے۔

وہاں سے واپس آئے تو اکبر ثانی نے انھیں اپنا وزیر بنایا۔ سید احمد خاں نے ایک رسالہ ابطال حرکت زمین میں

Marfat.com

... خوب لکھا ہے "زمانۂ سابق میں "آثار الصنادید" تصنیف کی تھی اب اسے دوبارہ لکھا ہے اور تحقیقات سابقہ پر ایسا کچھ زیادہ کر دیا کہ غالباً اب اس پر زیادتی متصور نہیں، شعر گوئی کا اتفاق کبھی کبھی کسی تقریب سے ہوتا ہے، ؎

شاہد رعنائے دہر زینت دیگر گرفت — دلبر زیبائے باغ چہرہ بزیور گرفت
تاک ز بالیدگی میکدہ بنیاد کرد — ساقی ما از نشاط جام بکف در گرفت
ہم نہ پے شد ہداں جملہ برآراست باغ — ہم پے سودائے مے غنچہ بکف زر گرفت
شب بہ فرو زندگی طعنہ بہ نور و زرزد — شام بہ تابندگی خردہ بخاور گرفت
آہی خستہ جگر گشت چہ مداح شاہ — جائزہ را خامہ اش تاج ز عسبہ گرفت

۱۶/۱۱ آہی، عبدالرحمٰن ش صہبائی ۱۷/۱ اثر، عبدالرزاق ش صہبائی ۱۸/۴ احسان، حافظ عبدالرحمان خاں کے والد حافظ غلام رسول فرخندہ بخت ابن شاہ عالم کے استاد و مختار تھے۔ شاہ عالم سے لے کر بہادر شاہ تک ادب استادی سے احسان کی توقیر کیا کرتے تھے وفات بارہ ست سٹھ معہ (کذا) قطعہ کے مصرع آخر سے مستخرج ... دل گیا بیٹھ آہ جب عالم سے احسان اٹھ گیا (۱۹/۱) احمد، احمد علی مدرس فارسی مدرسہ دہلی ۲۰/۱ احمد، احمد بیگ ۲۱/۴ مرزا احمد شاہ ۲۲/۲ احقر، سید غلام نبی پدر سید آل نبی لاغر ۲۳/۲۹ اختر، محمد صادق خاں "عرصہ دراز" سے تحصیلدار ہے

کیا تاسف سے تڑپتے (کذا) ہیں اسیران چمن — کچھ جو اڑتی سی سنی ہے کہ بہار آئی ہے

۲۴/۴ اختر، مرزا وحید الدین (۲۵/۴) ارشاد، محمد ارشاد، فارسی عربی ریختہ (۲۶/۴) اسرار، سپہر شکوہ نبیرۂ سلیمان شکوہ، خسر صابر ۲۷/۱ اسیر، میر مکرم علی ابن سیر کرم علی ۲۸/۱۱ اسیر، نہال نبی برادر حشر دلاغر ۲۹/۱۱ اسیر، گلزار علی (۳۰/۵) اشکی، جگت نرائن ۳۱/۱ اشکی، مرزا غلام محی الدین ۳۲/۵ نواب اشرف حسین خاں + (۳۳/۱) افضل، بخشی فیض علی خاں ۳۴/۴ اکرام، حکیم اکرام اللہ خاں ۳۵/۴ امانت، میر امانت علی ۳۶/۱ امانت، آغا حسین اما لے لکھنؤ سے" (۳۷/۲) امین، امین الدین ۳۸/۴ امداد، امداد علی خاں ۳۹/۴ امی، روشن بیگ ۴۰/۲ امیر، امیر بیگ ۴۱/۱ امیر، امیر علی ۴۲/۴ انداز، مرزا غلام حسین ۴۳/۲ انصاف، عبدالرحمٰن خاں ۴۴/۱ ابن، میر جی علی پسر میر مستحسن، "غزل گوئی میں قدرت مالا کلام ہے، لیکن مرثیہ میں اوقات گزرتی ہے اور اس میں فصاحت و بلاغت کی داد دی ہے، مرثیہ تحت لفظ" بہت خوب پڑھتے ہیں ؎

ہوا ہے ابر ہے ساقی ہے مے ہے — پر اک تو ہی نہیں افسوس ہے ہے

۴۵/۴ اوج، تخلص عبداللہ خاں ساکن سردھنہ نوشت و خواند سے اس قدر بہرہ رکھتا تھا کہ اپنے اشعار کو پڑھ لیتا اور اپنے لکھے کو پڑھ لیتا۔ "فکر بلند اور طبیعت رسا ... رفتہ رفتہ طبیعت کجی کی طرف مائل کیا بلکہ اپنے اعوجاج پر راسخ

Marfat.com

ہو گئی اور یکتائی کا مضمون ذہن میں جم گیا۔ کملائے فن کے پاس جا کر اپنے اشعار پڑھتے اور اپنی تعریف سنتے تو دم آخر تک شاکی رہتے۔ شاہزادہ مرزا منگو مجزوں تخلص نے نوکر رکھا اور اس کے شاگرد ہوئے، مشاعرے میں شعر ایسے لہجے سے پڑھتا کہ اس کے خلل دماغ پر دلالت کرتا۔ بیشتر کاملان سخن بطریق ظرافت... استاد کہتے اور وہ اس... کو واقعی جان کر علم مباہات بلند کرتا، زمینہائے سنگلاخ اور مضامین بلند کی فکر میں ہمیشہ رہتا، لیکن بری طرح "پستی پر گرتا، وفات ایک سال قبل۔

بہاتا ہے جوش عشق شیریں دشوں میں وتا — ہے آب شور گریہ آب زلال اپنا
غیر جنس ایک جگہ رہ کے جو ہوتا ہم جنس — شعلہ آتش کا پر و بال سمندر ہوتا
سخن اپنا نہیں یہ اوج کچھ الہام غیبی ہے — لکھی ہے کاتب قدرت نے موزونی مقدر میں

(٤٦/٧) اوج، جگل کشور ش صہبائی ٤٧/٢ ایجاد مرزا رحیم الدین ش صابر و صہبائی ٤٨/٤ باقر میر باقر علی ٤٩/١ بحر، میر امداد علی ٥٠/٤ بدر میر بدر الدین ٥١/١٢ بدر، مرزا الماقی ٥٢/١ برق نجم الدین ٥٣/١١ بسمل عبد الحکیم پسر حکیم بخش برادر حقیقی صہبائی ٥٤/١٢ بسمل، حافظ محمد حسین (٥٥/٧) بسمل نواب امیر حسن خاں (٥٦/١٢) بسمل، رام کرشن مدرس زبان انگریزی ٥٧/١ بشیر، میر بشارت علی ٥٨/٢٥ بلند، صفدر علی بیگ ش صابر؂

ترے ہرجائی پن نے اے بے مہر — مجھ کو عالم سے شرمسار کیا

(٩٩/١٦) بلبل، پنڈت گوری شنکر ٦٠/٨ بنو ایک خوبصورت "زن خانگی" تھی جس کا جواب دہلی میں کم تھا اور آشفتہ نے اسی کے عشق میں جان دی تھی اور اس کے اثر محبت سے اسے "فکر شعر دامن گیر ہوا" تھا، یہ آشفتہ کی طرف ملتفت تھی لیکن نہ جانے کیا غلط فہمی ہوئی کہ اس نے خود کشی کرلی، بنو کو اس کی خبر ملی تو اس نے رخسار کو طمانچے سے نیلی کیا اور بآواز بلند یہ شعر آشفتہ... کا پڑھا؂

بچتا نہیں ہے جو کہ ہے بیمار عشق کا — یارب نہ ہو کسی کو یہ آزار عشق کا

دیر تک غشی سے سکتے کے عالم میں رہی، ہوش آیا تو آشفتہ کی لاش کے دیکھنے کی خواہش کی، لیکن "بعض اقارب" مانع آئے، اس سانحے کے بعد نہ کسی سے آشنا ہوئی اور نہ کسی کے سامنے نقاب کشا... غالب کا شعر کیا مناسب حال ہے؂

کی مرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ — ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

تپ (کذا) غم کا اثر کیا تھا چھ سات (کذا) مہینے کے بعد اس... کو... دق ہو گئی اور کچھ علاج سود مند نہ ہوا ایک وز شدت مرض میں یہ شعر کہا؂

میں تپ غم سے جلوں اور یہ کریں دق کا علاج — ہو سمجھ الٹی رقیبوں کی تو اس کا کیا علاج

Marfat.com

کہتے ہیں کہ بعد چند روز کہ عالم فانی سے... رہی ہی، درد معارفت سے اکثر اشعار ... ایسے کہیں (کذا) ہیں کہ ان کے سننے سے درد مندان محبت کو چوٹ لگتی ہے۔ جو ہاتھ آئے مرقوم ہوئے ؎

چھوڑ کر مجھ کو کہاں اے بتِ گمراہ چلا — تو چلا کیا کہ یہ دل بھی ترے ہمراہ چلا
چھٹ گیا غم سے مرا کشتۂ ابرو مر کر — اک چھری میرے گلے پر بھی مری آہ چلا
نہ تو موت آتی نے زیست کا یارا مجھ کو — ہائے آشفتہ ترے مرنے نے مارا مجھ کو
موت پر بس نہیں چلتا کہ کروں کیا ورنہ — تو نہیں ہے تو نہیں زیست گوارا مجھ کو
اب کسے چین کدھر عیش کہ ہر بستر خواب — نہیں مخمل بھی کم از بستر خارا مجھ کو
کیا ہوئی ہائے فغاں کی تری شورانگیزی — لے چلے تجھ کو تو تو نے نہ پکارا مجھ کو
ہے غضب وہ تو مرے اور جیوں میں ہنوز — موت آجائے تو ہو عمر دوبارہ مجھ کو
لاش آشفتہ کو بے رحموں نے پھونکا آگ سے — آتشِ غم بھی جو انا مرگ کی کچھ کم نہ تھی

۶۱/۱ بیتاب، نواب عباس علی خاں ۶۲/۲ بیتاب کشن نرائن۔ ۶۳/۱ بیتاب محمد جعفر علی ۶۴/۴ بیخود، نظام الدین خاں ۶۵/۸ بیدل، غلام حسین ۶۶/۵ بیمار، علی بخش، بوستاں خیال نظم کرتے تھے، خبر نہیں تمام ہوئی یا نہیں ۶۷/۲ پارسا، منشی فیض پارسا، از اولاد مجدد الف ثانی بکثرت زہد و تقی سے اسم با معنیٰ "حکام وقت" کے وقت سے دہلی میں جو مدرسہ قائم تھا اس میں عربی کے معلم تھے اور اس کے ماہر، کبھی کبھی شعر کہتے، مدرسۂ غازی الدین خاں میں جو دروازہ اجمیری کے باہر واقع ہے ان کی طرف سے ایک مدت تک مشاعرے ہوتے رہے جن میں سے نصیر و مومن و ذوق، ان کے تلامذہ اور دوسرے موزوں طبعان شہر شریک ہوا کرتے۔ نصیر نے ایک بار سفر لکھنؤ سے واپس آکر دو غزلیں جو شعرائے لکھنؤ کی فرمائش سے کہیں تھیں بطریق تکرار کے مشاعرے میں پڑھیں ان غزلوں کا ایک ایک شعر یہ ہے ؎

ہم پھڑک کر توڑتے سارے قفس کی تیلیاں — پر نہ تھیں اے ہم صفیرو اپنے بس کی تیلیاں
برہمن اپنے بتوں کو بخدا سجدہ نہ کر — آدم مردہ ہیں بے گور و کفن پتھر کے

بڑی تعریف ہوئی جس سے بعض اصحاب کو حسد ہوا اور انھوں نے اپنے بعض "شاگردوں سے ان زمینوں میں غزل لکھوائی، خیر الدین یاس کا ایک شعر خوب ہے ؎

مرہم سنگ جراحت نے بھرے اپنے گھاؤ — کب کے مشتاق تھے زخموں کے دہن پتھر کے

شاہ نصیر کو ناگوار ہوا اور پہلی زمین میں قریب پچاس غزل کے کہ کر اپنے شاگردوں کے نام سے مشاعرۂ آئندہ

Marfat.com

میں پڑھوائیں ... اس جلسے کے بعد شعرا نے یہ التزام کیا کہ ہر مشاعرے میں اس زمین میں غزل طرح ہو، الحاصل کئی مہینوں تک تیلیوں کی ردیف کی غزلوں کے سوا کچھ نہ کہا ... زمین سخن میں مدت تک تنکے چننے کے سوا کچھ کام نہ تھا اور کثرت خس و خاشاک سے کاغذ مسودہ نے کوڑے کا حکم پیدا کیا۔ غالب ہے کہ اس طرح تازہ کے طفیل سے کسی شاعر کے گھر جاروب میں بھی کوئی تیلی باقی نہ رہی ہوگی اور لوگ ۸ آٹھ نو شعر کے سوا مشاعرے میں نہ پڑھتے ... نصیر ... ہر بار دو غزلہ ساٹھ ستر بیت کا پڑھتا تھا اور ہر شاگرد کی غزل انیس بیس بیت سے کم نہ ہوتی تھی طرفہ یہ ... کہ وہ سب ... اس .. کی طبع زاد ہوتیں .. آخر ذوق نے ایک قصیدہ اسی زمین میں .. بہادر شاہ کی مدح میں لکھا" یہ ان کی ولی عہدی کا زمانہ تھا، پڑھتے وقت بزم مشاعرہ برہم ہوگئی اور نصیر اور دو چار دوسرے سامعین کے سوا کوئی نہ رہا تھا، چند روز کے بعد وہ جلسہ ختم ہوگیا، پارسا کی وفات کو چند سال گزرے ہیں۔

۹۸/۲ پارسا، غلام علی ۹۹/۱ پذیر خلف گلزار علی، اسیر ۸۰/۲ پریشان عبدالرحیم ۸۱/۲ پریشان منولال ۸۲/۲ پری، جھمن ۸۲/۱ پناہ محمد پناہ ۸۴/۲ پورن، پورن سنگھ ۸۵/۲ پیام، امین اللہ مصنف رسالہ فرضیت جہاد عربی، اس کا اردو ترجمہ بھی انھوں نے کیا تھا، ۸۶/۲ پیام، حیدر بیگ ۸۷/۲ پیر پہلے جوان تخلص مہاراج سنگھ ۸۸/۱ پیر، پیرا سقا ۸۹/۲ پیک کریم اللہ ۹۰/۲ تاب میر حید ۹۱/۱ تاب، مرزا الطاف ۹۲/۲ تابش محمد جعفر، ۹۳/۲ تاثیر حافظ محمد حسین ۹۴/۱ تارک، میر بقاء اللہ (۹۵/۲) تاب، شیخ محمد اکرم ۹۶/۸ تپش یوسف علی ۹۷/۲ تحیر، غلام مصطفیٰ ۹۸/۱۱ تحسین محمد حسین خاں مالک مطبع مصطفائی شہر میں بے شمار مطابع لیکن اس مطبع کو مطبوعات کی صحت اور درستی خط مشہور آفاق" ۹۹/۲ تحسین علی خاں مولی خاں ۹۰/۱ تدبیر، شیخ محب اللہ ۹۱/۴ تسکین، میر حسین، کتب فارسی از صہبائی" اوائل شعر نصیر بعد ازاں مومن، بعالم شباب میں وفات مصرع سالک ... ارم میں مومن و تسکین وعارف = ۱۲۶۷ ۹۲/۲ تسلی، میر شجاعت علی شاگردان نصیر میں" جرأت عصر" ۹۳/۴ تسلیم، حاتم خاں ۹۴/۲ تشنہ محمد علی ۹۵/۲ تشہیر مغل بیگ (۹۶/۲) تصدیق، نواب مہدی حسین خاں ۹۷/۸ تصور نبی بخش نوائے نصیر ۹۸/۱۲ تصویر میاں بنی، نجیب زادہ لیکن پیشہ پنجہ بندی، اُمی محض"

بات بھی کچھ کی تو اس نے ذکر دشمن کا کیا
دلئے قسمت وہ کھلا بھی ہم سے تو کیوں کر کھلا

رہا ہوئے پہ بھی ہم تو رہے قفس کے ہی گرد
کہاں وہ جائیں کہ جو بال و پر نہیں رکھتے

۹۹/۱۱ تعشق سید محمد شاگرد رشید مولوی رشید الدین خاں مرحوم" طب میں مہارت تام، معالجات عجیب قدرت اللہ خاں قاسم سے قرابت قریبہ" اور شاعری میں انھیں کے شاگرد" مدرسہ سرکاری میں عربی کے مدرس اول مشاہرہ ... ۱۰۰ روپے ۱/۲ تفتہ، ہرگوپال (۱/۲) تمنا، عبدالرحمان شعر صہبائی ۲/۱ تمنا، مرزا مغل خاں ۳/۲ تمنا، میرزا غیاث الدین،

۱۰۴/۴ تمکین، میر سعادت علی عظیم آبادی وارد حال دہلی ۱۰۵/۴ تمیز، نواب احمد علی خاں ۱۰۶/۲ تنویر، خدا بخش خاں ۱۰۷/۴ تنہا، آکا، قصاب ۱۰۸/۲ توقیر، عبدالقادر ۱۰۹/۲ توفیق، میر توفیق علی دہرہ وکبت کی تصنیف میں قدرت تمام" ۱۱۰/۴ تہور، مرزا غلام فخر الدین برادر حقیقی صابر ۱۱۱/۴ تیمور، سعادت سلطان پسر نادر بخش موزوں طبع صابر

اس سادہ مزاجی پہ بھی مرتے ہیں ہزاروں | اللہ رے عالم ترے بے ساختہ پن کا

۱۱۲/۸ ثابت، مرزا اسفر الدین ۱۱۳/۴ ثابت، شیخ ثابت علی ۱۱۴/۲ ثبات، مہر علی ۱۱۵/۲ ثروت، محمد بخش ۱۱۶/۲ ثروت، میر محمد مشاہد ۱۱۷/۴ ثریا، سید امیر علی ۱۱۸/۸ ثمر، احمد سعید خلف سعد اللہ خاں ۱۱۹/۴ ثنا، ثنا اللہ (۱۲۰/۱) ثنائی، مرزا اشور بیگ خلف مرزا محمد اکبر بیگ مہندس ابن مرزا جیون (کذا) بیگ بدخشانی عربی و فارسی میں بہرہ وافر اور ہیئت و نجوم میں دستگاہ تمام" قصائد عربی بہت کہے ہیں ۱۲۱/۴ نواب سعادت علی ۱۲۲/۵ جانصاحب، میر یار علی ساکن لکھنو، انشا و رنگین کے مقابلے میں ریختی کو خوب آب و تاب دی.. دیوان ریختی اس کا مشہور اور اکثر اشعار اس کے نوجوانوں کی زبان پر...ہیں" ۱۲۳/۱ جاں نثار، میاں جی غلام فرید ۱۲۴/۱ جذب، میر عزت اللہ ۱۲۵/۱ جراح، غلام نام—— ۱۲۶/۴ جعفر، کلہ میر باقر علی ۱۲۷/۴ جعفری، محمد جعفر ۱۲۸/۲ جعفری، شیخ جعفر علی ۱۲۹/۲ جلیس، اللہ وردی خاں ۱۳۰/۱ جمال، میر جمال الدین ۱۳۱/۹ جمیل، جمیل الدین ۱۳۱/۱ جنون، شیخ غلام محی الدین احمد ۱۳۲/۴ جوش، شیخ نیاز احمد معروف اللہ دیا ۱۳۳/۲ جوش، محمد نظام الدین خلف محمد وجیہ الدین اصل پنجاب مولد و موطن کول نو مشق مگر کلام کہنہ مشقوں کی طرح (۱۳۵/۴) جوہر، غالب ۱۳۶/۲ جولائی، الف شاہ ~

ہم ہیں وہ صید وفا کیش کہ خوں روتے ہیں | ٹوٹ جاتا ہے تڑپنے سے اگر دام اپنا
معشوق پر بھی ہوتی ہے تاثیر آہ کی | چٹکی کلی جو بلبل بے دل نے آہ کی

۱۳۷/۱ چالاک، قدرت اللہ ۱۳۸/۲ چرکیں ساکن لکھنؤ ۱۳۹/۲ چمن، گل محمد ۱۴۰/۲ حافظ، خدا طلب (نام؟) صوفی مشرب..خلف حافظ شرف.. نواب محمد سیر خاں ابن شاہ نظام الدین معروف بہ شاہ جی کہ تونگر (کذا) صورت و درویش صورت تھے ہمیشہ اس کی صحبت کو مغتنم.. جانا کیے" ۱۴۱/۱ حزین، منیر بہادر علی پہلے عارف کے تلمیذان کی وفات کے بعد غالب اُس غالب ~

ہے بھی رونا تو خط کا ہے کو لکھا جائے گا | جو کہ لکھے جائیں گے اشکوں سے مٹا جائے گا
میرا احوال زبوں ان پہ کھلے گا کیوں کر | سامنے آئیں گے جب وہ تو سنبھل جائے گا
سبو منہ سے لگا یوں گے اتنا صبر ہوا کس کو | کہ بھرے خم سے مے شیشے میں اور شیشے سے ساغر میں
اے سوز عشق روز نیا داغ تازہ کے | اس سے تو داغ تن میں لگا ایک مار دے

Marfat.com

ہم سادہ لوح اور جہاں سربسر اب　　جتنے فریب چاہے ہمیں روزگار دے

بیخودی کھو کے لیے سر پہ ہزاروں جھگڑے　　توبہ مے سے ہوئے ہم تو پشیماں الٹے

۱۴۳ حسرت، منو لال ش صہبائی ۱۴۴ حسرت، حافظ عبدالرحمٰن ۱۴۵ حسن، سید حسین برادر رفگار ۱۴۶ حشمت مرزا غلام فخرالدین، شاگرد احسان، استاد سے اتنی محبت تھی کہ ان کو مرض الموت میں یہ دعا ورد لب تھی "کہ الٰہی میرا سینہ استاد کے داغ کا گنجینہ نہ کر" دعا قبول ہوئی اور استاد سے ایک دن پہلے راہی عدم ہوئے ۱۴۷ حفیظ، حافظ "اساتذہ مرثیہ خوانان" دہلی سے شمار آتا تھا، حال نزع میں یہ شعر ؎

شاہ مرداں جو کوئی اس راہ سے آیا کرے　　فاتحہ اس قبر پر للہ پڑھ جایا کرے

۱۴۸ حقارت، ہیمن ۱۴۹ حقیر، میر امام الدین عرف میر کلو "رعایت الفاظ کی پابندی حد سے زیادہ لیکن اس پر بھی کلام سلیس ۱۵۰ حقیر، نبی بخش ۱۵۱ حکیم، حکیم نہال الدین ۱۵۲ حمید، حمید الدین خاں ۱۵۳ حمید، سید حسین علی ۱۵۴ خوشتم (منشی دیپ چند ۱۵۵ حیا، مرزا رحیم الدین، شطرنج بہت خوب کھیلتے ہیں، دیوان انھیں ایام میں طبع ہوا ہے ۱۵۶ حیات، محمد حیات خاں مرید وش معروف ۱۵۷ حیدر، حیدر شکوہ دو سال قبل اپنے بھائی شاہی کو ساتھ لکھنؤ سے دہلی آئے تھے اور مشاعرہ شاہی میں شریک ہوئے تھے، کلام تو سخن فہموں کی نظر میں نہ جچا لیکن بادشاہ کو باغ سبز دکھا کر ان کے دل میں جگہ پیدا کر لی، مدت ہوئی لکھنؤ چلے گئے ۱۵۸ حیران، سید ولایت علی ۱۵۹ حیرت، حافظ عبدالرحمٰن ش صہبائی ۱۶۰ حیرت، مرزا رمضانی ۱۶۱ خالق، خالق بخش ۱۶۲ خاص، محمد حید رخاں، ۱۶۳ خادم، خادم علی ۱۶۴ خانی، مرزا خانی (۱۶۵) خانی خاں جہاں ۱۶۶ ضرر، بالا پرشاد ۱۶۷ خرد، پنڈت رام نرائن ۱۶۸ خرم محمد احمد ۱۶۹ خضر، خضر سلطان برادر حقیقی فتح الملک ش غالب ؎

لہو میں میرے ہوں رنگیں اگر دیکھوں تو دیکھوں　　انھوں کے ہاتھ پر رنگ حنا دیکھا تو کیا دیکھا

کہتے ہو وہ بھی ہوس پیشہ ہے جیسا تو ہے　　مجھ سے اک چھیڑ ہوئی شکوہ عدو کا نہ ہوا

(۱۷۰) خلیفہ محب اللہ حجام ۱۷۱ خلیفہ، رجبی حجام ضلع اور جگت، ہجو ۱۷۲ خلیل، سید ابراہیم علی ۱۷۳ خلش فردوس علی، ماموزادہ (کذا) عبدالحکیم بسمل" ش ہوز پسر صہبائی (۱۷۴) خمار، پنڈت امرناتھ ۱۷۵ خموش، مرزا خدا یار ۱۷۶ خواہش، میر اللہ داد ۱۷۷ خورشید، خورشید بمرش مومن و غالب + ۱۷۸ دارا، میران شاہ مرزا دارابخت ۱۷۹ داغ، نواب مرزا خوش وجاہت" پاکی سیر والف صورت" "شوخی فکر... معنی کی رنگینی اور عبارت کی متانت اور الفاظ کی شیندگی اور کلمات کی تنگذری (کذا) حد اوصاف سے خارج. ش ذوق صاحب سے رابطۂ ظاہری و اتحاد باطنی ؎

Marfat.com

لگ گئی چپ تجھے اے داغ حزیں کیوں ایسی | مجھ کو کچھ حال تو کمبخت بتا تو اپنا
تیرہ بختی نہ گئی اپنی تو جانا ہم نے | کہ کبھی رنگ زمانے کا بدلتا ہی نہیں
رہتی ہے کب بہار جوانی تمام عمر | مانند بوئے گل ادھر آئی ادھر گئی
انھوں نے خط تو بھیجا پر سمجھ میں کچھ نہیں آیا | کہ سو سو طرح کا ہر بات میں پہلو نکلتا ہے

۱۸۵۴ دولھا، نواب جہانگیر محمد خاں خلف میاں امیر محمد خاں والی بھوپال (کذا) بی بی کا مکر موت کا باعث ہوا

۱۸۵۸ ذکا، خوب چند "ایک تذکرہ الشعرا تالیف کیا سخن روی کو اسما پر اس طرح محیط ہے جیسے عقل فعال اشیائے موجودات پر"

۱۸۵۸ ذوق تخلص... شہسوار عرصۂ معنی پروری، مسند نشین ایوان دانش و آگاہی... شیخ ابراہیم مخاطب بہ خاقانی ہند سایۂ تربیت ظل سبحانی میں شب جوانی کو صبح پیری تک پہنچادیا اور رضائے مرشد آفاق میں اپنی ہوائے نفسانی کو یکقلم مٹا دیا، خسرو روزگار کی بدولت جس قدر درجہ اعتبار کا بلند ہوا، مرتبہ پندار کا پست اور جتنا دبستان کمال میں ہوشیار ہوا میکدہ عرفاں میں مست... خاکساری... رعونت، تونگری (کذا) کو لکد کوب فقرہ میں دبایا... حلم... بندی سخن کو آسمان سے دعویٰ برابری. کثرت ورود مضامین سے ہر مصرع میں مضامین متعدد گوشہ نشین، ہر چند کثرت انواع سخن سے خود ترتیب دیوان کی طرف التفات نہیں کی لیکن اکثر احباب کے پاس ان کے اشعار کی بڑی بڑی بیاضیں" ہیں، عیدہائے دلکش.. "موانع جانگزا".. شعبدۂ ابلہ فریب" اور سوانح ہوش ربا سے تدوین کلام کا موقع نہ ملا" "خلق عمیم" صبح سے شام تک تربیت طلاب کمال اور حک و اصلاح سخن سے خواب و خور کی مہلت" نہ تھی ہجوم امراض گوناگوں" مزید برآں آغاز شباب سے بڑھاپے تک" نشیب و فراز پیش آتے رہے صغر سن (کذا) بارہ سو اکہتر ہجری میں مرض اسہال نے اشتداد اور امراض گوناگوں نے امداد بہم پہنچا کر لشکر طبیعت پر شبخون کیا" "ضعف پہلے ہی سے تھا، اس قدر کمزور ہو گئے کہ یارائے سخن نہ رہا، جس شب وفات پائی ہو (شب چہار شنبہ آخری ماہ صفر) اس سے قبل دن کے وقت یہ شعر موزوں کیا ۔

کہتے ہیں آج ذوق جہاں سے گذر گیا | کیا خوب آدمی تھا خدا مغفرت کرے

چار شنبے کو جنازہ اس عظمت شان سے اٹھا کر.. گمان تھا تختۂ تابوت پر تخت سلیمان کا بہادر شاہ نے اس دن جشن موقوف کیا اور چند بار ذوق کے حقوق جاں نثاری کو یاد کیا، قطعۂ بہادر شاہ ۔

شب چار شنبہ بماہ صفر | بحکم خداوند جاں داد ذوق
ظفر بہر اردو بناخن زحسم | خراشید فرمود استاد ذوق

ایک شخص نے تین سو سے زیادہ قطعات تاریخ جمع کئے، ذوق کے مرنے کا لوگوں کو بہت غم ہوا، ایک مدعی فضل و

بنر" نے یہ تو کہا کہ" اگر مجھ کو یقین ہو کہ میری موت ایسی حسرت فزا ہو گئی تو اس عزاداری کی ہوس میں اپنا گلا آپ گھونٹ کر مر جاؤں" عبدالکریم سوز کا قطعہ جس کا تاریخی نام واقعہ لقب خیز ہے (۲۲۳ ابیات) گلستان سخن میں مکمل درج ہے، اس میں متعدد مادہائے تاریخ ہیں۔ قطعہ نازنیں ہے

نہیں نازنیں رنج کرتی کسی کا　　کیا جب سے یار اور حرمت ہے کھوئی
بلا سے رکھوں شاد دل کو تو اپنے　　اگر میں نے کبھی کی عزت ڈبوئی
خصم جب مرا لونڈیوں کو رلایا　　کہ اس پردے میں نام رکھنے کو لی
و لیکن مجھے کالموں سے ہے الفت　　غم ذوق میں رات بھر میں نہ سوئی
لکھی ان کی تاریخ اور یہ ہوا غم　　میاں ذوق کو میں بوآپ روئی

۱۸۲/۴ راجہ، مہاراجہ بلوان سنگھ ۴۰ برس سے مقیم آگرہ ۱۸۳/۱۰ راحت محمود بیگ ۱۸۴/۴ راحت، شیخ کریم الدین ۱۸۵/۲ راسخ، سعادت علی ۱۸۶/۷ راغب، احمد حسین (۱۸۷/۷) راقم، شیخ مظفر علی، فن فارسی دہلی میں مولوی عبدالباقی مرحوم سے سیکھا تھا۔ ۱۸۸/۴ رحمت، رحمت علی ش صہبائی ہے

تیرا بے کچھ یہ طور نرالا جہاں سے　　ورنہ یہ رسم ہے کہ بشر سے بشر ملے
تم کو ہے اس کا چارہ وحشت بھی پر ضرور　　یارو کہیں جو رحمت آشفتہ سر ملے

۱۸۹/۹ رحیم، رحیم بیگ اوائل میں شیر صہبائی سے باقاعدہ تحصیل علم یا اصلاح شعر کا اتفاق نہیں ہوا مگر ان کے بعض رسائل مرسلہ مرض اصلاح میں ہیں "اور مراسلت سے" بسا فوائد علمی پایۂ تحقیق کو پہنچائے ۱۹۰/۹ رسا، مرزا کریم الدین ۱۹۱/۱ رشید، سید بہادر علی رضی خاں بہادر صلابت جنگ ۱۹۲/۹ رفعت، مرزا پیارے ش احسان و صہبائی۔ ۱۹۳/۱ رفیق، بہتو علی ۱۹۴/۹ رقم، حکیم سکھانند ۱۹۵/۹۹ رمز، مرزا فتح الملک ۱۹۶/۱۱ رنج، شاہ محمد نصیر ۱۹۷/۹۹ رند، اکرام الدین "ماموں (کذا) زادہ صاحبزادگان صہبائی ش سوز ۱۹۸/۸ رند، سید محمد خاں لکھنوی، مشاخ قدیم" دو دیوان مطبوعہ، وفات کو دو تین برس

ہم آفتاب بام ہیں یا ہیں چراغ صبح　　کیا اعتبار شام گئے یا سحر گئے

۱۹۹/۱۱ رنگین، سعادت یار خاں ریختی انشا بانی ریختی سے زیادہ مشہور ہے۔ ۲۰۰/۱ رہا، غلام محمد خاں ۲۰۱/۲ زار، حافظ امام بخش ش صہبائی مصنف علی خاں سے جو دقیقہ فہمی کلام اساتذہ فارسی علی الخصوص جلال اسیر میں "آپ کو یگانۂ روزگار جانتا تھا" "اکثر اشعار۔۔ اسیر۔۔ حل کیے"۔ ۲۰۲/۱ زاہد، خواجہ ولایت حسین ۲۰۳/۴ زر، شیخ بلاقی ۲۰۴/۲ زکی، مہدی علی ہے

جوہر تھے مجھ میں سب ملکوتی خصال کے　　انساں بنا کے کیوں مری مٹی خراب کی

Marfat.com

۲۰۹/۴ زیبا، مرزا جلال الدین ۲۱۰/۱ زیرک، حافظ قلندر بخش ۲۱۱/۱ مسالک، مرزا نجمت بخت ۲۱۲/۱ منالک، قربان علی، پہلے قربان تخلص اور ش مومن اب ش غالب ۲۱۳/۵ سپہر، شتاب خاں صابر ۲۱۴/۲ سحاب، کنور گوپال سنگھ خلف راجہ سالگرام ۲۱۵/۲ سحر، احمد علی خاں ش صہبائی ۲۱۶/۷ سرور، اعظم الدولہ ش شاہی (کذا) "ایام مشاعرہ میں ہمیشہ شاہ نصیر مرحوم کے مکان میں وارد ہوتا تھا" ۲۱۷/۲ سرور، عزیز الدین ۲۱۸/۱ سرور، مرزا فضل علی بیگ برادر نکہت (۲۱۹/۳) سرور، لچھمی رام ۲۲۰/۲ سرور، رجب علی بیگ صاحب فسانۂ عجائب مطبوعہ لکھنؤ جو رواج تمام رکھتا ہے ۲۲۱/۲ سعید، سعید الدین ش عارف ۲۲۲/۲ سعید، میر سعادت علی ۲۲۳/۲ سکندر، سکندر خاں مومن خاں اپنے استاد سے اس بات پر کہ اس کے شعر ذیل کو وہ بے معنی بتاتے تھے بگاڑ کر لیا ہے

دم لینے میں ہے مجھ کو تو آئینے کا لحاظ — اور یار یہ سمجھتے ہیں مجھ میں ہی دم نہیں

۲۲۴/۴ سلطان، سلطان شاہ ۲۲۵/۲ سلیم، مرزا سلیم بہادر خلف اکبر شاہ ۲۲۶/۱ سلیمان، سلیمان شکوہ لکھنؤ جانے کے بعد ایک بار صابر کی یاد میں دہلی آئے تھے۔ ۲۲۷/۹۴ سوز، عبدالکریم خلف و شاگرد صہبائی عمر انیس سے تجاوز نہیں ؎

کوئی افسانۂ غم دل کے برابر نہ ہوا — لکھے سو حرف پر اک حرف مکرر نہ ہوا

ہم اور بیٹھے پریشانیاں یہاں کھینچیں — تم اور بیٹھے بنایا کرو سنگار اپنا

وائے قسمت سے خزاں میں ہے گلزار کے پاس — اور بہار آئی تو صیاد جفا کار کے پاس

سوختہ ہی نہ ہو جلد خبر لے ظالم — اک جواں ساہے تڑپتا تری دیوار کے پاس

۹۴ ابیات کے علاوہ ۲۴ بند مخمس غزل سودا ۲۲۸/۴ سوزاں، امام بخش ۲۲۹/۴ سوزش، حافظ عبدالرحمن چار ابیات کے علاوہ ایک بند مخمس ۲۳۰/۲ سہراب، سہراب بیگ مخاطب بہ گوہر رقم قدرت بالا کلام خط نسخ سے یاقوت کی آبرو کو خاک پر گرا دیا ہے" ۲۳۱/۴ سیارہ، فخر الدین ۲۳۲/۸ سید، میر غالب علی خاں ۲۳۳/۵ سید، میر علی نقی ۲۳۴/۲ سید، مہدی علی ۲۳۵/۳ شاد، میر یار خان ۲۳۶/۱ شاد، شیو پرشاد، ۲۳۷/۲ شاغل، شیخ خدا بخش ۲۳۸/۲ شاکی، نبیرہ سلیمان شکوہ، عرصہ دو سال کا ہوا" وارد دہلی، چرب زبانی سے مزاج شاہی میں دخل پایا" اور سخنان بے فروغ کو آب و ناں کی تحصیل کا ذریعہ ٹھہرایا۔ (کذا) اس ایام میں (کذا) دربار عام کے شاہی مشاعروں میں شریک ہوا۔ ۲۳۹/۱ شائق، شیخ عبداللہ ۲۴۰/۱ شتاب، مرزا غلام عباس ۲۴۱/۱ شجاع، مرزا کریم الشجاع ۲۴۲/۹ شمسا رام ش صہبائی ۲۴۳/۱۴ شرر، مرزا غیاث الدین ۲۴۴ شرر، مرزا جعفر کہیں برادر مرزا محمد عشق ۲۴۵/۱ شرم، ہتو ربیگ ۲۴۶/۱ شریر، منشی کریم الدین ۲۴۷/۵ شسشد، مرزا روشن الدولہ ۲۴۸/۱ شمشاد، مرزا حاجی قادر بخش ۲۴۹/۲۵ شفقت، میر محمد حسین ش صہبائی ۲۵۰/۱ شفقت، میر بشارت علی ۲۵۱/۱۵ شفق، انوار الدولہ سعد الملک نواب سعد الدین خاں بہادر صورت جنگ خلف بیتاب ابن ناصر الدولہ ولد عماد الملک ش امجد علی قلق ۲۵۵/۱ شفق، دولت رام،

Marfat.com

گلفروش ۲۵۶/۲۴ شفق، تلسی رام ۲۵۷/۹ شکیبا، شیخ غلام حسین ۲۵۸/۱۸ شوق، عنایت اللہ + ۲۵۹/۱ شوق، حافظ غلام رسول
۲۶۰/۳ شوکت، مہر حسین علی ۲۶۱/۲۵ شہرت، مرزا حاجی ۲۶۲/۵ شہرہ، مرزا نصیر الدین حیدر ۲۶۳/۱۳ شستہ، فخر الدین حسین خاں، مرزا
شاہرخ کو وسیلے سے چندے سررشتہ دار الانشائے سرکار شاہی ان کے قبضۂ اختیار میں رہا ۲۶۴/۲۲ شہیدی، کرامت علی
۲۶۵/۱۲ شیدا، مرزا قمر الدین ۲۶۶/۱۵ شیدا، اسلام بیگ نواسہ حکیم نصر اللہ خاں وصال ۲۶۷/۱۴ شیدا، میر جھبو جان ش مومن،
۲۶۸/۲۹ شیدائی متخلص سابق حسن ش صہبائی (۲۶۹/۲) شیدائی، رمضان بیگ ش صہبائی ۲۷۰/۱۱ شیفتہ، محمد مصطفٰے خاں فنون متداولہ میں کامل
دستگاہ + ۲۷۱/۱ شیون حافظ سید اکبر علی ۲۷۲/۱ صابر قادر بخش + ۲۷۳/۲ صاحب شیر زماں خاں نبیرہ احسان ش احسان ذوق ۲۷۴/۵ صادق
سابق تخلص عزیز برادر رسید الدین سعید ۲۷۵/۱ صادق تہور بیگ ۲۷۶/۲ صادق، شیخ محمد صادق ۲۷۷/۳ صالح، مرزا صلح
الدین ہمشیرہ زادہ فتح الملک ۲۷۸/۱۵ ۲۸۰/۱ صدر، صدر الدین علوی صبر، اجودھیا پرشاد (۲۷۹/۱) صبور، شیخ معین الدین
۲۸۱/۹ صدق، شیخ بشارت علی ۲۸۲/۱ صغیر، نجم الدین خلف شاہ نصیر ۲۸۳/۴ صفا، مرزا سعید الدین ۲۸۴/۴ صفا، پیرن شاہ ۲۸۵/۱
صفدر، صفدر بیگ ۲۸۶/۱ صفدری، میر صادق علی کہیں برادر حقیقی ممنون مقتول ہوئے (۲۸۷/۲) صفوت، میر صفوت علی ۲۸۸/۱
صغیر، میاں خاں ۲۸۹/۲ صغیر، میر امداد علی ۲۹۰/۱ صفی، محمد صفی اللہ (۲۹۱/۲) صلاح، محمد صلاح ۲۹۲/۲ صمیم، تلسی داس ۲۹۳/۴ صولت
قاسم علی خاں نبیرۂ نور خاں رستم دستاں متخلص بہ آگاہ ۲۹۴/۱۹ صہبائی، امام بخش وطن آبائی تھانیسر باپ کی طرف سے
فاروقی، ماں کی طرف سے قادری تصانیف کا ذکر ۲۹۵/۴ ضابط، مہر علی ۲۹۶/۱ ضاحک، شیخ مراد بخش، خیاط ۲۹۷/۲ ضامن،
ضامن علی ۲۹۸/۲ ضامن، محمد ضامن ۲۹۹/۲ ضائع، میر خیر الدین (۳۰۰/۱) ضبط، کالے خاں ۳۰۱/۱ ضرغام، بہادر جنگ ۳۰۲/۱ ضرورت
محمد جمیل ۳۰۳/۱ ضعف، عابد حسین ۳۰۴/۱ ضعیف، شجاعت علی ۳۰۵/۱ ضمان، سید محمد کامل (۳۰۶/۲) ضمیر، پنڈت نرائن داس، خود
ہندی الاصل تھا لیکن اس کے اشعار ایرانی نژاد ۳۰۷/۱ ضمیر، گنگا داس ۳۰۸/۱ ضمیری، مرزا مظہر تاجدار ۳۰۹/۲ ضو، منشی کمال الدین
۳۱۰/۱ ضیا، ولی اللہ ۳۱۱/۱ ضیائی، میر بدر الدین (۳۱۲/۲) (ضم) شدہ کلو ۳۱۳/۵ طالب، محمد یعقوب خلف قاضی فیض اللہ ۳۱۴/۲
طالب حافظ طالب ۳۱۵ طاہر، محمد طاہر قندھاری صحبت اہل ہند سے زبان اردو صاف اور ریختے کی طرز دلچسپ ہے"

ے نازکرتی ہوئی عصمت پہ جو صبا آتی ہے
کوچۂ زلف سے اس شوخ کے کیا آتی ہے۔

۳۱۶/۲۰ طرب، رحیم بخش استفادۂ فوائد علمی از صہبائی وش سوز ۳۱۷/۲ طرب، موتی لال ۳۱۸/۵ طرب، دھونی لال
۳۱۹/۴ طرز، احمد حسین ۳۲۰/۴ ظالم، ظالم سنگھ ۳۲۱/۹ ظاہر، رام پرشاد ۳۲۲/۱ ظرافت، ایک زن پردہ نشیں ۳۲۳ ظریف، میر امان اللہ ۳۲۴/۱۹
ظفر، بہادر شاہ ۳۲۵/۴ ظہور، ظہور علی بخش ۳۲۶ ظہور، احمد خاں ۳۲۷/۴ ظہور، محمد ظہور ۳۲۸/۴ ظہیر، سید محمد جان ۳۲۹/۹ عاجز،
پیرزادہ شرف الحق کوتوال شہر ۳۳۰/۳ عاجز، عبد اللہ بیگ ۳۳۱/۱۵ عارف، نواب زین العابدین خاں" زبان اردو کو پہلے فارسی

Marfat.com

اور مضامین شعریہ کو ہم پایہ حکمت کر دیا تھا"۔

سخت شرمائے میں اتنا نہ سمجھا تھا انھیں چھیڑتا تھا تو کوئی شکوہ بے جا کرتا

۲۳۲/۴ عاشق، عاشق علی ۲۳۳/۴ عاشق، مرزا نظام الدین ۲۳۴/۹ عاشق، اقبال حسین ۲۳۵/۴ عاشق، مرزا رحمت بخش ۲۳۶/۴ عاصی گھنشیام رائے ۲۳۷/۴ عالی، مرزا عالی بخت (۲۳۸/۱۲) عالی، امیر علی تھا نیدار ش صہبائی ۲۳۹/۴ عبرت، دولت رام ۲۴۰/۳۹ عزیز، عبدالعزیز "مبین پورش صہبائی ۲۴۱/۴ عزیز، مرزا عزیز الدین ۲۴۲/۴ عزیز، عبدالعزیز ۲۴۳/۴ عزیز، نواب زادہ یوسف علی خاں ۲۴۴/۹ عزیز، مہاراج سنگھ جامع کلام تفسیر ۲۴۵/۱ عسس، بدر الدین ۲۴۶/۵ عسکری، محمد حسن عسکری ۲۴۷/۱۱ عشرت، مرزا کلن ۲۴۸/۹ عشق، حکیم عزت اللہ خاں ۲۴۹/۹ عظیم، فضل عظیم ۲۴۹/۱ عظیم، مرزا عظیم بیگ مشہور بہ عظیم بیگ گلوری باز ۲۵۰/۲۵۱ علوی، عبداللہ خاں ۲۵۱/۱ علی، امانت علی ۲۵۲/۴ علی، قطب علی، ش سوز ۲۵۳/۴ خلیل، شیخ نصیر الدین ۲۵۴/۱۲ عیش، حکیم آغا جان ۲۵۵/۷ عیش، رائے عزت سنگھ ش صہبائی + ۲۵۶ غافل، پسر سید محمد صاحب مفتاح اللغات (در حل کتاب ناگری مترجمہ ار دو لیلاوتی، خوشنویس مدرسہ شاہجہان آباد ش جانب حکام وقت ۲۵۷/۱۱ غالب، مرزا اسداللہ خاں غالب" ہرچند اشعار حد حصر سے خارج اور اندازِ شمار سے افزوں تھے.. اختصار کو پسند کیا اور... دیوان مختصر مرتب کیا" + ۲۵۸/۴ غالب، انور علی متوطن یوپ ملازم نواب فیض محمد خاں والی جھجھر

ہم تو غالب کے ہی قائل ہیں کہ جا ہی پہنچا پاس اس بت کے کس ڈھب کس عیاری سے

۲۵۹/۴ غریب، غریب اللہ ش مومن اور صہبائی کو اپنا کلام برائے اصلاح بھیجتا ہے مگر وہ کسی مصلحت سے "دو تین فقرے تعریف کے لکھ کر بدون اصلاح واپس کر دیتے ہیں ۲۶۰/۱ غفور، محمد غفور ۲۶۱/۴ غلطان کریم بخش ۲۶۲/۱۴ غم، محمد الف خاں ۲۶۳/۵ غم، مہتاب سنگھ ۲۶۴/۴ غمگین، عبدالقادر رامپوری ظرافت پسند" اشعار کے علاوہ ایک مخمس ۲۶۵/۱۱ غمگین، عبداللہ تسکین ۲۶۶/۲ فاخر، مرزا جہنگار ۲۶۷/۴ فائز، پسر نظام الدین ساکن کول ۲۶۸/۴ فائق، عبدالقادر بیگ ۲۶۹/۲ فخر، محمد فخر الدین خاں ۲۷۰/۲ فخر، محمد فخر الدین ۲۷۱/۴ مرزا، مرزا بلند بخت برادر بزرگ حقیقی صابر ش صہبائی

حشر میں پرسش مری پہلے ہو یارب ورنہ میں جب تلک چپکا رہوں گا جی مرا گھبرائے گا

۲۷۲/۴ مرزا، مرزا سکندر بخت ۲۷۳/۱ ــــ فرانسو، انگریز متبنائے بیگم شمرو ۲۷۴/۴ فراق، حکیم ثناء اللہ خاں ثقات شعراء میں شمار، صاحب دیوان، اخیر عمر میں سال میں صرف ایک سلام کہا کرتے اور اس کے علاوہ کچھ نہ کہتے ۲۷۵/۴ قرآن، میر حیات اللہ ۲۷۶/۹ فرحت، محمود علی خاں خلف حکیم وصال ۲۷۷/۱ فرحت، کشن پرشاد ۲۷۸/۱ فرحت، شیخ حسن علی ۲۷۹/۴ فروغ، محمد عمر... پسر صابر، عمر بارہ تیرہ سے زیادہ نہیں ذہن براق اور طبع رسا ہیں۔ حضرت صہبائی سے

Marfat.com

اس کی طبیعت کا یہ حال دیکھا.. اس کی تعلیم اپنے ذمے پڑی، باوجودیکہ اب تک کچھ موزوں نہیں کیا صرف حضرت ... کی تربیت کو فیض طبیعت خداداد کی رہنمائی سے.. بے اعانت غیر موزوں کرنا کیا معانی بلند اور تشابیہ تازہ کا... سرانجام: اس کے خامۂ جادو نگار کے ناخونوں (کذا) میں ہے. ناتواں بین گمان کرتے ہیں کہ اشعار دراصل اس کے نہیں ۳۸۰ فرونج، خواجہ نورالدین خاں بہادر معروف بہ سالفے صاحب کہیں برادر شفق ۳۸۱ فنون، مرزا مجھلے خلف مرزا کریم بخش مرحوم نواسۂ بادشاہ و برادر عمزاد صابر ۳۸۲ قصاد، بیو جامائی ۳۸۳ فضل، فضل الرحمٰن ۳۸۴ فغاں، لال جی پرشاد ش صہبائی ۳۸۵ فکری، مرزا امین ۳۸۶ نگار، میر حسن مرحوم ش ممنون ۳۸۷ فوق، میر بادشاہ ۳۸۸ فیض فیض الحسن ۳۸۹ قابل، مرزا علی بخش ۳۹۰ قادر، قادر شکوہ ۳۹۱ قاری، قاری علی احمد ۳۹۲ قاسم، سر قاسم علی سادات بارہ سے تھے تشیع سے تائب ہو کر تسنن اختیار کیا اور مولوی محمد اسماعیل... کے ساتھ زمرۂ شہدا میں داخل" ۳۹۳ قاسم سید قاسم علی خاں نواسۂ عطا حسین خاں صاحب نوطرز، مرصع، مسکن لکھنو ۳۹۴ قاسم، حکیم قدرت اللہ خاں نذیرہ لکھا ہے تحقیق اس لیے زیادہ متصور نہیں (ت ۳۹۵) قاسم، میر قاسم علی منصف پانی پت ۳۹۶ قلق، سلطان خاں ش صہبائی ۳۹۷ قلق، مولا بخش ۳۹۸ قلق، سید امجد علی ۳۹۹ قمر، مرزا قمر طالع ۴۰۰ قمر، حافظ قمر الدین خلف حافظ اشرف ۴۰۱ قمر الدین خاں اکبرآبادی ش احسان و صہبائی و صابر ۴۰۲ قیس، حافظ عبدالحی ۴۰۵ قیصر، محمد عنایت اللہ ۴۰۵ فقیر، مرزا خدا بخش ۴۰۶ کامل، مرزا ناصر الدین (۴۰۷) کامل، پنڈت سدا سکھ ۴۰۸ کاظم، کاظم علی ۴۰۹ کرامت، کرامت اللہ ۴۱۰ کیف، افضل احمد ۴۱۱ م مظفر خاں ۴۱۲ گویا، فقیر محمد خاں لطف حفیظ اللہ ۴۱۳ لطیف، دوست سنگھ ۴۱۵ ماہ، مرزا عنایت علی بیگ ۴۱۶ ماہر، مرزا جمیعت شاہ (۴۱۷) مبتلا اجودھیا پرشاد ش صہبائی ۴۱۸ مبین، حافظ غلام دستگیر (۴۱۹) متین رائے کا لجی سہائے ۴۲۰ مجرد محمد پناہ ۴۲۱ محب، شاہزادہ بہرام شاہ درانی ۴۲۲ محب، میر ابوالقاسم برادر زادہ ممنون فضائع نگار شاہی وفات چند سال قبل ۴۲۳ محبت عنایت اللہ رنگریز ۴۲۴ محبوب، محبوب خاں قوال فن موسیقی خاندانی ادب اقلیم زمزمہ میں منصب ترخانی" ۴۲۵ محزوں، محمد ناصر جان ۴۲۶ محزوں، مرزا انسکو ۴۲۸ محزوں آغا علی ۴۲۸ محسن، حافظ محسن ۴۲۹ محمود، محمود علی خاں برادر زادہ اعظم الدولہ ۴۳۰ محمود، مرزا محمود شاہ داماد بادشاہ ۴۳۱ محو، نواب غلام حسن خاں برادر بزرگ عارف ۴۳۲ محوی، محمد بیگ ش صہبائی ۴۳۳ مہموم، شیخ غلام حسین ۴۳۴ مخیر محمد احسان اللہ ۴۳۵ مدبر، سید امیر الدین ۴۳۶ مرحوم، یار بیگ ۴۳۷ مرزا، مرزا حسین بخش ۴۳۸ مرزا، مرزا علی ۴۳۹ مرزا، جہانگیر بیگ ۴۴۰ مرزا، مرزا جان خلف میر وزیر علی مرحوم رشیخوان ۴۴۱ مروت، نیاز خاں ۴۴۲ مست، سرمست خاں ۴۴۳ مسرور، نواب غلام حسین خاں ابن شرف الدولہ فیض اللہ بیگ خاں موسیقی خصوصاً ستار نوازی میں کمال ۴۴۴ مشتاق، کریم خاں رفیق نواب حسن علی خاں برادر حقیقی فیض محمد خاں والی جھجر موصوم

Marfat.com

چند سال قبل آقا کے سرانجام کار کے واسطے انگلستان گئے تھے ۲۴۵ مشتاق. مشتاق حسین مرید بادشاہ ۲۴۶ مشتاق غلام علی ۲۴۸ مشتہر. احمد حسین ۲۴۹ مشفق احمد بیگ ۲۵۰ مشہور. رادھا کشن ۲۵۱ مشیر. یکتائے عہد... مبدع معانی دلپذیر.. حافظ قطب الدین ارشد تلامذہ بلکہ خلیفۂ راشد شاہ نصیر. ملک سخنوری میں کوس لمن الملک اسی کے دروازے پر بجتا ہے.. شاگردان نصیر.. بعد وفات اوستاد کے اس کی قدرت سخن کو دیکھ کر. اپنے سخن کو اسی کی نظر اصلاح سے آراستہ کرنے لگے.. پیشتر مرزا دارا بخت مرحوم. کی سرکار میں.. گویا دار وغگی کل کے قائم مقام.. اب بھی خدمات شائستہ سے سرفراز!! ؎

اس پر جفا کو حشر کا دھڑکا ہے کیوں مشیر	بندوں سے کیا کہا جو کہیں گے خدا سے ہم
ارشاد مشیر آپ کا جو کچھ ہے بجا ہے	کس منہ سے یہ فرماتے ہو جایا نہ کریں گے
تو بہ یہ کوئی دن کی ہے پھر آپ ہی حضرت	قابو میں نہ دل ہوگا تو کیا کیا نہ کریں گے

۲۵۲ منظفر. پنڈت کنہیا لال ۲۵۳ منظفر. مرزا سنگی ۲۵۴ منظفر. مرزا خسرو شکوہ ۲۵۵ منظفر. محمد اسد اللہ ۲۵۶ منظفر. مرزا منظفر ۲۵۷ معروف. نواب الٰہی بخش خاں ترک تعلقات دنیا "فن شاعری سے مناسب تام" "مدت مدید تک" نصیر سے مشق سخن "برخلاف استاد کو ایک ستہ. صاف و پاکیزہ ہاتھ لگ گیا تھا" ۲۵۸ معز. سید محمد علی ۲۵۹ معز. مرزا میر عز الدین ۲۶۰ معین. معین الدین ۲۶۱ مفتون. حکیم دون اگوستین دسلوا برگنزخاں کے اجداد میں سے ایک شخص جو ماہر طب تھا، عہد محمد شاہ میں وارد دہلی اور بادشاہ کے پرستارہ خاص جلیانہ معرفت عہدۂ طبابت پر مامور ہوا تھا. ۲۶۲ مفتون. مرزا کریم بخش داماد بادشاہ ۲۶۳ ملول. محمد یار ۲۶۴ ممتاز. سید میاں ۲۶۵ ممنون. یگانۂ عصر.. والی اقلیم سخنوری.. میر نظام الدین.. بچپنے میں ایک طرز تازہ اختراع کی.. پیشگاہ.. سلطانی سے فخر الشعراء خطاب.. تراکیب فارسی کو زبان ریختہ سے ایسا ارتباط بخشا کہ کمال آشنائی سے بیگانگی کا اثر نہیں پایا جاتا اور لمعاتی درست کو الفاظ قریب الفہم سے اس طرح جلوہ دیا کہ.. کوتہ نظر بھی اس کے نظارے میں دھوکا نہیں کھاتا، کور سوادان کم فہم کہ.. معانی غریب اور.. نکات باریک کو سمجھ نہیں سکتے خود اس کی طرف التفات نہیں کرتے اور ارباب فہم.. غرابت تشبیہ و استعارات و دور آہنگی تلمیح و اشارات و متانت تراکیب اور رشاقت اسالیب اور بوقلمونی و چستگی نکات.. میں تو کچھ سخن نہیں کر سکتے لیکن اس غرض سے کہ.. طبیعت رسا کا دخل ظاہر ہو کہیں کہیں سرقے کے ساتھ متہم کرتے ہیں یہ نہیں خیال کرتے کہ ایسا مایہ دار شاعر "چند مضامین پیش پا افتادہ معانی" کی چوری کیوں کرتا. اگر تعصب نہ ہوتا تو اسے توارد قرار دیتے اور سرقے کے تسلیم بھی کر لیں تو ان دو چار شعر کے سوا باقی کلام کو دیکھیں.. اتنا سرمایہ کس صاحب قدرت کو حاصل ہوا ہے" "مدت مدید تک تو آج اجمیر میں "صدر الصدور" رہے اگر ضعف پیری سے دستکش ہو کر دہلی میں خانہ نشین ہو گئے ہیں

قطعۂ تاریخ وفات از صہبائی.

Marfat.com

میر ممنون از جہاں بگذشت و نزد عالم	زندگی را از ممات او بود حکم ممات
سر بجیب عقل بردم گفت آنگہ پیر عقل	شاعر شیریں زبان ہند تاریخ وفات

(۱۲۶۶) منتظر، سیانجان خاں ڈھولک بجانے میں مہارت تام (۱۲۶۷) منشی مولچند (۱۲۶۸) منصف، مرزا احمد بخش (۱۲۶۹) منعم، موہن لال (۱۲۶۰) منعم، مکند لال (۱۲۷۱) منیر، وجیہہ الدین ہیبن پور نسیم وفات کے عرصہ بعید (۱۲۷۲) موج، خدا بخش (۱۲۷۳) موزوں، مرزا قادر بخش خسرپور (کذا) صابر ش احسان وصابر (۱۲۷۴) مومن، محمد مومن خاں "اوج فلک اس کے علو طبع کو مقابل پستی خاک.. اسرار یقیں اس کے ابیات عارفانہ میں گوشہ گزیں سحر سنجان عفر ہر چند بالا دوی فکر سے عرش تاز تھے لیکن چوں کہ یہ والا نگاہ اپنی ہمت عالی کے روح سے سب کے احوال پر نگاہ کرتا تھا۔ ہر سر بلند اس کو پست اور ہر بزرگ اس کو خرد نظر آتا اور وہ بے تصنع اس کا نام اسی پندار کے موافق زبان پر لاتا اور ہر چند مساہ ان اقلیم کمال منازل دور و دراز طے کر کے .. راہ دیرا ہۂ سخن سے آگاہ تھے لیکن بسکہ یہ چابک خرام.. مراحل بے شمار باقی پاتا تھا ان کو کامل قدم اور شکستہ پایان کر بے اختیار ریش خند کرتا اور ان تیز قدموں کو نقش پا سے نارسا تر بتاتا.. کوتاہ بینان روزگار.. اس کی نگاہ کو عیب بیں اور اکی زبان کو خردہ گیر تصور کر کے زبان سند نش.. دراز کرتے.. ہر چند.. اردو میں تو علم یکتائی بلند ہی تھا لیکن کمال مہارت فارسی سے کوس لمن الملک کی صدا نے ہند سے فارس تک پہنچ کر طوطی ہند و بلبل شیراز کو دم بخود کر دیا تھا، کلام فارسی کی تبییض عبدالرحمن آہی "محبت طبعی اور قرابت قریبہ کے تقاضے سے کر رہی ہیں اور دیوان حکیم احسن اللہ خاں کی اہتمام سے عنقریب طبع ہو کر شائع ہوگا"" ایک روز ایک مکان کے بام بلند پر عروج معنی کو تصور میں تھا کہ ناگاہ لغزش پا نے.. پستی زمین کی طرف مائل.. کیا ہر چند اس بام کی بلندی چنداں پایہ نہ رکھتی تھی .. زمین کی ناہمواری سے دست و بازو میں ضرب شدید پہنچی، اس شدت الم میں حادثہ جانکاہ کی تاریخ یہ پائی ؎

مومن فتاد از بام گفتم چہ رفت گفتا	خود بازوش گفتم بشکست دست و بازو
گفتم کہ بایدت گفت تکلیف ایں مصیبت	گفتم خموش گفتم بشکست دست و بازو

چند ماہ سخت تکلیف اٹھا کر اسی سال وفات پائی۔ اسکے چند ماہ بعد شیفتہ نے "رویائے صادقہ میں" دیکھا کہ گویا مومن.. کا خط آیا ہے اور اس کے خاتمے پر خط سبز سے مرقوم ہے مومن اہل الجنۃ، غالب نے فارسی رباعی لکھی: شرط است کہ بہر دل خراستم ہمہ عمر الخ قطعہ صابر کا مادۂ تاریخ: "یافت مقبولی جنت مومن" اجودھیا پرشاد صبر: "ماتم مومن خاں" محمد اشارت علی صدق: مومن آباد کرد خلد بریں"

فریاد ازیں سادہ ویہا کہ فغانم	ہر شام فرسید کہ اثر میسکنم امشب

Marfat.com

گر دل بکف آوردۂ اکنوں پے جاں باش — زیں پیش کہ بودی بمرادم بر آزاں باش

من بے تو چناں کہ کس مبادا — سوئے سن بے قرار چوں

۴۷۵ مجبور، مرزا ہدایت علی (۴۷۶) مجو، کرپا رام ۴۷۷ مہر، مہر علی ۴۷۸ مہر، مرزا حاتم علی چنار گڑھ میں منصف ہوئے تو یہ شعر کہا۔

از بسکہ سوز ہجر سے خوگر ہوئے ہیں ہم — منصف چنار گڑھ میں مقرر ہوئے ہیں ہم

(۴۷۹) میکش، میر احمد حسین ابن کرار حسین مرحوم ۴۸۰ ناداں، محمد بخش، پہلوا استاد تخلص ۴۸۱ نادر، پنڈت شنکر ناتھ ۴۸۲ نازنیں، مرزا علی بیگ جوان رستم توارہ نازنینان کشور جمال اس کے حسن یوسفی پر اگر زلیخائی کا دم بھریں کچھ دور نہیں بموجد ریختی انشا و رنگین نے اس کو اپنا شعار کر لیا" خانصاحب نے اس کی مشق حد کمال تک پہنچائی" میں تے ان تینوں کی شاعری میں لطف شاعری کم پایا یہ بات ہے تو؟: نین کی ریختی میں ۴۸۳ ناسخ، سخن سنج بے عدیل شیخ امام بخش نام آوران کامل فن سے تھا اس کی فکر سے معنی کو تاب و لہا اور اس کی زبان سے الفاظ کو رونق وصفا۔۔ وحشی مضمون ہنوز دام حرز دیں صید نہیں ہی کہ ان کے اندیشے کی کمند نیمتاب کی کشادیں صحرائے عدم اس سرحد میں پہنچ کر حمائل گردن ہو جاتے تھے۔ معنی پست اس کی طبع کی روح بخشی سے بلند اور الفاظ مکروہ اس کی تراکیب کے چلنے سے دلپسند اگر غریب نوازنہ ہوتا معنی کی طرف اس قدر التفات نہ کرتا اور اگر آشنا پروری منظور نہ ہوتی الفاظ کی اتنی رعایت نہ کرتا، معنی مبتذل اس کے تصرف سے غریب اور اوج فلک اس کی فکر کے سامنے نشیب۔۔ اہل انصاف ان کو استاد مانتے ہیں اور ارباب فہم ان کے شعر سحر جانتے ہیں۔ متانت مزاج سے مضامین شوخ باوجود آمد کے آورد کے محتاج اور تمکین طبیعت کے معانی برجستہ کو خلوت خیال سے دروازہ لب آتے میں تکلیف کی احتیاج ہر چند طریقہ مختار اس کا تمثیل ہے اور فی الواقع اس طرز میں بے مثل و عدیل ہے شعر عاشقانہ بھی اگر بے اختیار۔۔ قلم سے نکل گیا ہے۔۔ آتش افگن اور۔۔ ناخن بدل زن ہے، اخیر عمر میں غلبۂ خرافت سے جرأت کی وضع کے اختیار۔۔ کیا۔۔ لیکن۔۔ یہ تقلید خوب بن آئی اور بعض مقام میں یہ تو ناز و انداز میں محو ہوا اور شاہد معنی نے اس کو غافل کر کے بے باکانہ حملہ گاہ ابیات سے اپنے گھر کی راہ لی۔۔ اتنی نا سرہ کاری سے اس کے نقد کمال کو بٹا نہیں لگتا ۴۸۴ ناصر محمد علی بیگ کش ناصر ۴۸۵ ناظم محمد مہر یحییٰ ۴۸۶ ناکام مکرم علی فتح آبادی ۴۸۷ نالاں، منولال ۴۸۸ نامی مبارز الدولہ نواب مرزا احسام الدین حیدر رش خلیق (۴۸۹) نامی بلدیو سنگھ ش صہبائی ۴۹۰ نایاب، عباس علی (۴۹۱) نثار، سید نثار علی ش صہبائی ۴۹۲ نجم میر قمر الدین ۴۹۳ مرزا مرزا معین الدین ۴۹۴ ندیم محمد عسکری ۴۹۵ نزہت، مرزا کرامت اللہ ۴۹۶ نسیم، مرزا تسیم اللہ ضمناً ان کے والد علم اللہ کا ایک فارسی شعر ۴۹۷ محمد یعقوب، ش سوز ۴۹۸ نسیم" دیا شنکر پنڈت کشمیری ساکن لکھنو حسن خلق اور جمال ظاہر سے بہرہ مند تھا۔ گلزار نسیم نسیم اللہ میرٹھی ۵۰۰ نشاط، بسنت سنگھ ۵۰۱ نشاط، میرن شاہ

Marfat.com

۱۲۵۴ھ نصیر شاہ نصیر عرف میاں کلو سجادہ نشیں میر چھاں جن کا مزار روشن پورہ میں ہے، استعداد علمی سے بہرہ ور نہ تھا، بلکہ سواد بھی چنداں روشن نہ تھی لیکن روشنی طبع خداداد سے خلوت دل میں ہزار شمع معنی بزم افروز تھی "بدیہہ گو.. شعر بطرز صائب "بلندی تلاش" میں کسی کی غزل اس کی غزل پر فائق نہ ہوتی اور سنگ لاخ زمینوں میں اس کے مقابل کوئی دوسرا نہ کہہ سکتا، ایک بار لکھنؤ گئے جس دن وہاں پہنچے اور سرا میں مقیم ہوئے اسی دن درد گردہ میں مبتلا ہوئے، مصحفی انشا، قتیل و جرات کے مشورے سے "آٹھ مشکل زمینوں میں طرح ہوئی اور اس مبتلائے کو وقت سفر کو پاس پہنچی.. مشاعرے میں تین دن باقی رہے تھے، لیکن سب طرحوں میں غزل لکھی، ان میں سے ایک کا ردیف و قافیہ چمن سرخ ترا اور دہن سرخ ترا اور دوسری کا فانوس ہیں گویا جالینوس ہیں گویا، تقاضائے مجمع سے ان غزلوں کے علاوہ ایک غزل اور لکھی کہ اس کا ردیف و قافیہ چمن کی مکھی اور کفن کی لکھی تھا اس کی شہرت کی کشش نے اکثر ساکین لکھنؤ کو اس کے حلقۂ شاگردی میں کھینچ لیا تھا روز معہود جم غفیر تلامذہ کے ساتھ مشاعرے میں پہنچا اور خوب داد پائی لیکن کج طبع بے جو شاگرد مصحفی تھا کہا، دو آٹھوں غزل کی داد حشر قدرت سے خارج ہے لیکن نویں غزل میں مکھی کی ردیف سے نفیس مزاجوں کا جی متلاتا ہے، اس یکتا زعر ضہ ظرافت نے بدیہہ کہا کہ لطیف صنعان نفیس مزاج تو اس (کذا) موائد لذیذہ کی نعمات لذت ستاں اور کامیاب ہیں، لیکن غالب ہے کہ طفیل نہاداں صفرائے حسد کو جوش غیرت سے ڈاک لگ جائے" نصیر کی شہرت بہت تھی لیکن حق کو ہاتھ سے نہ دینا (کذا) چاہیے کوئی.. یہ نہ سمجھے کہ اس زمانے میں کسی کا پایۂ شاعری اس کو نہ پہنچا تھا "حاشا و کلا" نصیر کا کلام عام فہمی کی وجہ سے مشہور رہتا، "اکثر، شاہزادے اور امرا اس کے شاگرد تھے اور ذوق و مومن و تسکین اوائل میں اس سے فیضیاب ۱۲۵۴ھ نصیر نصیر الدین.. دختر زادۂ جعفر ۱۲۳۰ھ نظیر، شیخ ولی محمد اکبر آبادی عوام ہند اسے بڑا بلند پایہ شاعر سمجھتے ہیں اور اطراف واکناف ہند" میں بڑی شہرت ہے ۱۲۳۵ھ نظیر، گنپت رائے (۱۲۵۲ھ) نقشی، بدر الدین علی خاں مہر، نس ۱۲۶۴ھ نکہت، حافظ غلام احمد، ش صہبائی + ۱۲۵۲ھ نکہت، مرزا نیاز علی بیگ صاحب سکندر نامۂ اردو و فرہنگ مصطلحات زبان اردو، ۱۲۵۶ھ نوا قدرت اللہ ۱۲۵۲ھ نواب، میر نواب بنارسی ۱۲۴۱ھ نور حق، شاہ محمد جمیل، ش صہبائی ۱۲۴۸ھ نیاز، محمد نیاز علی ۱۲۴۳ھ میرزا احسان ضیاء الدین خاں بہادر + ۱۲۴۱ھ واحد، شیخ عبد الواحد ۱۲۵۱ھ وارث، شاہ وارث الدین زمر رقم ۱۲۷۱ھ وجاہت، احمد علی خاں، ۱۲۵۴ھ وجود، سید محمد علی ۱۲۵۳ھ وحشت، غلام علی خاں ۱۲۸۱ھ وحشت، میر حبیب احمد ۱۲۵۰ھ وحشت، مرزا عبید الدین ۱۲۵۱ھ وزیر، خواجہ قدیر لکھنوی ۱۲۲۸ھ وصال، حکیم بشیر اللہ خاں ۱۲۸۱ھ وصل، محمد علی خاں خلف وصال ۱۲۴۲ھ وفا، مرزا دارا بخت، نبیرۂ شاہ عالم احسان کو ان کی شاگردی پر ناز تھا ؎

بادہ نوش اسے کام یہاں تشنہ لبی   عید رہتی ہے وہاں یاں رمضان رہتا ہے

Marfat.com

کوچہ میں بعد مرگ مجھے اس کے جا ملے　　　ایسے کہاں نصیب جو یہ مرتبہ ملے

۵۲۵ وفا، میر حیدر علی مرثیہ خوان خوش الحان ۵۲۶ ولی، شیخ ولی محمد ۵۲۷ ہادی، مرزا غلام فخر الدین ۵۲۸ ہاشمی، نادر حسین خاں خلف کے ماموں (۵۲۹) ہجر، محمد حسین ش صہبائی ۵۳۰ ہجر، میر جمیل الدین ۵۳۱ ہدہد، عبد الرحمٰن ساکن "نواح پوٹ" مدت سے وارد دہلی، احمق آدمی ہے مضحکے کو تحسین سمجھتا ہے کلام زیادہ تر ناموزوں دوچار اشعار "خواہ حسن اتفاق خواہ کسی کی اصلاح سے فی الجملہ لطف سے خالی نہیں"۔

آجائیں اس کے سائے میں دونوں جہاں فقط　　　ہدہد جو ایک پنکھ تو اپنا پسار دے

۵۳۲ ہوش، منور علی، ۵۳۳ ہوشیار، کیول رام ۵۳۴ ہنر، مرزا بختاور بخت ۵۳۵ پاس، خیر الدین ۵۳۶ پاس حافظ حفیظ الدین ۵۳۷ یاور، میر امام الدین ۵۳۸ یکتا، خواجہ معین الدین ۵۳۹ یل، عبد القادر ۵۴۰ یمین، احمد علی خاں خاتمے (ص ۴۸۹ تا ص ۴۹۳) میں صابر، صہبائی اور بادشاہ کی تعریف ہے، صابر کے بارے میں جو عبارات ہیں ان میں سے ایک یہ "اردوے معلیٰ" کا پایہ کس قدر پست تھا اور اب صابر سخن تو کس درجۂ عالی پر پہنچا دیا" "اصلاح صہبائی کا اثر" اسی کی نظر کیمیا اثر کا فیض ہے کہ صابر ہندی نژاد اسی خبر و زبان میں نثر رنگین کی تحریر.. اور ایجاد معانی تازہ میں ظہوری... اور طغرا.. سے ہم پہلو ہے"۔

خاتمے کے بعد وہ نظمیں ہیں مادہائے تاریخ شامل ہیں اور بعض مادہائے تاریخ کے ساتھ اشعار حذف کردیئے گئے ہیں (ص ۴۹۳ تا ص ۴۹۹) نظمیں حسب ذیل شعرا کی ہیں: عزیز و سوز پسران صہبائی، قناعت: ؎

ہو چکا ختم قناعت نے کہی　　　سال اس کی سخن کامل عشق

ماہر سید احمد خاں (آہی) رحیم بخش، طرب، سپہر، مرزا واصل بیگ عرف مرزا چھنگا، فاخر (اصل نام ترجمے میں نہیں) میر رحمت علی رحمت محوی عبد اللہ بیگ عاجز منور علی، ہوش حافظ محمد فخر الدین، فخر (تذکرے کے بیشتر اجزا کی کتابت انھوں نے کی ہے (ص ۴۹۸) دو فخر جن کے تراجم ہیں وہ ان سے مختلف ہیں) سبحان الدین فنا (نہیں (تاریخ ریختی میں کہی ہے)

آخر میں (ص ۴۹۹ تا ص ۵۰۰) "تمہید سپاس احباب شفیق و توطیہ تشکریان صدیق" کے عنوان سے ان اصحاب کا جس سے مد دلی ہے شکریہ ادا کیا ہے، صہبائی برائے اصلاح قناعت و سفوت ماہر و سید عبد اللہ بیگ عاجز ابو الحسن (شیدائی) اور "جگر شگاف حاسدان کینہ اندوز.. سوز" کا برائے فراہمی "مصالح" صفدر علی بیگ بلند و محمد حسین شفقت برائے تبییض مالک مطبع برائے انطباع "اس کتاب کے چھاپے کی طرف متوجہ ہوئے" اس عبارت سے یہ مترشح ہے کہ کتاب صاحب مطبع نے چھپوائی تھی۔ میرے پیش نظر جو نسخہ ہے (کتبخانہ مشرقیہ پٹنہ) اس میں غلط نامہ شامل نہیں)

Marfat.com

باب دوم

(۱) دیباچۂ دستور فصاحت میں ہے، "کچھ لوگوں کا یہ بھی خیال ہے کہ دراصل تذکرے گلستان سخن کے مصنف صہبائی ہیں، اس قسم کی رائیں حسن ظن اور صاف دلی سے بعید اور پچھلے بزرگوں پر بغیر کسی دستاویزی شہادت کے سخت نکتہ چینی کا موجب ہیں اسلیے میں اس کے ماننے پر آمادہ نہیں" (ص ۱۰۳)

اگر دستاویزی شہادت سے صابر یا صہبائی کا اقرارنامہ مراد ہے تو یہ واقعی موجود نہیں لیکن غالب گلستان سخن کو صہبائی ہی کی تصنیف سمجھتے تھے اور نساخ (سخن شعرا ص ۲۷۲) اور سریرام (دیباچہ خمخانۂ جاوید جلد ا ص ۲) کی بھی یہی رائے ہے صہبائی و صابر کا بزرگان سلف میں ہونا خارج از بحث ہے۔ غالب صہبائی کے ہمعصر ہیں لیکن باوجود اس کے کہ لطائف غیبی میں غالب کی ستائش کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیا گیا، اس کا لفظ لفظ غالب کے قلم سے ہے اور سیاح کو جن کی طرف یہ منسوب ہے، اس سے مطلق سروکار نہیں میرے نزدیک شعرا کے حالات و اشعار بیشتر صابر اور کمتر صہبائی کے فراہم کردہ ہیں لیکن عبارت سراسر صہبائی کی لکھی ہوئی ہے اور مقدمے کے علمی مباحث کے وہ تنہا ذمہ دار ہیں لیکن گلستان سخن سے قطع نظر صابر کی ایک سطر بھی موجود نہیں جسے ان کے ذی علم ہونے کے ثبوت میں پیش کیا جاسکے۔ یہ امر بھی قابل توجہ ہے یہ بات کہ عبارت میں صہبائی کی اصلاح ہے، بار بار لکھی گئی ہے اور خلاف دستور سرورق میں بھی اس کا ذکر ہے، میرا خیال ہے کہ صہبائی کے دہلوی معاصرین اس بات کو اچھی طرح جانتے ہوں گے کہ کتاب دراصل صہبائی کی ہے اور یہ کھلا راز نساخ کو اپنے زمانۂ قیام دہلی میں انھیں سے معلوم ہوا، میرا قیاس ہے کہ سریرام نے بھی یہ بات بطور روایت سنی اور ان کا بیان غالب کے قول پر مبنی نہیں۔

(۲) گلستان سخن میں ۵۴۰ شعرا کے مستقل تراجم ہیں:

مسلمان ۴۸۲ ہندو ۵۶، عیسائی ۲ ان میں عورتیں صرف دو ہیں اور دونوں مسلمان (پہلی یقینی طور پر دوسری قیاساً) مسلمان میں ایسے شعرا جن کے فارسی اور اردو دونوں زبانوں کے اشعار تذکرے میں ہیں ۱۶ ہیں۔

لہ غالب نے شفق کو ایک کتاب بھیجی ہے جسے صہبائی کا تذکرہ کہا ہے یقین کامل ہے کہ اسی کتاب کی طرف اشارہ ہے (خطوط غالب ص ۲۳۲) اس کے برخلاف انھوں نے ذکا کو لکھا ہے کہ آپ صابر کا تذکرہ مانگتے ہیں غدر سے پہلے چھپا تھا اس کے نسخے ضائع غالب نے قاطع برہان میں ایک معلم (صریح اشارہ بہ صہبائی) کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ خوشتاب اور زندہ رود کے مطالعے کا فخریہ ذکر کرتا ہے۔ حالانکہ ان سے فارسی نہیں آسکتی (صہبائی اس کے مدعی نہیں) صہبائی کی کتب میں جو ان کے نام سے چھپی ہے اور میری نظر سے گزری ہے ان کتابوں کا ذکر نہیں اور نہ غالب نے گلستان سخن ہی کو دیکھ کر قاطع میں ان پر الزام لگایا ہے۔

Marfat.com

ایسے شعرا جن کا صرف فارسی کلام ہے ۲۳ ہیں باقی وہ ہیں جن کا صرف اردو کلام دیا گیا ہے، ہندوؤں میں صرف ایک شاعر کا اردو و فارسی کلام تذکرے میں درج ہے، اکے صرف فارسی اشعار ہیں اور ایسے شعرا جن کا صرف اردو کلام ہے ۳۸ ہیں، عیسائیوں اور عورتوں کے صرف اردو اشعار ہیں،

(۳) مقامی حیثیت سے دیکھئے تو دہلی جہاں کے ۵ ۲۴ [1] شعرا تذکرے میں ہیں، اور تمام مقامات پر غالب ہے لکھنؤ کے صرف ۱۶ شعرا قابل شمول سمجھے گئے ہیں باقی شعرا دوسرے مقامات کے ہیں جن میں غالباً سب سے زیادہ آگرہ کے ہیں، سریرام کا یہ قول تو صحیح نہیں کہ مصنف نے دہلی سے باہر قدم رکھنا عار سمجھا ہے لیکن یہ ضرور صحیح ہے کہ کثرت بیرونی مشاہیر (مثلاً برق، رشک، صبا، نوازش وغیرہ) نظر انداز کر دیئے گئے ہیں دہلی کے بارے میں مصنف کو ایک حد تک دعویٰ تھا لیکن وہاں کے بھی متعدد خوشگو شعرا (مثلاً مجروح، ظہیر، انور وغیرہ) کسی نہ کسی وجہ سے گلستان سخن میں داخل نہ ہوسکے ہیں، ہاں ایسے لوگ جن کا صابر و صہبائی سے تعلق ہے خواہ اس کا مشق چند ہی روزہ کیوں نہ ہو ضرور تذکرے میں شامل ہیں،

(۴) زمانۂ تالیف تذکرہ میں دہلی کے ہر طبقہ کے لوگ شعرگوئی کی طرف مائل تھے: اور صوفیہ اوباش اور رندمشرب امرا اور بازاری بادشاہ اور شاہزادے سب کو اس کا ذوق تھا، تیموری خاندان کے شعرا جن کا تذکرے میں ذکر ہے، ۷۰ ہیں۔

(۵) اس امر سے پہلے کہ تذکرے کا نام آثار المعاصرین رکھا گیا تھا یہ نہ سمجھا جائے کہ اس میں صرف وہی شعرا ہیں جو اصطلاحی معنی میں صابر کے ہمعصر تھے اسلیے کہ اس میں فراق و قاسم وغیرہ ہیں جو صابر کیا صہبائی کے بھی ہمعصر نہیں کہے جاسکتے،

(۶) گلستان سخن (مقدمہ مقصد ا) میں دہلی کے جن اساتذہ کا خاص طور پر ذکر کیا گیا ہے ان میں وہ بھی ہیں جو زمانۂ تالیف سے بہت قبل وفات پا چکے تھے (نصیر، ممنون) اور وہ بھی جو اس قدر کم عمر تھے کہ شاید صہبائی کے خاص حلقے سے باہر انھیں استاد نہ سمجھا جاتا ہو (مثلاً سوز)، آزردہ کا ذکر سب سے علیحدہ کیا ہے اور انھیں سب سے بڑھایا ہے، لیکن یہ غالباً مصلحت کی بنا پر ہے، نہ وہ اس کے مستحق ہیں اور نہ صہبائی و صابر انھیں واقعی اتنا بڑا سمجھتے ہونگے (تذکرے کا آغاز بھی انھیں سے ہوا ہے، حالاں کہ مقررہ قاعدے کے مطابق آباد سے ہونا تھا) اساتذہ کی تعریف میں بڑے مبالغے سے کام لیا ہے اور کہیں کہیں صاف معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کھل کر بات کہنا نہیں چاہتا (مثلاً مومن کی خود بینی کا ذکر) اظہار رائے میں ذمہ داری کا احساس کارفرما نظر نہیں آتا، صہبائی، سوز و صابر کی آوازگری (پروپگنڈا) تالیف تذکرہ کی سب سے بڑی غرض معلوم ہوتی ہے۔

[1] بعض اوقات یہ فیصلہ مشکل ہے کہ کون شاعر کہاں کا ہے بعض صورتوں میں قیاس سے بھی کام لیا ہے۔

Marfat.com

(۷) بعض غیر مشہور شعرا کے حالات میں واقعہ نگاری سے کام لیا ہے لیکن بیشتر مشاہیر کے متعلق جو کچھ لکھا ہے وہ نہ ہونے کے برابر ہے تاہم بہت سے کام کی باتیں اس تذکرے میں ملتی ہیں، اور آزاد نے آب حیات میں اسی سے کئی جگہ کام لیا ہے (مثلاً حالات شاہ نصیر) گر اس کا اعتراف نہیں کیا، یہ تذکرہ سخن شعرا کے بھی ماخذوں میں ہے خود اس تذکرے میں گلشن بے خار کے سوا کسی تذکرے سے کوئی بات نہیں لی گئی، بعض اور تذکروں کا ذکرا سمیں ضرور ہے۔

(۸) گلستان سخن میں التزاماً تلمیذ کا ذکر نہیں، خاص خاص شعرا کے شاگردوں کی تعداد جو مجھے اس کتاب سے معلوم ہوئی یہ ہے۔۔ صہبائی ۳۸ (اس میں درسیات پڑھنے والے بھی شامل ہیں) نصیر ۲۹، احسان ۲۳، ذوق ۲۲، مومن ۲۱، منیر ۱۵، صابر ۱۴، غالب (شمول حزیں) ۱۲، ممنون ۸، حیائے علوی ۳، سوز ۳، تنویر ۳، آزردہ ۲، عارف ۲، ثابت، (موخر الذکر کے بارے میں لکھا ہے کہ اولاد تیموریہ میں بیشتر اہل صاحب طبع کی شاگردی سے ممتاز ہیں)

واضح رہے کہ میں نے احتیاط سے گنا ہے، لیکن شمار کرنے میں غلطی کا احتمال ہے میں نے صرف ان شعرا کو لیا ہے جن کے بارے میں صراحتہً لکھا ہے کہ کن کے شاگرد ہیں اپنے معلومات یا قیاس سے کام نہیں لیا۔ اگر کسی شاعر کو ایک سے زیادہ استادوں سے تلمذ ہے تو اس کا شمار سب استادوں کے شاگردوں میں کیا گیا ہے۔

(۹) واقعات جب کب بیان کیے جاتے ہوں، کتاب میں زیادہ تر ایسے لوگوں کا ذکر ہو جنھیں جاننے کے مواقع حاصل ہیں، تو اغلاط زیادہ نہیں ہو سکتے، لیکن دہلوی شعرا ہوں یا بیرونی تھوڑے بہت اغلاط انکے متعلق موجود ہیں، مثلاً سرور کے استاد کا تخلص ساحی لکھا ہے، حال آنکہ یہ ساقی ہے (تذکرۂ سرور)، میر ببر علی انیس کا نام میر ببر علی لکھا ہے اور تذکرہ نگاروں کی طرح گلستان سخن کے مولف نے بھی حالات کے فراہمی میں زیادہ زحمت اٹھانا گوارا نہیں کی اور سرسری طور پر جو کچھ معلوم ہو سکا ہے پیش کر دیا ہے، مثلاً حزیں دہلوی کے متعلق لکھا ہے کہ اسے عارف سے تلمذ تھا، غالب ہے کہ اب غالب سے اصلاح لیتے ہوں گے، خلاصہ یہ ولیعہد کے نوکر تھے بہ آسانی تحقیق کی جا سکتی تھی کہ وفات عارف کے بعد کس کا تلمذ اختیار کیا تھا۔

(۱۰) شاعروں کے تراجم کے ساتھ جو ان کے اشعار ہیں ان کی تعداد یہ ہیں، فارسی ۹۲۹ سید کے دو مصرعے (مادۂ تاریخ) مزید برآں اردو ۳۶۱۴، مخمس کے ۲۶، بند اس کے علاوہ، مقدمے میں جو اشعار ہیں وہ اس تعداد میں شامل نہیں ذاتی تعلقات کی بنا پر ایسے لوگوں کے اشعار بھی بھر دیئے ہیں جن کے اشعار کچھ بلند پایہ نہیں، غلط انتساب کی صرف ایک مثال اس وقت میرے علم میں ہے ؎

ہولے ہے ابر سے ساقی ہے مے ہے | پر اک تو ہی نہیں افسوس ہے ہے

Marfat.com

یہ میر انیس کی طرف منسوب ہے، لیکن تذکرۂ قدرت اللہ شوق میں جو میر انیس کی ولادت سے قبل کی تالیف ہے، ایک گمنام شاعر کے نام سے ہے۔

(۱۱) کتاب کی عبارت نامانوس عربی و فارسی مفردات و مرکبات سے مملو ہے اور اس میں ایک جملہ بھی جس میں اردو کا لطف ملتا ہو بے نمک استعارات خنک تشابیہہ، دور از کار کنائے مزید برآں ظاہر ہے کہ اس صورت میں بے ارادہ حقیقت سے انحراف ہو جانے کا بہت کچھ احتمال ہے اور ایسا ہوا ہے،

(۱۲) مقدمے میں بہت سی غیر ضروری باتیں ہیں لیکن جس زمانے میں لکھا گیا ہے اس کے لحاظ سے غنیمت ہے، توافق لسانین پر مولف کی نظر ہے، اگر غلط مثالیں بھی دی ہیں، لفظوں کی اصل معلوم کرنے کا بھی شوق ہے اگرچہ اس میں بھی بعض جگہ دھوکہ کھایا ہے، دساتیر سے متعلق طویل بحث ہے۔ دساتیر سے واقفیت ظاہر ہوتی ہے مگر یہ تعجب کی بات نہیں کہ اپنے معاصرین کی طرح مولف کو بھی یہ خیال نہ ہوا کہ یہ جعلی ہے اور حواشیات وغیرہ میں جن کتابوں کا ذکر ہے یا تو ان کا وجود ہی نہیں یا یہ بھی جعلی ہیں اور شکل اول میں اقتباسات محض فرضی ہیں۔

(دلّی کالج میگزین، ۱۹۵۳ء)

Marfat.com

روز روشن شعرائے فارسی گو کا ایک تذکرہ

"روز روشن" کے سرورق میں مؤلف کا نام مظفر حسین اور تخلص صبا بتایا گیا ہے۔ یہ ۱۲۷۹ھ میں بمقام لکھنؤ متولد ہوئے تھے، اور یوسف علی، یوسف ابن حاجی یعقوب علی گوپاموی کے بیٹے تھے، اور جس زمانے میں یہ تذکرہ وجود میں آیا ہے (۱۲۹۵ تا ۹۶ یا ۹۷) یہ بھوپال میں تھے۔ روز روشن نواب صدیق حسن خاں کے حسب الحکم ۱۲۹۷ھ میں بھوپال کے مطبع شاہجہانی میں چھپا تھا۔ یہ سب امور سرورق، تراجم صبا و یوسف اور قطعات تاریخ سے ماخوذ ہیں۔ میرا گمان ہے کہ اصلی مؤلف یوسف ہیں اور کسی مصلحت سے صباؔ مؤلف بتائے گئے ہیں۔ دیباچے میں شمع انجمن، صبح گلشن، نگارستان سخن (یہ تینوں بھوپال سے شائع ہوئے تھے) اور آفتاب عالمتاب کا ذکر ہے۔ تذکرے کی ابتدا ص۵ سے ہوتی ہے اور تراجم و اشعار کا خاتمہ ص۸۱۲ میں ہوتا ہے۔ مسطر ۱۲ سطری ہے اور پہلے شاعر کے ترجمے کی سطر اول یہ ہے: "آبی تریشزی از وطن در دہلی رسید و در ب دریائی جمن خانہ ساختہ"۔ ذیل میں کچھ شعرا کے تراجم زیادہ تر اپنے اور کہیں مؤلف کے الفاظ میں درج کیے جاتے ہیں:

(۱) آشنا۔ شاہ ابو تراب خلف شاہ نعمت اللہ پھلواروی "جامع فضل و کمال" اور صاحب وجد و حال تھے ص۹

(۲) اجملؔ شاہ محمد اجمل الہ آبادی، تاریخ ولادت شب پنجشنبہ ۱۱ شوال ۱۱۶۰ھ، وفات بعمر ۷۹ سال، غرۂ ذی الحجہ ۱۲۳۶ھ۔ حزیںؔ نے انہیں ایک رباعی بھیجی تھی، انہوں نے اس کا جواب دیا۔ پہلے حزیںؔ بعد ازاں اجملؔ کی رباعی درج کی جاتی ہے:

دیدیم سواد ہند حیرت زا راست   روزش کہ ومہ چو شام ہجراں تار است
بستہ است بکار ہمہ شان سخت گرہ   اینجا گرہ کشادہ در شلوار است

صبح طرب ہند چو روئے یار است   شام خوش او چو کاکل دلدار است
اینجاست کشادہ صد ہزاران در فیض   جز یک گرہی کہ بستہ در شلوار است ص۲۹

(۳) اخترؔ، قاضی محمد صادق خاں، "اعیان" ہوگلی سے تھے۔ ابتدائے سن رشد سے سرکار انگریزی میں "منظم و محترم"

؎ یہ تذکرہ زیادہ تحقیق سے نہیں لکھا گیا، اور اس میں بہت سی غلط یا مشکوک باتیں ہیں۔ نشتر عشق، ید بیضا و نتائج الافکار کا حوالہ اس تذکرے میں ہے لیکن دیباچے میں ان کا ذکر نہیں۔ کچھ باتیں حذف بھی کر دی گئی ہیں۔ بعض تاریخیں صریحاً غلط۔

Marfat.com

رہے اور ایک مدت تک غازی الدین حیدر، شاہ اودھ کی سرکار میں "عز اختصاص" رکھتے تھے۔ اختر کی محامد حیدریہ انھیں کے نام پر لکھی گئی تھی۔ آخر عمر میں واجد علی شاہ کی ملازمت میں رہے (نصیبی دانی برداشتہ) "اکثر فضائل نوع انسانی و صفت عالم امکان میں اپنے معاصرین میں منفرد تھے کل علوم میں عموماً اور "علم ادب عجم و عرب و فنون کیمیا و سیمیا و ہیمیا" میں خاص طور پر مہارت رکھتے تھے۔ اختر نظم و نثر فارسی "کمال لطف و پاکیزگی" کے ساتھ لکھتے تھے۔ ۱۲۷۳ھ کی شورش کے انقضا کے بعد یہ لکھنؤ میں اقامت گزیں ہوئے اور یہیں راہی عدم ہوئے۔ ان کے تصانیف بہت ہیں، جن میں سے ایک لوامع النور فی وجوہ المنشور ہے اور دوسری آفتاب عالمتاب مؤخر الذکر ۲۲۶۴ فارسی گویوں کا تذکرہ ہے جس کی تاریخ ابتدا ۱۲۳۸ھ مساجع البلغا سے معلوم ہوتی ہے، اور بعض حواشی سے جو خود مؤلف کے قلم سے ہیں، اور "خاتمہ مبیضہ" سے جو سہک و اصلاح مؤلف سے مزین ہے یہ پتا ملتا ہے کہ یہ ۱۲۶۹ھ میں ختم ہوا تھا۔ ص۳۷

(۴) اشرف، اشرف علی خاں دہلوی، ہنگامۂ ابدالی کے بعد لکھنؤ آگئے۔ تذکرۂ شعرا آصف الدولہ کے نام سے لکھا، جو ان کی خدمت میں بتوسط سلام اللہ خاں پیش ہوا، لیکن اس سے کچھ نتیجہ نہ نکلا۔ وفات بعمر ۸۰ ص۴۸

(۵) اشہری سید امجد علی خلف احمد علی خاں ابن منصور علی خاں تہور جنگ کے بزرگ عہد جہانگیر میں اپنے وطن ترمذ سے وارد ہند ہوئے، اور جاگیر و منصب سے سرفراز ہوئے۔ عہد برطانیہ میں بھی اشہری کے بعض بزرگ عہدہائے جلیلہ پر مامور رہے خود اشہری ۱۲ برس سے ریاست بھوپال میں نوکر ہیں، اور نظم و نثر فارسی و اردو میں حدیقہ شاہجہانی، گلدستہ سلطانی، ارمغان، مثنوی اور دیوان کے مصنف ہیں ان کی عمر "ہنگام نگارش" ۶۲ سال کی ہے، لیکن استعمال تریاک نے بڈھوں کی طرح "خمیدہ" ہیں، مقطعوں میں بیشتر اشہری تخلص لاتے ہیں لیکن کبھی امجد و فرقانی سے بھی تخلص کا کام لیتے ہیں۔ یہ خود ان کے بھیجے ہوئے ترجمے کا خلاصہ ہے ص۵۱

(۶) اظہر۔ شیخ کرامت علی ابن امانت علی، متوطن فرخ آباد، لیکن مدت العمر لکھنؤ میں بسر کی، نصیر دہلوی کے شاگرد تھے اور تاریخ گوئی میں "یکتا"، "قصیدۂ متضمن تاریخ ولادت شاہزادہ میرزا محتشم بخت یعنی موزوں نمود کہ ہر شعر شش تاریخ دارد، ہر مصرع شش و حروف منقوطہ و حروف غیر منقوطہ ہر شعرش تاریخست، و حروف معجم ہر مصرع با حروف مہمل مصرع دیگر ہم تاریخست"، بہادر شاہ ظفر کے جلوس کی تاریخ بھی کہی تھی ص۵۲

(۷) اعجاز۔ شیخ عبدالعزیز نستعلیق نویس مخاطب بہ اعجاز رقم، ابن محمد صالح ابن یوسف سہسوانی اعجاز الہی، نازش خیر آبادی، امیر مینائی اور رکاپرشاد، موحد کے شاگرد تھے، برہمی سلطنت اودھ کے بعد یہ ایک مدت تک "ملازم سرکار بھوپال" رہے اور فی الحال "ریاست گوالیار" میں ہیں۔ فارسی اردو دونوں میں شعر کہتے ہیں اور تاریخگو بھی ہیں ص۵۵

(۸) افسوس۔ میر شیر علی، ابن سید علی مظفر خاں لکھنوی مؤخر الذکر قاسم علی خاں "ناظم بنگالہ" کے داروغہ توپخانہ

Marfat.com

اور افسوس خود جب طلب سرکار انگریزی کلکتہ فرنگیوں کو اردو سکھانے کے لیے گئے تھے۔ انہیں نظم اردو و فارسی میں سلیقہ تھا اور آرائش محفل باغ اردو ان سے یادگار ہیں۔ اوائل ماہ سیزدہم میں فوت ہوئے ص۵۸

(۹) افضل، شاہ اعظم الٰہ آبادی خلف ارشد شاہ ابوالمعالی ابن شاہ محمد اجمل، حسن و جمال و علم و کمال میں "آیات ربانی" سے ایک آیت تھے۔ علوم عربیہ از ابتدا تا انتہا سید زین العابدین سے حاصل کیے اور فیض باطنی خود اپنے خاندان سے پایا۔ اختر نے جوان کے محب صادق تھے، ان کی تاریخ ولادت ۴ ذیقعدہ ۱۲۲۵ھ لکھی ہے ص۶۱

(۱۰) الفت، اجاگر چند کایتھ متوسل ملازمان.. مہابت جنگ" ص۶۸

(۱۱) امداد، نواب امداد اللہ خاں خلف کفایت اللہ خاں رامپوری انہیں لکھنؤ میں قیام پسند تھا اور اختر کو ان کی خدمت میں نیاز تھا ص۷۱ ۔

(۱۲) (الف) امید، امید علیخاں خلف جہاں خان ناظم ہنگلی دوست اختر، اواسط ماہ ..۱۳ میں وفات ص۷۱

(۱۳) امین، امین الدین ابن کریم اللہ و برادر بزرگ عزلتی متوطن ڈبائی ضلع بلند شہر، شاعر اردو و فارسی و تلمیذ برادر بزرگ خود نظام الدین، عین شباب میں وفات ص۷۲

(۱۴) امین، امین اللہ عظیم آبادی مدرس مدرسہ عالیہ انگریزی کلکتہ مختصرات جمال الدین بہاری اور معلومات محمد قائم الٰہ آباد سے پڑھے اور تفسیر و حدیث میں شاہ عبدالعزیز دہلوی کے شاگرد تھے۔ امین نے "میر زاہد رسالہ" پر حاشیہ لکھا اور مسلم الثبوت کی شرح زیر تحریر تھی کہ ان کی وفات ہوئی۔ قصیدۂ نعتیہ بہت بلیغ موزوں کیا، اس کا مطلع یہ ہے۔

مخدرات سراپردہ ہائے قرآنی　　چہ دلبرند کہ دل میبرند پنہانی　　ص۶۶

(۱۵) انسان سید یار خاں متوفی ۱۱۵۰ھ ص۷۱

(۱۶) انصاف شیخ محمد یحییٰ جونپوری گوشہ نشیں، مرتاض، مرید شاہ خوب اللہ ص۷۰

(۱۷) اوباش، محمد زماں ساکن بجنور (کذا) بفاصلہ پنج کردہ از لکھنؤ، از احفاد قاضی فخر الدین بجنوری فارسی میں شاگرد مکمل ص۸۱

(۱۸) بخشش، مخدوم بخش متوطن لاہرپور متعلق سرکار خیر آباد علوم متداولہ میں شاگرد مولوی مدنی شاہ جہانپوری، نظم و نثر میں تلمیذ قتیل ص۹۳

(۱۹) برشتہ میرزا محمد حسین لکھنوی معروف بہ آغا برشتہ کو جد اعلیٰ ملا حسن آذربائیجانی جو اقربائے سلاطین صفویہ سے تھے فراغ حج و زیارات کے بعد ہندستان آئے اور صفدر جنگ کے میر بخشی ہوئے۔ ان کے بیٹے آغا حسین باپ کی خواہش پر اصفہان سے لکھنؤ آئے اور سید صلابت خاں ذوالفقار جنگ کی بہن کی بیٹی سے متزوج ہوئے، جن سے مرزا محمد حسن متولد

Marfat.com

ہوئے۔ موخرالذکر کی شادی میرزا عبداللہ برادر میرزا مہدی علی خاں لکھنوی کی بیٹی سے ہوئی اور ان سے آغا بشتہ وجود میں آئے۔ بر رشتہ اختر کے دوستوں میں تھے ص۹۰

(۲۰) برکت، محمد برکت اللہ خاں دہلوی برادرزادہ اسدیار خاں، بدیہہ گوئی میں اچھا ملکہ تھا شاہ عالم ایک دن قلعہ شاہ جہاں آباد میں "پتنگ بازی" میں مصروف تھے برکت نے حسب الامر فی البدیہہ رباعی کہی اور دو ہزار روپے خلعت صلے میں پایا۔

تا سلسلۂ جہاں بدستت دادند　　　اقبال و ظفر عنان بدستت دادند
معلوم شد از رشتۂ کاغذ باد　　　سررشتۂ آسماں بدستت دادند　ص۹۳

(۲۱) بریں، وجیہ الدین دہلوی ملازم شاہ عالم و تلمیذ بکیس ص۹۵

(۲۲) بسمل، بھگوانداس لکھنوی، کائستھ، اصل وطن کا بیخبر، خود لکھنؤ میں پیدا ملازم ٹکیت رائے و شاگرد دیوانہ، آخر عمر میں ہندی تخلص اختیار کیا صاحب مثنوی سلسلۃ المحبت ص۹۶

(۲۳) بقا، حافظ بقاء اللہ خاں ابن شیخ ابراہیم دہلوی، اسی برس کے قریب عمر تھی کہ ۱۲۶۰ھ میں مرے ص۱۰۰

(۲۴) بقا، شیخ بقاء اللہ پسر حافظ لطف اللہ قریشی اکبرآبادی بقا، نستعلیق نویس تھے اور نظم فارسی و اردو میں دستگاہ رکھتے تھے۔ ۱۲۲۰ھ تک زندہ ص۱۰۱

(۲۵) بلیغ، قطب علی خاں شاہجہاں پوری مصاحب واجد علی شاہ تھا خطابات قطب الدولہ مفتاح الملک ص۱۰۲

(۲۶) بہار، جوگل کشور پسر کنول رام، نزاکت الہ آبادی و تلمیذ مصیب، عروض و قافیہ اور نظم و نثر میں مہارت، نزاکت نواب خاں عالم بقاء اللہ خاں کے یہاں منشی تھے اور بہار نواب مدارالدولہ کے یہاں لکھنؤ میں "منشی کارخانہ" تھے ص۱۰۴

(۲۷) بیتاب، محمد حیات بلگرامی از دوستان اختر۔ ابتدا میں سخنور سے تلمذ تھا، اور وہ لکھنؤ کے بعد چندے دیوانہ اور اور پھر قتیل سے مشورہ کرتے رہے۔ غلام مخدوم سے تحصیل علم کی اور رنگین و منت کی صحبت میں رہے۔ غازی الدین حیدر کی مدح میں قصیدہ لکھا جس کے صلے میں سو روپے ماہوار کی نوکری ملی، بادشاہ نے انہیں بیتاب کی جگہ امید تخلص دیا، اس کے کچھ ہی بعد ان کی وفات ہوئی ص۱۱۱

(۲۸) بیخبر۔ خواجہ غلام محوث خاں کشمیری۔ مدت سے "میر الانشائے گورنمنٹ مغربی و شمالی" ص۱۱۲

(۲۹) بیدار، یساون لال، کائستھ دہلوی تلمیذ مظہر و ملازم نواب غلام حسین خاں ابن اعظم خاں ص۱۱۳

(۳۰) بیدار میرزا محمدی اکبرآبادی، درویش متوکل، مرید مولانا فخرالدین دہلوی۔ وفات سے چند روز قبل ایک تحریر (کتابت) لکھی جس میں یہ بتایا کہ فلاں دن، فلاں تاریخ فلاں وقت میں مر جاؤنگا احباب نماز جنازہ میں شریک ہوں۔ موت اسی کے مطابق واقع ہوئی ص۱۱۴

Marfat.com

(۳۱) بیقرار، میر کاظم حسین خاں دہلوی از احفاد سادات خاں شاہ جہانی و صلابت خاں امیر الامرائے فرخ سیری۔ اختر کو ان سے اور ان کے ماموں سیف الدولہ سید رضی خاں دہلوی سے "رابطہ محبت و اتحاد" تھا اور اختر نے آفتاب عالمتاب میں بیقرار کی بہت تعریف کی ہے، ص۱۱۷

(۳۲) بیمار، میر زین العابدین الہ آبادی از اولاد شاہ محمد افضل الہ آبادی و تلامذۂ حیرت ۴۸ برس کی عمر میں فرخ آباد میں وفات ص۱۱۸

(۳۳) بادشاہ نصیر الدین حیدر بڑے حسن پرست تھے "ہر یکی از عملہ دفعلہ محلات شاہی حتی الحجابات والجالات بدیعۃ الجمال حدیثۃ السن بودند و در ہر کوچہ و بازار لکھنؤ جوق جوق حور اطلقیان شہر. جلوہ گری مینمودند و از انجلہ کامرانی بعیش و عشرت مت کے احدی از سولف ملوک عشر عشرش بخواب ندیدہ باشد، از رواح تا صباح و از پگاہ تا بیگاہ تا بیگاہ قصرے از قصور سلطانی و ایوانی تحتانی و فوقانی از رقص و سرور و آہنگ جنگ و رود و تاہ تاہ خوش اصوات و واہ واہ نیکوان شیریں حرکات خالی نبود" ۵ ہزار روزانہ اطعمہ و اشربہ میں صرف ہوتا تھا اور اس بادشاہ نے محاصل مملکت کے علاوہ سعادت علی خاں کے جمع کردہ ۲۰ کروڑ روپے لہو و لعب میں خرچ کر دئے ص۱۱۹

(۳۴) پروانہ، کنور جسونت سنگھ معروف بہ کاکا جی لکھنوی پسر راجہ بینی بہادر و شاگرد دیوانہ شاعر اردو و فارسی اختر سے محبت تھی ص۱۲۰

(۳۵) نائب بشیر الدین موسوی استاذی محمد احسن بلگرامی احسن کے شاگرد ص۱۲۵

(۳۶) پتاں، محمد علی عرف رمضان بیگ. ساکن قصبہ ارسیون از توابع لکھنؤ. شاگرد اختر ایک مدت تک کانپور میں تلاش معاش کے لیے مقیم رہے. پھر بنارس گئے اور وہیں مرے ص۱۲۵

(۳۷) تحقیق، سید محمد عظیم عظیم آبادی ص۱۲۶

(۳۸) تراب، شاہ تراب علی علوی خلف شاہ کاظم کاکوروی. شاعر اردو و فارسی کم و بیش ۲۰ سال قبل فوت ہوئے ص۱۲۹

(۳۹) تراب، شاہ تراب علی لاہر پوری ص۱۲۹

(۴۰) تسلی، رائے ٹیکا رام پسر گوپال رائے کہ جدش راجہ خوشحال رائے نائب سرفراز الدولہ حسن رضا خاں بہادر بود ص۱۳۰

(۴۱) تسلیم، سلام اللہ خاں از احاظم و اعیۂ قصور نشو و نما دہلی میں پائی اور لکھنؤ میں نواب شیر جنگ کی رفاقت اختیار کی آصف الدولہ ان کا احترام کرتے تھے ص۱۳۱

(۴۲) تسلیم، انوار حسین سہسوانی ص۱۳۱

(۴۳) تقی، میر محمد تقی دہلوی دہلی سے لکھنؤ آئے اور مورد مراحم آصف الدولہ ہوئے ص۱۳۲

(۴۴) ثمیں، میرزا امان علی امان لکھنوی خلف کلیں تلاش معاش میں کلکتہ گئے مگر کامیاب نہ ہوتے بنگلی میں اختر کے مکان میں اقامت گزیں ہوئے اور وہیں آگئے ص۱۳۲

(بہار کی خبریں، اگست ۱۹۶۱ء) ●●

بیاضِ عنایت حسین خان مہجور بنارسی

عنایت حسین خاں کا سال ولادت "بہار بوستاں دولت آمد" سے معلوم ہوتا ہے۔ (بیاض ورق ۲۷)۔ ان کا بیان ہے کہ اس سے ۱۲۰۲ھ نکلتا ہے، لیکن دراصل ۱۲۱۲ مستخرج ہوتا ہے۔ طرہ یہ کہ سنہ ۱۲۷۲ھ کی ۱۴ ربیع الثانی کو یہ لکھتے ہیں کہ "ایک حساب سے میری عمر کا ستادلواں اور دوسرے سے چھپنواں برس ہے۔" (ورق ۲۷)

اپنے بزرگوں کے بارے میں انھوں نے "شیخ صاحب" کو بتایا ہے:

بنارس کے تھے حاکم اس کے دلوا — بحد شان و شوکت حکم فرما (ورق ۴۹)
ہوئے والد مرے بعد ان کے حاکم — رہے برسوں ہی اس عہدے پہ قائم

دادا سے علی ابراہیم خاں، خلیل مصنف "گلزار ابراہیم" وغیرہ (م ۱۲۰۹ھ) اور والد سے نصیر الدین علی خاں دختر زادہ یوسف علی خاں مرشد آبادی صاحب تذکرۃ الشعرا وغیرہ مراد ہیں۔ اپنے بھائیوں کے متعلق ان کا قول ہے:

حقیقی تھے ہم تین بھائی غریب — مگر مبتلائے ستم بے نصیب
علی محمد تھا منجھلے کا نام — غلام علی چھوٹا تھا نیک نام
بڑا سب سے ہے یہ عنایت حسین — زمانے کے ہاتھوں سے پایا نہ چین
پدر ایک تھا اور مادر تھی ایک — عداوت نہایت ہے آپس میں لیک
وہ پٹنے میں رہتے تھے چھوٹے اِجی — بنارس کے ساکن تھے وہ اوسطی
چہل و پنج سالہ تھے وہ خوش نہاد — حسد ان کے دل میں تھا سب سے زیاد
نشانہ حسد کا تھا پر یہ حقیر — تھا چھوٹوں کا چھوٹا یہ تھا گو کبیر

علی محمد سنہ ۱۲۷۱ھ میں بتاریخ ۲۲ شعبان فوت ہوئے اور جہاں ان کے باپ دادا کی قبریں تھیں مدفون ہوئے (ورق ۱۱ و ۱۲)۔ ان کے متعلق ورق ۵۲ میں لکھا ہے کہ "ان کی شادی دختر مرزا مغل مرحوم سے ہوئی تھی اور

Marfat.com

اسی سبب سے تیلیا نالے میں مقیم تھے۔ ورق ۲۱ میں ہے کہ "بیبی کے دشمن" تھے۔ ورق ۶۶ میں بھائی کے وارثوں کی شکایت کی ہے:

جو وارث ہیں ہمارے بھائی جی کے ۔۔۔ وہ گلہنگ (کذا) ہیں ہمارے آہ جی کے
نہ دے خالق کسی کو ایسے وارث ۔۔۔ کہ ہے ایک ایک ان میں شمر و حارث
کیا اس شہر میں ہے مجھ کو بد نام ۔۔۔ ستاتے ہیں مجھے ہر صبح اور شام

بیاض میں عنایت حسین خاں کی ایک بیٹی امام باندی کا ذکر ہے جس کی شادی باقر علی خلف "یمین الدولہ مرحوم" سے ہوئی تھی۔ اس کے بیٹے کا نام آصف علی مرزا احمد علی مرزا رکھا گیا، ولادت ۲۳ ربیع الثانی سنہ ۱۲۰۷ھ ورق ۶۵، لیکن ورق ۷۰ میں احمد کی جگہ محمد، ہر دو نام مطابق قرآن، پنڈت نے "پترا" دیکھ کر طالب علی مرزا نام نکالا۔ پکارنے کا نام ننھے مرزا تھا۔ تاریخی نام نہیں دیا۔ اس کی کسر رہ گئی۔ ورق ۹۴ میں اپنی تحصیل علم اور تصانیف کے بارے میں رقمطراز ہیں:

فراغ حاصل ہوا تحصیل سے جب ۔۔۔ ہوا ذوق (کذا) طبابت بندے کو تب
سدیدی اور نفیسی اور قانون ۔۔۔ کتابیں سب پڑھیں از فضل قیوم (کذا)
ہوا پھر شعر گوئی کا وہ کچھ شوق ۔۔۔ کہ جملہ ذوق پر اس کو ہوا فوق
کہے تا آنکہ دو بندے نے دیوان ۔۔۔ بہم پہنچا غزل گوئی کا سامان
لکھا پھر اک مجلد مثنوی کا ۔۔۔ کہ لکھی مثنوی ہیں اس میں صدہا
سوا سو مثنوی ہے اس میں مرقوم ۔۔۔ کہ ان کا حال ہو دیکھے سے معلوم
لکھا اک تذکرہ ہے شاعروں کا ۔۔۔ خود اس کے طرز کا موجد ہے بندہ
کلام و شعر کو ہر ایک کے بس ۔۔۔ مثلث اور مربع اور مخمس
کیا اس تذکرے میں میں نے داخل ۔۔۔ ہوا یہ طرز تازہ تر ہے حاصل
مطول اک قیامت نامہ صادق ۔۔۔ حدیث و نص قرآن کے مطابق
لکھا بندے نے زاد الآخرت ہے ۔۔۔ بلا شک اس سے میری مغفرت ہے
لکھا افسانہ اک رنگین بصد طول ۔۔۔ ہوا اہل طبائع کے وہ مقبول

ورق ۱۶ میں ہے کہ یہ صفر سنہ ۱۲۰۱ھ میں حسین آباد (آباد کردہ فرجدم ... لانمیرؔ) گئے تھے۔ یہ زمانہ فدا علی خاں کا تھا۔ ورق ۴۴ میں شاکی ہیں کہ "اخوی فدا علی خاں کہ امیر کبیر اند با وجود دولت لکھو کھا روپیہ ... بجز این

نسخہ براقم کہ بدولت جد ماست چیز دیگر عنایت نفرمودند"۔ فدا علی خاں قاسم علی خاں برادر علی خاں برادر علی ابراہیم خاں کے پوتے تھے۔ ایک نظم میں سفر شیخپورہ (ضلع مونگیر کے قریب حسین آباد) میں جو تکلیف ہوئی اس کا ذکر ہے۔ اس کی بیت اول یہ ہے:

وہ کون راہ شیخ پورہ کی جو راہ ہے　　　دوزخ کی راہ ہے وہ جہنم کی راہ ہے

ایک اردو خط میں جس کا آغاز یوں ہوتا ہے۔" بفرعرض بندگان جناب عالی متعالی خداوند نعمت سلامت" لکھا ہے کہ خرچ زیادہ اور آمدنی کم ہے۔" مداخل قلیل ہے" (کذا)۔ اس میں استدعا کی ہے کہ ۲۵ روپے ملیں۔ ان کی کچھ جایداد ضلع پٹنہ میں تھی جو "بھائی محمد سعید خاں و مسماۃ فضیلت النسا" کے یہاں ٹھیکا تھی، قسط پھاگن و چیت ماہ ۱۲۶۳ھ کی بابت ۵۲ روپے انھیں ملے تھے۔ ورق ۱۔ اور جگہ بھی باقساط وصولی کا ذکر ہے، قرینہ ہے کہ اس ذریعے سے کل آمدنی سالانہ دو سو روپے یا اس سے کچھ زیادہ تھی۔ بعض اوقات زیور وغیرہ رہن رکھنا پڑتا تھا۔ ورق ۱۰۔ ایک غزل کا مطلع ثانی ہے: (ورق ۸۹)۔

نہ وہ دولت نہ وہ حشمت نہ وہ فرط تجمل ہے　　　چراغ اس گھر کا اپنے دیکھتے ہی دیکھتے گل ہے

بیاض میں جا بجا خرابی صحت کی شکایت ہے اور ایک جگہ لکھا ہے کہ ۱۸ برس سے سانحے میں مبتلا ہوں۔

عنایت حسین خاں کا تخلص مہجور اور خطاب اقبال الدولہ تھا ("راقم آثم نواب عنایت حسین خاں بہادر المتخلص بہ مہجور" ورق ۷۲)۔ ان کے عربی اشعار سلطان القصص میں موجود ہیں، اور اردو فارسی اشعار بیاض میں موجود ہیں۔ مجھے یاد آتا ہے کہ "سلطان القصص میں ۵ دواوین کا ذکر ہے۔ اس کتاب پر میرا مقالہ عنقریب "آجکل" میں شائع ہونے والا ہے۔ سنہ ۱۲۷۸ھ تک مہجور کے زندہ رہنے کا ثبوت موجود ہے۔ بیاض میں ان کی والدہ کا سال وفات بہت صاف طور پر ۱۲۷۱ھ مرقوم ہے۔ ورق ۵۶ لیکن قطعہ تاریخ میں جو مادہ ہے وہ ۱۲۶۳ھ پر مشعر ہے۔ بیت آخر یہ ہے:

زہاتف بمہجور آمد ندا　　　بہ آمد بخلد از طفیل بتول

قاعدے کے مطابق بہ آمد نہیں، بیامد ہونا چاہیئے اور اس صورت میں ۱۲۶۸ھ مستخرج ہوگا۔

بیاض مہجور (ورق ۱۰۰) "علی خاں لائبریری" حسین آباد سے ادارۂ تحقیقات اردو پٹنہ کی ادبی نمائش کے لئے مستعار آئی ہے۔ ورق ۵۸ میں بہت سی چیزوں کی فہرست ہے۔ اس میں "لحاف چھینٹ درسی گاہ مع پٹنہ وغیرہ ۸/۱" اور یہ بیاض ہے۔ اس میں سنہ ۱۲۷۸ھ تک کے مندرجات ہیں۔

Marfat.com

(۱) خط بنام مہاراجہ (بنارس) میں لکھا ہے کہ "مہاراجہ چیت سنگھ کے زمانے سے دونوں خاندانوں میں برابر "رابطہ، اتحاد و وداد" چلا آتا ہے۔ ورق ۴۔

(۲) کسی شخص کا حال تذکرے میں اس طرح لکھا تھا کہ اس کی ناراضی کا باعث ہوا۔ منظوم خط میں معذرت کی ہے۔ ورق ۶

(۳) غزل در جواب میر؟ مصرع ا "یہ ولولہ" (کذا) جواب ہیں اور "جوش مستیاں ہیں" "ستیاں" (صفت) "آنکھیں ترستیاں" ورق ۲)

(۴) مثنوی، ۱۴۸ ابیات "لکھیں کیا رنگ نیرنگ جہاں کا، کسی کو یاں نہیں یارا بیاں کا" "ایک سپاہی کی جورو" خوبصورت تھی اور وہ اس سے محبت کرتا تھا، مگر فکر معیشت نہ تھی اور بری طرح گذرتی تھی۔ بیبی نے شوہر کو یقین دلایا کہ میں با عصمت ہوں بدگمانی نہ کرو اور گھر سے باہر نکل کر کچھ حاصل کرو، سپاہی "براہ طعن" بولا:

مگر جب حالوں میں تجھکو اے مہرد — کرے سامان شاہی جمع یاں تو

سوا اس کے ہو بیٹا ایک پیدا — کہ جس کے حسن پر یوسف ہو شیدا

نہ دیکھوں گا اگر میں آکے یہ طور — تو تجھ کو قتل کر ڈالوں گا فی الفور

عورت نے جواب دیا کہ خدا کی قدرت سے باپ کے بغیر بھی بیٹا پیدا ہوتا ہے۔ سپاہی روانہ ہو گیا اور اس کے پیچھے میں ایک متمول سوداگر اس عورت پر عاشق ہوا۔ اور ایک مشاطہ کے ذریعے اپنا حال کہوا بھیجا۔ اس عورت نے کہا کہ میری "چند شرطیں" ہیں۔ پہلے ایک "ملوکانہ" مکان بنواؤ، جہاں بالکل شاہانہ سامان ہو ڈیوڑھی پر بہت سے نوکر ہوں، بہت سی کنیزیں اور خواجہ سرا میری خدمت کو حاضر رہیں۔ اصطبل گھوڑوں اور فیل خانہ ہاتھیوں سے بھرا ہوا ہو۔ یہ سب ہو گیا تو عورت نے یہ کہوا بھیجا کہ:

ہے تیرے پاس جو کچھ دولت و مال — وہ میرے پاس بھجوا دے فی الحال

اسی پر مثنوی ختم، صریحاً ناقص الآخر۔ بعض مصرعے ملاحظہ ہوں: ہوا جب ان کا حال از بس کہ تغیر، بہم پہنچا رکھے تو بادشاہت، بلائیں اس نے تب مشاطۂ چند، کہ ہوا قوال قدما کے موافق، جو اہل روزگار ہوتے ہیں انساں، خوش آتی ہے جنھوں کو سرفروشی، املا: بکسرت = بکثرت۔ چہڑ ہم = چڑھم۔ طابع = تابع۔

(۵) "... میر نواب عرف محمد حسین خاں ... سلمہٗ ... نوہ (= نواسہ) نواب عالی جاہ میر محمد قاسم خاں ... صوبۂ جنگ ... مولدایں شاعر سخن رس ... محمد آباد بنارس ... در فارسی دستگاہ وافی دارد در نظم

Marfat.com

اشعار مشہور، مؤلف و منشا والد بزرگوارش ۔ ۔ ۔ اصفہان ۔ ۔ ۔ ہرچند کہ ازیں اخلاص مند بچند نوع قرابت پیوند (کذا) است لاکن نہ بایں سررشتہ محامد او صافش بنگارم بل از حقیقہ راہ بروے کار میآرم ۔ گو از تلمیذ (کذا) مکرم علی خاں مکرم کہ در ہمیں ردیف میم ذکرش ترقیم یافتہ ، مشق دارد فاما ترجیح صحیح بلا مرجح بر استاد دارد" ایک غزل کا مخمس اس میں تخلص نہیں ۔ بعض اشعار غزل :

ہم میں عشق بے ہنر سے یہ ہنر پیدا ہوا ۔۔۔ عشق اپنے دل میں بے فیض ہنر پیدا ہوا

میں وہ مجنوں ہوں تری دولت سے اے لیلائے حسن ۔۔۔ بید کو بھی میرے سائے سے حذر پیدا ہوا

مخمس کے بعد دو مثلث ، ظاہراً محمد حسین خاں کے اشعار کی تضمین :

مہرباں دیکھو رقیبوں پہ یہ مشہور نہ ہو ۔۔۔ کام کرتا ہے بڑا یہ کہیں مجبور نہ ہو

ان دلوں رہتے ہو تم بر سر کیں ڈرتے ہیں

صبا ناقہ ہے تیرا تیز رو مشہور مجنوں سے ۔۔۔ نکالا ہم نے یہ مضموں چن کر لاکھ مضموں سے

کہ اب لیلیٰ کے ناقے پر تو اب لیلیٰ محمل ہے (کذا)

مصرع ۲ میں مشہور کے بعد "کہہ دیتا ہے" بھی ہے ؛

(۶) " رقعہ بخدمت میر نواب ۔ ۔ ۔ مونس کہ از لکھنؤ (کذا) بسبب قرابت خویشی از آغا میر سوداگر کہ بعد مردنش بنا بر حصول ترکہ بماہ محرم سنہ ۱۲۷۲ھ تشریف آوردہ بودند بندہ دعوت شاں کردہ بود" ۔ دو منظوم خط ، مونس کا ایک سلام "اے محرئی گیا سرور کہاں کہاں الخ" ورق ۳۴ ، اور ایک دوسرے سلام "اے سلامی دیکھ کر اے روبے اکبر چاندنی" الخ کا مخمس ورق ۴۱ ۔

(۷) ایک منظوم خط بنام "مرزا صاحب" ورق ۳۳ میں اشعار ذیل متعلق اودھ :

بادشاہ (کذا) کو تخت جلدی ہو نصیب ۔۔۔ دفع ہوئیں جلد اعدا ناشکیب

کل ہندوستان (کذا) پہ ہو اس کا عمل ۔۔۔ مارے جاویں اس کے دشمن بے اجل

لکھنؤ پھر جلد تر آباد ہو ۔۔۔ جلد تر اس کا عدو برباد ہو

دفعہ ثانی ہے لٹا ہندوستان ۔۔۔ از نصاریٰ ملک در ہندوستان (کذا)

شیوہ ہے یارب جو یہ شاہ اودھ ۔۔۔ تخت و تاج اسکو ملے بے ردو کد

(۸) "نواب جعفر حسن خاں" فیض کی غزل کا مخمس تاریخ ۱۲ ربیع الثانی سنہ ۱۲۷۲ھ (ورق ۳۰ ، ب بالا)

Marfat.com

رات ایک پری سامنے آ لے گئی جی کو
جلوہ ہمیں چہرے کا دکھا لے گئی جی کو

کیا رات ترے کوچہ گیسو میں بسی تھی
آتے ہی سحر باد صبا لے گئی جی کو

اک عمر گرفتار رہے چاہ ذقن میں
اب کھینچ تری زلف رسا لے گئی جی کو

وہ خاک میں یکساں ترے کوچے میں کھڑا تھا
ٹھوکر تری اے شوخ اڑا لے گئی جی کو

جو دیکھتے ہی باتوں میں ہوا میں ہمہ تن گوش
پردے ہی سے بس اس کی صدا لے گئی جی کو

اب ہاتھ کسی رنگ سے آتا ہی نہیں ہے
مہندی بھری کس کی کف پا لے گئی جی کو

ہے چاک مرے بر میں گریبان تحمل
کافر یہ تری تنگ قبا لے گئی جی کو

دل شہر میں لگتا نہیں کیا جانے ہوا کیا
پھر ان دنوں صحرا کی فضا لے گئی جی کو

ہے سیل سرشک اور دم سرد پہ عالم
بیساختہ دریا کی ہوا لے گئی جی کو

مجوب نگہ کا ہوا دیوانہ مرا دل
آنکھوں کی تری شرم و حیا لے گئی جی کو

تھا نعش تمنا پہ وہ گریاں کئی دن سے
سمجھا کے بہت یاس اٹھا لے گئی جی کو

دزدیدہ نگہ کر کے چرایا نہیں دل کو
آنکھوں سے پری آنکھ ملا لے گئی جی کو

ہم دیکھتے ہیں فیض تمہیں دو دو پہر گم
سچ ہم سے کہو کس کی ادا لے گئی جی کو

(۹) "عظیم آباد کے صاحب جج کا جو والفیل صاحب نام ہے تو ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ اس انگریز کا سجع کہیے۔ میں نے کہا کہ ان کا سجع تو سجا سجایا ہے ... الشاط لطیفۃ (کذا) والفیل حقیقۃ" میر جنت حسین وکیل نے کہا "میرا سجع کہہ دیجیے" میں نے کہا "جنت حسین پر لعنت یزید پر"

(۱۰) مہمل اشعار بعنوان "لہ" اس سے قبل خود مہجور کے اشعار ورق ۵:

جاویں گر قیس سے آوارہ وطن دریا میں
مچھلیاں دشت میں پیدا ہوں ہر دریا میں

نہ ٹھہرے ایک جگہ گو جہاں جہاں نہ رہے
صبا کو ضد ہے کہ بلبل کا آشیاں نہ رہے

نہ ٹھہرے دشت میں اور طرف بوستاں نہ رہے
صبا کو ضد ہے کہ بلبل کا آشیاں نہ رہے

کوئی شنوا نہ ہوا سوختہ جاں سوکھ گئی
چیختے چیختے بلبل کی زباں سوکھ گئی

یہ دیکھو اشک کے رومال سے باندھا ہے دریا کو
تماشا ہے کہ ہم نے بال سے باندھا ہے دریا کو

کون وہ ہے دیا ہے آوارہ وطن دریا میں
بہہ گئے خاک کے سوتوں کے کفن دریا میں

Marfat.com

خالق ارض و سما ہے لاکھ زنجیروں کے بیچ۔

(۱۱) " افلاطون ثانی و مسیح زمانی حکیم مولی بخش... در فن سخن گوئی از اقران زمان گوئے سبقت ربود، قصبۂ چھپرہ مولد، شاگرد رشید شیخ امام بخش (کذا) راسخ و شیخ... از ارشد تلامذہ... میر است چوں خواجہ عسکری احمد کہ از متولدان بلدہ و ساکنان قصبۂ مذکور... در بنارس آمدند... غزل این شاعر... را کہ خود... مخمس فرمودہ بودند خواندند..." اس کے بعد مثلث جھجر، بعض اشعار غزل، مقطع میں تخلص رضا:

بے ہوش ہو رہا ہے وہ عہد شباب سے — ہے نشۂ حسن کا کہیں دونا شراب سے

بے نور جام مے کو کیا آوے یار نے — شرمندہ آفتاب ہوا ماہتاب سے

محروم دید سے نہیں ہوتے ہیں سنگدل — معلوم ہو گیا ہے یہ چشم حباب سے

چہرے پہ یار کے یہ رواں تار اشک ہے — ظاہر ہوئی ہے یا یہ کرن آفتاب سے

رونے میں بھی نہ آتش دل کم ہوئی ذری — یہ آگ وہ نہیں ہے جو بجھتی ہے آب سے

خوش چشموں سے یہ عشق ہے مجھ بادہ خوار کو — دل ہو گیا کباب ہرن کے کباب سے

کس کس جگہ یہ روح مری جا کے پھرتی ہے — ہرگز خیال شعر نہیں کم ہے خواب سے

میں اس کو چھوڑتا نہیں اور وہ رقیب کو — یارب رضا کو تو ہی چھڑا اس فشار سے

" فشار" کی جگہ "عذاب ہوگا (ورق) مکتوب بنام " شیخ صاحب" (تسلیم) میں بھی ان کے متعلق اشارے ہیں جن کی بہت تعریف ہے اور یہ استدعا کہ ان کی غزل کا جو "خمسہ" (مثلث کا ذکر نہیں) جا رہا ہے، وہ انھیں "مرسول" کریں۔" ورق ۴۹"۔

(۱۲) مرزا امان علی خاں (ورق ۲۵ میں اضافہ 'بیگ'، ورق ۱ وغیرہ میں مرزا امان علی) ذبیح ابن مرزا امان علی خاں ابن مرزا یوسف علی خاں ابن مرزا علی محمد خاں اصفہانی کہ بحضور... شاہ... عباس صفوی... بعہدۂ خوش نویسی و کتب خانہ داری سرفراز بودند۔ مولد و منشا شاعر موصوف... اکبر آباد است، بمرور دہور (کذا) بعظیم آباد آمدہ سکونت ورزیدہ بخانۂ یکے از امرایان آنجا کدخدائی نمودہ... و در لکھنؤ رفتہ تلامذگی میر... بلند آوازہ گردید۔ چون در سن یک ہزار و دو صد و دو ہجری بصحبت سید قاسم علی پسر میر عبد اللہ مرحوم نگر شہر عظیم آباد در بنارس آمدند از راقم اتحاد کثیر..." روداد" ورق ۷۵، ۷۶۔ ورق ۹۰، ۹۱ میں ہے۔ " غزل طرح مشاعرہ... ذبیح بعید تو چند ماہ رجب سنہ ۱۲۰۲ھ۔ کہ ہمراہ سید قاسم علی خان

Marfat.com

پسر دیوانہ و بیکار خود فرزانہ میر عبداللہ مرحوم۔۔۔ در بنارس آمدہ بودند و بعد چہار ماہ بعد دیدن میلہ (کذا) منگل کہ در تمام ہندوستان مثلش میلہ نمی شود باز بعظیم آباد رفتند از تلمیذ۔ میر خود را می گفتند شاعر کہنہ سال بودند۔"

ورق اسے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بتاریخ ۴ شعبان سنہ ۱۲۷۲ھ روانۂ پٹنہ ہوئے تھے۔ ورق ۹۲ میں ہے کہ یہ پٹنہ کے محلہ مغلپورہ میں "متصل پل سید راجہ زیر درخت بڑ برنالہ (کذا) عقب مکان نواب مہدی علی خاں مرحوم" رہا کرتے تھے۔ ان کے خط کا منظوم جواب مرقومہ ۱۲، رمضان سنہ ۷۲ھ (ورق ۲۱)

مرزا صاحب مشفق عالی مقام — یہ گذارش کرتا ہوں بعد از سلام
آپ کا مکتوب پہنچا ڈاک پر — دل کو بس فرحت ہوئی وہ دیکھ کر
للہ الحمد اب تلک زندہ ہیں ہم — رنج و غم لیکن نہیں ہوتے ہیں کم
مرض مزمن درپے آزار ہے — زندگی جس کے سبب دشوار ہے
اور ہے ان روزوں وباوہ سخت تر — ایک دم میں سینکڑوں جاتے ہیں مر
دھوم ان روزوں ہے ہر سو موت کی — موت ہے زندوں کو گویا زندگی
ایک دم کا بھی بھروسا اب نہیں — دم جو ہے گویا وہ دم ہے واپسیں
باختہ ہر ایک ہے ہوش و حواس — زندگی کو موت کرتے ہیں قیاس
جب بنارس میں تھے تم اے مہرباں — کیسے کیسے ربط تھے باہم عیاں
کہتے تھے خط لکھوں گا میں اس قدر — آپ گھبرا جائیے گا سر بسر
سو نتیجہ اس کا یہ ظاہر ہوا — اک مہینے بھر کے بعد اک خط لکھا
کس قدر سچ بولتے ہیں آپ واہ — صادق القول آپ ہیں بے اشتباہ
ہم تو پہلے جانتے تھے مہرباں — آپ سچے ہیں بلا ریب و گماں
آخرش کو وہ ہی اب ظاہر ہوا — اور ہر اک اس بات سے ماہر ہوا
مولوی صاحب کہاں اے مہرباں — آپ نے لکھا جو ہے یہ بے نشاں (کذا)
آپ کا جا کر کہوں ان سے پیام — یعنی بعد از خیر پرسی و سلام
آپ سے میں نے کہا ہے بارہا — بندے سے خدمت نہ ہوگی یہ ادا
آپ کا نوکر نہ ان کا طالع (کذا) دار — اور نہ میرا قاصدی کا ہے شعار

Marfat.com

آپ پر آتے نہیں ہیں اس سے باز
واہ رے عقل وادب اور امتیاز

آپ نے ان کو نہ لکھا خطِ جواب
خوب بندہ اس کا سمجھا ہے سبب

ان سے جو روپیہ لیا ہے آپ نے
فکر فرمائی ہے یہ لینے کیلئے

تا تقاضا وہ نہ لکھیں ناگہاں
عقلمند اب کے کھلی کھل کے تہاں (کذا)

ہے محض بے فائدہ یہ کانٹ چھانٹ
اور عبث کی ہے یہ اتنی آنٹ سانٹ

پھر نہ لکھئے گا کبھی ایسے کلام
تلخ تر ہوگا جواب اب ارتقام

ہاں مگر جب تک تلافی ہو بہم
خیریت اپنی کیا کیجے رقم

زیادہ اس سے کیا لکھوں میں جز سلام
خط یہاں سے اب ہوا اب (کذا) تمام

" از راقم بسیار محبتہا نمودند و در نفس الامر شاعر نغز گفتار نادر روزگار بودند. صاحب تصانیف

مجلہ کہنہ مشق پر گو و خوشگو" ورق ۲۷، ذبیح کی دو غزلیں (ورق ۳، ومابعد):

دود جگر نے گنبد گردوں بنا دیا
اشکوں نے آکے جوش میں جیحوں بنا دیا

اس نقد داغ عشق کی افراط کیا کہوں
دل کو مرے خزینۂ قاروں بنا دیا

کس طرح اشک چشم سے آویں لعل گوں
ہر دم کے عشق نے تو جگر خوں بنا دیا

دیوانے سینکڑوں ہیں ترے اے پری خصال
لیلیٰ نے ایک قیس کو مجنوں بنا دیا

پھر دیگا کیا کسی کو یہ خالی ہے آپ ہی
گردوں کو حق نے کاسۂ واژوں بنا دیا

دیکھو ہے کیا ہی صنعت نیرنگ کردگار
موسیٰ کسی کو کوئی فلاطوں بنا دیا

اس انقلاب چرخ کو خدمت ملی یہ آہ
ہاموں سے دشت دشت سے ہاموں بنا دیا

میخوار ہی اسکی یاد جو آئی (تو) اشک نے
آنکھوں کو جام بادۂ گلگوں بنا دیا

آئینے میں پری نے سنوارا جو زلف کو
دیوانہ ہم کو اور ہی افزوں بنا دیا

حیرت یہ ہے چمن میں کہ کس خوش نگاہ نے
نرگس کو آنکھ مار کے مفتوں بنا دیا

ایسا ہے سرو کب کوئی باغ جہاں میں آہ
جیسا کہ قد یار کو موزوں بنا دیا

مسرور ایک دم نہیں پاتی اسے ذبیح
کیا دل کو اس کے عشق نے محزوں بنا دیا

Marfat.com

جی الجھتا ہے جو ہر دم کبھی ایسا تو نہ تھا　　یاد آتا ہے مجھے غم کبھی ایسا تو نہ تھا
سینہ کوبی ہے سدا پیٹتے ہیں روتے ہیں　　جو کہ اب دل کا ہے عالم کبھی ایسا تو نہ تھا
غم سے کوئی نہیں خالی ہے مہینہ اب تو　　مجھ کو ہر ماہ محرم کبھی ایسا تو نہ تھا
یاد رخسار کی ہے وجہ وگرنہ دل میں　　جلوۂ نور کا عالم کبھی ایسا تو نہ تھا
کل کوئی چرخ کی بگڑی ہے مقرر ورنہ　　کارخانہ مرا برہم کبھی ایسا تو نہ تھا
وجہ ہو گی جو ہمیں منہ نہ دکھایا اس نے　　ورنہ یار آتے نہ ہمدم کبھی ایسا تو نہ تھا
لاسکا تاب نہ خورشید کی کس (کذا) طرح ذبیح　　ہیچ یہ قطرۂ شبنم کبھی ایسا تو نہ تھا

(۱۳) "امروز کہ سہ شنبہ بست و ہفتم... جمادی الثانی سنہ ۱۲۷۲ھ ... بود نواب محمد حسن خاں... عرف منجھلے میاں نوۂ... میر محمد قاسم خان... صوبہ بنگالہ کہ بزیور قابلیت ظاہر و باطن آراستہ بودند ... انتقال فرمودند حالیا در تمام تیلیا نالہ بلکہ در تمام شہر مثل آں مرحوم امیرے و رئیس زادہ باقی نماند، افسوس از آں برادر عالی تبار پسراں مرحوم بلیاقت و شوکتش کے میتواند رسید۔" (ورق   )

(۱۴) تمۂ غزل تسکین (نام ندارد) بعض اشعار غزل (ورق ۲۹)

کیسا یہ بہانہ ہے کہ اصلا نہیں جاتا　　ہر روز کا یہ وعدۂ فردا نہیں جاتا
پھیلا ہے مگر اس دہن تنگ کا چرچا　　غنچوں کا جو گلشن میں چٹکنا نہیں جاتا

(۱۵) ایک مسدس جس کے ہر بند کے آخر میں یہ شعر جو غالباً حسرت کا ہے، آتا ہے:

جو شب کاٹی تو دن مشکل جو دن کاٹا تو شب مشکل　　ترے نزدیک سب آساں مرے نزدیک سب مشکل

(۱۶) ایک نسخہ "گفتہ شیخ ذاکر علی ذاکر کہ ہمیں مرض لاحقہ راقم... قریب المرگ (کذا) شدہ بود (کذا) حسب گفتۂ درویشے بعمل آوردند و صحت یافتند"۔ مصرع طرح بزم مشاعرہ محمد ذاکر علی ذاکر در تلیا نالہ بمکان محمد رضا خاں در کٹرہ مقرر کردہ بودند... "ہر سرو اس چمن کا ایک آہ بے صدا ہے۔" "یار ہے گل ہے شب مہتاب ہے گلزار ہے۔" (ورق ۲۷)

(۱۷) ذیل میں جو نام ہیں، یہ مغل شاہزادوں کے نام معلوم ہوتے ہیں جو مقیم بنارس تھے۔ (ورق ۴۳)
مرزا احمد جان عرف مرزا کیخسرو جلال بہادر، میرزا لعل عرف مرزا عظیم الدین بہادر، مرزا عبداللطیف عرف مرزا فخر الدین بہادر، مرزا ظفر بخت عرف نظام الدین بہادر، مرزا نظام الدین عرف میرزا طہماسپ بہادر

Marfat.com

میرزا زین العابدین عرف میرزا فخر الدین بہادر، میرزا احسن بخت بہادر، مرزا محمد ضیاء الدین محمود بخت بہادر عرف مرزا بلاقی بہادر، مرزا جھبو (؟) عرف مرزا عبد الرحیم بخت بہادر، مرزا احسن بخت خلف مرزا جلال الدین اکبر عرف بڑے مرزا صاحب بہادر، مرزا عثمان بہادر۔

(۱۸) سنہ ۱۲۷۱ھ میں طلامت شاہ سے ایک نسخہ ملا "درویش رسول شیعی کہ حالا... درویشے ازیں گروہ نیست و راقم را از چہل سال عقیدت کاملہ در ایشاں است و ہمگی رئیسان ہندوستان بخدمت ایشاں عقیدتہا دارند۔" ورق ۵۲

(۱۹) پہنچا حسین آباد میں بندہ جو ناگہاں	بھائی ہیں ایک میرے محمد سعید خاں
بس معتقد رہیں اور بڑے ہی امیر ہیں	اور وہ اجارہ دار معاش فقیر ہیں
والد کا ان کے نام محمد تقی خاں	دادا کے میرے بھائی چچیرے تھے بیگماں
دادا کو میرے ان سے محبت کمال تھی	ربط کثیر ان سے تھا الفت کمال تھی

جا کر ہوا فرود میں ان کے مکاں میں (ورق ۵۹)

(۲۰) "... شاعر یگانہ ... شیخ مہدی بخش تسلیم و نام... والدش شیخ علی بخش دعا.. کہ عمر شریفش از لود... متجاوز گشتہ ہوش و حواس بجا ذوق سخن گوئیہا دارد... دیوان چند در عربی و فارسی و اردوئے معلیٰ دارد ریختی نیز می فرماید۔ چنانچہ دیوانے در ریختہا نیز دارد۔ از مولدان و سکنائے چھپرہ... شاعری کہ ایں ہر دو غزل از... او ست شاعر یست نازک کلام.. صاحب دیوانین (کذا) متین است در عدالت آں مقام پیشہ وکالت بلند نام است۔ چوں خواجہ عسکری (کذا) کہ ... از ماموے (کذا) خود شیخ مہدی بخش تسلیم مشق ایں فن... دارد از متولدان... عظیم آباد است بتقریبے در شہر بنارس وارد گشتہ... ایں ہر دو غزل... بدست آمدہ درج... مدائح الشعرا خواہد گردید" ۵ ا شعبان ۱۲۷۲ھ ورق ۶۲۔ نامۂ منظوم فارسی بنام تسلیم ورق ۴۲۔ اردو کا منظوم خط ورق ۴۹ و مابعد میں ہے۔ وہ یقین ہے کہ انھیں کے نام سے ہے۔ اس کے بعض اشعار ملاحظہ ہوں۔ (مرقومہ ۱ رمضان سنہ ۱۲۷۲ھ)

ہوا مشتاق تا از بس یہ مہجور	تلاقی تھی ولیکن چونکہ معذور
تو دو غزلوں کا کرفی الفور خمسہ	سبیل ڈاک ہے خدمت میں بھیجا
کریں اصلاح اس کی بے توقف	نہایت مرتبہ ہو گا تلطف

Marfat.com

ایک نسخہ بیاض میں ہے ورق ۶۲، غزل تسلیم کے بعض اشعار:

دیدہ ہا جو شد از فسانۂ ما — سینہا سوزد از ترانۂ ما
دست شستیم از تلاش معاش — گریہ ماست آب و دانۂ ما
دل من جلوہ گاہ مستی عشق — کعبہ تا شراب خانۂ ما

(۲۱) "اسم آں شاعر رنگین خواجہ محمد عسکری است خواہر زادۂ شیخ علی بخش (کذا) تسلیم نوجوانیست باطبع سلیم بر جادۂ سخنوری مستقیم تلمذ از ماموے خودش بہم رسیدہ بہ بے سروسامانی بسیار وارد بنارس گشتہ روز چند بمکان شیخ ذاکر علی فرود ماندہ۔ بالآخر بمساعی... مشار الیہ نزد ہندوئے بصیغۂ معلمی نوکر شدہ... ہر چند فہمایش نمودم کہ بخانۂ خود برگردد چوں صاحب غیرت است ہمت جواں مردانہ اش مقتضی (کذا) نمی کرد... اگرچہ چندے دیگر اصلاح... از ماموے خودش کہ شاعر ہمہ داں... است میگرفت، ایں فی الجملہ خامے کہ در پختگی ثمرۂ کلام اوست بحصول می پیوست بالحاصل (کذا)، چوں بر روز پیش راقم میامد غزل ماموے خودش را ازیں ہیچمداں مخمس کنانیدہ بنا بر مخمس نمودن غزل خودش نیز متصدعہ (کذا) گشت..." (ورق ۸۸، غزل ورق ۸۷:

دیدکی ہم نے در دندان و لعل یار کی — سیر کی ہے آج گویا جوہری بازار کی
کوچۂ جاناں سے شوق دید میں آئی اجل — ہوں وہ بلبل رہ گئی حسرت مجھے گلزار کی
شوق نظارہ میں وا آنکھیں ہیں مرقد میں گا — بعد مردن بھی مجھے حسرت رہی دیدار کی
جس کا جوہر ہو گیا زائل وہ بے قیمت ہوا — جب تلک ہے کاٹ تب تک قدر ہے تلوار کی
نیند مرقد میں نہ آئی حشر تک بھی مجھ کو آہ — جب صدا پہنچی ترے خلخال کی جھنکار کی
جس نے دیکھا ہو گیا وہ قتل بے شمشیر کے — ہیں ترا لطارزے قاتل تری شمشیر سے
نوح کا طوفاں لیا ہو روؤں گر اک پل کبھی — رشک ہیں آنکھیں ہماری ابر دریا بار کی
ہم قفس میں بیٹھے دیتے ہیں دعا صیاد کو — ہم صفیروں کو مبارک سیر ہو گلزار کی
زیست کرتے ہیں لہو پی پی کے فرقت میں سدا — یاد اپنے دل کو رہتی ہے کسی میخوار کی
خرمن دل پر ہمارے دید کرتے ہی گری — برق اس خورشید رو کے جلوۂ رخسار کی
ہے عجب طوف حرم ہندو بھی اب کرنے لگے — گرد عارض کے رہا کرتی ہیں زلفیں یار کی
اس قدر اس سنگدل کا میں ہوں محو انتظار — ٹکٹکی سے آنکھ پتھرائی ہے مجھ بیمار کی

Marfat.com

داغ دل پر نوخطوں کے عشق میں ہے جو صبا — چاہیئے پٹی لگانا مرہم زنگار کی

ورق ۹۴ (مکتوب "بنام شیخ صاحب") میں ان کے متعلق مرقوم ہے:

کہ خواجہ عسکری صاحب جو یاں آئے — انھوں نے لطف اس عاصی پر فرمائے
نہایت وہ جوان خوب تر ہیں — نہایت منکسر ہیں باہنر ہیں
ہیں فن شاعری سے خوب آگاہ — سخن روشن ہے ان کا مہر تا ماہ
بہت طباع ہیں اور شاعر خوب — کلام ان کا ہے بس ہر اک کو مرغوب
وہ بندہ خانے میں رہتے ہیں ہر دم — مرے وہ دوست ہیں اور یار و ہمدم
رہا کرتی ہے ہر دم ان سے صحبت — مودت ان دلوں میں ہے نہایت

ایک مثنوی میں حضرت عائشہ کا خواب بیان کیا ہے جس میں انھیں بتایا گیا تھا کہ امام حسن اور امام حسین کے قتل میں علی الترتیب معاویہ و یزید کا ہاتھ ہوگا۔ یہ روایت انھیں شاعر زیر بحث سے ملی تھی۔ بعض اشعار یہ ہیں:

اگرچہ جھوٹ کہا عائشہؓ نے اے یارو — طپانچہ منہ پہ ہزاروں ہی اسکے اب مارو
صحیح اور کہا ہے تو ہے وہ صدیقہ — ضرور بنت ابوبکر کو کہو سچا
ہیں دوست میرے جو اک خواجہ عسکری احمد[1] — حدیث پہنچی ہے ان سے مجھے یہ بے ردوکد ورق ۴۹

ورق ۹۱ میں ہے "نسخہ آتشک از مجربات اخوی حکیم ابوالحسن ... سلمہ کہ بنا بر خواجہ عسکری احمد عظیم آبادی نوشتہ بودند" صبا کا نام مؤلف نے مختلف طور پر لکھا ہے۔

(۲۲) "اسمش ملکا (کذا) طبعش پیشتر ازیں فن ... آشنائی نداشت لاکن از فیوض صحبت میر مشرف علی ... جوہر تحصول این جواہر زواہر مشرف گشت۔ از متولدان و متوطنان عظیم آباد" زمانہ تحریر نہیں بتایا لیکن اس کے بعد ۲۶ رمضان سنہ ۱۲۰۷ھ کی لکھی ہوئی عبارت۔ اشعار ملکا:

یہ طور یار نے سیکھا ہے بیوفائی کا — کہ نام تک نہیں لیتا ہے آشنائی کا
پھرا میں وادیٔ پرخار میں صبا کی روش — خیال بھی نہیں آیا برہنہ پائی کا
رجوع کیوں نہ ہوں شیخ و برہمن اس بت سے — خدا نہیں ہے یہ دلبر ہے اک خدائی کا
قمر میں نور نہیں یار کی جبیں سے سوا — شفق میں رنگ نہیں اس کف حنائی کا

---

[1] حضرت عائشہؓ کی شان میں یہ الفاظ استعمال نہ کرنی تھی۔ حدیث وضعی ہے۔

Marfat.com

مقابلہ کرے کیا عندلیب لے ملکا
چمن میں شور ہے تیری غزل سرائی کا

گلگشت چمن میں بھی مرا جی نہیں لگتا
سچ ہے کہ کسی جا پہ لگا جی لگتا

" ملکا " نہیں بلکہ " ملکہ " ہوگا اور یہ کوئی طوائف ہوگی۔ سنہ ۵۰ء سے پیشتر کی بہت کم بھاری عورتوں کا کلام ملتا ہے۔

(۲۳) غزل مشاعرۂ ذاکر علی (تیلیا نالہ) کا ایک شعراز مجہور ورق ۳۹:

کب انصاری کے اکھاڑے سے یہ اکھڑا اعیا؟
اب نشاں آلِ محمد کا ہی قائم ہوگا

قائم قافیہ مرہم غم وغیرہ کا آیا ہے اور یہ عجیب ہے۔ غزل طرح تیلیا نالہ ورق ۴۴۔

(۲۴) " حکیم احمد شاہ خان ... از باشندگان اطراف لکھنؤ کہ در لکھنؤ علم طب خواندہ بودند در بنارس آمدہ نزد احمقان بنارس فلاطون زمانہ مشہور نمودند و پیش رئیسان اینجا رسائی بہا پیدا کردہ ... دماغ خود بآسمان چہارم رسانیدند" ورق ۲۱۔

(۲۵) رباعی از مجہور:

خدا کے گھر میں تولد پدر کا جس کے ہو آہ
اٹھادیں تعزیہ مسجد سے اس کے بیٹے کا واہ

لڑیں نہ ان سے جو مرد و دمسجدیں ترڈوائیں
خدا کا قہر ہے اس کلمہ گو سے پر واللہ (ورق ۵۲)

(۲۶) مثنوی مصرع ا " پس از حمد خدا نعت پیمبر" یہ چالیس حدیثوں کا ترجمہ ہے:

محدث ایک ہیں عالم ابت
ہیں شاہ عبداللہ کرکے وہ مخاطب

محدث ہیں وہ بس دہلی میں رہتے
حدیث وعظ ہیں ہر جا یہ کہتے

نہیں ہے ہند میں کوئی مثل ان کا
نہایت دور دور ہے ان کا شہرہ

ابو طاہر تھے ان کے باپ فاضل
محدث تھا نہ ان کا کوئی مقابل

یہ احادیث وہی باسناد بیان کرتے تھے۔ مجہور کا قول ہے کہ ۱۸۰ اشعار ہیں لیکن دراصل ۲۱۸ ہیں مثنوی ۲۹ محرم سنہ ۱۲۷۰ھ کی لکھی ہوئی ہے۔ ورق ۷۷ تا ۸۴۔

(۲۷) رسالۂ نادر "چوں محرراں کارداں ... کو اکسر (کذا) لغات و اصطلاحات عربی و فارسی وہندی میں تردد واقع ہوتا تھا۔ لہٰذا راقم ... نے بسعی تمام وہ الفاظ اقتباس کرکے اس (کذا) اوراق میں مرتسم کیے" نمونۂ الفاظ: ہمدانس وہم زلف سارھو جنگل سترا، سفری زن چلپٹ باز۔ پایا خلیفۂ نصاری یعنی پادری، شاخشانہ مونڈ چیرا، دزدک (کذا) دان دہیز پرنس، ٹوپی انگریزی، اس رسالے میں بقول مجہور

Marfat.com

توریت سے لے کر حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن وائمہ دیگر (تا امام مہدی) کے نام لکھے ہیں۔ سجادی الاولیٰ سنہ ۱۲۷۲ھ میں ختم ہوا۔ (ورق ۴۹ تا ۷۳)

(۲۸) "نقل تعویذ و فلیتہ کہ میر غلام حسین۔۔۔ خالوے۔۔۔ امین الدولہ مرحوم دادہ بودند"

ورق ۱، امین الدولہ علی ابراہیم خان کا خطاب تھا، مگر اس جگہ نام نہیں۔

(۲۹) مزوری (مزدوری؟) ورق ۱۳۔ تماکو (تنباکو)، والہ (کذا) یوتام (تام) حلوا سوہان ۴۲، جوتہ (جوتا)، ۵، لیں کلاٹ ۵۸، جیٹ سیاہ، نیلو۔ تھان پلن؟ یگرنگ سرخ، ساٹھن، لوٹل اودہ (اودا)، تشتری، گیلاس، لالٹین، پاتیلہ، کھڑکھڑکیہ (کھڑکھڑیا) ۸۴، گڑگڑی، تھان سوسی، مربہ سیب (کذا) حبپ ولوٹل ۹۸، رقومات ۱۰۰، تھان ڈوریہ (کذا) ۸ ۵، جازم (کذا)، لبادہ بنات افشانی، فالسائی۔ لوٹا آہنی ڈبیہ (کذا) ولیفر، اچاری۔

(نوائے ادب، بمبئی، جنوری ۱۹۶۰ء) ●●

Marfat.com

قاضی عبد الودود، پٹنہ

بیاض عنایت حسین خان مہجور بنارسی

عنایت حسین خان کا سال ولادت « بہار بوستان دولت آمد » سے معلوم ہوتا ہے (بیاض ورق ۲۷): ان کا بیان ہے کہ اس سے ۱۲۰۲ نکلتا ہے، لیکن دراصل ۱۲۱۲ مستخرج ہوتا ہے. طرہ یہ کہ سنہ ۱۲۷۲ھ کی ۱۴ ربیع الثانی کو لکھتے ہیں کہ ایک حساب سے میری عمر کا ستاونواں اور دوسرے سے چھپنواں برس ہے. (ورق ۲۷)

اپنے بزرگوں کے بارے میں انھوں نے « شیخ صاحب » کو بتایا ہے:

بنارس کے تھے حاکم اسکے دادا 		بعد شان و شوکت حکم فرما ورق ۴۹

ہوئے والا مرے بعد ان کے حاکم 		رہے برسوں ہی اس عہدے پہ قائم

دادا سے علی ابراہیم خان، خلیل مصنف گلزار ابراہیم وغیرہ (متوفی سنہ ۱۲۰۸ھ) اور والد سے نصیر الدین علی خان دختر زادہ یوسف علی خان مرشد آبادی صاحب تذکرۃ الشعرا وغیرہ مراد ہیں. اپنے بھائیوں کے متعلق ان کا قول ہے:

حقیقی تھے ہم تین بھائی غریب 		مگر مبتلائے ستم بے حسیب ورق ۱۱

علی محمد تھا منجھلے کا نام 		غلام علی چھوٹا تھا [illegible] نیکنام

بڑا سب سے ہے یہ عنایت حسین 		زمانے کے ہاتھوں سے پایا نہ چین

پدر ایک تھا اور مادر تھی ایک 		عداوت نہایت سے آپس میں لیک

وہ پٹنے میں رہتے تھے چھوٹے اجی 		بنارس کے ساکن تھے وہ اوسطی

چل و پنج سالہ تھے وہ نیک نہاد 		حسد ان کے دل میں تھا سب سے زیاد

نشانہ حسد کا تھا پر یہ حقیر 		تھا چھوٹوں کا چھوٹا یہ تھا گو کبیر

علی محمد سنہ ۷۱ھ میں بتاریخ ۲۲ شعبان فوت ہوئے اور جہاں ان کے باپ دادا کی قبریں تھیں مدفون ہوئے (ورق ۱۱ و ۱۲). ان کے متعلق ورق ۵۳ میں لکھا ہے کہ ان کی شادی دختر مرزا ابو [illegible] مرحوم سے ہوئی تھی اور اسی سبب سے [illegible]

[illegible]

میں مقیم تھے۔ ورق ۱۲ میں ہے کہ "بیبی کے دشمن" تھے ورق ٦٥ میں بھائی کے وارثوں کی شکایت کی ہے:

جو وارث ہیں ہمارے بھائی جی کے — وہ کابنک (کذا) ہیں ہمارے آہ جی کے
نہ دے خالق کسی کو ایسے وارث — کہ ہے ایک یک ان میں شمر و حارث
کیا اس شہر میں ہے مجھ کو بد نام — ستاتے ہیں مجھے ہر صبح اور شام

بیاض میں عنایت حسین خاں کی ایک بیٹی امام باندی کا ذکر ہے جس کی شادی باقر علی خاں "یمین الدولہ مرحوم" سے ہوئی تھی۔ اس کے بیٹے کا نام آصف یعنی مرزا احمد علی مرزا رکھا گیا، ولادت ۲۳ ربیع الثانی سنہ ۷۲، ورق ٦٥۔ لیکن ورق ۲۷ میں احمد کی جگہ محمد۔ پھر وہ نام مطابق قرآن، پنڈت نے "پترا" دیکھ کر طالب علی مرزا نام نکالا۔ پکارنے کا نام ننھے مرزا تھا۔ تاریخی نام نہیں دیا۔ اس کی کسر رہ گئی۔ ورق ٤٩ میں اپنی تحصیل علم اور تصانیف کے بارے میں رقمطراز ہیں:

فراغ حاصل ہوا تحصیل سے جب — ہوا ذوق (کذا) طبیعت بندے کو تب
سدیدی اور نفیسی اور قانون — کتابیں سب پڑھیں از فضل قیوم (کذا)
ہوا پھر شعر گوئی کا وہ کچھ شوق — کہ جملہ ذوق پر اس کو ہوا فوق
کہے تا آنکہ دو بندے نے دیوان — بہم پہنچا غزل گوئی کا سامان
لکھا پھر اک مجلد مثنوی کا — کہ لکھی مثنوی ہیں اس میں صد جا
ہوا سو مثنوی ہے اس میں مرقوم — کہ ان کا حال ہو دیکھے سے معلوم
لکھا اک تذکرہ ہے شاعروں کا — خود اس کے طرز کا موجد ہے بندہ
کلام و شعر کو ہر ایک کے بس — مثلث اور مربع اور مخمس
کیا اس تذکرے میں میں نے داخل — ہوا یہ طرز تازہ تر ہے حاصل
مفصل اک تحیات نامہ صادق — حدیث و نص قرآں کے مطابق
لکھا بندے نے زاد الآخرت ہے — بلا رشک اس سے میری مغفرت ہے
لکھا افسانہ اک رنگین بصد طول — ہوا اہل طبائع کے وہ مقبول

ورق ١٦ میں ہے کہ ۲۹ صفر سنہ ۱۲۷۱ ھ میں حسین آباد (آباد کردۂ فرجدم .. ملا میر) گئے تھے۔ یہ زمانہ فدا علی خاں کا تھا۔ ورق ٤٤ میں شاکی ہیں کہ "اخوی فدا علی خاں کہ امیر کبیر اند باوجود دولت لکھوکھا روپیہ .. بجز این نسخہ براقم کہ بدولت جد ماست چیز دیگر عنایت نفرمودند"۔ فدا علی خاں قاسم علی خاں برادر علی ابراہیم خاں کے برادر مادری —

Marfat.com

علی ابراہیم خاں کے پوتے تھے ایک نظم میں سفر شیخپورہ (ضلع مونگیر. قریب حسین آباد) میں جو تکلیف ہوئی اس کا ذکر ہے؛ اس کی بیت اول یہ ہے:

وہ کون راہ شیخپورہ کی جو راہ ہے دوزخ کی راہ ہے وہ جہنم کی راہ ہے

ایک اردو خط میں جس کا آغاز یوں ہوتا ہے «بغرعرض بندگان جناب عالی متعالی خداوند نعمت سلامت» لکھا ہے کہ خرچ زیادہ اور امدنی کم ہے («مداخل قلیل ہے» کذا). اس میں استدعا کی ہے کہ ۲۵ روپے ملیں. ان کی کچھ جائیداد ضلع پٹنہ میں تھی، جو «بھائی محمد سعید خاں و مسماۃ صبیحت النساء» کے یہاں ٹھیکا تھی، قسط پھاگن و چیت سنہ ۱۲۶۳ ھ کی بابت ۵۲ روپے انہیں ملے تھے ورق ۱ اور جگہ بھی باقساط وصولی کا ذکر ہے، قرینہ ہے کہ اس ذریعے سے کل آمدنی سالانہ دو سو روپے یا اس سے کچھ زیادہ تھی. بعض اوقات زیور وغیرہ رہن رکھنا پڑتا تھا ورق ۱۰. ایک غزل کا مطلع ثانی ہے (ورق ۸۹)

نہ وہ دولت نہ وہ حشمت نہ وہ فرط تجمل ہے چراغ اس گھر کا اپنے دیکھئے ہی دیکھئے گل ہے

~~چراغ اس گھر کا اپنے دیکھتے ہی دیکھتے گل ہے~~

بیاض میں جا بجا خرابی صحت کی شکایت ہے اور ایک جگہ لکھا ہے کہ ۱۸ برس سے سانجر میں مبتلا ہوں،

عنایت حسین خاں کا تخلص مہجور اور خطاب اقبال الدولہ تھا («راقم آثمہ نواب عنایت حسین خاں بہادر المتخلص بہ مہجور» ورق ۷۳). ان کے عربی اشعار سلطان القصص میں موجود ہیں، اور اردو و فارسی اشعار بیاض میں موجود ہیں. مجھے یاد آتا ہے کہ سلطان القصص میں ۵ دواوین کا ذکر ہے. اس کتاب پر میرا مقالہ عنقریب «آجکل» میں شائع ہونے والا ہے. (عن قریب)

سنہ ۱۲۷۸ ھ تک مہجور کے زندہ رہنے کا ثبوت موجود ہے. بیاض میں انکی (ان کی) والدہ کا سال وفات بہت صاف طور پر ۱۲۷۱ ھ مرقوم ہے ورق ۵۶ لیکن قطعہ تاریخ میں جو مادہ ہے وہ سنہ ۱۲۶۳ ھ پر مشعر ہے. بیت آخر یہ ہے:

ز ہاتف بمہجور آمد ندا بہر آمد نخد از طفیل بتول

قاعدے کے مطابق "بہر آمد" نہیں، "برآمد" ہونا چاہیے اور اس صورت میں ۱۲۶۸ مستخرج ہوگا.

بیاض مہجور (۱۰۰ ورق) «علی خان لائبریری» حسین آباد سے ادارۂ تحقیقات اردو پٹنہ کی ادبی نمائش کے لیے مستعار آئی ہے. ورق ۵۸ میں بہت سی چیزوں کی

52
636
8
438 129 = 63

Marfat.com

فہرست ہے۔ اس میں «لحاف چھینٹ درحسین آباد مع پشہ وغیرہ ۱/۸» اور یہ بیاض ہے۔ اس میں سنہ ۷۸ء تک کے مندرجات ہیں۔

(۱) خط بنام مہاراجہ (بنارس) میں لکھا ہے کہ مہاراجہ چیت سنگھ کے زمانے سے دونوں خاندانوں میں برابر «ربطۂ اتحاد و وداد» چلا آتا ہے ورق ۴

(۲) کسی شخص کا حال تذکرے میں اس طرح لکھا تھا کہ اس کی ناراضی کا باعث ہوا، منظوم خط میں معذرت کی ہے۔ ورق ۶

(۳) غزل در جواب میر؟ مصرع طرح «یہ ولولہ (کذا) جواب ہیں اور جوشِ مستیاں ہیں» «مستیاں» (صفت) «آنکھیں نرگسیاں» ورق ۲

(۴) مثنوی ۱۴۷ ابیات «لکھوں کیا رنگِ نیرنگ جہاں کا، کسی کو یاں نہیں یارا بیاں کا» ایک سپاہی کی «جورو» خوبصورت تھی اور وہ اس سے محبت کرتا تھا، مگر فکرمعیشت نہ تھی اور بری طرح گزرتی تھی۔ بیبی نے شوہر کو یقین دلایا کہ میں باعصمت ہوں۔ بدگمانی نہ کرو اور گھر سے باہر نکل کر کچھ حاصل کرو، سپاہی «براہ طعن» بولا

مگر جب جانوں میں تجھ کو اے مہرو کرے سامان شاہی جمع یاں تو
سوا اس کے ہو بیٹا ایک پیدا کہ جس کے حسن پر یوسف ہو شیدا
نہ دیکھونگا اگر میں آکے یہ طور تو تجھ کو قتل کر ڈالونگا فی الفور

عورت نے جواب دیا کہ خدا کی قدرت سے باپ کے بغیر بھی بیٹا پیدا ہوتا ہے سپاہی روانہ ہوگیا اور اس کے پیچھے میں ایک متمول سوداگر اس عورت پر عاشق ہوا۔ اور ایک مشاطہ کے ذریعے اپنا حال کہوا بھیجا۔ اس عورت نے کہا کہ میری «چند شرطیں» ہیں، پہلے ایک «ملوکانہ» مکان بنواؤ، جہاں بالکل شاہانہ سامان ہو، ڈیوڑھی پر بہت سے نوکر ہوں، بہت سی کنیزیں اور خواجہ سرا میری خدمت کو حاضر رہیں۔ اصطبل گھوڑوں اور فیلخانہ ہاتھیوں سے بھرا ہوا ہو۔ یہ سب ہوگیا تو عورت نے یہ کہوا بھیجا کہ:

ہے تیرے پاس جو کچھ دولت و مال وہ میرے پاس سب بھجوا دے فی الحال

اسی پر مثنوی ختم، صریحاً ناقص الآخر۔ بعض مصرعے ملاحظہ ہوں: ہوا جب ان کا حال از بس کہ تغییر۔ بہم پہنچا رکھے تو پادشاہت، بلائیں اس نے تب مشاطہ چند، کہ ہو اقوال قدما کے موافق۔ جو اہل روزگار ہوتے ہیں انساں، جوش آتی ہے جنہوں

کو سرفروشی، املا: بکسرت = بکثرت. چہڑہ = چڑھ؛ طابع = تابع۔

(۵) «... میر نواب عرف محمد حسین خاں ... سلمہ .. نوۂ (= نواسہ) نواب عالیجاہ میر محمد قاسم خاں .. صوبۂ جنگ .. مولد ایں شاعر سخن رس .. محمد آباد بنارس. در فارسی دستگاہ وافی دارد و در نظم اشعار مشہور. مولد ومنشا والد بزرگوارش .. اصفہان .. ہر چند کہ ازیں اخلاص‌مند بچند نوع قرابت پیوند (کذا) است لاکن نہ باس سرشتۂ محامد اوصافش مبکارم بل امر حقہ را بروے کار میارم. گو از تلمیذ (کذا) مکرم علی خاں مکرم کہ در ہمیں ردیف میم ذکرش ترقیم یافتہ، مشق دارد فاما ترجیح صحیح بلا مرجح بر استاد دارد» ایک غزل کا مخمس، اس میں تخلص نہیں. بعض اشعار غزل:

ہم میں عشق سے یہ پیدا ہوا عشق اپنے دل میں ہے فیض ہنر پیدا ہوا

میں وہ مجنوں ہوں تری دولت سے اے لیلاے حسن بیدکو بھی میرے سائے سے حذر پیدا ہوا

مخمس کے بعد دو مثلث، ظاہراً محمد حسین خاں کے اشعار کی تضمین:

کام کرتا ہے بڑا یہ کہیں مہجور نہ ہو مہرباں دیکھو رقیبوں سے یہ مشہور نہ ہو

ان دنوں بیٹھے ہو تم برسر کین ڈرتے ہیں

نکالا ہم نے یہ مضمون چن کر لاکھ مضموں سے صبا ناقہ ہے نیرا تیز رو مشہور مجنوں سے

کہ اب لیلیٰ کے ناقے پر تو اب لیلیٰ محمل ہے (کذا)

مصرع ۲ میں مشہور کے بعد «کہہ دینا ہے» بنتی ہے.

(۶) «رقعہ بخدمت میر نواب .. مولوی کہ از متکلم بسبب قرابت خویشی از آغا میر سوداگر کہ بعد مردنش بنا برحصول ترکہ بماہ محرم سنہ ۱۲۷۲ ہجریہ تشریف آوردہ بودند بندہ دعوت شاں کردہ بود».

دو منظوم خط، مولوی کا ایک سلام «اے ہجری گیا سر سرور کہاں کہو الخ» ورق ۳۴، اور ایک دوسرے سلام «اے سلامی دیکھ کر اے روے اکبر چاندنی» الخ، کا مخمس ورق ۴۱.

(۷) ایک منظوم خط بنام «مرزا صاحب» ورق ۳۳ میں اشعار ذیل متعلق اودھ:

بادشاہ (کذا) کو تخت جلدی ہو نصیب دفع ہوئیں جلد اعدا نا شکیب

کل ہندوستاں (کذا) پہ ہو اس کا عمل مارے جاویں اس کے دشمن بے اجل

Marfat.com

لکھنؤ پھر جلد تر آباد ہو ۔ جلد تر اس کا عدو برباد ہو
دفعہ ثانی ہے لشا ہندوستان ۔ از نصاری ملک در ہندوستان (کذا)
شبہ ہے یا رب جو یہ شاہ اودھ ۔ تخت و تاج اسکو ملے ہے رد و کد اس کو

(۸) « نواب جعفر حسن خاں » فیضی کی غزل کا مخمس ۔ تاریخ ۱۳ ربیع الثانی سنہ ۷۲ ھ (ورق ۳۷ وما بعد) ۔

رات ایک پری سامنے آ لے گئی جی کو ۔ جلوہ بھی چہرے کا دکھا لے گئی جی کو
کی رات ترے کوچۂ گیسو میں بسی تھی ۔ آتے ہی سحر باد صبا لے گئی جی کو
اک عمر گرفتار رہے چاہ ذقن میں ۔ اب کھینچ تری زلف رسا لے گئی جی کو
وہ خاک میں یکساں ترے کوچے میں کھڑا تھا ۔ ٹھوکر تری اے شوخ اڑا لے گئی جی کو
جو دیکھے ہی باتوں میں ہوا میں سمعتن گوش ۔ پردے ہی سے بس اسکی صدا کھینچی جی کو
اب ہاتھ کسی رنگ سے آتا ہی نہیں ہے ۔ مہندی بھری کس کی کف پا لے گئی جی کو
ہے چاک مرے پیرہن گریباں تحمل ۔ کافر یہ تری تنگ قبا لے گئی جی کو
دل سیر میں لگتا نہیں کیا جانئے ہوا کیا ۔ پھر ان دنوں صحرا کی فضا لے گئی جی کو
جیسے ہی سر شک ہو دم سرد بہ عالم ۔ بہ خستہ دریا کی ہوا لے گئی جی کو
محبوب نگہ کا ہوا دیوانہ مرا دل ۔ آنکھوں کی تری شرم و حیا لے گئی جی کو
تھا لوٹ تماشا یہ وہ گریاں کئی دن ۔ سمجھا کے بہت پاس اٹھا لے گئی جی کو
دزدیدہ نگہ کر کے چرایا ہے دل کو ۔ آنکھوں سے پری آنکھ ملا لے گئی جی کو
ہم دیکھتے ہیں فیض گھڑی دو دو پہر کی ۔ سچ ہم سے کہو کس کی ادا لے گئی جی کو

(۹) « نصیر آباد کے صاحب جج کا جو والفیل صاحب نام ہے تو ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ اس انگریز کا سجع کہیے ۔ میں نے کہا کہ ان کا سجع تو سجا سجایا ہے ۔ ۔ الفاظ لطیفۃ (کذا) والفیل جیفۃ » میر حسن حسین وکیل نے کہا ، میرا سجع کہیے میں ہے کہ « حسن حسین پر لعنت یزید پر »

(۱۰) مہمل اشعار بعنوان « لہ » اس سے قبل خود مہجور کے اشعار ورق ۵۷ :

جاویں گر قیس سے آوارہ وطن دریا میں ۔ مچھلیاں دشت میں پیدا ہوں ہرن دریا میں
نہ ٹھہرے ایک جگہ کو جہاں جہاں نہ رہے ۔ صبا کو ضد ہے کہ بلبل کا آشیاں نہ رہے
نہ ٹھہرے دشت میں اور طرف بوستاں نہ رہے ۔ صبا کو ضد ہے کہ بلبل کا آشیاں نہ رہے
کوئی شنوا نہ ہوا سوختہ جاں سوکھ گئی ۔ چیختے چیختے بلبل کی زباں سوکھ گئی

Marfat.com

یہ دیکھو اشک کے رومال سے باندھا ہے دریا کو تماشا ہے کہ ہم نے بال سے باندھا ہے دریا کو
کون وہ رویا ہے آوارہ وطن دریا میں بہ گئے خاک کے سوتوں کے کفن دریا میں
خالق ارض و سما ہے لاکھ زنجیروں کے بیچ۔

(۱۱) «افلاطون ثانی و مسیح زمانی حکیم مولیٰ بخش۔ ۔ در فن سخنگوئی از اقران زمان گوئے سبقت ربود، قصبۂ چھپرہ مولد، شاگرد رشید شیخ امام بخش (کذا) راسخ وشیخ۔ ۔ از ارشد تلامذۂ۔ ۔ میر است۔ چوں خواجہ عسکری احمد کہ از متولدان بلکہ و ساکنان قصبۂ مذکور۔ ۔ در بنارس آمدند۔ ۔ غزل ایں شاعر۔ ۔ را کہ خود۔ ۔ مخمس فرمودہ بودند خواندند۔ ۔» اس کے بعد مثلث مہجور، بعض اشعار غزل۔ مقطع میں تخلص رضا:

بیہوش ہو رہا ہے وہ عہد شباب سے ہے نشہ حسن کا کہیں دونا شراب سے
بے نور جام مے کو کیا آوے یار نے شرمندہ آفتاب ہو ماہتاب سے
محروم دید سے نہیں ہوتے ہیں سنگدل معلوم ہوگیا ہے یہ چشم حباب سے
چہرے پہ یار کے یہ رواں قطر اشک ہے ظاہر ہوئی ہے یا یہ کرن آفتاب سے
رونے میں بھی نہ آتش دل کم ہوئی ذری یہ آگ وہ نہیں کہ جو بجھتی ہے آب سے
خوش چشموں سے یہ عشق ہے مجھ بادہ خوار کو دل ہوگیا کباب پرن کے کباب سے
کس کس جگہ یہ روح مری جا کے پھرتی ہے ہرگز خیال شعر نہیں کم ہے خواب سے
میں اس کو چھوڑتا نہیں اور وہ رقیب کو یا رب رضا کو تو ہی چھڑا اس فشار سے

«فشار» کی جگہ «عذاب» ہوگا (ورق) مکتوب بنام «شیخ صاحب» (تسنیم) میں بھی ان کے متعلق اشعار ہیں جن کی بہت تعریف ہے اور یہ استدعا کہ ان کی غزل کا جو «خمسہ» (مثلث کا ذکر نہیں) جارہا ہے، وہ انہیں مرسولہ کریں ورق ۴۹۔

(۱۲) مرزا امان علی خاں (ورق ۲۵ میں اضافہ بیگ، ورق ۱ وغیرہ میں مرزا امان علی) ذبیح ابن مرزا امان علی خاں ابن مرزا یوسف علی خاں ابن مرزا علی محمد خاں اصفہانی کہ بحضور۔ ۔ شاہ۔ ۔ عباس صفوی بعہدۂ خوشنویسی ~~بیکسلہ~~ ذوالتوسی در کتابداری سرفراز بودند۔ مولد و منشا شاعر موصوف۔ ۔ اکبر آباد است، بمرور دہور بہ عظیم آباد آمدہ، سکونت ورزید و بخانۂ یکے از امرایان آنجا کدخدائی نمودہ۔ ۔ در لکھنؤ رفتہ بہ تلامذگی (کذا) میر۔ ۔ بلند آوازہ گردید۔ چوں در سن یک ہزار و دو صد و دو ہجری بمعیت سید قاسم علی پسر میر لطف اللہ مرحوم نگر سیٹھ، عظیم آباد

Marfat.com

در بنارس آمدند از راقم اتحاد کثیر . . روداد» ورق ۷۵ و ۷۶ . ورق ۹۰ و ۹۱ میں ہے «غزل طرح مشاعرہ . . ذیح بمیلۂ تو چند ماہ رجب سنہ ۱۲۷۲ . . کہ ہمراہ سید قاسم علی خان پسر دیوانہ و بکار خود فرزانہ میر عبد اللہ مرحوم . . در بنارس آمدہ بودند» و بعد چہار ماہ بعد دیدن میلہ (کذا) منگل کہ در تمام ہندوستان مثش مینہ نمیشود باز بعظیم آباد رفتند از تلمیذ . میر خود را میگفتند شاعر کہنہ سال حالی بودند».

ورق ۱ سے معلوم ہوتا ہے کہ میر بتاریخ ٤ شعبان سنہ ۷۲ روانۂ پٹنہ ہوئے تھے. ورق ۹۳ میں ہے کہ میر پٹنہ کے محلۂ مغلپورہ میں «متصل پل سید راجہ زیر درخت بڑ برنالہ (کذا) عقب مکان نواب مہدی علی خاں مرحوم» رہا کرتے تھے. ان کے خط کا منظوم جواب مرقومۂ ۱۲ رمضان سنہ ۷۲ ھ (ورق ۳۱).

مرزا صاحب مشفق عالی مقام　　یہ گزارش کرتا ہوں بعد از سلام
آپ کا مکتوب پہنچا ڈاک پر　　دل کو بس فرحت ہوئی وہ دیکھ کر
لاغر الحمد اب تلک زندہ ہیں ہم　　رنج و غم لیکن نہیں ہوئے ہیں کم
مرض مزمن درپئے آزار ہے　　زندگی جس کے سبب دشوار ہے
اور ہے ان روزوں وبا کا شور و شر　　ایک دم میں سیکڑوں جاتے ہیں مر
دھوم ان روزوں ہے ہر سو موت کی　　موت ہے زندوں کو گویا زندگی
ایک دم کا بھی بھروسا اب نہیں　　دم جو ہے گویا وہ دم ہے واپسیں
باختہ ہر ایک ہے ہوش و حواس　　زندگی کو موت کرتے ہیں قیاس
جب بنارس میں تھے تم اے مہرباں　　کیسے کیسے ربط تھے باہم عیاں
کہتے تھے خط لکھونگا میں اس قدر　　آپ گھبرا جائیگا سر بسر
سو نتیجہ اس کا یہ ظاہر ہوا　　اک مہینے بھر کے بعد اک خط لکھا
کس قدر سچ بولتے ہیں آپ واہ　　صادق القول آپ ہیں بے اشتباہ
ہم تو پہلے جانتے تھے مہرباں　　آپ سچے ہیں بلا ریب و گماں
خرش کو وہ ہی اب ظاہر ہوا　　اور ہر اک اس بات سے ماہر ہوا
مولوی صاحب کہاں اے مہرباں　　آپ نے لکھا جو ہے یہ ہے نکاں
آپ کا جاکر کہوں ان سے پیام　　یعنی بعد از خیر پرسی و سلام
آپ سے میں نے کہا ہے بارہا　　بندگی سے خدمت نہ ہوگی یہ ادا

Marfat.com

آپ کا نوکر نہ ان کا طابعدار (کذا) اور نہ میرا قاصدی کا ہے شعار
آپ پر آتے نہیں ہیں اس سے باز واہ رے عقل و ادب اور امتیاز
آپ نے ان کو نہ لکھا خط جو اب خوب بندہ اس کا سمجھے ہے سبب
ان سے جو روپیہ لیا ہے آپ نے فکر فرمائی ہے بسہ اپنے
تا تقاضا وہ نہ لکھیں تاگہاں عقلمند آپ کے کھلی کھل کے تہاں (کذا)
ہے محض بے فائدہ یہ کانٹہ چوانٹ اور عبث کی ہے یہ اتنی آنٹ سانٹ
پھر نہ لکھیگا کا کبھی ایسے کلام تلخ و تر ہوگا جواب اب ارتقسام
ہاں مگر جب تک تلاقی ہو بہم خیریت اپنی کیا کیجے رقم
زیادہ اس سے کیا لکھوں میں جز سلام خط یہاں سے اب ہوا ہے اب (کذا) تمام

«از راقم بسیار محبتہا نمودند و در نفس الامر شاعر نغز گفتار نادر روزگار بودند.

صاحب تصانیف مجلہ کہنہ مشق پرگو و خوشگو» ورق ۲۷، ذبیح کی دو غزلیں (ورق ۷۳ و ما بعد):

دود جگر نے گنبد گردوں بنا دیا اشکوں نے آکے جوش میں جیحوں بنا دیا
اس نقد داغ عشق کی افراط کیا کہوں دل کو مرے خزینۂ قاروں بنا دیا
کس طرح کسطرح اشک چشم سے آویں نہ لعل گوں پر دم کے عشق نے تو جگر خوں بنا دیا
دیوانے سینکڑوں ہیں ترکے اے پری خصال لیلیٰ نے ایک قیس کو مجنوں بنا دیا
پھر دیکھا کیا کسی کو یہ خلق ہے آپ ہی گردوں کو حق نے کاسۂ واژوں بنا دیا
دیکھو ہے کیا ہی صنعت بیرنگ کردگار موسیٰ کسی کو کوئی فلاطوں بنا دیا
اس انقلاب چرخ کو خدمت ملی یہ آہ ہاموں سے دشت دشت سے ہاموں بنا دیا
میخواری اسکی یاد جو آئی (تو) اشک نے آنکھوں کو جام بادۂ گلگوں بنا دیا
آئینے میں پری نے سنوارا جو زلف کو دیوانہ ہم کو اور ہی افزوں بنا دیا
حیرت یہ ہے چمن میں کہ (کس) خوشنگاہ نے نرگس کو آنکھ مار کے مفتوں بنا دیا
ایسا ہے سرو کب کوئی باغ جہاں میں آہ جیسا کہ قد یار کو موزوں بنا دیا
مسرور ایک دم نہیں ہوتا اسے ذبیح پاتا کیا دل کو اس کے عشق نے محزوں بنا دیا
جی الجھتا ہے جو ہر دم کبھی ایسا تو نہ تھا یاد آتا ہے مجھے غم کبھی ایسا تو نہ تھا
کیفیت کیسی ہے سدا پیتے ہیں روتے ہیں جو کہ اب دل کا ہے عالم کبھی ایسا تو نہ تھا
غم سے کوئی نہیں خالی ہے میلا اب تو مجھ کو ہر ماہ محرم کبھی ایسا تو نہ تھا

Marfat.com

یاد رخسار کی ہے وجہ وگرنہ دل میں   جلوۂ نور کا عالم کبھی ایسا تو نہ تھا
کل کوئی چرخ کی بگڑی ہے مقرر ورنہ   کارخانہ مرا برہم کبھی ایسا تو نہ تھا
وجہ ہوگی جو ہمیں منہ نہ دکھایا اس نے   ورنہ یار آگے نہ ہمدم کبھی ایسا تو نہ تھا
لاسکا تاب نہ خورشید کی کس (کذا) طرح ذبیح   ہیچ یہ قطرۂ شبنم کبھی ایسا تو نہ تھا

(۱۳) «امروز کہ سہ شنبہ بست و ہفتم۔ جمادی الثانی سنہ ۱۲۷۲ ۔ بودنوف محمد حسن خان۔ عرف منجھلے میاں نوۂ میر محمد قاسم خان۔ صوبہ بنگالہ کہ بزیور قابلیت ظاہر و باطن آراستہ بودند ۔ انتقال فرمودند۔ حالا در تمام تلیانالہ بلکہ در تمام شہر مثل آں مرحوم امیرے و رئیس زادہ باقی نماند۔ افسوس نز آں برادر عالی تبار پسر آں مرحوم بلیاقت وشو کتش کے میتو اند رسید۔» (ورق

(۱۴) حصۂ غزل تسکین (نام ندارد) بعض اشعار غزل (ورق ۲۹)

کیا یہ بہانہ ہے کہ اصلا نہیں جاتا   ہر روز کا یہ وعدۂ فردا نہیں جاتا
پوچھا ہے مگر اس دہن تنگ کا چرچا   غنچوں کا جو گلشن میں چٹک نہیں جاتا

(۱۵) ایک مسدس جس کے ہر بند کے آخر میں یہ شعر جو غالباً حسرت کا ہے ، نہ ہے:

جو شب کاٹی تو دن مشکل جو دن کاٹا تو شب مشکل
ترے نزدیک سب آساں مرے نزدیک سب مشکل۔ ورق ۱۰

ورق ۱۰

(۱۶) ایک نسخہ « گفتۂ شیخ ذاکر علی ذاکرا کہ ہمیں مرض لاحقہ راقم قریب المرگ (کذا) شدہ بود (کذا) حسب گفتۂ درویشے بعمل آوردند و صحت یافتند۔ مصراع طرح بزم مشاعرہ محمد ذاکر علی ذاکر در تلیا نالہ بمکان محمد رضا خاں درکٹرہ مقرر کردہ بودند ۔ «ہر سرو اس چمن کا ایک آہ بےصدا ہے» «یہ رہے گل ہے شب مہتاب ہے گلزار ہے» ورق ۲۷

(۱۷) ذیل میں جو نام ہیں۔ یہ مغل شاہزادوں کے نام معلوم ہوتے ہیں جو مقیم بنارس تھے ، (ورق ۴۳):

مرزا احمد جان عرف مرزا کیخسرو جلال بہادر ، میرزا لعل عرف مرزا اعظیم الدین بہادر ، مرزا عبداللطیف عرف مرزا فخرالدین علی بہادر ، مرزا ظفر بخت عرف نظام الدین بہادر ، میرزا نظام الدین عرف میرزا طہماسپ بہادر ، میرزا زین العابدین

Marfat.com

عرف میرزا فخر الدین بہادر، میرزا احسن بخت بہادر، مرزا محمد ضیاء الدین محمود بخت بہادر عرف مرزا بلاقی بہادر، مرزا حیبو (؟) عرف مرزا عبدالرحیم بخت بہادر، مرزا احسن بخت خلف مرزا جلال الدین اکبر عرف بڑے مرزا صاحب بہادر، مرزا عثمان بہادر۔

(۱۸) سنہ ۷۱ میں ملامت شاہ سے ایک نسخہ ملا «درویش رسول شاہی کے حالا.. درویشے ازیں گروہ نیست و راقم را از چہل سال عقیدت کاملہ در ایشاں است وہمگی رئیسان ہندوستان بخدمت ایشان عقیدتہا دارند» ورق ۵۲

(۱۹) پہنچا حسین آباد میں بندہ جو ناگہاں بھائی ہیں ایک میری محمد سعید خاں
~~بولنی بھی ایک میرے محمد سعید خاں~~

بس مقتدر ہیں اور بڑے ہی امیر ہیں اور وہ اجارہ دار معاش فقیر ہیں
~~اور بے نظیر معاش فقیر~~

والد کے ان کے نام محمد تقی خان دادا کو میرے بھائی چچیرے تھے بیگمیں
داد کے میرے بھائی چچیرے تھے بیگماں

دادا کو میرے ان سے محبت کمال تھی ربط کثیر ان سے نہایت کمال تھی
~~ربط کثیر ان سے نہایت کمال تھی~~

جاکر ہوا فرود ~~جلد کر ہوا فرود~~ میں ان کے مکان میں» ورق ۵۹

ورق ۵۹

(۲۰) «.. شاعر یگانہ .. شیخ مہدی بخش تسلیم و نام .. والدش شیخ علی بخش دعا .. کہ عمر شریفش از نود .. متجاوز گشتہ ہوش و حواس بجا ذوق سخن پیرکیپا دارد .. دیوان چند در عربی و فارسی وارد و نکتہ معانی دارد ریختی نیز میفرمایند چنانچہ دیوانی در ریختہا نیز دارد، از مولدان وسکنائے چوپرہ .. شاعری کہ شعر ریختہ این پردو غزل از.. اوست شاعر لطیف نازک کلام ..صاحب دیوانین (کذا) متین است در عدالت آں مقام پیشہ وکالت بلند نام است. چوں خواجہ عسکری (کذا) کہ .. از ماموے (کذا) خود شیخ مہدی بخش تسلیم مشق ایں فن .. دارد از متولدان .. عظیم آباد است بقہ پرکی و زیچے در شہر بنارس وارد گشتہ .. ایں ہر دو غزل .. بدست آمدہ درج .. مدائح الشعرا خواہد گردید» ۱۵ شعبان سنہ ۱۲۷۲ ھ ورق ۶۳

نامۂ منظوم فارسی بنام تسلیم ورق ۳۲ ۔ اردو کا منظوم خط ورق ۴۹ و مابعد

Marfat.com

میں ہے۔ وہ یقین ہے کہ انہیں کے نام سے ہے۔ اس کے بعض اشعار ملاحظہ ہوں۔
(مرقومہ ۱ رمضان سنہ ۷۲ ھ)

ہوا مشتاق تا از بس یہ مجبور تلاقی تھی و لیکن چونکہ معذور
تو دو غزلوں کا کرفی الفور خمسہ سبیل ڈاک ہے خدمت میں بھیجا
کریں اصلاح اس کی بے توقف نہایت مرتبہ ہوگا تلطف

ایک خمسہ بیاض میں ہے ورق ۶۲، غزل تسلیم کے بعض اشعار:

دیدہ‌ئے سینہ جوشد از فسانۂ ما سیتہا سوزد از ترانۂ ما
دست شبنم از تلاش معاش گریۂ ماست آب و دانۂ ما
دل من جلوہ‌گاہ مستی عشق کعبہ تا شراب خانۂ ما؟

(۲۱) «اسم آن شاعر رنگین خواجہ محمد عسکری است خواہرزادۂ شیخ علی بخش (کذا) تسیم نوجوانیست با طبع سلیم بر جادۂ سخنوری مستقیم تلمذ از ماموے خودش بسر رسیدۂ بے سروسامانی بسیار وارد بنارس گشتہ روز چند بمکان شیخ ذاکر علی فرو ماندہ۔ بالآخر بمساعی .. مشارالیہ نزد بندوقیے بصیغۂ معلمی نوکر شدہ .. بر چند فہمایش نمودم کہ بخانۂ خود بر گردد چون صاحب غیرت است ہمت جوان مردانہ اش مقتضی (کذا) نمیکرد .. اگرچندے دیگر اصلاح .. از ماموے خودش کہ شاعر بہ‌دان ..است میگرفت، فی الجملہ خاصے کہ در پختگی ثمرۂ کلام اوست بحصول میپیوست با الحاصل (کذا) چون بر روز پیش راقم میآمد غزل ماموے خودش را ازین بیچمدان مخمس کنانیدہ بنا بر مخمس نمودن غزل خودش نیز متصدعہ (کذا) گشت ..»

ورق ۸۸، غزل ورق ۸۷:

دید کی ہم نے در دندان و لعل یار کی
سیر کی ہے آج کوئے جوہری بزار کی

کوچۂ جنت کی شوق دید میں آئی اجل
ہوں وہ بلبل رہگئی حسرت مجھے گلزار کی

شوق نظارہ میں وا آنکھیں رہیں مرقد میں بھی
بعد مردن بھی مجھے حسرت رہی دیدار کی

جس کا جوہر ہو گیا زائل وہ بے قیمت ہوا

جب تلک ہے کاٹ تب تک قدر ہے تلوار کی
نیند مرقد میں نہ آئی حشر تک بھی مجھ کو آہ
جب صدا پہنچی ترے خلخال کی جھنکار کی
جس نے دیکھا ہو گیا وہ قتل بے شمشیر کے
ہیں نرالے طرز اے قاتل تری شمشیر کے
نوح کا طوفاں لیا ہو روؤں گر اک پل کبھی
رشک ہیں آنکھیں ہماری ابر دریا بار کی
ہم قفس میں بیٹھے دیتے ہیں دعا صیاد کو
ہمصفیروں کو مبارک سیر ہو گلزار کی
زیست کرتے ہیں لہو پی پی کے فرقت میں سدا
یاد اپنے دل کو رہتی ہے کسی میخوار کی
خرمن دل پر ہمارے دیکھ کرتے ہی گری
برق اس خورشید رو کے جلوۂ رخسار کی
ہے عجب طوف حرم ہندو بھی اب کرنے لگے
گرد عارض کے رہا کرتی ہیں زلفیں یار کی
اس قدر اس سنگدل کا میں ہوں محو انتظار
ٹکٹکی سے آنکھ پتھرائی ہے مجھ بیمار کی
داغ دل پر نو خطوں کے عشق میں ہے جو صبا
چاہیے پٹی لگانا مرہم زنگار کی

ورق ۴۹ (مکتوب «بنام شیخ صاحب») میں ان کے متعلق مرقوم ہے:

کہ خواجہ عسکری صاحب جو یاں آئے — انہوں نے لطف اس عاصی پہ فرمائے
نہایت وہ جوان خوبتر ہیں — نہایت منکسر ہیں با ہنر ہیں
ہیں فن شاعری سے خوب آگاہ — سخن روشن ہے اُن کا مہر سے تا ماہ
بہت طباع ہیں اور شاعر خوب — کلام ان کا ہے بس ہر اک کو مرغوب
وہ بندہ خانے میں رہتے ہیں ہر دم — مرے وہ دوست ہیں اور یار و ہمدم
رہا کرتی ہے ہر دم ان سے صحبت — مودت ان دنوں میں ہے نہایت

Marfat.com

ایک مثنوی میں حضرت عائشہ کا خواب بیان کیا ہے جس میں انہیں بتایا گیا تھا۔ کہ امام حسن اور امام حسین کے قتل میں علی الترتیب معاویہ و یزید کا ہاتھ ہوگا۔ یہ روایت انہیں شاعر زیر بحث سے ملی تھی ، بعض اشعار یہ ہیں:

اگرچہ جھوٹ کہ عائشہ[1] نے اے یارو طپانچہ منہ پہ پڑا روو ہی اس کے اب مارو
صحیح اور کہا ہے تو ہے وہ صدیقہ ضرور بنت ابوبکر کو کہو سچا
ہیں دوست میرے جو کہ خواجہ عسکری احمد حدیث پہنچی ہے ان سے مجھے یہ بے ردو کد

ورق ۵۵

ورق ۹۱ میں ہے «نسخۂ آتشک از مجربات اخوی حکیم ابوالحسن .. سلمہ کہ بنا بر خواجہ عسکری احمد عظیم آبادی نوشتہ بودند» صبا کا نام مولف سے مختلف طور پر لکھا ہے۔

(۲۲) «اسمش ملکا (کذا) طبعش پیشتر ازیں فن .. آشنائی نداشت لاکن از فیض صحبت میر مشرف علی .. جوہر بحصول ایں جواہر زوہر مشرف گشت. از متولدان و متوطنان عظیم آباد» زمانۂ تحریر نہیں بتایا لیکن اس کے بعد ۲۶ رمضان سنہ ۱۲۷۲ ھ کی لکھی ہوئی عبارت۔ اشعار ملکا:

یہ طور یار نے سیکھا ہے بیوفائی کا کہ نام تک نہیں لیتا ہے آشنائی کا
بھرا میں وادی پر خوار میں صبا کی روش خیال بھی نہیں آیا برہنہ پائی کا
رجوع کیوں نہ ہوں شیخ و برہمن اس بت سے خدا نہیں ہے یہ دعویٰ ہے اک خدائی کا
قمر میں نور نہیں یار کی جبیں سے سوا شفق میں رنگ نہیں اس کف حنائی کا
مقابلہ کرے کیا عندلیب اے ملکا چمن میں شور ہے تیری غزل سرائی کا
گلگشت چمن میں بھی مرا جی نہیں لگتا سچ ہے کہ کسی جا پہ لگا جی نہ لگتا

«ملکا» نہیں بلکہ «ملکہ» ہوگا اور یہ کوئی طوائف ہوگی۔ سنہ ۵۷ ع سے پیشتر کی بہت کم بہاری عورتوں کا کلام ملتا ہے۔

(۲۳) غزل مشاعرۂ ذاکر علی (تیلیا نالہ) کا ایک شعر از مہجور ورق ۳۹ :

کب نصاریٰ کے اکھاڑے سے یہ اکھڑا جیسا ؟ اب نشان آل محمد کا ہی قائم ہو گا

قائم قافیہ مرہم غم وغیرہ کا آیا ہے اور یہ عجیب ہے۔ غزل طرح تیلیا نالہ ورق ٤٤۔

۱۔ حضرت عائشہ کی شان میں یہ الفاظ استعمال نہ کرنے تھے حدیث و نص ہے

Marfat.com

(۲٤) «حکیم احمد شاہ خان .. از باشندگان اطراف لکھنؤ کہ در لکھنؤ علم طب خواندہ بودند در بنارس آمدہ نزد احمقان بنارس فلاطون زمانہ مشہور نمودند و پیش رئیسان اینجارسائیہا پیدا کردہ .. دماغ خود بآسمان چہارم رسانیدند» ورق ۲۱

(۲۵) رباعی از مہجور

«خدا کے گھر میں تونے پدر کا جس کے ہو آہ
اکھاڑیں تعزیہ مسجد سے اس کے بیٹے کا واہ
نہیں نہ ان سے جو مردود مسجدیں توڑیں
خدا کا قہر ہے اس کلمہ گوے پر واللہ ورق ۵۳

(۲٦) مثنوی مصرع ۱ «پس از حمد خدا نعت پیمبر» بہ چالیس حدیثوں کا ترجمہ:

محدث ایک ہیں عالمرابت ہیں شاہ عبداللہ کر کے وہ محافظ
محدث ہیں وہ بس دہلی میں رہتے حدیث وعظ ہیں ہر جا پہ کہتے
نہیں ہے ہند میں کوئی مثل ان کا نہایت دور دور ہے ان کا شہرہ
ابو طاہر تھے ان کے باپ فاضل محدث تہا نہ ان کا کوئی مقابل

یہ احادیث وہی باسناد بیان کرتے تھے مہجور کا قول ہے کہ ۱۸۰ شعار ہیں لیکن دراصل ۲۱۸ ہیں. مثنوی ۲۹ محرم سنہ ۱۲۷۰ھ کی لکھی ہوئی ہے ورق ۷۷ تا ۸٤.

(۲۷) رسالۂ نادر «چوں محرراں کارداں .. کو اکثر (کذا) لغات و اصطلاحات عربی و فارسی و ہندی میں تردد واقع ہوتا تھا لہذا راقم .. نے بسعی تمام وہ الفاظ اقتباس کر کے اس (کذا) اوراق میں مرتسم کیے» نمونۂ الفاظ: بمداتس وہم زانم سرژدو چغل ستراء سفری زن چیٹ باز، بابا خلیفۂ نصاریٰ یعنی پادری. شاختانہ موانڈ چرا دزوک (کذا) دان دہیز پرنس، ٹوپی انگریزی' اس رسالے میں بقول مہجور توریت سے لیکر حضرت علی حضرت فاطمہ. حضرت حسن وائمہ دیگر (تا امام مہدی) کے نام لکھے ہیں۔ جمادی الاولی سنہ ۷۲ھ میں ختم ہوا ورق ٦٦ تا ۷۳

(۲۸) «نقل تعویذ وفلیتہ کہ میر غلام حسین .. خالوے .. امین الدولہ مرحوم دادہ بودند» ورق ۱. امین الدولہ علی ابراہیم خان کا خطاب تھا، مگر اس جگہ نام نہیں

Marfat.com

(۲۹) مزوری (مزدوری؟) ورق ۱۳۔ تماکو (تنباکو) والہ (کذا) بوتام (تام) حلواسوہان ۲۴ ، چوتہ (چوتا) ۵۶، لیں کلاث ۵۸ ، جٹ سیاہ ، نیلو ۔ تھان پلن؟ ، یکرنگہ سرخ ، ساٹھن، ٹول اودہ (اودا) ، تشتری، گیلاس۔ لالٹین، پاتیلہ، کیوژکیوژکیہ (کیوژ کیوژیا) ۸۴ ، گز گزی، تھان سوسی۔ مربہ سیب (کذا) حب و ٹول ۹۸، رقومات ۱۰۰ . تھان ذوریہ (کذا) ۵۸ ، جازم (کذا) ۔ نبادہ بنات افشانی ۔ قالسانی ۔ ٹوا آہنی ثنیہ (کذا) ویفر، اچاری ۔

Marfat.com

آبِ حیات کے دو مآخذ

آزاد نے آبِ حیات کی تصنیف میں ایسی کتابوں سے بھی کام لیا ہے جن کا حوالہ کسی نہ کسی وجہ سے انھوں نے نہیں دیا ان میں سے ایک فہرست اشپرنگر ہے۔ اشپرنگر کا ارادہ اسے کئی جلدوں میں شائع کرنے کا تھا، لیکن پہلی جلد کے بعد کوئی اور جلد نہ نکلی۔ اس جلد میں شعرائے اردو و فارسی کے تذکروں اور ان کے کلام منظوم (دواوین وغیرہ) سے بحث ہے۔

آزاد لکھتے ہیں: "حاتم کا ایک دیوان فارسی میں بھی ہے، مگر مختصر میں نے دیکھا وہ ۱۱۷۹ھ کا خود ان کے قلم کا لکھا ہوا تھا۔ غزل ۹۰ صفحے رباعی و فرد وغیرہ ۶ صفحے" ص ۱۱۹۔ شاہ اودھ کے کتب خانے میں جو نسخہ حاتم کے دیوان فارسی کا تھا اس کے بارے میں بجنسہٖ یہی باتیں اشپرنگر نے لکھی ہیں ص ۴۲۲ آزاد نے اشپرنگر کے دیکھنے کو اپنا دیکھنا تصور کر لیا ہے، ورنہ اس کا امکان کہ فہرست میں جس نسخے کا ذکر ہے وہ انھوں نے دیکھا ہو یا ۱۱۷۹ھ میں حاتم نے ایک اور نسخہ لکھا ہو اور وہ آزاد کی نظر سے گزرا ہو بہت کم ہے۔

آزاد دیوان میر سوز کی نسبت رقمطراز ہیں: "۱۲ سطر کے صفحے سے ۳۱۰ صفحے کا کل دیوان ہے اس میں ۲۸۸ صفحہ غزلیات، ۱۲ صفحے میں مثنوی، رباعی، مخمس باقی والسلام۔ آغاز مثنوی کا یہ شعر ہے:

دعویٰ بڑا ہے سوز کو اپنے کلام کا ۔۔۔ جو غور کیجیے تو ہے کوڑی کے کام کا" ص ۱۹۷

اشپرنگر کتب خانۂ شاہ اودھ کے ایک نسخے کے متعلق تحریر کرتا ہے "غزلیں ۳۰۰ صفحات، ۱۲ ابیات فی صفحہ، رباعیاں، مخمس اور ایک مثنوی ۲۲ صفحات۔ آغاز دعویٰ بڑا ہے الخ (اور اس کے بعد)

سر دیوان پر اپنے جو بسم اللہ میں لکھتا ۔۔۔ بجائے مد بسم اللہ مد آہ میں لکھتا" ص ۶۳۸

آزاد اور اشپرنگر کے بیانوں میں جو فرق ہے اس کی ذمہ دار آزاد کی بے احتیاطی ہے۔ دیوان کا آغاز مثنوی سے نہیں غزلوں سے ہوتا ہے اور پہلے ایک فرد ہے: دعویٰ بڑا الخ اور اس کے بعد غزل جس کی بیت افتتاحی اشپرنگر نے نقل کی ہے۔ آزاد کا یہ بیان کہ 'دعویٰ بڑا الخ مثنوی کا پہلا شعر ہے' صحیح نہیں۔

آزاد کا میر تقی میر کے متعلق بیان ہے کہ "تذکرۂ شورش میں لکھا ہے کہ خطاب سیادت انھیں شاعری کی درگاہ

Marfat.com

سے عطا ہوا۔ ص۲۰۲۔

شورش کے تذکرے کا صرف ایک نسخہ وجود میں ہے جو بی ج ایلیٹ سے اشپرنگر کو مستعار ملا تھا اور جس کا ذکر اس نے فہرست میں کیا ہے ص۱۸۲۔ بعد کو ایلیٹ سے یہ نسخہ جامعہ آکسفورڈ کے کتب خانے کو ملا اور وہاں کے فارسی مخطوطات کی مطبوعہ فہرست میں اس کا بیان ہے۔ فہرست اشپرنگر کے سوا شورش کے حوالے سے کسی اور کتاب میں یہ بات مندرج نہیں کہ میر سید نہ تھے۔ اشپرنگر لکھتا ہے: "میر عموماً ان کے نام سے پہلے لکھا جاتا ہے لیکن شورش کا خیال ہے کہ وہ شیخ تھے۔" ص۱۸۵ یہ ممکن نہیں کہ آزاد نے یہ بات اشپرنگر کے سوا کسی اور سے لی ہو۔

آزاد نے ناسخ کی ایک مثنوی کا نام نظم سراج لکھا ہے (ص۳۵۴) حال آں کہ صحیح نام سراج نظم ہے جیسا کہ اس مصرع سے ثابت ہے جو سرورق میں مندرج ہے۔ یہی غلطی اشپرنگر سے بھی سرزد ہوئی ہے ص۳۲۸۔

حاتم کا دیوان زادہ میری نظر سے گزرا ہے، لیکن اس وقت پیش نظر نہیں۔ ڈاکٹر زور نے اس کے دیباچے کو جو خود مصنف کا لکھا ہوا ہے، دیوان زادے کے اس نسخے سے جس کی کتابت خود حاتم نے ۱۱۶۹ھ میں کی تھی، سرگزشت حاتم میں نقل کیا ہے۔ اسی سال کا ایک نسخہ خود حاتم کے ہاتھ کا لکھا ہوا کتب خانۂ شاہ اودھ میں موجود تھا جس کی کیفیت اشپرنگر نے فہرست میں لکھی ہے، اور جس کا دیباچہ نقل کیا ہے۔ اشپرنگر نے ایک جگہ دیباچے میں کچھ نقطے دیئے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بتانا چاہتا ہے کہ وہاں کے کچھ الفاظ اس نے خارج کر دیئے ہیں، لیکن میرا خیال ہے کہ یہ ہر حیثیت سے ناقص نقل ہے، کتابت کی غلطیاں بھی ہیں اور کئی جگہ سے عبارتیں نکال دی گئی ہیں۔ آزاد نے آب حیات میں دیباچے کا "خلاصہ" دیا ہے۔ پہلے انھوں نے ایک ٹکڑا دیا ہے جس کا آغاز "خوشہ چینی" سے اور انجام "منظور دارد" پر ہوتا ہے اس کے بعد ایک دوسرا ٹکڑا ہے جس کی ابتدا سے پہلے آزاد نے خود یہ عبارت لکھی ہے "پھر ایک جگہ کہتے ہیں" تینوں کتابوں کی عبارتوں کے مقابلے سے میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اگر دونوں نہیں تو پہلا ٹکڑا ضرور فہرست سے لیا گیا ہے۔

(۲) دوسرا ماخذ جس کا نام آب حیات میں نہیں آیا سعادت خاں ناصر کا تذکرہ خوش معرکہ زیبا ہے جو ۱۲۶۲ھ میں مکمل ہوا ہے، گو بعد کو بھی اس میں اضافے ہوئے ہیں جو اس کے حواشی پر مرقوم ہیں۔

آزاد نے آبرو کے حال میں دو شعر دیے ہیں جن میں سے ایک مظہر کا ہے اور دوسرا اس کے جواب میں آبرو کا ص۹۷ یہ دونوں شعر خوش معرکہ زیبا، خم میں ہیں، گو آبرو کے شعر کا مصرع ۱ اس میں مختلف ہے۔

سودا کے حال میں ہے کہ سودا دہلی ہی میں تھے کہ شجاع الدولہ نے کمال اشتیاق سے طلب کیا، مگر انھیں دلی چھوڑنا گوارا نہ ہوا اور یہ رباعی لکھ بھیجی "سودا پے دنیا تو بہ ہر سو کب تک الخ" مگر جب دلی میں قدر داں نہ رہے تو فرخ آباد

Marfat.com

گئے وہاں چند روز نواب کے پاس رہے اور ۱۱۸۵ھ میں شجاع الدولہ کی لکھنؤ میں ملازمت حاصل کی "بہت اعزاز سے ملے مگر بے تکلفی یا طنز سے کہا کہ مرزا وہ رباعی تمہاری اب تک میرے دل پر نقش ہے۔ سودا کو بہت رنج ہوا اور" بہ پاس وضع اداری پھر دربار نہ گئے" صفحہ ۱۵۰ و صفحہ ۱۵۱۔ یہ قصہ اس شخص کے قلم سے تو نکل سکتا ہے، جس نے کلیات سودا نہ دیکھا ہو، لیکن آزاد کا اسے لکھنا تعجب کی بات ہے، اس لیے کہ کلیات میں بہ کثرت نظمیں ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ شجاع الدولہ سے توسل رکھتے تھے۔ اس حکایت کا ابتدائی حصہ کسی قدر اختلاف کے ساتھ خم میں موجود ہے۔ ناصر لکھتا ہے کہ جب سودا فرخ آباد پہنچے شجاع الدولہ نے شقۂ خاص ان کی طلب میں بھیجا، لیکن 'پاس وضع سے نہ آئے اور جواب میں یہ رباعی لکھ بھیجی، 'سودا پے دنیا تو بہ ہر سو کب تک الخ' شجاع الدولہ کو ملال ہوا۔ ضاحک بول اٹھے کہ سودا حضور کے شقے سے نہیں آئے، "غلام بے طلب کھنچ بلاتا ہے" سودا کے ایک قصیدے کو الٹا اور انھیں کی ہجو کہی، سودا نے جو اسے سنا تو لکھنؤ آئے۔ اس کے بعد اور باتیں ہیں جنھیں میں قلم انداز کرتا ہوں۔

آزاد نے سودا کے متعلق لکھا ہے کہ حزیں نے ان کا شعر ذیل سن کر بڑی تعریف کی ؛۔

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں   تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے میں صفحہ ۱۶۳

ناصر حزیں اور سودا کی ملاقات کا ذکر یوں کرتا ہے ؛ قائم سے نقل ہے سودا حزیں کی ملاقات کو گئے میں بھی ساتھ[1]۔ بہ مجرد خبر ہونے کے فوراً بلایا۔ کچھ پڑھنے کو کہا۔ سودا نے یہ شعر پڑھا ؛

سیہ چوری بہ دست آں نگار نازنیں دیدم   بہ شاخ صندلیں پیچیدہ ماری عنبریں دیدم

حزیں نے کہا کہ 'نازنیں دیدم[2]' زیادہ ہے۔ ہندی شعر پڑھنے کو کہا تو سودا نے یہ شعر زبان پر لائے ؛ 'ناوک نے الخ' تڑپے کے معنی پوچھے جواب 'ملا تپیدن' حزیں نے کہا کہ خوب گفتہ۔ اور پڑھنے کی فرمائش کی تو یہ رباعی پڑھی ؛ سودا کے حال میں بقا کا جو قطعہ دیا ہے صفحہ ۱۵۴ وہ خم میں اس طرح ہے ؛

عیب ہے گرچہ کثرت یک لفظ   سخن فارسی سے تا ہندی
پر جدا ہے تمام عالم سے   طرز سودا و وضع میر تقی
یعنی واں لفظ تو ہے رکن شعر   ہی سے یاں ہے کلام کی بھرتی
کھول دیوان دونوں صاحب کے   اے بقا ہم بھی زیارت کی
شعر سودا و میر کے دیکھے   وہ تو تو تو کہے ہے یہ ہی ہی

---

[1] یہ واقعہ تذکرۂ قائم میں نہیں۔ [2] 'نازنیں دیدم' زیادہ ہے تو یہی حال 'عنبریں دیدم' کا ہے۔

Marfat.com

میر ضاحک کے حال میں آزاد نے لکھا ہے کہ ان کی بیٹے حسن سودا کی شاگرد تھے، ضاحک کی وفات کے بعد سودا نے ضاحک کے حق میں جو کچھ کہا تھا چاک کر ڈالا تو حسن نے بھی ضاحک کی لکھی ہوئی، ہجویں پھاڑ ڈالیں اسی وجہ سے یہ ہجویں معدوم ہو گئیں ص۱۸۲ و ص۱۸۳۔ خم میں ہے کہ جب میر حسن سودا کے شاگرد ہوئے تو جو "مزخرفات ان کے والد کا تھا اسے دھو ڈالا اس سے وہ مشہور نہ ہوا" طرّہ یہ کہ آزاد تسلیم کرتے ہیں کہ سودا کا سال وفات ۱۱۹۵ھ ہے (ص۱۵۱) اور ۱۱۹۶ھ میں بقول مصنف گلزار ابراہیم میر ضاحک بہ قید حیات تھے ص۱۸۴۔

آب حیات میں میر خلیق کے بارے میں لکھا ہے کہ انھوں نے یہ مصرع کہا "لیلاف پڑھے اور اسے دودھ پلایا" کی نے ناسخ کے سامنے یہ مصرع پڑھا، انھوں نے کہا کہ یوں کہا ہوگا "پڑھ پڑھ کے لایلاف اسے دودھ پلایا" ص۲۸۶۔ ناصر کا بیان ہے کہ خلیق نے "لیلاف پڑھی" الخ ناسخ کے سامنے پڑھا تھا، ناسخ نے اعتراض کیا، جواب دیا کہ 'لایلاف نہ آسکا' ناسخ نے کہا کہ کیا دشواری ہے، یوں کہیے: پڑھ پڑھ کے لایلاف اسے دودھ پلایا۔

آتش کے حال میں ہے کہ آتش نے ناسخ کی غزلوں پر "متواتر غزلیں لکھیں" تو ناسخ نے یہ شعر کہا:

ایک جاہل کہہ رہا ہے میرے دیواں کا جواب ۔۔۔ بو مسیلم نے لکھا تھا جیسے قرآں کا جواب

آتش نے اس کا جواب یوں دیا:

کیوں نہ دے ہر مومن اس ملحد کے دیواں کا جواب ۔۔۔ جس نے دیواں اپنا ٹھہرایا ہے قرآں کا جواب ص۲۹۰

ناصر لکھتا ہے کہ سیوہ رام، شائق شاگرد آتش نے ناسخ کی ہر غزل کا جواب کہا۔ ناسخ کو خبر پہنچی، تو انھوں نے ایک جاہل الخ اور شعر ذیل کہا:

کیا کلیم اللہ سے نسبت ہے اس ناپاک کو ۔۔۔ چاہیے فرعون کو دے اپنے ہاماں کا جواب

چونکہ لفظ ہامان خواجہ صاحب کی طرف عائد ہوتا تھا یہ مطلع کسی شاگرد کو کہہ دیا:

چاہیے مومن کو دے اس نامسلماں کا جواب ۔۔۔ جو کہے دیواں کو اپنے ہے یہ قرآں کا جواب

یہ صحیح ہے کہ حکایات اور اشعار ناصر اور آزاد کے یہاں مختلف طور پر ہیں لیکن، حکایت ہو یا شعر آزاد دونوں میں تصرف کرنے میں کچھ تکلف نہیں کرتے، اور یہ بات قطعی طور پر ثابت ہو چکی ہے۔

درد اور شاہ عالم کا واقعہ جو آب حیات (ص۱۸۶) میں ہے ناصر نے اس طرح لکھا ہے کہ شاہ عالم نے ایک زانو کو دوسرے پر جو رکھا تو درد نے وہ کھنڈی جو فقیروں کے پاس ہوتی ہے بہ قوت تمام بادشاہ کے زانو پر ماری" بادشاہ نے "درد پا" کا عذر کیا۔ درد نے کہا کہ "ایں خانہ درد است سراپا درد شو وگرنہ ازینجا بیروں شو" سوز کے تخلص کے متعلق جو حکایت آب حیات میں ہے (ص۱۹۸) وہ بھی بہ اختلاف جزئیات ناصر کے یہاں ہے۔ (معاصر حصہ ۱) ●●

Marfat.com

آب حیات اور طبقات الشعرا

ایک مقالے میں جو معاصر حصہ ۱ میں شائع ہوا تھا یہ رائے ظاہر کی گئی تھی کہ آب حیات کے ایسے مآخذ بھی ہیں جن کا آزاد نے ذکر نہیں کیا، اور اس مقالے میں ایسے دو مآخذ سے بحث کی گئی تھی۔ مقالۂ ہذا میں اس قسم کے ایک اور ماخذ کا ذکر کیا جاتا ہے، یہ کریم الدین کا طبقات الشعرا ہے جس کی تصنیف میں قاسم و شیفتہ کے تذکروں کے علاوہ دتاسی کی تاریخ ادب (اشاعت ا) سے مدد لی گئی تھی۔

طبقات کے مقدمے کے مختلف ٹکڑوں کے عنوانات یہ ہیں۔ بیان السنۂ مروجۂ ہندوستان کا اور تحقیق اردو کی بیان زبان قدیم بتواریخ اردو، بیان فرق تاریخ اور تذکرے کا۔ کریم الدین نے "قسم اول" کے تحت متقدمین کا ذکر کیا ہے "جو ہندی ...... مصنف گزرے ہیں" (کذا)

"قسم دوم" کے شعرا (اور نثر نگار بھی، اس لیے کہ اس میں نثر لکھنے والوں کا بھی ذکر ہے) چار طبقوں میں منقسم ہیں۔ "طبقہ اول اس میں ان شعرا کا ذکر ہے جو بانی اردو کے تھے اور انہوں نے اس زبان کے شیوع میں کوشش بلیغ کی" "طبقہ دوم اس میں ان شعرا کا ذکر ہے جو مصلح اردو اور مروج اس زبان کے تھے، اور انہوں نے الفاظ کریہہ کا استعمال یک قلم زبان ریختہ سے موقوف کیا" "طبقہ سوم اس میں وہ شاعر ہیں جو طبقۂ دوم کے شاگرد تھے ان کو الفاظ صحیحہ اور محاورات دلچسپ کے استعمال کا بہت شوق تھا طبقۂ چہارم میں "ہمعصروں" کا ذکر ہے خواہ مصنف ان سے ملا ہو یا نہ ملا ہو۔"

آزاد نے کچھ مطالب ہی (خواہ بجنسہٖ خواہ بہ تصرف) طبقات سے نہیں لیے، اس کتاب نے کسی حد تک آب حیات کے لیے نمونے کا بھی کام دیا ہے۔

(۱) "محمد شاہ کے عہد میں ۱۱۴۵ھ میں فضلی تخلص ایک بزرگ نے دہ مجلس لکھی۔ اس کے دیباچے میں سبب تالیف لکھتے ہیں اور غالباً نثر اردو کی یہی پہلی تصنیف ہے:

"پھر دل میں گزرا[1] کہ ایسے کام کو عقل چاہیے کامل اور مدد کسو طرف کی ہوئے شامل کیونکہ بے تائید صمدی

[1] یہ گذرا طبقات۔

Marfat.com

اور بے مدد جناب احمدی، یہ مشکل صورت پذیر نہ ہووے اور گوہر مراد رشتۂ امید میں نہ آوے۔ لہذا[1] کوئی اس صنعت کا نہیں ہوا مخترع اور اب تک ترجمۂ فارسی بعبارت ہندی نثر نہیں ہوا مستمع، پس اس اندیشۂ عمیق میں غوطہ کھایا اور بیابان تامل و تدبیر میں سرگشتہ ہوا، لیکن، راہ مقصود کی نہ پائی، ناگاہ نسیم عنایت الٰہی دل افگار[2] پر اہتزاز میں آ، یہ بات آئینۂ خاطر میں منہ دکھلائی۔'' آب ص٢٣

آزاد نے فضلی کی کتاب کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے وہ طبقات میں موجود ہے، اور دیباچے کی عبارت بھی (خفیف اختلافات کے ساتھ) اسی سے لی گئی ہے۔

(٢) ''ملک محمد جائسی نے مثنوی پدماوت کے علاوہ دُہرے اور گیت بھی لکھے اور وہ ایسے اعلیٰ رتبے کے ہیں کہ ڈاکٹر گلکرسٹ صاحب کی تصنیف میں نہایت مدد کرتے ہیں۔ تعجب یہ ہے کہ فارسی کی بحروں میں کوئی اس کا شعر نہیں'' آب ص

''ملک محمد جائسی نے دُہرے اور کبت ہندی لکھی ہیں، لیکن اردو اشعار بھی لکھے ہیں۔ کولبرک اور ڈاکٹر گلکرسٹ صاحب اپنی تصنیفات میں اس کا ذکر کرتے ہیں۔ اُس نے ایک مثنوی پدماوت لکھی ہے۔'' طبقات ص٢

(٣) ''سیوا نامی ایک مصنف دکن میں گزرا ہے جس نے روضۃ الشہدا کا دکنی زبان میں ترجمہ کیا تھا۔ مرثیے اس کے اب تک وہاں کے امام باڑوں میں پڑھے جاتے ہیں'' آب ص٧٩

''سیوا ایک مصنف دکھنی ہے، اس نے دکھنی زبان میں روضۃ الشہدا امام حسین کی شہادت میں لکھی ہے یہ کتاب ١٦٨١ء میں اس نے تصنیف کی تھی۔ اس کے مرثیے بھی امام باڑوں میں پڑھے جاتے ہیں'' طبقات ص٢٨

(٤) ''نواز نام ایک مصنف نے فرخ سیر کے عہد میں شکنتلا کا ترجمہ بھاشا میں لکھا'' آب ص٧٩

''نواز کشوار (کذا) یہ شخص مسلمان ہے، اس نے شکنتلا کا ترجمہ براج (کذا) بھاکھا نظم میں کیا ہے، فرخ سیر کے حسب خواہش یہ ترجمہ اس نے کیا تھا'' طبقات ص٢٦

(٥) سبحہ محمد مکھن از آبرو۔ عالم ہمہ دوغ است و محمد مکھن آب ص٩٧ طبقات ص٧١

(٦) آرزو ''علم و فضل کے اعتبار سے قاضی القضاۃ کا عہدہ دربار شاہی سے حاصل کیا، مگر مزاج کی شگفتگی... نے خود پسندی اور تمکنت کی بو نہیں آنے دی تھی'' آب ص١٢٢

''علوم رسمیہ میں مہارت پیدا کر چکا تھا، بعد حصول مہارت فنون مذکورہ کے وہ ایک عہدۂ جلیل الشان پر یس قاضی القضاۃ درمیان گوالیار کے ابتدائے عملداری... فرخ سیر کے میں مختار ہوا'' طبقات ص٤٣

---

1. لہذا پیش ازیں طبقات 2. گلشن انگار (کذا) طبقات

Marfat.com

آرزد کو عہدۂ قضا کبھی نہیں ملا موہان کے رہنے والے ایک بزرگ جن کا نام بھی وہی تھا جو آرزو کا تھا اور شاعر بھی تھے کلکتہ میں انگریزوں کے زمانے میں قاضی القضات تھے اکریم الدین کو اشتباہ ہوا ہے۔

(۷) "جس چارپائی پہ کان ہو اس پر بیٹھا نہ جاتا تھا، گھبرا کر اٹھ کھڑے ہوتے تھے، چنانچہ دلّی دروازے کے پاس ایک دن ہوادار میں سوار چلے جاتے تھے، راہ میں ایک بنیے کی چارپائی کے کان پر نظر پڑ گئی، وہیں ٹھیر گئے اور جب تک اس کا کان نہ نکلوا لیا آگے نہ بڑھے" آب ص۱۴۱

(۸) "اگر کبھی مرزا (مظہر) بازار کو بہ ارادۂ سیر آتے تھے اور راہ میں کسی غریب کی چارپائی خراب یا جھلنگا پڑا پاتے اس جا بیٹھ جاتے اور کہتے کہ جب تک یہ درست نہ ہولے گی، میں آگے نہ جاؤں گا" طبقات ص۱۰۶

(۹) "ایک دن ایک نواب صاحب کہ ان کے خاندان کے مرید تھے ملاقات کو آئے اور خود صراحی لے کر پانی پیا اتفاقاً آبخورہ جو رکھا ٹیڑھا رکھا۔ مرزا کا مزاج اس قدر برہم ہوا کہ ہرگز ضبط نہ ہو سکا اور بگڑ کر کہا کہ عجب بیوقوف احمق تھا جس نے تمہیں نواب بنا دیا آبخورہ بھی صراحی پر رکھنا نہیں آتا" آب ص۱۴۱

"کوئی نواب عالی مقدار ان کی ملاقات کے واسطے ایک روز آیا تھا اس نے جھجر سے پانی پی کر آبخورہ ٹیڑھا رکھ دیا تھا، اُسے خفا ہوتے اور کہا تو بالکل گدھا ہے، کس بے قوف نے تجھ کو نواب بنا دیا ہے، آبخورہ سیدھا رکھنا بھی نہیں آتا" طبقات

(۱۰) "مولوی غلام یحیی، فاضل جلیل جنہوں نے میر زاہد پر حاشیہ لکھا ہے بہ ہدایت غیبی مرزا کے مرید ہونے کو دلی میں آئے ان کی ڈاڑھی بہت بڑی اور گھن کی تھی، جمعے کے دن جامع مسجد میں ملے اور ارادہ ظاہر کیا۔ مرزا نے ان کی صورت کو غور سے دیکھا اور کہا کہ اگر مجھ سے آپ بیعت کیا چاہتے ہیں تو پہلے ڈاڑھی ترشوا کر صورت بھلے آدمیوں کی بنائیے، پھر تشریف لائیے اللہ جمیل و یحب الجمال بھلا یہ ریچھ کی صورت مجھ کو اچھی نہیں معلوم ہوتی تو خدا کو کب پسند آئے گی۔ ملّا متشرع آدمی تھے، گھر میں بیٹھ رہے تین دن تک برابر خواب میں دیکھا کہ بغیر مرزا کے تمہارا عقدۂ دل نہ کھلے گا۔ آخر بے چارے نے ڈاڑھی حجام کے سپرد کی اور جیسا خشخاشی خط مرزا صاحب کا تھا ویسا ہی رکھ کر مریدوں میں داخل ہوئے" آب ص۱۴۱

"ثقہ لوگوں کی زبانی سننے میں آیا ہے کہ مولوی غلام یحیی جن کی تصنیف سے ایک رسالہ مسمّی غلام یحیی حاشیہ مرزا زاہد پر ہے، بسبب الہام اور ہدایت خواب کے ان (مظہر) سے بیعت کا ارادہ کر کے شاہ جہاں آباد میں آیا تھا اس کی ڈاڑھی بہت انبوہدار تھی جمعے کے دن جامع مسجد میں مرزا سے ملاقات ہوئی۔ آپ نے مولوی مذکور کی ڈاڑھی بے زیب پاکر ارشاد کیا کہ اگر مجھ سے بیعت کیا چاہتے ہو اور کچھ کسب باطن منظور ہے تو ڈاڑھی کو ترشوا ڈالیئے اور صورت بھلے مانسوں کی بنائیے، یہ ریچھ کی صورت اپنی پسند نہیں چونکہ .. خلاف شرع تھا مولوی مذکور نے نہ مانا اور ارادہ بیعت کا فسخ کر کے

Marfat.com

جامع مسجد میں اقامت کی پھر خواب میں معلوم ہوا کہ اگر تجھ کو کسب باطن منظور ہے تو مرزا کا کہنا مان لے۔ یہی خواب تین روز تک دیکھا کہ ایک بزرگ ۔۔ کہتا ہے کہ مرزا جو کہتا ہے سو مان لے۔ پھر لاچار ہو کر مرزا سے ملاقات کی، آپ نے پھر وہی ارشاد کیا کہ طالب اور مطلوب اور مرید اور مرشد میں مناسبت چاہیے مرزا۔۔ خشخاشی ڈاڑھی رکھتے تھے، مولوی۔۔۔ نے ڈاڑھی کتروائی جتنی رکھنے کا مرزا نے حکم دیا اتنی رکھی۔ ان کی قبر بھی شاہ جہان آباد میں ہے" طبقات ص۲۰۱

(۱۱) میر ضاحک "۔ وضع اور لباس قدمائے دہلی کا پورا نمونہ تھا۔ سر پر سبز عمامہ بوضع عرب، بڑے گھیر کا جامہ یا جبہ کہ وہ بھی اکثر سبز ہوتا تھا، گلے میں خاک پاک کا کنٹھا، داہنے ہاتھ میں ایک چوڑی اس پر کچھ دعائیں کندہ چھنگلی بلکہ اور انگلیوں میں بھی کئی انگوٹھیاں، ڈاڑھی کو مہندی لگاتے تھے، بہت بڑی نہ تھی، مگر ریش بچہ منڈاتے تھے، کبھی کبھی ہاتھوں کو بھی مہندی ملتے تھے، میانہ قد، رنگ گورا" آب ص۱۸۱

" اکثر وہ (ضاحک) سبز عمامہ بطور عرب کے اور ایک بڑا جبہ پہنا کرتا تھا، ڈاڑھی اس کی بہت لمبی نہ تھی، بچہ ریش کو منڈوایا کرتا تھا، قد میانہ رکھتا تھا، رنگ بھورا تھا" طبقات ص۲۱۳

(۱۲) خواجہ میر درد "۔ سلسلۂ پدری ان کا خواجہ بہاء الدین نقشبندی سے ملتا ہے" آب ص۱۸۴

" خواجہ میر درد خلف الصدق خواجہ ۔۔ عندلیب کا جو کہ نواسوں میں شیخ بہاء الدین نقشبندی کے ہے" طبقات ص۷۹

حقیقت یہ ہے کہ درد کے والد کا سلسلہ خواجہ تک پہنچتا ہے، کریم نے نواسہ بمعنی فرزند زادہ استعمال کیا ہے، آزاد سمجھے کہ دختر زادے کے لیے آیا ہے۔ (نسب کے میخانۂ درد ملاحظہ ہو جس میں یہ بھی مرقوم ہے کہ آزاد کو غلطی کی اطلاع دی گئی تھی۔ اس کتاب میں روشن الدولہ کو درد کا دادا لکھا ہے یہ بالکل غلط ہے)

(۱۳) "شاہ عالم نے خود ان (درد) کے یہاں آنا چاہا اور انہوں نے قبول نہ کیا مگر ماہ بماہ ایک معمولی جلسہ اہلِ تصوف کا ہوتا تھا اس میں بادشاہ بے اطلاع چلے آئے" آب ص۱۸۶

" ایک روز بادشاہ ان کی ملاقات کے واسطے آئے تھے مگر اس (درد) نے بالکل انکار کیا اور ملاقات نہ کی" طبقات ص۸۰

(۱۴) " ایک دن لکھنؤ میں میر اور مرزا کے کلام پر دو شخصوں میں تکرار نے طول کھینچا۔ دونوں خواجہ باسط کے مرید تھے انہیں کے پاس گئے اور عرض کی کہ آپ فرمائیں انہوں نے کہا کہ ۔۔ میر ۔۔ کا کلام آہ ہے اور مرزا ۔۔ کا کلام واہ ہے مثال میں میر صاحب کا شعر پڑھا۔

سرھانے میر کے آہستہ بولو ابھی ٹک روتے روتے سو گیا ہے

پھر مرزا کا شعر پڑھا۔

Marfat.com

سوداکی جو بالیں پہ گیا شور قیامت　　　خدام ادب بولے ابھی آنکھ لگی ہے

لطیفہ در لطیفہ، ان میں سے ایک شخص جو مرزا کے طرفدار تھے وہ مرزا کے پاس بھی آئے اور سارا ماجرا بیان کیا۔ مرزا بھی میر صاحب کے شعر کو سن کر مسکرائے اور کہا کہ شعر تو میر صاحب کا ہے مگر دردخواہی ان کی دوا کی معلوم ہوتی ہے۔ آب ص۱۶۶

"سرہانے میر کے کوئی نہ بولو الخ سودا نے جب یہ شعر سنا بطور طنز یہ کہا کہ یہ شعر میر کا نہیں ہے بلکہ اس کی والدہ کا ہے"۔ طبقات ص۱۲۰

(۱۵) جرأت "۱۲۱۵ھ میں لکھنؤ پہنچے اور . . . سلیمان شکوہ کی سرکار میں ملازم ہوئے ایک دفعہ تنخواہ کو دیر ہوئی حسن طلب میں لکھا۔

جرأت اب بند ہے تنخواہ تو کہتے ہیں یہ ہم　　　کہ خدا دیوے نہ جب تک تو سلیماں کب دے　آب ص۲۰۶

جرأت :- ایک زمانہ . . . سلیمان شکوہ . . . کے خوان نعمت سے زلہ ربا رہا تھا، چنانچہ یہ شعر اس نے جب کہا تھا کہ جب تنخواہ اس کی بند ہوگئی . . . جرأت اب الخ طبقات ص۲۰۶

(۱۶) ۱۸۵۲ء میں گورنمنٹ انگلشیہ کو دہلی کالج کا انتظام از سر نو منظور ہوا۔ ٹامسن صاحب جو کئی سال تک اضلاع شمال و مغرب کے لفٹننٹ گورنر بھی رہے، اس وقت سکرٹری تھے، وہ مدرسین کے امتحان کے لیے دلی آئے اور چاہا کہ جس طرح سو روپے مہینے کا ایک مدرس عربی ہے ایسا ہی ایک فارسی کا بھی ہو۔ لوگوں نے چند کاملوں کے نام بتائے، ان میں مرزا غالب کا نام بھی آیا۔ مرزا . . . حسب الطلب تشریف لائے۔ صاحب کو اطلاع ہوئی مگر یہ پالکی سے اتر کر اس انتظار میں ٹھہرے کہ حسب دستور قدیم صاحب سکرٹری استقبال کو تشریف لائیں گے جبکہ نہ وہ ادھر سے آئے نہ یہ ادھر سے گئے، اور دیر ہوئی تو صاحب سکرٹری نے جمعدار سے پوچھا وہ پھر باہر آیا کہ آپ کیوں نہیں چلتے۔ انہوں نے کہا کہ صاحب استقبال کو تشریف نہیں لائے، میں کیونکر جاتا؟ جمعدار نے جا کر پھر عرض کی، صاحب باہر آئے اور کہا کہ جب آپ دربار گورنری میں بہ حیثیت ریاست تشریف لائیں گے تو آپ کی وہ تعظیم ہوگی، لیکن اس وقت آپ نوکری کے لیے آئے ہیں اس تعظیم کے مستحق نہیں۔ مرزا صاحب نے فرمایا کہ گورنمنٹ کی ملازمت باعث زیادتی اعزاز سمجھتا ہوں نہ یہ کہ بزرگوں کے اعزاز کو بھی گنوا بیٹھوں۔ صاحب نے فرمایا کہ ہم آئین سے مجبور ہیں۔ مرزا صاحب رخصت ہو کر چلے آئے۔ صاحب موصوف نے مومن . . . کو بلایا۔ ان سے کتاب پڑھوا کر سنی اور زبانی باتیں کر کے اسی روپیہ تنخواہ قرار دی۔ انہوں نے سو . . . سے کم منظور نہ کی۔ صاحب نے کہا سو روپے تو تو ہمارے ساتھ چلو، ان کے دل نے نہ مانا کہ دلی کو ایسا سستا بیچ ڈالیں"۔ آب ص۵۰

"جس سال . . . لفٹننٹ گورنر بہادر یعنی طامسن صاحب . . . شاہجہان آباد میں واسطے بندوبست مدرسہ کے

Marfat.com

تشریف لائے سب مدرسوں کا معہ (کذا) طلبا، (کذا) کے امتحان لے کر یہ تجویز کی کہ ایک مدرس فارسی مدرسے کے واسطے
اچھا مستعد مقرر کرنا چاہیئے.. تلاش ہوئی (کذا) مفتی محمد صدرالدین خاں بہادر نے جو ہمارے زمانے میں شاہ جہاں آباد کے
صدرالصدور ہیں... یہ عرض کی کہ اس شہر میں اچھے فارسی داں تین شخص منتخب روزگار ہیں.. مرزا نوشہ.. مولوی امام بخش
... مومن لفٹنٹ گورنر بہادر نے تینوں کو بلوایا مرزا نے بسبب اس کے کہ ان کو نوکری... سے استغنا تھی انکار کیا.. مومن
نے درخواست ایک سو روپیہ... تنخواہ کی... امام بخش... حسب خواہش لفٹنٹ گورنر بہادر کے حکم اجابت کی... (کذا)
... چالیس روپیہ ماہوار ان کے واسطے مقرر ہوا، مدرس اول فارسی خوانوں کے مقرر ہوئے ۱۸۴۰ء میں درس و تدریس کرنے
لگے۔ ان کے روزگار کے باب میں اور لوگوں نے بھی بہت سعی کی تھی کیونکہ وہ شخص اسی عہدے کے قابل تھا۔ بعد ایک عرصے
کے پچاس روپے تنخواہ ہو گئی ہنوز وہی.. پاتے ہیں" طبقات ص۴۱۳

(معاصر، حصہ ١٢)

Marfat.com

سوزؔ اور آبِ حیات

"آبِ حیات" میں محمد میر نام ہے، جس کی تصدیق میرؔ و قائمؔ و گردیزی و حسنؔ وغیرہ کے تذکروں سے ہوتی ہے۔ یہ آزاد کے مآخذ نہیں۔ انھوں نے مصحفیؔ و قاسمؔ کا تتبع کیا ہے۔ ان کے کل مآخذ میں یہ نام نہیں۔ "گلزارِ ابراہیم" میں سید محمد ہے۔ یہ اور سید میر اور میر محمدی جو بعض تذکروں میں ہے، غلط محض ہے۔

آزادؔ کا قول ہے کہ ان کے بزرگوں کا وطن بخارا تھا، ان کے والد سید ضیاء الدین جو قطب عالم گجراتی کی اولاد سے تھے، بہت بزرگ شخص اور تیراندازی میں صاحبِ کمال مشہور تھے۔ سید ضیاء الدین کا "بہت بزرگ" اور "تیراندازی میں صاحبِ کمال" ہونا "آبِ حیات" کے سوا کہیں اور نہیں ملتا۔ باقی باتیں آزادؔ نے "سراپا سخن" سے لی ہیں، مگر ان کا قدیم ترین مآخذ تذکرۂ میر حسنؔ ہے، جس میں یہ الفاظ درج ہیں:

"ابن ضیاء الدین بخاری از اولاد قطب عالم گجراتی۔"

یہ خود تو بخارا سے آئے نہیں تھے، انھیں "بخاری" لکھنا گویا یہ لکھنا ہے کہ ان کے بزرگ بخارا سے آئے تھے۔

قراول پورہ، پرانی دہلی میں سکونت "گلزارِ ابراہیم" سے لی گئی ہے، اور اس سے قبل کے کسی تذکرے میں نہیں ملتی۔

آزادؔ نے سالِ ولادت سے بحث نہیں کی، لیکن موت کے وقت جو عمر بتائی ہے اس کے لحاظ سے زمانۂ ولادت ۱۱۴۲ھ کے لگ بھگ قرار پاتا ہے۔ یہ غلط محض ہے۔ "تذکرۂ کمال" میں خود سوزؔ کا یہ قول نقل ہوا ہے[۱] کہ وہ سوداؔ سے عمر میں ایک سال بڑے تھے۔ "آبِ حیات" میں موخرالذکر کا سالِ ولادت ۱۱۲۵ھ مرقوم ہے۔ اس حساب سے سوزؔ کا سالِ پیدائش ۱۱۲۴ھ قرار پاتا ہے، یہ اسی صورت میں صحیح ہو سکتا ہے کہ موت کے وقت عمر ۹۰ کے قریب ہو، لیکن

ٹ۔ نقر بظاہر "گلزارِ ابراہیم" سے قدیم تر تذکرہ آزادؔ کی نظر سے نہیں گزرا۔ اور اردو تذکرے جو میرے نزدیک ان کے مآخذ ہیں، خواہ ان کا حوالہ "آبِ حیات" میں ہو یا نہ ہو، "گلشنِ بے خار"، "مجموعۂ نغز"، "طبقاتِ شعرائے ہند"، "سراپا سخن"، "تذکرۂ فائق"، "نسخۂ دلکشا" اور "تذکرۂ نامر" ہیں۔ میرا خیال ہے کہ وہ فہرستِ اشپرنگر سے بھی ناآشنا نہیں۔ [۱] "بفقیر اکثری فرمودند" (تذکرۂ کمال)۔

Marfat.com

اس کا ثبوت موجود نہیں، کمال کا بیان ہے کہ عمر ۸۰ سے متجاوز پائی۔ اگر ۸۵ بھی مانی جائے تو ۱۱۲۸ھ کے لگ بھگ ٹھہرتا ہے۔ ۸۵ سے زیادہ عمر خلاف قیاس ہے۔ اس سے کم ہونے کا امکان ہے۔

آزاد لکھتے ہیں: "پہلے میر تخلص کرتے تھے۔ جب میر تقی میر کے تخلص سے عالمگیر ہوئے، تو انھوں نے سوز اختیار کیا۔" یہ مصحفی کی صدائے بازگشت ہے جو اپنے تذکرے میں رقمطراز ہیں: "گو بنداول میر تخلص می کرد چوں دراں ایام میر محمد تقی ہم شہرت بہ میر داشت لہٰذا ازاں درگذشتہ"۔ بجائے میر، سوز قرار داد۔" "نکات الشعرا" میں ان کا ترجمہ میر تخلص کے تحت ہے۔ میر فرماتے ہیں کہ "از خوش کردن تخلص من لطف دلم از وخوشسیت" سوز یقیناً میر سے عمر میں بڑے تھے، قیاس چاہتا ہے کہ میر سے قبل شعر کہنا شروع کیا ہو، اور آغاز شعر گوئی ہی کے وقت میر تخلص (جو ان کے نام کا جزو آخر ہے) رکھا ہو، لیکن میر کے الفاظ سے مترشح ہے کہ ان کی دیکھا دیکھی یہ تخلص رکھا۔ گردیزی کے یہاں میر بھی میر تخلص کے تحت ان کا ذکر ہے۔ قائم پہلے تذکرہ نگار ہیں جو تبدیل تخلص کی طرف اشارہ کرتے اور اس کا سبب بتاتے ہیں: "در مبادی حال میر تخلص می نمود، چوں او را با میر تقی معارضہ افتاد، ازاں باز سوز تخلص کرد۔" "مبادی حال" توجہ طلب ہے۔ لیکن اس کے باوجود میرا خیال ہے کہ معارضہ "نکات الشعرا" (سال اختتام ۱۱۶۵ھ) کی اشاعت کے بعد ہوا۔ عجب نہیں اگر ۶۸ھ کے لگ بھگ پیش آیا ہو۔

آزاد نے تبدیل تخلص کے بحث میں سوز کا یہ شعر نقل کیا ہے:

کہتے تھے پہلے میر میر تب نہ مرے ہزار حیف
اب جو کہیں ہیں سوز سوز یعنی سدا جلا کرو

مولانا علی حیدر صاحب، نیر (مرتب "کلیات سوز" غیر مطبوعہ) کے پاس کلیات کا جو خطی نسخہ ہے، اس میں یہ شعر نہیں، لیکن ان کا بیان ہے کہ اور خطی نسخوں میں ہے۔ مجھے یاد آتا ہے کہ یہ شعر "نسخۂ دلکشا" میں ہے۔ اگر ہے تو آزاد نے وہیں سے لیا ہوگا۔ کلیات کے "نسخۂ نیر" میں یہ شعر ہے:

ایک دن ایک شخص نے پوچھا
میر صاحب تمہارا یار کہاں

نیر کے مرتبہ کلیات میں کم از کم ایک شعر میں "میر" بھی آیا ہے۔ یہ اس وقت یاد نہیں۔

تخلص کے بارے میں آزاد نے میر کی طرف یہ قول منسوب کیا ہے کہ: "شعرا میں ایسے تخلص ہم نے کبھی نہیں سنے۔" (ترجمہ میر) اس کی کوئی سند موجود نہیں، اور قیاس چاہتا ہے کہ صحیح نہ ہو۔ تخلص کے متعلق جو حکایت "آب حیات" میں ہے، اور جس کا کسی قدر تعلق میر سے بھی ہے۔ عجب نہیں اگر ناصر کی اسی

Marfat.com

حکایت کو دیکھ کر گڑھی گئی ہو: "ایک شخص نے سوزؔ پر مرکز ڈے کر ان سے پوچھا کہ کیا لفظ ہے۔ کہا سوزؔ تھا، کسی نامعقول نے گوز کیا۔ ناصرؔ بھی جھوٹی حکایتیں درج تذکرہ[1] کرتا ہے، اور عموماً حوالہ نہیں دیتا۔ اس حکایت کی بھی کوئی سند اس کے پاس نہیں ہے۔

قائمؔ نے لکھا ہے کہ "سوزؔ توپ خانہ بادشاہی میں داخل" تھے اور "ہمعرفگی" کے باعث ان سے اکثر ملاقات ہوا کرتی تھی، آزاد اس سے بالکل بے خبر ہیں۔

قائمؔ نے سوز کی موسیقی سے آگاہی کا ذکر کیا ہے، آزاد کو اس کا علم نہیں۔

آزادؔ نے لکھا ہے "سوار کاری میں شہسوار اور فنون سپاہگری میں ماہر، خصوصاً تیراندازی میں تیرانداز تھے۔ ورزش کرتے تھے، اور طاقت خدا داد بھی اس قدر تھی کہ ہر ایک شخص ان کی کمان کو چڑھا نہ سکتا تھا۔ تذکرۂ شوقؔ میں کہ "یہ جوان قابل تیرانداز" تھے، حسنؔ کا قول ہے کہ "رسالۂ در علوم تیراندازی بر سبیل تذکرہ چوں تیر درستی بکمال قوت در میدان سخن انداختہ۔" (یہ رسالہ نہ موجود ہے اور نہ حسن کے سوا کسی نے اس کا ذکر کیا ہے۔ زمانۂ حال کے متبعین (حسن سے بحث نہیں) "گلزار ابراہیم" میں ہے کہ "در فن کمان داری دست و دلش آشنا۔" مصحفیؔ نے ان کے کمالات میں "تیراندازی و سواری اسپ" کو بھی شامل کیا ہے۔ ناصرؔ کہتا ہے کہ "تیراندازی اور شہسواری میں بے نظیر تھے۔" اب ناظرین خود دیکھ سکتے ہیں کہ آزادؔ نے اپنی طرف سے کیا بڑھایا ہے۔

قائمؔ کا قول ہے "خوشنویس بے نظیر یست، خط شکستہ و شفیعا خوب می نویسد۔" شوقؔ نے انھیں "خوشنویس ہفت قلم" لکھا ہے۔ تذکرۂ حسن میں "خوشنویس دلپذیر" ہے۔ علی ابراہیم خاں نے لکھا ہے کہ "گویند خط را زیبای نویسد۔" مصحفیؔ نے ان کے کمالات کے بیان میں "نوشتن خط نستعلیق و شفیعا" کا بھی ذکر کیا ہے۔ کمال بھی انھیں ہفت قلم کہتے ہیں۔ غلام محمد (متخلص بہ راقم) نے تذکرہ خوشنویساں میں تحریر کیا ہے۔ "در نوشتن خط نستعلیق خصوصاً شفیعا نادرہ و یگانۂ روزگار گذشتہ۔" آزادؔ نے صرف اتنا لکھا ہے کہ "خط شفیعا اور نستعلیق خوب لکھتے تھے۔" سوزؔ کے منتخب اشعار خود ان کے ہاتھ کے لکھے ہوئے ڈاکٹر مختار الدین احمد کے پاس موجود ہیں (فہرست نمائش ادارۂ تحقیقات اردو)

حسنؔ نے سوز کو "فقیہ بے مثال" لکھا ہے۔ کسی اور تذکرہ نگار نے یہ نہیں بتایا۔ آزاد بھی اس

---

[1] "تذکرۂ ناصرؔ" اضافات سے قطع نظر تیرھویں صدی کے عشرہ ہفتم کی تصنیف ہے۔ اس میں بہت سی باتیں ذاتی مشاہدے سے بھی لکھی ہیں۔

باب میں خاموش ہیں۔

حسنؔ نے سوزؔ کی نثر کی تعریف کی ہے، اور انھیں "منشی بے نظیر" کہا ہے۔ شوقؔ کا قول ہے: "در انشا پردازی مہارت تمام دارد"۔ آزادؔ نے "گلزار ابراہیم" سے ان کے ایک خط کے بعض فقرے نقل کیے ہیں۔

قائمؔ نے ترجمۂ مہربان خاں میں لکھا ہے: "میر سوزؔ وغیرہ دو سہ شاعر ریختہ از قدیم بخدمت اوی بودند، دریں اثنا... مرزا محمد رفیع برفاقت وزیرالممالک... غازی الدین خاں بہادر (عماد الملک) در... فرخ آباد رسیدند، خاں موصوف از نواب وزیر درخواستہ مرزا... را برفاقت خود گرفت"۔ اس سے ظاہر ہے کہ مہربان خاں کے یہاں سوزؔ کی رسائی سوداؔ سے پیشتر ہوئی تھی۔ ان سے توسّل کا آغاز اس وقت ہوا ہوگا جب مہرباں خاں کے آقا، احمد خاں بنگش دلی میں میر بخشی کی حیثیت سے مقیم تھے (اوائل عشرۂ ہشتم ماہ دوازدہم)۔ ان کے ساتھ مہرباں خاں کا ہونا اور ان کی معیت میں فرخ آباد واپس جانا قرین قیاس ہے۔ سوزؔ بھی ان کے ہمراہ گئے ہوں گے۔ مہرباں خاں کا تخلّص رندؔ تھا اور سوزؔ و سوداؔ دونوں ان کے استاد تھے۔ یاد آتا ہے کہ شوقؔ نے ان کے نہایت ضخیم دیوان (مشتمل بر ۵۰ ہزار اشعار) کا ذکر کیا ہے، اور لکھا ہے کہ "دواوین سوزؔ و سوداؔ کی غزلیں اس میں پائی جاتی ہیں"۔ تذکرۂ حسنؔ میں ہے: "اکثر اشعار میر سوزؔ و میرزا... سوداؔ اور دیوان مہرباں خاں یافتہ می شود، ازیں جہت اشعار او را قلمی نہ کردم۔ آنچہ دو سہ گوشتم بر بیان اکتفا کردم"۔ قائمؔ کا بیان ہے کہ "ایک غزل جو رندؔ کے یہاں ہے (ردیف "بیچ دئے" قوافی خریدار، بازار وغیرہ)۔ کلیات سوداؔ میں بھی نظر آئی"۔ "ایں عاصی... دیدہ و بسیار ناپسندیدہ"۔ مصحفیؔ کہتے ہیں کہ اگرچہ شخص جاہل بود اما سلیقۂ صحبت شعرا او را ہم بعرصۂ قلیل بمرتبۂ والائے شاعری رسانیدہ... مخرج زبان ہم درست نداشت"۔ ناصرؔ نے دیوان رندؔ دیکھا تھا۔ اس کا قول ہے کہ "اکثر وہی غزلیں... سوزؔ کے دیوان میں موجود ہیں" اور تمام رندؔ کا ان میں سے خارج۔ یہ نہ چاہیئے۔ جو چیز یہ کی ہو، اس کا دعویٰ انصاف سے بعید ہے"۔ رندؔ کا بہت ضخیم دیوان ناپید ہے۔ دیوان رندؔ کا واحد نسخہ جو میری نظر سے گزرا ہے، تین چار ہزار اشعار پر مشتمل ہوگا۔ اس میں شاید ہی کوئی غزل ہو جو دیوان سوزؔ میں نہ ہو۔ سوداؔ کا ایک شعر اس میں نہیں ملتا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ رندؔ خود شعر

۱؎۔ مطبوعہ "کلیات سوداؔ" میں سو سے زیادہ غزلیں سوزؔ کی ہیں، جو کلیات سوداؔ کے معتبر خطی نسخوں میں نہیں ملتیں۔ مطبوعہ کلیات میں بعض مراثی بھی ہیں جن میں مہربانؔ تخلّص آیا ہے۔ سال گذشتہ "سویرا" میں میرا ایک مضمون (جس میں ان امور سے بحث ہے) شائع ہوا تھا۔ ان غزلوں میں سے بہت سی دیوان رندؔ میں بھی ہیں۔ ۲؎۔ یہ غزل دراصل سوزؔ کی ہے۔

Marfat.com

نہیں کہتے تھے، سوزؔ (یا سوداؔ) ان کی طرف سے کہتے تھے، انقطاع تعلقات کے بعد سوزؔ نے وہ غزلیں جو ان کے نام سے کہی تھیں، خود اپنے دیوان میں داخل کرلیں۔ دیوان سوزؔ میں کئی جگہ انھیں یاد کیا ہے، ازاں جملہ :

کون ہے اب مہرباں سا رندؔ ہو جس کا خطاب کون ہے ایسا کہ جس کا سوزؔ سا استاد ہو

دوران قیام فرخ آباد میں سوزؔ و سوداؔ کے تعلقات خوشگوار رہے۔ سوداؔ کی ایک رباعی ہے جس میں حسرتؔ کی ہجو ہے۔ حسرتؔ کی ایک رباعی بھی جو ظاہراً اس کے جواب میں ہے، موجود ہے۔ عجب نہیں سوزؔ و حسرتؔ میں نوک جھونک ہوئی ہو۔ بعض قرائن اس پر دال ہیں کہ حسرتؔ کا قیام فرخ آباد میں رہا تھا۔ سوداؔ کی ایک مثنوی مہرباں خاں[1] کی مدح میں ہے۔ اس میں سوزؔ سے متعلق یہ اشعار ہیں :

شعر کے بحر میں ترا استاد گشتی دہن کو ہے باد مراد
لیک خدمت میں تیری اتنی عرض کرنی اس خیر خواہ کو ہے فرض
اس کو ہر طرح تو غنیمت جان پھر ملے گا نہ سوزؔ سا انسان
کیسے ہی رام ہوں کسی کے ساتھ بچھی بھڑکے ہوئے نہ آویں ہاتھ

مصحفیؔ نے ترجمۂ امیر (نواب محمد یار خاں) میں لکھا ہے : درایا میکہ ... شوق شعر ہندی دامن دلش رابسوئے خود کشید، خلّی بہ طلب میر سوزؔ و مرزا محمد رفیع نوشتہ روانہ کرد۔ چوں در آں ایام ایں ہر دو بزرگ در سرکار مہرباں خاں رندؔ تخلّص بصیغۂ شاعری عز و امتیاز داشتند، از فرخ آباد آمدن ایشاں بہ ٹانڈہ کہ موضع بود و باش نوابؔ بود نیفتاد۔" یہ امیر کی نوکری کے بارے میں ہے، ورنہ سوزؔ ٹانڈہ گئے تھے۔ ظاہرا قیام مختصر رہا۔ شوقؔ لکھتے ہیں: "ایں احقر یک دو ملاقات در مقام محمد نگر ٹانڈہ نمود۔" ٹانڈہ جانا سکرتال[2] کی لڑائی سے قبل ہوا ہوگا جب امیرؔ یہاں موجود تھے۔

"تذکرۂ خیراتی لعل" بیجگرؔ میں سوزؔ کے جے پور جانے کا ذکر ہے۔ مجھے یاد آتا ہے کہ یہ بات "طبقات سخن" میں بھی ہے جو "بیجگر" کے مآخذ میں ہے۔ میرا خیال ہے کہ "دیوان سوزؔ" کے کسی نسخے میں ایک یا دو شعر بھی وہاں جانے پر مشتمل ہیں، لیکن دیوان کا جو نسخہ اس وقت سامنے ہے، اس میں یہ شعر نہیں۔ جے پور جانے کا زمانہ بیجگرؔ نے نہیں بتایا قیاس ہے کہ احمد خاں بنگش کی وفات (۱۱۸۵ھ) کے بعد، جب مہرباں خاں کا اقتدار غائب ہو گیا تھا، غالباً

---

[1] "کلیات سوداؔ" میں مہرباں خاں کی کدخدائی کا قطعۂ تاریخ ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ۱۱۷۶ھ میں وقوع میں آئی۔ سوداؔ اس سال یا اس سے بھی قبل فرخ آباد پہنچ گئے ہوں گے۔ آزادؔ کو باوجود اس کے سوزؔ کا قیام فرخ آباد میں کم و بیش ۱۶ سال رہا، اس کی مطلق خبر نہیں۔

[2] بعض اصحاب کا خیال ہے کہ امیر لڑائی کے بعد سکرتال ہی میں رہے۔ اور جنگ شجاع الدولہ کے بعد وہاں سے ان کا تعلق منقطع ہوا۔ میری رائے میں صحیح نہیں۔

Marfat.com

۱۱۸۶ھ میں سوزؔ جے پور گئے اور اسی سال یا سال آئندہ میں فیض آباد پہنچے۔ اس وقت شجاع الدولہ زندہ تھے۔ اور دہلی کے متعدد شعرا وہاں موجود تھے۔

ان کے شعر پڑھنے کے طریقے کے بارے میں تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے: "شعر را باداے نادر کہ دست ویا وچشم بلکہ تمام اعضا در حرکت می آیند، می خواند، و مردمان نافہم را متوجہ جانب خود می گردانند۔" (شوق) "خواندن اشعارش از زبان او نیکوست، از خواندنش چنان خوب می نماید کہ در گفتن نمی آید" (حسن)۔ "جو مضمون شعر میں ہوتا تھا اس کی صورت بنا کر دکھا دیتے تھے۔" (سراپا سخن) آزادؔ نے بالتفصیل بیان کیا ہے کہ ان کی شعر خوانی کا طریقہ کیا تھا۔

شعر خوانی کے سلسلے میں آزادؔ نے ایک حکایت لکھی ہے جس کا تعلق قطعۂ ذیل سے ہے:

گئے گھر سے جو ہم اپنے سویرے — سلام اللہ خاں صاحب کے ڈیرے
وہاں دیکھے کئی طفل پریرو — ارے رے رے، ارے رے رے ارے رے

دیوان سوزؔ کے پندرہ سولہ نسخوں کا حال مجھے معلوم ہے۔ نہ ان میں یہ قطعہ ہے اور نہ کسی تذکرے میں سوزؔ کے نام سے ہے۔ ظہور دہلوی کے دیوان میں البتہ ملتا ہے۔ میں نے کسی اور شاعر کے نام سے بھی اسے کہیں دیکھا ہے۔ بہر حال سوزؔ کا نہیں، اور ان کا قطعہ ہی نہیں، تو جو حکایت اس کے متعلق ہے۔ کب صحیح ہو سکتی ہے؟

شعر خوانی سے متعلق دوسری حکایت (بیان کردۂ آزادؔ) کا تعلق اس قطعے سے ہے:

او مار سیاہ زلف سچ کہہ — بتلائے دل جہاں چھپا ہو
کنڈلی تلے دیکھیو نہ ہو وے — کاٹا نہ ہئی ترا برا ہو

آزادؔ رقمطراز ہیں: "پہلے مصرع پر ڈرتے ڈرتے بچ کر جھکے، گویا کنڈلی تلے دیکھنے کو جھکے ہیں، اور جس وقت کہا "کاٹا نہ ہئی" بس دفعتاً ہاتھ کو چھاتی تلے مسوس کر، ایسے بے اختیار لوٹ گئے کہ لوگ گھبرا کر سنبھالنے کو کھڑے ہو گئے۔" صحیح اُفی ہے محاورے میں ہئی کہتے ہیں۔" میں نے 'ہئی' نہ کہیں سنا نہ کہیں اور دیکھا۔ دیوان سوزؔ کے ہر نسخے میں جو میری نظر سے گزرا ہے یا جس کے بارے میں مجھے اطلاع ہے، مصرعۂ چہارم یوں ہے۔

"کاٹا (دے؟) اف ترا برا ہو"

اس حکایت کی بھی کوئی سند موجود نہیں۔

سوداؔ ۱۱۸۶ھ میں فیض آباد پہنچے تھے۔ "آب حیات" میں ایک حکایت یہ ہے کہ ایک دن سوزؔ سوداؔ کے یہاں گئے، اس زمانے میں حزیںؔ کی ایک غزل (لگا ہے ردیف، نگاہے، آہے وغیرہ قوافی) کا چرچا تھا۔ سوزؔ نے اپنا مطلع پڑھا

Marfat.com

نہیں نکلے ہے مرے دل کی اُبال ہے گا ہے　　　اے فلک بہر خدا رخصت آہے گا ہے

سودا بولے کہ یا تو بچپن میں پشور کی ڈومنیوں سے سنا تھا، یا آج سنا۔ سوز ہنس کر چپ ہو رہے۔ سودا نے خود اسی وقت مطلع کہہ کر سنایا: ع

"نہیں جوں گل ہوس ابر سیاہے گا ہے الخ"

جرأت کی ابتدا تھی۔ خود جرأت نہ کر سکے۔ ایک اور شخص نے کہا کہ یہ بھی کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں۔ سودا کی اجازت پر جرأت نے اپنا مطلع پڑھا۔ اس لحاظ سے کہ جرأت کی ابتدا تھی، اور ان کا فرخ آباد جانا ثابت نہیں، یہ کہا جا سکتا ہے کہ اگر یہ واقعہ ظہور میں آیا تو فیض آباد کا ہے۔ لیکن اس میں قباحت یہ ہے کہ حزیں ۱۱۸۰ھ میں مر چکے تھے۔ ان کی کسی غزل کا خاص طور پر چرچا اگر ہوا ہو گا تو اسی زمانے میں جب وہ کہی گئی ہو گی۔ بہر حال، اس حکایت کی بھی سند موجود نہیں۔

حسن نے لکھا ہے کہ سوز "چوں کمان از بد آہنگی آفاق بگوشہ نشینی ساختہ۔" یہ عبارت سوز کے فیض آباد پہنچنے کے بعد ۱۱۸۹ء میں یا اس سے قبل حوالۂ قلم ہوئی تھی۔ عشقی کا بیان ہے کہ شجاع الدولہ کی خدمت میں بار یاب ہوئے۔ میں اس کی تصدیق سے قاصر ہوں۔ آزاد کو سوز کا فیض آباد جانا معلوم نہیں۔

۱۱۸۸ھ میں شجاع الدولہ فوت ہوئے اور آصف الدولہ ان کے جانشین۔ سوز نے رباعی کہی:

خالق کہ بخلق زندگانی دادہ　　　دنیا بفلانی و فلانی دادہ

ہر چند اجارۂ قضا و قدر است　　　الحال جہاں را بہ امانی دادہ

آصف الدولہ کا ایک نام مرزا امانی تھا۔ ناصر کہتا ہے کہ سودا نے اس کی بہت تعریف کی۔

آزاد لکھتے ہیں کہ "شاہ عالم کے زمانے میں جب اہل دہلی کی تباہی حد سے گذر گئی تو ۱۱۹۱ھ میں لباس فقر اختیار کیا اور لکھنؤ چلے گئے۔" آصف الدولہ باپ کی وفات کے کچھ بعد فیض آباد چھوڑ کر لکھنؤ چلے گئے تھے اور وہ اودھ کا دار الحکومت بھی ہو گیا تھا۔ سوز وہاں فیض آباد سے گئے، دہلی سے نہیں۔ علی ابراہیم خاں نے ۱۸ جلوس (سال اول ۱۱۷۳ھ) کو لباس درویشی اختیار کرنے کا زمانہ بتایا ہے، لکھنؤ جانے کا نہیں۔ دونوں کا زمانہ ۱۱۹۰ء قرار دینا آزاد کا فعل ہے۔ اتنی بات البتہ قطعی ہے کہ ۱۱۹۴ھ میں لکھنؤ میں قیام تھا جیسا کہ مبتلا نے لکھا ہے۔ سوز فرخ آباد ہی میں مرید ہو چکے تھے۔

شوق نے ان کی درویشی یا لباس درویشی میں ہونے کا ذکر نہیں کیا۔ حسن نے انھیں "درویش باکمال" لکھا ہے۔ مبتلا کا قول ہے: "ترک علائق دنیوی نمود و لباس فقر پوشید۔" مصحفی جو نظر بظاہر او اخر ماہ

Marfat.com

دوازدہم یا اوائل سیزدہم میں ان کا ترجمہ تلمیذ کرتے ہیں، پہلے "کمال شاعری درویشی" کا ذکر کرتے ہیں اسکے بعد دوسرے کمالات کے بیان میں لکھتے ہیں: "در نازک بندی ونزاکت فہمی شعر وآداب صحبت ملوک وسلاطین و ظرافت[1] طبع وخندہ روی وندامت پیشگی وتحصیل معاش وگفتن کلمۂ الخیر در حق دیگرے وبا این ہمہ استغنائے مزاج کہ خاصۂ شعراست، نظر خود ندارد۔" مصحفی ترجمۂ سلیمان شکوہ" میں (یہ ۱۲۰۵ھ میں لکھنؤ آئے) ضمناً تحریر کرتے ہیں: "میر سوزؔ کہ کسوت درویشی بقامت حال خود راست داشت در اوائل مشاعرہ بانعام یک دو شالہ[2] ویک بٹو سرفرازی یافتہ راہ خود پیش گرفت" "کمال نے انھیں "بزرگے و درویشے ممتاز" لکھا ہے۔ صاحب دستور الفصاحت لکھتے ہیں کہ "آصف الدولہ" از دل عاشق صحبت تمکین ایشاں بود وبکمال عزت واحترام می نمود۔ ونواب سرفراز الدولہ (نائب آصف الدولہ)... بسیار معتقد بلکہ مرید وعلیٰ ہذا القیاس جمیع اعزہ وعمائد لکھنؤ خدمت میر را شرف و برکت خود می دانستند وصحبت او غنیمت شمردند۔" یہ مسلم کہ سوزؔ نے لباس درویشی اختیار کر لیا تھا، لیکن مصحفی نے جو کچھ لکھا ہے، اس کے پیش نظر یہ باور کرنا مشکل ہے کہ "علائق دینوی" کو بھی ترک کر دیا تھا۔

مصحفی کہتے ہیں کہ میر سوزؔ کے بیٹے میر مہدی، داغؔ جو پہلے آہؔ تخلص کرتے تھے اور جوان "ملیح وخوشرو" تھے، ایک بازاری عورت پر عاشق ہو گئے تھے۔ ایک مدت کے بعد مفارقت پیش آئی۔ "خو کردۂ وصال" اس کی تاب نہ لاکر بیمار پڑا۔ وفات کا دن قریب تھا کہ معشوقہ کا خط آیا، جواب میں یہ شعر لکھا اور اس کے بعد قضا کی

دیگر چہ نویسم خبرم خوب گرفتی از جاں رمقے بود کہ مکتوب تو آمد

آزادؔ کو اس عشق کا حال معلوم ہے، مگر وہ نہ ان کا نام بتاتے ہیں اور نہ بظاہر انھیں اس کی واقفیت ہے کہ داغؔ کا ایک تخلص آہؔ بھی تھا۔ اس سے آگاہی ہوتی تو یہ شکایت نہ کرتے کہ کوئی غزل ان کی دستیاب ہوئی۔ ان کا کلام تحت تخلص آہؔ "گلزار ابراہیم" وغیرہ میں موجود ہے۔ سوزؔ کے بیٹے سید قدرت علی تپاںؔ (سخن شعرا) اور تپاںؔ کے بیٹے سید علی حسن شررؔ (سخن شعرا) سے بھی آزادؔ واقف نہیں۔

آزادؔ نے لکھا ہے: "باوجود مفلسی کے ہمیشہ مسند عزت پر صاحب تمکین اور امرا و رؤسا کے پہلو نشین رہے اور اسی میں معیشت کا گذارہ تھا۔" ممکن ہے بعض اوقات سوزؔ کو افلاس سے سابقہ پڑا ہو، لیکن ان کے حالات زندگی کو دیکھتے ہوئے ان کا مفلسوں میں شمار ٹھیک نہیں۔ ان کا ایک شعر یہ ہے: ؎

---

[1] آزادؔ نے ظرافت وخوش طبعی کا ذکر کیا ہے، قاسم نے بھی انھیں "ظریف الطبع" لکھا ہے۔ [2] اس میں کئی باتیں آزادؔ کے یہاں نہیں۔ [3] یہ بھی آزادؔ کے یہاں نہیں۔ [4] "کلیات جرأت" کے بعض نسخے میں قطعہ تاریخ وفات موجود ہے، آزادؔ نے اسے کہیں لکھ رکھا ہے۔ اس وقت اس کی تلاش مشکل ہے۔ یاد آتا ہے کہ یہ ۱۲۰۵ھ پر مشتمل ہے۔

Marfat.com

کبھی تو سوزؔ کو دیتا ہے جاہ و حشمت و دولت   تری قدرت کے میں قربان تو کیا کیا دکھاتا ہے

آزادؔ لکھتے ہیں کہ "لکھنؤ سے ۱۲۱۲ھ میں ناکام مرشد آباد گئے، یہاں بھی نصیبے یاوری نہ کی، پھر لکھنؤ میں آئے اب قسمت رجوع ہوئی" اور . . . آصف الدولہ ان کے شاگرد ہوئے۔ چند روز آرام سے نہ گزرے تھے کہ خود دنیا سے گذر گئے" ظاہر ہے کہ سفر پہلی محرم سے قبل نہیں ہو سکتا، بلکہ یہ بھی خلاف قیاس ہے۔ دسویں محرم کے بعد ہی اس کا آغاز ہو سکتا تھا۔ واپسی آصف الدولہ کے دوران حیات میں ہوئی، یعنی ۲۸ ربیع الاول ۱۲۱۲ھ سے پیشتر۔ (آزادؔ نے وفات آصف الدولہ کی تاریخ نہیں لکھی ہے۔ شاید انھیں معلوم بھی نہ ہو)۔ یہ اتنی قبل ہونی چاہیئے کہ آصف الدولہ شاگرد ہو کر اس حد تک مستفید ہوں کہ ان کی غزلیں سوزؔ کے رنگ کی ہو جائیں۔ اب یہ دیکھیے کہ مرشد آباد جانے کے بارے میں تذکرہ نگاروں کے کیا اقوال ہیں۔ لطفؔ کہتا ہے کہ "۱۲۱۲ھ میں مرشد آباد تک تشریف لائے، لیکن اطوار سکونت کے وہاں کچھ نظر نہ آئے۔ اسی سال پھر لکھنؤ تشریف لے گئے۔" عشقیؔ عظیم آبادی کا بیان ہے: "چندے در شہر مرشد آباد در سرکار نواب مبارک الدولہ بہادر منسلک گرفتہ، بخوبی تمام اوقات گذاری نمود۔ مع ہذا باز از دیار مشرق بہ لکھنؤ مراجعت کردہ۔" مبارک الدولہ کا سال وفات ۱۷۹۳ء ہے جو ۱۲۱۲ھ سے برسوں پیشتر ہے۔ میں لطفؔ کے اس قول کو کہ ۱۲۱۲ھ میں مرشد آباد گئے اور اسی سال لکھنؤ واپس ہوئے، قابل قبول نہیں سمجھتا۔ عشقیؔ اس کے مقابلے میں بنگالہ سے بہت زیادہ واقفیت رکھتا تھا وہ وہاں مدتوں مقیم رہا اور غالباً وہیں فوت ہوا تھا۔ میرے نزدیک اسی کا بیان قابل ترجیح ہے۔ سوزؔ مبارک الدولہ کے دوران حیات میں وہاں گئے، اور غالباً اس کی وفات کے کچھ ہی بعد واپس ہوئے۔ مصحفیؔ کی ایک نظم سے مترشح ہوتا ہے کہ ان کے اور انشا کے منازعے (سنہ ۹ و ۱۰) کے زمانے میں سوزؔ لکھنؤ ہی میں تھے۔

آصف الدولہ کے تلمذ کی قدیم ترین سند "تذکرہ ناصرؔ" ہے۔ ناصرؔ کا یہ قول بھی ہے کہ یہ پہلے درد وہم کے شاگرد تھے۔ یہ سند کافی نہیں، مگر تلمذ بالکل خلاف قیاس بھی نہیں۔ وہ بات جو بالکل قرین قیاس نہیں ۱۲ برس میں شاگرد ہونا ہے۔ یہ بات البتہ اپنی جگہ پر صحیح ہو سکتی ہے کہ مرشد آباد سے واپسی کے بعد آصف الدولہ اصلاح لینے لگے۔ آزادؔ نے دیوان آصف الدولہ کا ذکر اس طرح کیا ہے کہ گویا ان کی نظر سے گزرا ہے۔ دیکھتے تو یہ نہ کہتے کہ غزلیں سوزؔ کے رنگ کی ہیں۔ بعض امور میں مشابہت یہ کہنے کے لیے کافی نہیں۔

"آب حیات" میں ہے: "۱۲۱۳ھ میں شہر لکھنؤ میں ۷۰ برس کی عمر میں فوت ہوئے"، مصحفیؔ نے ۷۰ سے متجاوز عمر بتائی ہے اور چونکہ ان کا تذکرہ اواخر ماہ دوازدہم میں شروع ۱۲۰۹ھ میں ختم ہوتا ہے

Marfat.com

یہ بتانا ممکن نہیں کہ ترجمۂ سوز کس سال حوالۂ قلم ہوا۔ اگر رعایتاً تسلیم بھی کر لیا جائے کہ سالِ تحریر ۱۲۰۹ھ ہے تو اس وقت عمر ۷۰ سے متجاوز تھی۔ اس لیے ۱۲۱۳ھ میں ستر کس طرح ہو گئی؟ واضح ہے کہ آزاد صاحب جیسا شخص اس سے ناواقف ہو سکتا ہے کہ "تذکرۂ مصحفی" کا سالِ آغاز کیا ہے، لیکن سالِ انجام سے ان کا بے خبر ہونا (خاتمے میں دو تاریخیں ہیں جن میں سے ایک یہ: "یک ہزار و دو صد و نہ") قرینِ قیاس نہیں۔

"دیوانِ جہاں" میں سوز کے مرنے کی جگہ لکھنؤ بتائی گئی ہے، میں کوئی فیصلہ کن بات نہیں کہہ سکتا۔

آزاد نے ۱۲۱۳ھ کی کوئی سند نہیں پیش کی اور یہ ان تذکروں میں جو ان کی نظر سے گذرے تھے یا فہرست اشپرنگر میں نہیں ہے۔ بخوبی ممکن ہے کہ "کلیات جرأت" کے کسی نسخے میں قطعۂ تاریخ وفات دیکھا ہو۔ "داغ اب سوز کا لگا دل کو"۔ مادۂ تاریخ ہے۔ اس لئے ۱۲۱۳ھ کی صحت میں کلام نہیں، اور اسناد بھی ہیں۔

آزاد نے ایک حکایت لکھی ہے کہ میر اپنے کو اور سودا کو پورا شاعر سمجھتے تھے، اور کسی قدر تامل کے بعد انھوں نے اس کا اقرار بھی کیا تھا کہ درد آدھے شاعر ہیں۔ کسی نے سوز کے بارے میں پوچھا تو چیں بجبیں ہو کر بولے کہ "میر سوز صاحب بھی شاعر ہیں؟" اس شخص نے کہا کہ آخر استاد نواب آصف الدولہ "کے ہیں"۔ کہا کہ "خیر یہ ہے تو پونے تین سہی" (تخلص کے متعلق رائے اسی حکایت کا جز، زمانہ آزاد کی رائے میں ۱۲۱۲ھ، اس لیے کہ شاگردی نواب کا ان کے نزدیک یہی زمانہ ہے)۔ اس حکایت کی کوئی سند موجود نہیں اور بناوٹی معلوم ہوتی ہے۔ ہاں "تذکرۂ ناصر" میں ایک حکایت ہے جو اس پر مشعر ہے کہ سوز کے کلام کے متعلق میر کی رائے اچھی نہ تھی۔

آزاد کہتے ہیں کہ سوز نے "سوائے غزل کے اور کچھ نہیں کہا، اور اس وقت تک اردو کی شاعری کی اتنی ہی بساط تھی"۔ یہ دکھایا جا چکا ہے کہ آزاد نے سوز کی عمر اور سودا کا زمانہ پیدائش کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے اس کے حساب سے سوز سودا سے کم و بیش ۱۸ سال چھوٹے تھے۔ اس صورت میں یہ لکھنا کہ اس وقت (یعنی سوز کے وقت) "اردو کی شاعری کی اتنی ہی بساط تھی"۔ سخت حیرت انگیز ہے۔

"اردو کی شاعری کی اتنی ہی بساط تھی" کے بعد آزاد کے قلم سے نکلا ہے: "۱۶ سطر کے صفحے سے ۳۰۰ صفحہ کا کل دیوان ہے۔ اس میں سے ۲۸۸ صفحہ غزلیات، ۱۲ صفحے میں مثنوی، رباعی، مخمس، باقی والسلام۔"

آغاز۔ مثنوی کا یہ شعر ہے:

دعویٰ بڑا ہے سوز کو اپنے کلام کا　　جو غور کیجیے تو ہے کوڑی کے کام کا

یہ کلیہ قائم کرنے کے بعد مستثنیات کا ذکر کرتے ہیں، مگر اس طرح جیسا کہ آزاد نے کیا ہے۔ اس سے قطع نظر

Marfat.com

مجھے یقین ہے کہ آزاد نے جو کچھ لکھا ہے فہرست اشپرنگر سے ماخوذ ہے، اور جو تفاصیل دیئے ہیں وہ کسی ایسے نسخے سے نہیں جو خود ان کی نظر سے گزرا ہو۔ آزاد و اشپرنگر کے بیانات میں جو اختلافات ہیں، ان کی ذمہ دار آزاد کی بے پروائی ہے۔ اشپرنگر نسخۂ اودھ کے متعلق لکھتا ہے: "غزلیں .. ۳ صفحات، ۱۲ ابیات فی صفحہ رباعیاں مخمس اور ایک مثنوی ۲۲ صفحات، آغاز "دعویٰ بڑا ہے الخ" اور اس کے بعد:

سر دیوان پر اپنے جو بسم اللہ میں لکھتا		بجائے مدّ بسم اللہ مدّ آہ میں لکھتا

نسخۂ نیر" کا آغاز " سر دیوان الخ" سے ہوا ہے، غزلیں، ۲۷، اوراق میں ہیں (مسطر ۱۱ سطری) اس میں متفرق کلام ۹ اوراق میں ہے۔ "دعویٰ بڑا ہے الخ" فرد ہے، کسی مثنوی کا جز نہیں۔ نیر صاحب نے مجھ سے زیادہ نسخے دیکھے ہیں لیکن ان کے مرتبہ کلیات کا مطالعہ کیا ہے۔ بدقسمتی سے وہ اس وقت پیش نظر نہیں، ورنہ میں اس کے مندرجات سے بحث کرتا۔ میرا خیال ہے کہ ان کا مرتبہ نسخہ کل کلام پر حاوی نہیں متفرق کلام جتنا اس میں ہے اس سے زیادہ ہوگا۔ واضح رہے کہ کمال کا قول ہے کہ اس نے ان کا دیوان پہلے پہل مرتب کیا تھا۔ اس کا مرتبہ نسخہ مفقود ہے میرا خیال ہے کہ " آب حیات " میں ان کے کلام کا انتخاب اچھا نہیں اور براہِ راست کلیات سے نہیں ہوا۔

آزاد لکھتے ہیں کہ میر سوز اکثر ردیف چھوڑ کر قافیہ ہی پر اکتفا کرتے تھے۔" یہ حد درجہ غیر ذمہ دارانہ بیان ہے۔ کلیات مملوکۂ نیر میں حرف الف کی ۱۳۸ غزلیں ہیں، جن میں سے صرف ۱۲ میں ردیف نہیں۔ دوسرے حروف کی غزلوں کا کم و بیش یہی حال ہے بلکہ بعض حروف (مثلاً ث، ح، خ، ذ) کی کل غزلیں مردّف ہیں۔

آزاد کہتے ہیں: "میر سوز جیسے سیدھے سیدھے مضمون باندھتے تھے، ویسے ہی آسان آسان طرحیں بھی لیتے تھے... اضافت، تشبیہ، استعارہ، فارسی ترکیبیں ان کے یہاں بہت کم ہیں۔" ان کے یہاں ہر قسم کے مضامین ہیں، لیکن کلام، میر و مرزا کے مقابلے میں سادہ ہے اور فارسیت وغیرہ بھی نسبتاً کم ہے۔ لیکن یہی بات ان کے معاصر تاباں کے متعلق بھی کہی جا سکتی ہے۔ ان کی خصوصیت خاص یہ ہے کہ یہ اس فکر میں رہتے ہیں کہ ایسے مضامین لائیں جن کی تصویر بن کر دکھا سکیں۔ ذیل میں کچھ اشعار اور مصرعے پیش کیے جاتے ہیں جن سے ناظرین کو بجائے خود رائے قائم کرنے میں مدد ملے گی۔ ردیف کے نیچے نشان ــــ ہے:

لہ ایسے اشعار اس موقع پر نقل نہیں کیے گئے۔

Marfat.com

کہا پیر خرد نے موجب خم پیر گردوں کا ‏ یہ بختی بارکش رہتا ہے اسباب محمد کا

تڑپتی کیوں ہے اے بلبل کماں اتنا تو پیدا کر ‏ کہ تیرا اشک جس جا کہ گرے گلزار ہو پیدا

اس سوا کھوج نہ پایا ترے دیوانے کا ‏ قطرۂ خوں ہے مگر خون بیاباں سا لگا

کہیں ہیں زلف کو سب دیکھ کر روئے مخطط پر ‏ یہ لام افزود دیکھوں قرآں کی تفسیر پر لکھا

رہے جیتے جی تو مجھے کوئے یار میں رونا ‏ رہے گا مرگ کے بعد از مزار میں رونا

بغیر از عاشقی کچھ کام مجھ سے ہو نہیں سکتا ‏ تڑپے بن کروں آرام مجھ سے ہو نہیں سکتا

صد حیف آرزو ہے زباں پر مری دلے ‏ چاہوں جو تجھ سے ایک کہوں میں دہن کجا

زیادہ اس سے نہیں کوئی عیب گوئے سوز ‏ سمجھ میں اپنی جو آیا مذاق آئینے کا

سرشک شمع آخر شمع محفل ایک دن ہوگا ‏ یہ آنسو رفتہ رفتہ جمع ہو دل ایک دن ہوگا

ارباب جہاں کا ہے یہ سب نشو و نما ہیچ ‏ بنشیں و بیا ماو شما ناز و ادا ہیچ

کیا جام تہی ہاتھ سے لیں عشق کے عشاق ‏ مے حسن کی معشوق کے جب ہو گئی آخر

نہ بھول اے دل تو اس نیرنگی مینائے دوراں پر ‏ یہ شیشہ ہے اسی قابل رہے جو طاق نسیاں پر

زمزم کے آب سے نہ بجھی اپنی تشنگی ‏ ہم پی رہے ہیں شیخ ہمیشہ ایاغ دیر

چڑیا سے لے بچا ہے نہ سیمرغ تک کبھو ‏ شہباز عشق کا بھی عجب چنگ ہے وسیع

وفور یار کی یاں تک ہے سرد مہری کا ‏ کہ آہ گرم بھی ہے زمہریر سی دل میں

برق تپیدہ یا شرر برجہیدہ ہوں ‏ جس رنگ میں ہوں غرض از خود رمیدہ ہوں

منت کش خزاں ہوں نہ حیرت کش بہار ‏ جوں سرو باغ دہر میں دامن کشیدہ ہوں

پہلو نشیں کے غم سے جگر میں ہے خار خار ‏ مانند گل کے بسمل در خوں تپیدہ ہوں

ترا خط دیکھ سب بھولیں ہیں قرآں کا پڑھنا ‏ کہ جوں تہہ کر رکھیں تقویٰ بھلے پارسائی کو

جس کی کہ سرنوشت بخط شکستہ ہو ‏ خانہ بخانہ دربدر کوچہ بکوچہ کو بکو

آتا ہے وہ جفا جو تیغ ستم کشیدہ ‏ دامن بدست چیدہ ابرو بہم کشیدہ

کیا کہیئے وہ بت آہ کس آئین نمکیں ہے ‏ سرتا بقدم کافر بیدیں نمکیں ہے

شعر و سخن پہ سوز کے موقوف کچھ نہیں ‏ اس یار کا کمال جو کچھ ہے سو ہے [illegible]

Marfat.com

دل جنس فروشندۂ بازار ہنر ہے | دیکھو تو کہیں کوئی خریدار ہنر ہے
کیا کیجیے کہ دیکھ نہ سکتے تھے اہلِ رشک | غیرت ہماری دامنِ تحقیر میں چھپی
نہ یہ کمند نہ ناگن نہ رات ہے کالی | یہ زلف سایہ فگن مدّ ظلّہ العالی

آزاد کہتے ہیں کہ "مجالس رنگین" کی بعض مجلسوں سے اور ہمارے عہد سے پہلے کے تذکروں سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا کلام صفائی محاورہ اور لطف زبان کے باب میں ہمیشہ سے ضرب المثل ہے۔ "مجالس رنگین" اس وقت پیش نظر نہیں لیکن جہاں تک مجھے یاد ہے، اس کی صرف ایک مجلس کا تعلق سوز سے ہے۔ سوز کے شاگرد آشفتہ نے ایک قطعہ جو دراصل میر حسن کا ہے رنگین کے سامنے پڑھا ہے اور شاید رنگین نے اس پر اعتراض کیا ہے۔ اس سے پہلے آشفتہ نے سوز کی تعریف میں کچھ کہا ہوگا۔ بہرحال اس مجلس سے یا قدیم تذکروں سے ہرگز ثابت نہیں کہ سوز کا کلام صفائی زبان اور لطف زبان کے باب میں ہمیشہ سے "ضرب المثل" چلا آتا ہے۔ میرا حافظہ دھوکا نہیں دیتا تو گلکرسٹ نے یہ لکھا ہے کہ "سوز زنانہ زبان بہت استعمال کرتے ہیں۔"

آزاد کہتے ہیں: "اگر میر و سودا اور ان کی زبان میں فرق بیان کرنا ہو تو یہ کہہ دو کہ بہ نسبت عہد سودا کے دیوان میں اردو کا نوجوان چند سال چھوٹا ہے اور یہی امر کیا باعتبار مضمون اور کیا بلحاظ محاورۂ قدیم ہر امر میں خیال کر لو۔ چنانچہ کو کہ علامت مفعول ہے لہو اور کبھو کا قافیہ بھی باندھ جاتے تھے۔" میر و سودا و سوز کے دواوین کے تقابلی مطالعے سے اس نتیجے پر پہنچنا ممکن نہیں کہ سوز کی زبان قدیم تر ہے۔ دو چار قدیم الفاظ جو سوز کے یہاں ہیں۔ ممکن ہے میر و سودا کے یہاں نہ ہوں اور یہ بھی ممکن ہے کہ خود سوز کے یہاں بعض قدیم الفاظ جو میر و سودا کے یہاں ہیں نہ ملیں۔ رہے معیوب قوافی تو اس سے نہ میر کا کلام خالی ہے نہ سودا کا۔ یہ بحث تفصیل چاہتی ہے، اور اس کا اس وقت موقع نہیں۔

حسب ذیل اشعار جو فی الواقع سوز کے ہیں، آزاد نے سودا کی طرف منسوب کیے ہیں:

رستم رہا زمیں پہ نے سام رہ گیا | مردوں کا آسماں کے تلے نام رہ گیا
نہ تھا پیکاں[1] پہ کیا جو ہر جو نامہ تیر پر لکھا | اشارہ قتل کا قاتل نے کس تقصیر پر لکھا
جاتے ہیں لوگ قافلے کے پیش و پس چلے | ہے یہ عجب سرا کہ جہاں آئے بس چلے
صیاد اب تو کر دے قفس سے ہمیں رہا | ظالم پھڑک پھڑک کے پر و بال گھس چلے
خیال ان انکھڑیوں کا چھوڑ مت مرنے کے بعد از جا | دلا آیا جو تو اس میکدے میں جام لیتا جا

[1] دیوان میں اس طور پر ہے: "نہیں پیکاں پہ جو ہر نامہ ان نے تیر پر لکھا:- اشارہ قتل کا مجھ کو یہ کس تقصیر پر لکھا۔ صحیح یہی شکل ہے۔

Marfat.com

ذخیرہ محمد وقار مجید

... نے مطلع ذیل سوز کے نام سے لکھا ہے، لیکن نسخۂ مملوکۂ نیّر میں نہیں، اور جہاں تک مجھے یاد ہے، نیر صاحب کے مرتّبہ نسخے میں بھی نہیں ہے :-

دعویٰ کیا تھا گل نے اس رخ سے رنگ و بو کا — ماریں صبا نے دھولیں شبنم نے منہ پہ تھوکا

سوز کے اطوار و اخلاق کے ذکر میں آزاد لکھتے ہیں: "خاکساری نے سب جوہروں کو زیادہ تر چمکایا تھا۔" مجھے یاد نہیں کہ آزاد کے سوا کسی نے ان کے انکساری کی خاص طور پر تعریف کی ہو۔ دیوان[1] میں اگر خاکساری کے اشعار ہیں تو تعلّی کے بھی۔ ایک شعر جس کا مصرع آخر "اس یار کا کمال جو کچھ ہے سو ہے سو ہے" اوپر نقل ہو چکا ہے۔ کچھ اشعار اس جگہ درج ہوتے ہیں:

رستم تو آج تو ہے میدان کا سخن کے — اے سوز کس کو دعویٰ ہے تجھ سے ہمسری کا

سوز کے اشعار کا کیا پوچھنا ہے شاعرو — گفتگو میں اس کی پاتا ہوں نظیری کا دماغ

کہتے ہیں سبھی ریختہ اس دور میں لیکن — اس فن میں کوئی سوز کا استاد نہیں ہے

سوز کے مذہب کا ذکر آزاد نے نہیں کیا۔ یہ میں لکھ چکا ہوں کہ سوز فرخ آباد ہی میں مرید ہو چکے تھے۔ یہ بات تاریخ فرخ آباد "مصنفہ ولی اللہ" میں ہے۔[2] اس کتاب میں ان کے پیر کا نام محمد زاہد لکھا ہے اور ان کا ترجمہ بھی جہاں تک مجھے یاد ہے اس میں موجود ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ سنّی تھے، لیکن خود سوز شیعہ معلوم ہوتے ہیں۔ اشعار ذیل ملاحظہ ہوں:

روز محشر بود سیاہ چو قیر — چہرۂ منکران عید غدیر

زباں سے مرتضیٰ مشکل کشا کا منقبت کہتا — تو مذہب پر نصیری کے علی اللہ میں لکھتا

تجھے سوز کیا غم ہے تیرا تو والی — علی ولی ہے وصی نبی ہے

خلافت آن کر لے سوز بولی جو تجھے دیتے ہیں — جو چاہو آخرت اپنی تو حضرت شاہ کو پوجو

سات اور پانچ دل میں ثابت کر — جان سے مولا علی کا ہو تو نصیر

آزاد نے "گلزار ابراہیم" (جسے وہ "گلزار ابراہیمی" کہتے ہیں) سے سوز کے خط کی عبارت بنام علی ابراہیم خاں نقل کی ہے: "میر سوز شخصیت کہ ہیچ کس را از وحلاوتے جز سکوت و اکراہ حاصل نشود

---

[1] میں نے کبھی دیوان اور کبھی کلیات لکھا ہے، دونوں ایک ہیں۔ [2] یہ میرا قیاس ہے کہ مرید وہاں ہوئے تھے ... میں کسی شیعہ کا سنّی پیر سے مرید ہونا ناممکن نہ تھا۔ اس کا امکان بھی ہے کہ سوز پہلے سنّی رہے ہوں بعد کو شیعہ ہو گئے ...

Marfat.com

واین نیز قدرت کمال للّٰہیست کہ ہر کسے بلکہ خار و خسے نیست کہ بکار چند بیاید۔ س۔ اگر منکرے سوال کند کہ ناکارہ محض بیفتاد است۔ ج۔ انیست کہ تا مش سوختنیست" آزاد نے اپنی روش کے خلاف "دو تذکروں میں اس عبارت کو مطابق کیا۔ کوئی نسخہ مطلب خیز نہ نکلا" مطلب بالکل واضح ہے۔ یہ البتہ سمجھ میں نہ آیا کہ آزاد نے سوال کی جگہ 'س' اور جواب کے عوض 'ج' کیوں لکھا۔ "گلزار ابراہیم" کے جو نسخے میں نے دیکھے ہیں، ان میں سوال و جواب ہی ہے۔ اس سلسلے میں سوز کا ایک شعر پیش کیا جاتا ہے : ؎

بھلا اس سوز کی خلقت سے کیا منظور تھا حق کو　　　خدا ہی جانے کیا حکمت ہے یہ بھی اس کی خلاقی

اضافہ :۔

میر مہدی، داغ کی وفات سے متعلق "کلیات سوز" میں اشعار ہیں۔ از اں جملہ ایک یہ ہے :

کوئی پوچھے تو کیا بتاؤں اس کو　　　کس منھ سے کہوں کہ میر مہدی مر گئے

راقم نے سوز کو "صوفی مذہب" لکھا ہے۔

یہ واضح نہیں کہ سودا کا مفروضہ اعتراض "نکسے" پر تھا یا "اپا ہے" پر۔ نکسنا کے بعض صیغے دیوان یکرو میں آئے ہیں اور یکرو سودا کا معاصر ہے۔ "کلیات سوز" میں "نکسے" نہیں نکلے ہے، اور اس کا جو نسخہ اس وقت پیش نظر ہے، اس میں "اپا ہے" کی جگہ "اما ہے" ہے۔ اپاہ، اور اماہ دونوں "فرہنگ آصفیہ" میں نہیں۔ میں اس وقت اس لفظ کے متعلق کچھ کہنے سے قاصر ہوں۔

(نیا دور لکھنؤ۔ اگست ۱۹۶۳ء) ●●

Marfat.com

Shu'ara ke Tazkirey

A Biography-cum-anthology of Urdu & Persian Poets

by

Qazi Abdul Wadood

(d. 1984)

Khuda Bakhsh Oriental Public Library
Patna

Marfat.com